ارمغانِ امامِ ربانی

جلد نہم

ترتیب و تدوین

ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس

باہتمام

محمد ناظم بشیر نقشبندی مجددی

امام ربانی پبلیکیشنز لاہور پاکستان

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ارمغانِ امامِ ربّانی

ترتیب وتدوین

ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس

زرعی یونیورسٹی فیصل آباد

جلد نہم

باہتمام

محمد طاہر بشیر

امام ربانی پبلیکیشنز لاہور پاکستان

Marfat.com

297 504
1549
162209

سلسلہ اشاعت ۹

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ

نام کتاب	ارمغان امام ربانی (جلد نہم)
ترتیب وتدوین	ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس
پروف ریڈنگ	شاہد حسین
باہتمام	محمد ناظم بشیر نقشبندی مجددی
خطاطی	احمد علی بھٹہ
اشاعت	صفر المظفر ۱۴۴۰ھ اکتوبر ۲۰۱۷ء
ناشر	امام ربانی پبلیکیشنز لاہور
صفحات	826

— ملنے کا پتہ —

35-C کمرشل ایریا، این ایف سی ہاؤسنگ سوسائٹی لاہور، پاکستان

www.mujadidway.com

297.4 ارمغان امام ربانی، مرتب: محمد ہمایوں عباس شمس، ڈاکٹر
ارم

لاہور، امام ربانی پبلیکیشنز، 2018

826 ص

1۔ تصوف

فہرست

1	نعت شریف	مظفر وارثی	7
2	منقبت	محمد اویس ازہر مدنی	9
3	پیش گفتار	ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس	10

مقالات

4	تعلیمات حضرت مجدد	ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی	16
5	صوفیۂ خام: حضرت مجدد الف ثانیؒ کے افکار کا مطالعہ	ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس	22
6	سلسلہ نقشبندیہ کے نو مخطوطات کی اشاعت	محمد ناظم	33
7	جنگ آزادی ۱۸۵۷ء میں مجددی حضرات کا کردار	ڈاکٹر نوید ازہر	36
8	بیسویں صدی میں سلسلہ نقشبندیہ کی ہیئت مرکزی	ڈاکٹر عدنان طارق	67
9	حضرت شاہ فضل احمد معصومی پشاوریؒ	ڈاکٹر ولید زیاد (امریکہ)	78
10	فارسی نثر میں حضرت امام ربانی کی خدمات	ڈاکٹر انجم طاہرہ	94

Marfat.com

11	مکتوبات امام ربانی کی معاشرتی اہمیت	نادیہ عالم	106
12	فضائل الباری فی مناقب حاجی دوست محمد قندھاری	پروفیسر محمد سعد سراجی	135
13	سرہند اور کیتھل کے روحانی روابط	پروفیسر محمد اقبال مجددی صاحب	138
14	شیخ الاسلام عارف حکمت	پروفیسر محمد اقبال مجددی صاحب	146
15	حکیم رحیم الدین احمد طرب دہلوی	پروفیسر محمد اقبال مجددی صاحب	152

نوادرات سلسلۂ نقشبندیہ

عکسیات مبنی بر ذخیرۂ محمد اقبال مجددی

مخزونہ پنجاب یونیورسٹی، لائبریری

16	رسالہ ردو شبہات	166
17	معدن الجواہر	220
18	مکتوبات خواجہ غلام محی الدین قصوری	274
19	بستان المعرفت	399
20	ملفوعات عثمانی	420
21	رشحات عنبریہ	452
22	تذکرہ المصنفین دہلی	477

Marfat.com

23	جوہر ہاشمیہ	550
24	عقد اللآلی	622

تحقیقات (ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس)

25	رسائل وجرائد کے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نمبر	643
26	خواتین کے لئے منہج دعوت وارشاد (سلسلہ مجددیہ کے مکتوبات کی روشنی میں)	668
27	برصغیر میں فکر اسلامی کے احیاء میں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا کردار (تجزیاتی مطالعہ)	687
28	حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ بحیثیت محدث	715
29	مکتوبات امام ربانی کی روحانی وعرفانی معنویت اہل ایران کی نظر میں	737
30	دیوان رافت: تعارف وجائزہ	746
31	مکتوبات امام ربانی کی شروح (تعارف ومطالعہ)	757

Marfat.com

32	روداد: امام ربانی مجدد الف ثانی بین الاقوامی کانفرنس منعقدہ منعقدہ 19 نومبر 2018 بمقام فلیٹیز ہوٹل لاہور	محمد ناظم بشیر	770
33	سابقہ کانفرنسز میں پڑھے جانے والے مقالات		779

Article

34	Hajj and Islamic Revivalism in Mughal India	ڈاکٹر فراز انجم	3

Marfat.com

نعت شریف

میرا تو سب کچھ میرا نبی ہے
سیاہیاں مجھ میں داغ مجھ میں
جلیں اسی کے چراغ مجھ میں
اثاثہ قلب وجاں وہی ہے
میرا تو سب کچھ میرا نبی ہے
میرے گناہوں پہ اس کا پردہ
وہ میرا امروز میرا فردہ
ضمیر پر حاشیے اسی کے
شعور بھی اس کا وضع کردہ
وہ میرا ایماں میرا تیقن
وہ میرا پیمانہ تمدن
وہ میرا معیار زندگی ہے
میرا تو سب کچھ میرا نبی ہے
وہ میری منزل بھی ہمسفر بھی
وہ سامنے بھی پس نظر بھی
وہ ہی مجھے دور سے پکارے
اسی کی پرچھائی روح پر بھی
وہ رنگ میرا اسی کی خوشبو
میں اس کی مٹھی کا ایک جگنو
وہ میرے اندر کی روشنی ہے
میرا تو سب کچھ میرا نبی ہے

Marfat.com

اسی کے قدموں میں راہ میری
اسی کی پیاسی ہے چاہ میری
اسی کی مجرم میری خطائیں
اسی کی رحمت گواہ میری
اسی کا غم مجھ کو ساتھ رکھے
وہ ہی میرے دل پہ ہاتھ رکھے
وہ درد بھی ہے سکون بھی ہے
میرا تو سب کچھ میرا نبی ہے
ازل کے چہرے پہ نور اس کا
ظہور عالم ظہور اس کا
بہت سے عالی مقام آئے
خدا کے بعد اس کا نام آئے
وہ اولی ہے وہ آخری ہے
میرا تو سب کچھ میرا نبی ہے
نہ مجھ سے بار عمل اٹھے گا
نہ عذب ہی کوئی ساتھ دے گا
اگر کہے گا تو روز محشر
خدا سے میرا نبی کہے گا
سیاہیاں داغ صاف کر دے
اسے بھی مولامعاف کر دے
یہ میرا عاشق ہے وارثی ہے
میرا تو سب کچھ میرا نبی ہے

☆☆☆

Marfat.com

منقبت

عجب سرور ہے سر ہند کی فضاؤں میں
کہ ہے یہ شیخ مجدد کے در کی چھاؤں میں
نہ خوف کفر ہے نے ارتداد کا امکاں
گندھی ہوئی ہیں یہ تجدید کی عطاؤں میں
ہر ایک فرد ہے سنت کا پیرو کار یہاں
عیاں ہے چہرہ اسلام ان اداؤں میں
یہ رعب و دبدبۂ حضرت مجدد تھا
کہ آپڑے تھے شہنشاہ وقت پاؤں میں
گدائے شیخ مجدد کو پست کر پائیں
کہاں یہ حوصلہ موجود ہے بلاؤں میں
گدائے شیخ مجدد مجھے خدا کی قسم
جدا دکھائی دیا تو سبھی گداؤں میں
عجب خلوص تھا ازہر نوائے حضرت میں
کہ بازگشت ہے اس کی ابھی صداؤں میں

محمد اویس ازہر مدنی

Marfat.com

پیش گفتار

بسم اللہ الرحمن الرحیم

صلی اللہ علی حبیبه سیدنا محمد و آلہٖ وسلم

تہذیب اسلامی کا اساسی، کلیدی، اور امتیازی وصف یہ ہے کہ اس کی بنیاد عقیدہ ختم نبوت پر ہے، اس عقیدہ کی اثر پذیری اسلامی معاشرت کے ہر شعبہ میں صاف اور واضح طور پر محسوس کی جاسکتی ہے، یہی وجہ ہے کہ اس عقیدہ کے خلاف جب بھی کسی نے، کسی بھی طرح کی سازش کی کوشش کی، تہذیب اسلامی میں ایک شدید رد عمل ضرور آیا، دراصل یہ عقیدہ تہذیب اسلامی کی روح کی حیثیت رکھتا ہے اور جب کسی بھی رنگ میں اس پر سمجھوتا ہوگیا تو دین کی صورت ہی مسخ ہو جائے گی۔ اکبر (۱۵۵۶ء۔۱۶۰۵ء) کے عہد حکومت میں جادۂ مستقیم سے بھٹکے ہوئے مفاد پرست گروہ امراء وعلماء نے جس عقیدہ پر تشکیک پیدا کی وہ عقیدہ نبوت اور نبوت محمدی ہی تھا۔ کیونکہ یہ مفاد پرستوں کے اس گروہ کو بہرصورت یہ علم ضرور تھا کہ فکر اسلام اور تہذیب اسلامی پر حملہ آور ہونے کا یہی رستہ ہے۔ ان حالات کا ذکر کرتے ہوئے حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی (شب جمعہ ۱۴ شوال ۹۷۱ھ/۵ جون ۱۵۶۴ء۔ منگل ۲۸ صفر ۱۰۳۴ھ/۲۶ نومبر ۱۶۲۴) فرمایا کہ صورت یہ ہوگئی: ''اطباء بھی مرایض بن گئے'' ان حالات میں حضرت امام ربانی نے فکر اسلامی کی تشکیل میں جو کردار ادا کیا

Marfat.com

تاریخ نے اس کے عوض ''مجدد الف ثانی'' کے لقب سے نوازا آج اکبری فکر نے نام اور کام کا انداز بدل لیا، مگر بیماری وہی ہے: ''تشکیک کی''۔ اس لئے ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم اپنے دینی اور سیاسی معاملات کو ایمان اور یقین کامل کے ساتھ اس طرح سرانجام دیں کہ نبوت محمدی ہی ہمارا آسرا و سہارا ہے اس کے بغیر کوئی چارہ نہیں۔

کسی کا احسان کیوں اٹھائیں کسی کو حالات کیوں بتائیں
تمہیں سے مانگیں گے تم ہی دو گے تمہارے در سے ہی لو لگی ہے

(خالد محمود خالد، کراچی)

حضرت مجدد الف ثانیؒ نے اسی ایک در...... در حبیب خدا...... سے لو لگانے کا ہی درس دیا۔ کیوں کہ

یہی ہے خالد اساس رحمت یہی ہے خالد بنائے عظمت
نبی کا عرفان زندگی ہے نبی کا عرفان بندگی ہے

دور حاضر میں حضرت مجدد الف ثانی کی اس فکر کی ترویج و اشاعت میں جن لوگوں نے ان تھک کام کیا ان میں حضرت ڈاکٹر محمد مسعود احمد (۱۳۴۸ھ/۱۹۳۰ء۔ ۲۸/اپریل ۲۰۰۸ء) حضرت صوفی غلام سرور (جمعرات یکم جون ۱۹۴۴ء ...... جمعرات ۹/اپریل ۲۰۰۹ء) نمایاں ہیں۔ ان دونوں حضرات کا یہ یقین تھا کہ عصری، دینی، سیاسی اور معاشرتی مسائل کے لیے فکر مجددی ہی رہبر و رہنما بن سکتی ہے۔ ان بزرگوں نے اس حقیقت کو بھانپ لیا تھا کہ ''دین بیزاری'' کی ابتدا ''اسلاف بیزاری'' سے ہوتی ہے اس لیے انہوں نے اپنی تمام تگ و دو کو فکر مجددی کی اشاعت پر لگا دیا۔ صوفی محمد ناظم بشیر نقشبندی مجددی زید مجدہ نے اپنی بشری استعداد کی ساری طاقت کو اپنے شیخ کے کام کو آگے بڑھانے میں صرف کر دیا۔

Marfat.com

جدید ذرائع کو بھی جناب جانشین صوفی صاحب رحمۃ اللہ علیہ صوفی ناظم بشیر نے اس مقصد کے لیے استعمال کیا، کانفرنس بھی تسلسل کے ساتھ انعقاد پذیر ہو رہی ہے۔ ۱۹ نومبر ۲۰۱۷ء، ۲۸ صفر ۱۴۳۹ھ بروز اتوار عالمی امام ربانی مجدد الف ثانی کانفرنس کا انعقاد فلیٹیز ہوٹل میں ہوا۔ صدارت پیر طاہر حسین قادری نے کی جب کہ پیر نثار احمد جان سرہندی، ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی جسٹس نذیر احمد غازی اور عرفان اطہر قاضی مہمان خصوصی تھے۔ درج ذیل ملکی وغیر ملکی اصحاب علم نے اپنے مقالات پیش کیے۔

(i) ڈاکٹر انجم طاہرہ

(ii) ڈاکٹر نوید ازہر

(iii) ڈاکٹر محمد اکرم ورک

(iv) ڈاکٹر علی اکبر ازہری

(v) ڈاکٹر معین نظامی

(vi) عبدالرحمان اردوان (ترکی)

(vii) ڈاکٹر ولید زیاد (امریکہ)

(viii) ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس

(ix) ڈاکٹر مجیب احمد

(x) پروفیسر محمد اقبال مجددی

تلاوت اور کلام اقبال کی سعادت حافظ محمد احمد نے حاصل کی اور قاری نصیر احمد شرقپوری نے بارگاہ رسالت میں ہدیہ عقیدت پیش کیا۔ ۲۰۱۷ء کی اس کانفرنس میں حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ پر علمی و تحقیقی کام کرنے والے سکالرز میں شیلڈز بھی تقسیم کی گئیں۔

Marfat.com

علاوہ ازیں نادر مخطوطات کی کتابی صورت میں اشاعت کی تقریب رونمائی بھی ہوئی۔ جن کتب کی کتب کی تقریب رونمائی ہوئی ان کے نام درج ذیل ہیں۔

۱۔ ارمغان امام ربانی جلد ۸ (ترتیب ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس)

۲۔ فضائل الباری فی مناقب حاجی دوست محمد قندھاری (مع مقدمہ مفصل از پروفیسر محمد اقبال مجددی)

۳۔ رسائل خواجہ ہاشم کشمی

۴۔ بہجۃ النظار فی براءۃ الابرار (مع مقدمہ وملخص ترجمہ از پروفیسر محمد اقبال مجددی)

گویا عالمی امام ربانی کانفرنس ۲۰۱۷ء/۱۴۳۹ھ علمی وفکری دنیا میں معلومات کے اعتبار سے بھی ایک خوبصورت اضافہ تھی۔

ارمغان امام ربانی کی زیر نظر جلد (۹) میں کانفرنس میں پڑھے گئے کچھ مقالات کے علاوہ نقشبندی سلسلہ کے حوالہ سے انتہائی اہم/معلوماتی/نایاب مخطوطات، مقالات اور تحقیقات شامل ہیں۔

اظہار تشکر:

علمی وفکری کام کئی افراد کی عملی، علمی اور فکری روابط سے تشکیل پاتے ہیں۔ سٹیج پر بیٹھے افراد اور شائع شدہ کتب کے پس پردہ کتنے ہی ذہین دماغ اور ہاتھ کتنے عرصہ مصروف کار رہے تو یہ کام سامنے آیا، اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم اور نبی رحمت ﷺ کی نظر رحمت اور مشائخ مجددیہ کے فیضان سے ہی یہ سب کچھ ممکن ہوتا ہے جو احباب مختلف حوالوں سے اس مشن میں شریک کار رہے ان کا شکریہ ادا کرنا ضروری ہے۔

بالخصوص جانشین سرور ملت، حضرت صوفی ناظم بشیر نقشبندی مجددی کا، جو اپنے شیخ

Marfat.com

کے مشن کو اخلاص سے جاری رکھے ہوئے ہیں، بہرصورت درج ذیل اور دیگر تمام احباب کا شکریہ کہ وہ اس کارفکری میں کسی نہ کسی حوالے سے شریک کار رہے۔

ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی	جناب عرفان ظفر (چیف ایگزیکٹو ارحم سافٹ)
جناب جمیل اطہر سرہندی	جناب محمود صاحب (ارحم سافٹ)
جناب میاں محمد صادق قصوری	جناب رانا سیف اللہ
صاحبزادہ ابوالسرور محمد مسرور احمد	احسان الحق صدیقی
جناب محمد ناظم بشیر نقشبندی مجدی	ڈاکٹر کریم خاں
جناب ڈاکٹر عقیل احمد خان	پروفیسر حافظ عبدالمجید
جناب ڈاکٹر محمد فاروق حیدر	ڈاکٹر علی اکبر ازہری
جناب پروفیسر حافظ محمد نعیم	ڈاکٹر حسیب قادری
ڈاکٹر افتخار احمد خان	محمد شفیق عاصم
ڈاکٹر محمد اکرم ورک	خواجہ محبوب الٰہی
ڈاکٹر حافظ سجاد	حافظ ذوالفقار علی
ڈاکٹر مطلوب رانا	حافظ فخر الزماں
جناب خواجہ عمر فیاض	جناب شاہد حسین
محمد عارف کوریجہ	جناب محمد راشد مگھالوی
جناب رضاء الحسن قادری	رفعت اویس
ڈاکٹر عمرانہ شہزادی	

جناب ناظم بجا طور پر اس فکر کے امین ہیں جن پر حضرت صوفی رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

گامزن رہے۔ اس فکری جانشینی کی وجہ سے حضرت مجدد علیہ الرحمہ پر ہونے والے ان کاموں میں اساسی و بنیادی کردار کے حامل ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی کاوشوں کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس

مجدد الف ثانی سوسائٹی لاہور

۱۰؍محرم الحرام ۱۴۴۰ھ/۲۱ستمبر ۲۰۱۸ء

بروز جمعۃ المبارک بمقام حسیب شہید کالونی گلی نمبر ۱

فیصل آباد 0300-6659771

drhumayunabbas@gcuf.edu.pk

Marfat.com

تعلیمات حضرت مجدد

(انقلاب و اثرات)

ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی

صدر مرکز تحقیق، فیصل آباد

فکر مجدد کے حوالے سے بہت کچھ کہا گیا، بہت سی رہنمائی ہوئی، بہت سے زاویہ ھائے نظر سیدھے ہوئے۔ میں صرف ایک بات کہوں گا۔ حضرت امام ربانی کی تعلیمات کے اثرات آج تو ہیں، اعتراف بھی ہو رہا ہے، لیکن یہ اثرات اسی وقت نمایاں ہو گئے تھے جب وہ پیش کیے جا رہے تھے، پیش کرنے والا اتنا دلیر اور اتنا جرات مند مرد تھا کہ معاند حالات کے باوجود جو کہنا تھا وہ کہہ دیا، انہیں اس بات کا سبق دیا گیا تھا کہ شریعت اسلامیہ میں رخصت کی اجازت بھی ہوتی ہے، سجدہ تعظیمی کا جواز بھی لوگوں نے تلاش کر لیا تھا، دلائل بھی مرتب ہو گئے تھے، حضرت امام ربانی سے یہ کہا گیا تھا کہ آداب شاہی سے بچنے کے لیے یہ رخصت استعمال کر لیجئے تو جواب یہ ملا کہ میں عزیمت کا پیروکار ہوں رخصت کا پیروکار نہیں ہوں، اس دور میں عزیمت کا اظہار کرنا اگرچہ خفی حالت میں آ رہا تھا، میرے نزدیک سامنے کفر کھڑا ہو تو جہاد آسان ہوتا ہے، نہ ادھر ابہام ہوتا ہے نہ ادھر ابہام ہوتا ہے، لیکن سامنے وہ کھڑا ہو جو دین کا دعویٰ بھی کر رہا ہو مگر دین کی مصلحتوں سے انکار بھی کر رہا ہو تو ایسے کو پہچاننے کے لیے ہر ایک کی نظر کافی نہیں ہوتی، ایسے کے لیے مجدد ہی کی نظر چاہیے۔

بادشاہ، حکمران اسلام کا نام لے رہے تھے، خود امام ربانی نے اس بات کا

Marfat.com

اعتراف مکتوبات میں کیا ہے۔ بادشاہ وقت مسلمان بھی ہے اور سنی بھی ہے، اس کے اہلسنت ہونے کی خود شہادت بھی دے رہے ہیں، لیکن کیا کام تھا جو انہیں کرنا تھا، بہت مشکل ہوتا ایسے حالات میں کام کرنا، علامہ بیضاوی نے جب تفسیر بیضاوی لکھی تھی تو کسی نے کہا یہ تفسیر کیوں لکھی ہے کہا کہ تفسیر کشاف تو پہلے سے موجود ہے۔ علامہ زمخشری کی تفسیر تو موجود ہے، اسی پر تو آپ کام کر رہے ہیں، فرماتے ہیں اس کے اندر اعتدال آ گیا تھا، میں نے اعتدال کو کھینچ کھینچ کر نکالا ہے، یہ لفظ ہیں ان کے کہ جس طرح موچنے سے بال کھینچ کر نکالا جاتا ہے اس طرح میں نے اعتدال کھینچ کر تفسیر بیضاوی بنائی ہے۔ مجدد الف ثانیؒ کا کام بھی یہی تھا، چھپے ہوئے کفر کو نکالا ہے۔ دیکھئے سجدہ تعظیمی کا جواز نکالا گیا، بادشاہ کے آگے جھکنا معمول بن گیا تھا، لیکن کیا آپ جان بچانے کے لیے ایسا نہیں کر سکتے تھے۔ انکار کر دیا اور انکار کی شدت ہی اس قدر تھی کہ اس کے اثرات آ گئے۔ وہی جہانگیر جو گوالیار کے قلعے میں قید کر رہا تھا، تکلیفیں دے رہا تھا، استقامت مجددؒ دیکھئے کہ وہی جہانگیر سامنے ہاتھ جوڑ کر کھڑا تھا، یہ تھا انقلاب کو پیدا کرنا۔

حضرت مجدد نے کہا میں تیرا اسلام قبول کرتا ہوں، تیری نیکی مان لیتا ہوں لیکن کچھ شرائط ہیں اور ایک بھی شرط سے وہ انکار نہ کر سکا، سب کچھ منوا لیا، جو طاقت سے نہیں منوایا جا سکتا تھا وہ ایک طاقتور ذات کے ڈر سے منوا لیا، کتنا بڑا انقلاب ہے۔

دیکھئے! ایک طرف اکبر بادشاہ ہے جو خلافت خدائی کا دعویٰ کر رہا ہے، جو حج پہ جانے والوں کو روک رہا ہے۔ اس کا خط ہے۔ کہتا ہے کہ حج پر کیوں چلے گئے ہو یہ قبلہ گاہی حج ہے یہاں آ جایا کرو۔ اس قدر دین سے دور ہو گیا تھا، نظریات بھٹک گئے

Marfat.com

تھے، جہانگیر اسی کا بیٹا تھا، وہی نظریات لے کر آیا تھا، ایک بازار میں چلتے ہوئے عام آدمی کا عقیدہ بدلنا آسان ہوتا ہے کہ وہ تسلیم کرنے کی خور کھتا ہے۔ بادشاہ وقت تو خود ہی نہیں رکھتا تسلیم کرنے کی، وہ تو اپنی انانیت کا شکار ہوتا ہے، ایسی انانیت کے بت کو توڑنا کسی مرد جری ہی کا کام ہوتا ہے اور اس طرح توڑا کہ جھکالیا اپنے سامنے پھر کیا ہوا، تاریخ ہند گواہ ہے کہ شاہ جہاں کیا نکلا اور اورنگزیب دیکھئے، اورنگزیب ایسے نہیں بنتے، کسی مجدد کی ضرورت ہوتی ہے، اقبال جو فلسفہ ملوکیت کے سخت خلاف تھا، وہ بھی جب یہاں آیا ہے تو ٹھہر کے آیا ہے۔ اورنگزیب کے متعلق اس کا جملہ کہ چوں براہیم اندریں بت خانہ بود۔ ہندوستان کے بت کدے میں وہ ابراہیمؑ کی طرح آیا تھا......

تو ''چوں براہیم'' بنانے میں کردار کس کا تھا؟ کس نے اسے بدل کر رکھ دیا تھا، وہ حکمران جو قانون توڑ رہے تھے، جو شریعت اسلامی کا مذاق اڑا رہے تھے، وہ شریعت اسلامی پر کتاب مدون کرنے میں محرک بن گئے۔ فتاوی عالمگیری گواہ ہے کہ یہ انقلاب ہے اور پورے فتاویٰ میں بادشاہ وقت کی رعونت نظر نہیں آتی، مجدد الف ثانیؒ حنفی فقیہ تھے، وہ صوفی تھے اور یہ نہیں کہ صوفیاء باغی ہو جایا کرتے ہیں، وہ بار بار حنفی ہونے کا اعتراف کر رہے ہیں، انہوں نے امام ابوحنیفہؒ کے بارے میں بہت کچھ لکھا۔ اور ان کی عظمت کو سلام کیا، اور وہ یہ نصیحت بھی کرتے تھے کہ اپنی تعلیمات میں حنفی فقہ کو بھی شامل کرو اور یہاں تک کہہ دیا کہ اپنی تعلیمات میں تصوف شامل نہیں کر سکتے تو نہ کرو لیکن فقہ کو ضرور شامل کرو۔ یہ کیا تھا؟ ایک صوفی بول رہا تھا کہ ایک فقیہ بول رہا تھا؟

ان حالات میں جب علماء بھی شیخ اسلامی کے چکر میں پھنس گئے تھے۔ ابو

Marfat.com

الفضل اور فیضی کا علمی مرتبہ تو بڑا بلند تھا لیکن علمی فلسفہ سے کیا لیا۔ مجدد الف ثانی نے فرمادیا کہ علم بڑی طاقت ہے، یہ آیت اتری تھی کہ ☆ اور نبی پاک ﷺ پر اتری تھی لیکن آپ نے اس کے ساتھ دعا کا اضافی کیا تھا ☆ ''یا اللہ مجھے اس علم سے بچالے جو نفع بخش نہیں''، علم کی نفع کا درس مجدد الف ثانیؒ نے دیا، فرمایا اگر تین شرطیں نہ ہوں تو نہ صوفی بنتا ہے نہ عالم بنتا ہے۔ علم ہو، عمل ہو اور اخلاص ہو۔ تین شرائط قائم کردیں، ان پر دین بنتا ہے۔ علم کے بغیر نہیں بنتا، خانقاہوں سے علم اٹھ رہا تھا، وہاں جہالت کے دھبے تھے، مجدد الف ثانیؒ کے وجود کی برکت ہے کہ آج کہیں کہیں خانقاہوں میں علم کی دسترس نظر آرہی ہے، پیر علم پر عمل کرنا ضروری نہیں سمجھتے تھے، وہ اپنے آپ کو شریعت کے تمام مکلفات سے بالاتر سمجھتے تھے، مجدد الف ثانیؒ نے سب کا سر شریعت کے سامنے جھکا دیا، فرمادیا کہ یاد رکھو! قیامت میں بخشش کی امید رکھتے ہو تو یاد رکھنا قیامت میں تصوف کا سوال نہیں ہوگا بلکہ قیامت میں شریعت کا سوال ہوگا۔ یہ جملہ ایک صوفی کی زبان سے نکلا ہے کہ قیامت کے روز اگر پوچھا جائے گا شریعت کے بارے میں پوچھا جائے گا تصوف کے بارے میں نہیں پوچھا جائے گا، اس لیے سب سے بڑا فرض ہے کہ شریعت کے آگے سر جھکاؤ۔ فرمایا یہ شریعت اور طریقت اور حقیقت کی بات ہے اس کی ابتداء بھی شریعت ہے اور انتہاء بھی شریعت ہے، حقیقت اور طریقت تو راستے کے پڑاؤ ہیں جو شریعت کو آسان کرتے ہیں، یہ خادم ہیں شریعت کے، طریقت و حقیقت تو خادم ہیں شریعت کے، شریعت کو تو شروع سے لے کر آخر تک چلنا ہے۔ اور یہاں تک کہہ دیا کہ پیر کتنا بڑا ہو اس کی بات کو رسول اللہ ﷺ کے قول کے مطابق دیکھا کرو، اگر وہ نہ ماننے سے انکار کردیا کرو۔ یہ تھا وہ انقلاب جو پیدا کیا،

Marfat.com

آپ یہ دعا فرماتے کہ یا اللہ کفر سے بچا کر رکھنا، وہاں اتحاد بین الادیان کے دعوے ہو رہے تھے، وہاں دین کو دین سے ملانے کی باتیں ہو رہی تھیں کہہ رہے تھے کہ سارے دین اللہ کی طرف جاتے ہیں، ہر خط جو مرکز سے جاتا ہے اور محیط تک جاتا ہے برابر ہوتا ہے، صوفیاء یہ باتیں کر رہے تھے اس دور میں کہ دائرے سے جو خط نکلتا ہے مرکز سے وہ برابر ہوتا ہے اس لیے کسی کو ترجیح حاصل نہیں ہے۔

مجدد الف ثانی نے کھل کر اس کی مخالفت کی ،فرمایا قرآن تو لکم دینکم ولی دین کی پکار دے رہا ہے، قرآن تو کہہ رہا ہے کہ تمہارا دین تمہارا ہے میرا دین میرا ہے، قرآن تو دین کی تقسیم کر رہا ہے، تم دین پر ناحق باتیں کیسے کہ سکتے ہو۔ ایک ایک بات سوچیے۔

میں دیکھ رہا تھا کہ ایک خط لکھ رہے ہیں کسی کو کہ فلاں آدمی ہے مسلمان ہے، شاعری کرتا ہے کفری تخلص رکھ لیا ہے۔ سخت ناراض ہو کر خط لکھ دیا کہ کفر کی کوئی نسبت بھی اچھی نہیں ہوتی، ختم کرو اس کو۔ دین دیا گیا ہے ۔ آیت تمہارے سامنے ہے۔ صوفی ہو تو بھی خانقاہ سے مدینہ دیکھو، درس گاہ میں بھی ہو تو وہاں بھی اصحاب صفہ کی منزل دیکھو۔ الغرض جہاں بھی ہو نظر وہیں رہنی چاہئے۔

یہاں میں بڑی جسارت کرنے لگا ہوں کہ میں اس درگاہ کو درگاہ ہی نہیں مانتا جس درگاہ میں کھڑا ہو کر مدینہ نظر نہیں آتا۔ یہ درگاہ ہیں مرکز نہیں ہیں یہ نشان منزل ہیں منزل مدینہ ہے۔ یہی سبق دیا تھا مجدد الف ثانیؒ نے کہ چھوڑ دو سب کو، کچھ نہ کہو۔

مجھے خط پڑھ کر حیرت ہوتی ہے۔ حضرت خواجہ باقی باللہؒ نے خط لکھا خواجہ عبد الحق محدث دہلویؒ کو کہ عبد الحق یہ بتاؤ شریعت اسلامیہ کی رو سے بندہ اپنے رب کے

Marfat.com

قریب کب جا سکتا ہے؟ ایک صوفیاء کا امام ایک محدث سے پوچھ رہا ہے۔ حضرت شیخ محدث نے جواباً خط لکھا ان کے مکتوبات میں آج بھی شامل ہے۔ کہا حضرت صاحب مجھے تو یہی حدیث ملی ہے کہ بندہ اپنے رب کے نزدیک سجدے کی حالت میں ہوتا ہے، مومن کی معراج سجدہ میں ہے اسی میں قرب ملتا ہے۔ یہ تھا پیغام جو دیا تھا شریعت کو توڑ کر آگے نکل جانا، شریعت کے بارے میں مذاق تک کرتے چلے جانا، کیا یہ علم ہے؟ علم کا انکار نہیں ہے..... سواطع الالھام تفسیر جب دیکھی ہے، فیضی کا علم نظر آتا ہے، فیضی کی منہ شگافیاں نظر آتی ہیں دفتر ابوالفضل جب بھی پڑھا ہے ابوالفضل کی کتابت کے جوہر نظر آئے ہیں۔

علم جب تک واردات نہیں بنتا ناقص ہوا کرتا ہے، علم کو واردات بن جانا چاہئے، انسان کے ضمیر کا حصہ بن جانا چاہئے،

صرف معلومات علم نہیں، اگر معلومات علم ہے تو کمپیوٹر آپ سے زیادہ جانتا ہے۔ کیوں علم حاصل کرنے جاتے ہو۔ کیوں بڑے سے بڑا صوفی بھی امام ابوحنیفہ کی صف میں بیٹھا ہوتا ہے؟

اسی لیے مجدد الف ثانیؒ نے لوگوں کو شریعت کی طرف جھکایا ہے اور کہا کہ ایک ہی وجود جس کے سامنے جھکنا ہے۔ انہی کی بات ماننی ہے۔ ان کی بات کسی پیر کے منہ سے نکلے تو پیر قابل قدر ہے کہ کیا اچھی بات کہہ رہا ہے۔ اگر ایسی بات نہیں نکلی ہوئی بات کو دور کر دینا ہے۔ یہ پیغام دیا تھا، اسی لیے شریعت پر چلے، اسی لیے یہاں اسلام بچا ہے۔ برصغیر میں اسلام کا بچنا بہت بڑی بات ہے، یہاں تو گمراہی کا دور دورہ تھا۔ ملفوف ماورائیت انسانوں کے ذہنوں کو مسخر کر رہی تھی، جدلیت کی ہمہ ہمی

Marfat.com

تھی۔انسان چکر میں آ گئے تھے،مجدد الف ثانیؒ نے نکالا اس چکر سے، یہ بصیرت تھی، عالم تھے علم کی بات کی ہے۔

ایک خط لکھتے لکھتے آخر میں یہ بات لکھتے ہیں...... میری تو نصیحت یہ ہے کہ محمد عربی کا بروی ہر دو سرا است .... کسے کہ خاک درش نیست خاک برسر اوست یہی پیغام ہے مجدد الف ثانیؒ کا۔ یہی پیغام آج زندہ ہونا چاہئے۔صوفیاء کو اپنی درگاہوں میں رسول اللہؐ کی شریعت کی پیروی کرنی چاہئے۔

قرآن مجید میں ہے فَاِنَّکَ بِاَعْیُنِنَا ترجمہ: ''اے نبی ﷺ آپ ہماری نظروں میں ہیں'' میں نے بہت سوچا کہ چلتے پھرتے ہوں گے ،نظر میں ہوں گے۔اٹھتے بیٹھتے ہوں گے تو نظر میں ہوں گے۔اب تو قبر انور میں چلے گئے،اب رب کی نظر میں کون ہے؟ تو اسی بات پر یقین آیا کہ آج بھی میرا پروردگار اپنے رسول ﷺ کو تلاش کر رہا ہے۔جس وجود میں رسول ﷺ کی جھلکیاں دیکھ لیتا ہے اسے ہی پیار کرنے لگتا ہے۔وجود معتبر نہیں ہے، وجود کا وہ حصہ معتبر ہے جس حصے میں اتباع رسول چلی جائے ،وہی اللہ کو پسند ہے۔آئیے! مجدد الف ثانیؒ کے اس قول پر عمل کریں کہ اپنے آپ کو رسول اللہ ﷺ کے آگے جھکا دیں ،صحابہ کے خدمت گزار بن جائیں۔صوفی کتنا بھی بڑا ہو جائے صحابی نہیں بن سکتا، نبی تو بڑی دور کی بات ہے۔فرمایا ولی بڑے سے بڑا ہو جائے چھوٹے سے چھوٹے صحابی جیسا بھی نہیں ہو سکتا۔خواہ ولی اویس قرنیؒ ہی کیوں نہ ہو کیوں کہ رسول اللہ ﷺ کا چہرہ مبارک نہیں دیکھا ہے۔اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ اس چہرے کی منزلت ذہن میں رہے۔ایک تابعی نے حضرت عمر بن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا، یہ وہ صحابی ہیں جنہوں نے مصر

Marfat.com

فتح کیا، فاتح مصر ہیں۔ پوچھا عمر بن عاص رسول اللہ ﷺ کا چہرہ کیسا تھا؟ کہا تمہیں خبر ہے، ہم کیسے بیٹھتے تھے، ہم سر جھکا کر بیٹھتے تھے، حدیث میں موجود ہے کہ صحابہ اس طرح بیٹھے ہوتے تھے جس طرح پرندے سروں پر بیٹھے ہوتے تھے۔ کہا دیکھا نہیں، کہا دیکھا...... علامہ عبداللہ ابن بر نے حدیث نقل کی ہے، کہا جب بھی ان ﷺ کے چہرے پر نظر پڑی ہے وہ مجھے قرآن کا ورق نظر آیا۔ صحابی نے قرآن رسول اللہ ﷺ کے چہرے پر پڑھا ہے، ہم نے کاغذ پر پڑھا ہے، فرق بڑا ہے۔

Marfat.com

صوفیۂ خام

حضرت مجدد الف ثانیؒ کے افکار کا مطالعہ

صحیح اور سقیم، حق اور باطل کی نمائندگی کرنے والے افراد ہر دور میں مختلف رہے ہیں لیکن بنیادی نقطہ ہائے نظر دو ہی ٹھہرے، ایک نے ہدایت اور صراط مستقیم کی نمائندگی کی اور دوسرے نے گمراہی وضلالت کی۔ انبیائے کرام علیہم السلام اوران کے جانشینوں نے ہمیشہ اور ہر دور میں مشن انبیاء کا پرچار کیا، اس مشن میں محور ومرکز ذات انبیاء بنی اور دوسرے گروہ نے ابلیسی مشن کے لیے تگ ودو کی اور تلبیسی حربوں کے ذریعہ انسانیت کو سراب کا شکار کیا۔ اخلاص وللّٰہیت پہلے گروہ کا خاصہ اور منافقت و عیاری دوسرے گروہ کی پہچان بنی۔ تلبیسی حربے استعمال کرنے والوں کے چنگل میں ہمیشہ لوگ سادگی، کم علمی اور غلط فہمی کی بنیاد پر پھنستے رہے اور ملمع کاری کی وجہ سے لوگ دھوکہ کھاتے رہے کیونکہ ابلیسی قوتیں ہر آدمی کے مزاج وذوق کے مطابق گمراہ کرنے کے لیے آمادہ رہتی ہیں۔

جس طرح حدیث کی حجیت و اہمیت اور ضرورت کو دیکھ کر لوگوں نے احادیث وضع کرنا شروع کر دیں مگر علمائے ربانین اور ائمہ حدیث نے واضعین کے مکروہ عزائم کا پردہ چاک کیا۔ اسی طرح صوفیہ جن کے ذمہ اصلاح باطن اور اخلاق عالیہ کی ترویج تھا، ان کے بھیس میں لوگ جانشین ابلیس بن کر طاغوتی فکر کی اشاعت

Marfat.com

میں مگن رہے مگر مخلصین ہر دور میں ان لوگوں کی عیاریوں کو طشت از بام کرتے رہے۔ شیخ علی ہجویری، امام شعرانی اور حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین جیسے صاحبان علم وعمل نے ان گمراہ کن عناصر کی فریب کاریوں سے عامۃ الناس کو آگاہ کر کے خدمت انسانی اور مشن نبوی کی پاسبانی کا عظیم فریضہ انجام دیا۔

حضرت مجدد الف ثانی (م:۱۰۳۱ھ) کے دور میں ابلیسی قوتوں کی نمائندگی، وقت کا حکمران کر رہا تھا۔ طاغوتی قوتیں اس کی نگرانی میں فکر اسلامی کی بنیادوں کو منہدم کرنے کے درپے تھیں۔ ان مشکل حالات میں حضرت امام ربانی نے اپنی تحریروں میں علماء وصوفیہ کے کردار پر سخت تنقید کی اور ان کے منصب کے تقاضوں سے انہیں آگاہ کیا، علمائے سوء اور صوفیائے خام کی اصطلاح آپ نے بکثرت استعمال کی۔

آپ نے صوفیہ کے دینی دائرہ کار کو واضح طور پر بیان کر دیا۔ اسی کے واضح نہ ہونے کی وجہ سے ہر دور میں گمراہیاں جنم لیتی ہیں۔ آپ کے درج ذیل الفاظ سنہری حروف میں لکھے جانے چاہیں: ''عمل صوفیہ در حل وحرمت سند نیست ہمیں بس نیست کہ ما ایشاں را معذور داریم وملامت نکنیم وامر ایشاں را بہ حق سبحانہ وتعالیٰ مفوض داریم، اینجا قول امام ابوحنیفہ، وامام ابی یوسف وامام محمد معتبر است، نہ عمل ابی بکر شبلی وابی حسن نوری''۔ (سرہندی شیخ احمد، مکتوبات امام ربانی، تہران دفتر اول مکتوب ۲۶۶)

صوفیہ کا عمل حل وحرمت میں سند نہیں۔ کیا ان کے لیے یہی کافی نہیں کہ ہم ان کو معذور سمجھیں اور ان کو ملامت نہ کریں اور ان کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیں۔ یہاں تو امام ابوحنیفہ، امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کا قول معتبر ہے نہ کہ ابو بکر شبلی اور ابوالحسن نوری کا عمل۔

Marfat.com

اسی مکتوب میں آپ نے یہ بھی وضاحت کردی کہ پیروں کے عمل کا بہانہ بنا کر اطاعت وفرمانبرداری سے منہ موڑنے والے صوفیہ خام ہیں۔ وہ قرآن کی روشنی میں اس طرز عمل کو لھو ولعب قرار دیتے ہیں۔ مکتوب کی اصل عبارت یہ ہے:

صوفیانِ خام این وقت عمل پیران خود را بہانہ ساختہ، سرود ورقص رادین و ملت خود گرفتہ اندو طاعت و عبادت ساختہ اولئک الذین اتخذو دینھم لھوا ولعبا. (ایضا)

اس بے عملی کے علاوہ ایک اور اہم چیز جس کو صوفیائے خام کے ہاں معیار ولایت سمجھا جاتا ہے وہ کرامات وخرق عادت واقعات ہیں مگر یہ کبھی بھی حقیقی صوفیہ کے ہاں معیار نہیں رہا۔ اصل کرامت شریعت مطہرہ پر عمل ہے۔ اس عمل کے صلہ میں اگر کوئی انعام عطا ہوتا ہے تو صرف وہ معیار ولایت نہیں۔ میر محمد نعمان کو ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں: ''جان لیں کہ خوارق وکرامات کا ظہور ولایت کے لیے شرط نہیں اور جس طرح علماء خوارق وکمالات کے حصول کے مکلّف نہیں ہیں۔ اسی طرح اولیاء بھی خوارق کے ظہور کے مکلّف نہیں کیونکہ ولایت سے مراد قرب الٰہی جل سلطانہ ہے جو نسیان ماسوی کے بعد حق جل وعلا اپنے اولیاء کو عنایت فرماتا ہے۔ بعض کو یہ قرب عطا فرمایا جاتا ہے مگر احوال غیب کی اطلاع نہیں دی جاتی اور بعض کو دونوں چیزیں ملتی ہیں۔ تیسرے وہ جن کو قرب کی دولت سے کچھ نہیں ملتا لیکن غیب پر اطلاع مل جاتی ہے۔ یہ تیسرا شخص اہل استدراج سے ہے کہ جس کے نفس کی صفائی نے اس کو مغیبات کے کشف میں مبتلا کر کے گمراہی میں ڈال دیا ہے۔'' (ایضاً دفتر دوم، مکتوب ۹۲)

Marfat.com

حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ نے خواجہ باقی باللہؒ کے صاحبزادگان کو ایک مکتوب تحریر کیا جس میں کلامی مباحث پر تفصیل سے روشنی ڈالی گئی۔ یہ مکتوب ظاہر کرتا ہے کہ بنیادی کلامی مسائل سے ناواقف کا شمار بھی صوفیائے خام میں ہی ہوتا ہے۔ درج بالا امر کے حوالہ سے اس مکتوب کا یہ اقتباس بھی لائق مطالعہ ہے۔ اس میں آپ نے ایسے امور کو لہو ولعب میں داخل فرمایا ہے:

وایضاً مقصود از سلوک طریقہ صوفیہ نہ آن است صور واشکال غیبی رامشاہدہ نمابندو انوار والوان را معاینہ کنند، ایں خود داخل لہو ولعب است۔

(ایضاً دفتر اول مکتوب ۲۶۶)

اس کے لھو ولعب میں داخل ہونے کی وجہ یہ بیان کی ہے کہ یہ انوار اور غیبی شکلیں مخلوق ہیں اور اس مخلوق کے لئے عبادت وریاضت کس قدر نقصان کی بات ہے۔ (ایضاً)

درج بالا مباحث سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ لہو ولعب میں مشغول لوگ ''صوفیۂ خام'' ہیں۔ یہ لہو ولعب علمی، عملی اور اعتقادی جس اعتبار سے بھی ہو قابل قبول نہیں۔ ایسے لوگ فساد کا سبب ہیں اور ان کا فساد متعدی ہے یعنی دوسرے بھی اس سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ حضرت مجددؒ نے اپنے زمانہ کے صوفیہ کے احوال پر یہ تبصرہ باین الفاظ کیا۔

واکثر جھلای صوفی نما این زمانہ حکم علماء سوء دارند۔
فساد اینھا نیز فساد متعدی است (ایضاً دفتر اول مکتوب ۴۷)

Marfat.com

عملی کوتاہیوں کے اعتبار سے آپ نے جن امور کی طرف توجہ دلائی وہ بھی بہت اہم ہیں:

صوفیۂ خام ذکر و فکر را از اهم مهمام دانسته، دراتیان فرائض و سنن مساهلات می نمایند و اربعینات و ریاضات را اختیار نموده ، ترک جمعه و جماعت می کنند . نمی دانند که ادای یک فرض به جماعت از هزاران اربعین ایشان بهتراست . آری ! ذکر و فکر بامراعات آداب شرعیه بهتر ومهم تراست. (ایضاً دفتر اول، مکتوب ۲۶۰)

صوفیائے خام ذکر اور فکر کو اہم ترین ضروریات جان کر فرائض اور سنتوں کی بجا آوری میں سستی کرتے ہیں اور چلوں اور ریاضتوں کو اختیار کر کے جمعہ اور جماعت کو ترک کر دیتے ہیں۔ وہ یہ نہیں جانتے کہ ایک فرض کا جماعت کے ساتھ ادا کرنا ان کے ہزار چلوں سے بہتر ہے۔ ہاں آداب شرعیہ کی رعایت کے ساتھ ذکر وفکر میں مشغول ہونا بہت بہتر اور اہم ترین کام ہے۔

عصر حاضر میں صوفیائے خام کے زیر اہتمام رات دیر تک جاری رہنے والی محافل جن میں فرائض ترک ہوتے ہیں، پھر نماز فجر سے محرومی رہتی ہے، ایسی محافل بھی اسی میں شامل ہیں۔ عصر حاضر میں صوفیائے خام کی ایک اور بیماری اور پیدا کئے جانے والے وساوس پر محمد مقیم قصوری کے نام خط میں حضرت مجددؒ نے تحریر کیا:

یہ بھی جان لینا چاہیے کہ المجاز قنطرة الحقيقة (مجاز حقیقت کا پل ہے) اس صورت میں ہے جب کہ مجاز کی گرفتاری درمیان میں نہ آئے (بلکہ ایک نظر

Marfat.com

کے بعد) نظر ثانی کی نوبت نہ پہنچے پس وہ نظر اولی ہی ہے جو حقیقت کا پل ہے اور جس کی نسبت مخبر صادق علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا النظرۃ الاولی لک گویا لک سے اس دولت کے حاصل ہونے کی طرف اشارہ فرمایا ہے اور عیاذًاباللہ سبحانہ مجاز کی گرفتاری درمیان میں آ گئی۔ نظر ثانی تک نوبت پہنچ گئی تو وہی حقیقت تک پہنچنے کا مانع ہے، وہ قنطرۃ تو کیا بلکہ وہ تو ایک بت ہے جو اپنی پرستش کی طرف بلاتا ہے اور ایک دیو ہے جو حقیقت سے برگشتہ کرتا ہے اسی لیے مخبر صادق علیہ وعلی آلہ والصلوٰۃ والسلام نے نظرۂ ثانیہ کو مضر جانتے ہوئے النظرۃ الثانیہ علیک فرمایا ہے اور اس سے زیادہ کون سی چیز مضر ہوگی جو حق سے باز رکھے اور باطل میں گرفتار کرے۔ اور جاننا چاہیے کہ پہلی نظر بھی اس وقت فائدہ مند ہے جبکہ اپنے اختیارات سے نہ ہو اور اگر اپنے اختیار سے ہوگی تو وہ بھی نظرۂ ثانیہ کا حکم رکھتی ہے۔ اس مطلب کے اثبات کے لیے آیہ کریمہ قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ (آپ مومنوں سے فرمادیں کہ اپنی نظروں کو نیچا رکھا کریں) کافی ہے۔

صوفیائے خام اس عبارت کے معنی نہ سمجھنے اور غلط معنی کرنے کی وجہ سے وہ حسین شکلوں کے ساتھ تعلق پیدا کر لیتے ہیں اور ان کے ناز و انداز پر فریفتہ ہو جاتے ہیں۔ اس طرح پر کہ اس (عشق و محبت) کو حقیقت تک پہنچنے کا وسیلہ اور مطلوب کے حاصل ہونے کا زینہ بنائیں، ہرگز ایسا نہیں ہے، بلکہ یہ امر سراسر مطلوب کا سدِّ راہ اور مقصود کے حاصل ہونے کا حجاب ہے اور یہ ایک باطل ہے جو ان کی نظر میں مزین و آراستہ ہو گیا ہے اور وہ دھوکے میں آ کر اس کو حقیقت سمجھ بیٹھے ہیں۔ ان میں سے بعض صوفی ان صورتوں کے حسن و جمال کو حق جل شانہ کا حسن و جمال سمجھ کر ان کی گرفتاری کو عین حق تعالیٰ کی

Marfat.com

گرفتاری جانتے ہیں اوران کے مشاہدے کوحق تعالیٰ کا مشاہدہ خیال کرتے ہیں اور ان میں سے بعض کہتے ہیں۔

امروز چوں جمال تو بے پردہ ظاہرست
در حیرتم کہ وعدۂ فردا

(ایضاً، دفتر سوم، مکتوب ٦٦، نیز یہ مضامین دفتر سوم کے مکتوب ٦١ میں بھی ہیں۔)

دورحاضر میں صوفیہ کی اکثریت ''گرفتار بہ مجاز'' ہےاور یہ مجاز ہر مادی جہت کے اعتبار سے ہے۔اسی مادی جہت کوعصر حاضر کے صوفیہ خام نے ''حقیقت'' سمجھ لیا ہے۔حضرت امام ربانی نے اس مکتوب میں مجاز کی ان تمام صورتوں پر ضرب لگائی اور یہ سمجھانے کی کوشش کی کہ مجاز میں گرفتار ہوکر حقیقت کو پالینے کا دعویٰ محض افسانہ ہے۔

حضرت مجدد الف ثانیؒ صوفی اسے شمار کرتے ہیں جو عالم شریعت ہو۔ایک سوال قائم کرنے کے بعد اس کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں: ''یہاں کوئی یہ سوال نہ کرے کہ (ماسوااللہ میں) گرفتار طالب علم (ماسوااللہ سے) آزاد صوفی سے کس طرح مقدم ہوگا۔ہم اس کے جواب میں کہتے ہیں کہ اس سائل نے بات کی حقیقت کو حاصل نہیں کیا اور طالب علم باوجود (ماسوااللہ کی) گرفتاری کے خلقت کی نجات کا سبب ہے کیونکہ احکام شرعی کی تبلیغ اس کو حاصل ہے اگرچہ خود اس سے نفع حاصل نہیں کرتا اور صوفی نے (ماسوااللہ) سے آزادی کے باوجود اپنے نفس کو آزاد کرلیا ہے (اس لیے خلقت سے اس کا کوئی تعلق نہیں رہا ہے اور یہ بات ثابت ہے کہ جس شخص کے ساتھ بکثرت لوگوں کی نجات وابستہ ہو وہ اس شخص سے بہتر ہے جو صرف اپنی نجات کے درپے ہو۔ہاں البتہ جس صوفی کو فنا و بقا اور سیر عن اللہ و باللہ کے بعد دنیا (مخلوق) کی

Marfat.com

طرف لوٹا دیا گیا ہو اور خلقت کی دعوت (یعنی مخلوق کو راہ راست کی طرف لانے کا فریضہ انجام دینے) کے مقام پر لے آئے ہوں اس کو مقام بخت سے حصہ حاصل ہے چنانچہ وہ شریعت کی تبلیغ کرنے والوں میں داخل ہے اور وہ بھی علمائے شریعت کا حکم رکھتا ہے۔ (مکتوب ۴۸ دفتر اول)

اس مکتوب میں جن کو ''......داخل مبلغان شریعت است وحکم علماء شریعت دارد'' میں شامل کیا ہے وہی دراصل حقیقی صوفیہ ہیں اوران سے ماسوا صوفیۂ خام کے درجہ میں ہیں۔

آخر میں خلاصہ کے طور پر صوفیہ کو کی گئی نصیحت بڑی اہمیت کی حامل ہے اور اس مبحث میں فکر مجدد کی آئینہ دار بھی، ملاحظہ فرمائیں:

وصوفیه وقت نیز اگر برسر انصاف بیایند و ضعف اسلام و افشای کذب راملاحظه کنند، باید که درماورای سنت تقلید پیران خود نکنند و امور مخترعه رابه بهانه عمل شیوخ، دیدن خود نگیرند، اتباع سنت البته منجی است و مثمر خیرات و برکات و درتقلید غیر سنت، خطر و خطراست وما علی الرسول الاالبلاغ (ایضاً دفتر دوم مکتوب ۲۳)

صوفیائے وقت بھی اگر انصاف سے کام لیں اور اسلام کے ضعیف ہونے اور جھوٹ کے شائع کرنے کو ملاحظہ فرمائیں تو ان کو چاہیے کہ سنت کے خلاف امور میں اپنے پیروں کی تقلید نہ کریں اور اپنے شیوخ کے عمل کا بہانہ بنا کر امور مخترعہ کو اپنی عادت نہ بنائیں۔ سنت کا اتباع یقیناً نجات

Marfat.com

دینے والا اور خیرات و برکات بخشنے والا ہے اور سنت کے خلاف امور کی تقلید میں خطرہ ہی خطر ہے۔ وما علی الرسول الا البلاغ۔

یہ نصیحت انہوں نے اپنے دور کے صوفیہ کو کی مگر آج بھی اس میں اتنی ہی صداقت ہے جتنی اس دور میں تھی اور اس نصیحت کی آج ماضی سے کہیں زیادہ ضرورت ہے۔ وما علی الرسول الا البلاغ کے ذریعہ اس حقیقت کے اظہار میں تاکید پیدا کر دی۔

درج بالا اقتباسات سے یہ حقیقت ثابت ہوتی ہے کہ اتباع رسول ﷺ میں روز و شب گزارنے والے ہی حقیقی صوفی ہیں اور دیگر صوفیۂ خام۔

Marfat.com

سلسلہ نقشبندیہ کے نو نادرالوجود قلمی نسخوں کی عکسی اشاعت

نہایت مسرت کے ساتھ یہ اعلان کیا جارہا ہے کہ ہمارے ادارہ امام ربانی پبلی کیشنز، لاہور نے اس کانفرنس کے موقع پر نو بہت ہی منفرد مخطوطات عکسی صورت میں شائع کیے ہیں، جو اس وقت آپ کے سامنے آویزاں ہیں۔

اس سے پہلے ہمارے ادارہ نے نے ۲۰۱۶ء کو امام ربانی مجدد الف ثانی کے نامور خلیفہ حضرت شیخ آدم بنوری کی سلوک پر کتاب خلاصۃ المعارف (دو جلدیں) شائع کی تھی، پھر رب کریم کی عنایت سے ۲۰۱۷ء کو ہم نے سلسلہ نقشبندیہ کے تین مزید لیکن منحصر بفرد قلمی نسخے شائع کیے، یعنی رسائل خواجہ محمد ہاشم کشمی، بہجۃ النظار فی براۃ الابرار (در دفاع حضرت مجدد الف ثانی) اور فضائل الباری (ملفوظات حاجی دوست محمد قندھاری) اور ارمغان امام ربانی کی آٹھویں جلد میں اس سلسلہ کے چھوٹے مخطوطات یعنی رسالہ وحدت الوجود (تالیف مولانا عبداللہ لبیب سیالکوٹی)، کمالات مظہریہ (احوال میرزا مظہر جان جاناں شہید) اور مجمع التواریخ (قطعات تاریخ وفات اولیاء) شامل کیے تھے اس جلد میں ڈاکٹر ہمایوں عباس شمس صاحب کے مرتبہ دو متوں رسالہ صاحبیہ اور کحل الجواہر بھی طبع کیے گئے ہیں۔

اب اللہ تعالیٰ کی بے پایاں رحمت سے ہمیں مزید چار نہایت اہم اور یونیک مخطوطات کی اشاعت کی توفیق ہوئی ہے، جن میں قران السعدین (حالات

Marfat.com

حضرت شیخ محمد سعید لاہوری (ف ۱۱۴۵ھ/۳۲-۱۷۳۲ء) مناقب مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی (ف ۱۱۷۴ھ/) ، مناقب مخدومین (احوال حضرت شاہ صفی اللہ معصومی (ف ۱۲۱۲ھ/ ۱۷۹۶ء) اور مخدوم محمد ابراہیم ٹھٹھوی (ف ۱۲۲۵ھ/۱۸۱۰ء) اور رسائل در انساب اولاد حضرت مجدد الف ثانی کتابی صورت میں بہت عمدہ اور جالب توجہ انداز میں شائع کی ہیں۔

حسب سابق اس مرتبہ ارمغان امام ربانی کی نویں جلد میں بھی پانچ بہت ہی یونیک چھوٹے مخطوطات کے عکس شامل کئے ہیں، یعنی رسالہ ردشبہات برکلام حضرت مجدد الف ثانی (تالیف شاہ محمد یحییٰ فرزند اصغر حضرت مجدد الف ثانی) معدن الجواہر (احوال حضرت شیخ صبغۃ اللہ بن حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی) مکتوبات حضرت خواجہ غلام محی الدین قصوری خلیفہ حضرت شاہ غلام علی دہلوی اور ملفوظات عثمانی کا وہ جز شائع کیا ہے جو آپ کے مطبوعہ مجموعہ ملفوظات فوائد عثمانیہ میں نہیں ہے، رشحات عنبریہ (احوال شاہ احمد سعید مجددی) بھی شام ہیں۔

حسب روایت ان آٹھ مخطوطات پر ہمارے ادارے کے رکن پروفیسر محمد اقبال مجددی نے مقدمات لکھے ہیں، نومخطوطات و مصورات پروفیسر مجددی صاحب کے بیش بہا ذخیرۂ مخزونہ پنجاب یونیورسٹی لائبریری، لاہور) میں محفوظ ہیں، ہمارا ادارہ مذکورہ لائبریری کے عملہ کے تعاون پر ان کا شکریہ گذار ہے کہ انہوں نے ان کی عکس بندی بہت ہی جانفشانی سے کر کے ہمارے حوالہ کی، اس کانفرنس کے موقع پر عزیز القدر مولانا حافظ محمد رضاء الحسن قادری کا بھی حصہ ہے، انہوں نے دو بہت ہی نادر قلمی نسخوں رسائل شاہ عنایت قادری قصوری اور مکتوبات شاہ احمد سعید مجددی شائع

Marfat.com

کئے ہیں۔

پروفیسر مجددی صاحب اب زیادہ علیل اور ضعیف ہو چکے ہیں لیکن کے باوجود انہوں ہماری درخواست پر تعارفی اور تحقیقی مقدمات لکھ کر اہل علم وعرفان پر احسان کیا ہے، رب کریم انہیں شفاء عطا فرمائے، آمین۔

مخلص

۲۳ جولائی ۲۰۱۸ء — محمد ناظم بشیر

مہتمم امام ربانی پبلی کیشنز، لاہور

Marfat.com

جنگِ آزادی ۱۸۵۷ء میں مجددی حضرات کا کردار

ڈاکٹر محمد نوید ازہر

(شعبہ اردو، گورنمنٹ اسلامیہ کالج ریلوے روڈ لاہور)

اٹھارہ سو ستاون کا سال ہندوستانی عوام کے لیے قیامتِ صغریٰ تھا۔ حکومت کی طرف سے مذہبی مداخلت بہت بڑھ گئی تھی۔ انگریز حکومت ہندو، مسلم، عیسائی، سب کے مذہب اور رسم و رواج میں مداخلت کر کے اسے اپنے ملک کے رسم و رواج کے مطابق کرنا چاہتی تھی۔ پادری اپنے لیکچرز میں مذہبی منافرت پھیلاتے تھے۔ ایسی کتابیں چھاپی گئی تھیں، جن میں دوسرے مذاہب کے مقدس لوگوں کے بارے میں دل شکن مضامین درج تھے۔ پادری سرکاری پشت پناہی کی بنیاد پر غیر مذہب کے لوگوں کے مجمع، تیرتھ اور میلہ میں جا کر اپنا وعظ شروع کر دیتے اور ان کی دل آزاری کرتے تھے۔ مشنری سکول کھولے گئے تھے، جن میں مذہبی تعلیم شروع کی گئی اور لوگوں کو ان میں داخلے کی ترغیب دی گئی تھی۔ امتحان مذہبی کتابوں میں سے لیا جاتا تھا۔ عیسائی مذہب کے مطابق جواب لکھنے والے کو انعام دیا جاتا تھا۔ مسلمانوں کے دینی مدارس کو ختم کرنے کی پوری کوشش کی گئی تھی۔ دیہاتی مکتب کھولے گئے تھے، جن کا مقصد لوگوں کو عیسائی بنانا تھا۔ لڑکیوں کے اسکول کھولے گئے تھے، جن سے ان کا پردہ متاثر ہونے کا خدشہ تھا۔ مسلمانوں کو ختنہ سے روکا گیا تھا۔ عورتوں کا پردہ ختم کرانے کی کوشش کی گئی تھی۔ بڑے بڑے کالجوں میں طریقہ تعلیم تبدیل کر کے عربی کی قدر کم کی گئی تھی۔ فقہ و حدیث کی تعلیم کو یکسر ختم کر دیا گیا تھا۔ فارسی بھی عدم توجہی کی

Marfat.com

نذر ہوگئی تھی۔ انگریزی کو بہت اہمیت دی گئی تھی۔ نوکری کا اہل اس آدمی کو قرار دیا گیا تھا، جو مدرسہ کا تعلیم یافتہ ہو اور مخصوص علوم پڑھ کر انگریزی میں امتحان دے کر سند لی ہو۔ معمولی نوکریاں بھی ڈپٹی انسپکٹروں (کالے پادریوں) کی سفارش پر موقوف ہو گئی تھیں۔ بعض اضلاع میں، جیل خانوں میں، ایک ہی شخص کے ہاتھ کا پکا ہوا کھانا کھانے کے احکام جاری کیے گئے تھے، جس سے ہندو مذہب کو زد پہنچی تھی۔ ہندو اپنے مذہب کے احکام کو بطور رسم و رواج کے ادا کرتے تھے، جبکہ مسلمانوں کے لیے مذہبی احکام میں اخروی نجات کا دارو مدار تھا، اس لیے اس حکومتی مداخلت سے انھیں زیادہ تکلیف پہنچی تھی۔

ان امورِ عامہ کے ساتھ ساتھ ایسے آئین اور ضوابط کا نفاذ کیا گیا تھا، جو اہلِ ہندوستان کے لیے موافق نہ تھے۔ حکومتی اہل کاروں اور عوام میں ایسی حدِ فاصل قائم تھی، جس سے انھیں عوام کے دکھ درد کا اندازہ نہیں ہوتا تھا۔ حکومت کا مذہب ہندوستانی عوام سے مختلف تھا، یہ بات عوام میں غم و غصہ پیدا کرتی تھی۔ حکومت جو قرض لیتی تھی، اسے ملکی وسائل سے ادا کیا جاتا تھا، جس سے ملک محتاج اور غریب ہوتا جا رہا تھا۔ حکومت نے ملک کی تمام پیداوار خرید کر غلے کی قیمت اور سپلائی پر اجارہ داری قائم کر لی تھی، تاکہ عوام اس کی محتاج ہو جائے۔ دیسی مصنوعات کی بجائے ولایتی مصنوعات آنے لگی تھیں، اس سے عوام کی نفع اندوزی کے مواقع ختم ہو گئے تھے۔ ایسی باتوں سے ظاہر ہوتا تھا کہ حکومت کے دل میں ہندوستانی عوام کی کوئی قدر و قیمت نہیں۔ حکام، رعایا کو عزت کی نگاہ سے دیکھنے کی بجائے ہر موقع پر ذلیل و رسوا کرتے تھے اور زبردست احساسِ برتری میں مبتلا تھے۔ عوام کے ساتھ سخت مزاجی

Marfat.com

اور بد کلامی روا رکھی جاتی تھی۔ ایک مزید نا انصافی یہ کی گئی تھی کہ اہلِ ہند، خصوصاً مسلمانوں کے لیے اعلیٰ عہدوں پر ترقی کے امکانات بہت کم کر دیے گئے تھے۔ بادشاہ کا دربار؛ جو عوام کے لیے عقیدت و محبت کا مرکز تھا، جہاں سے انعام و اکرام ملتا تھا، اپنائیت کا احساس ہوتا تھا؛ بند ہو چکا تھا۔ اہل ہند پر اس کا بھی نفسیاتی اثر ہوا۔ انگریز حکومت، ہندوستانیوں کو انعام دینا، خزانہ برباد کرنے کے مترادف سمجھتی تھی۔ (۱)

فوج کی بد انتظامی اس پر مستزاد تھی۔ ہندو اور مسلمان، دونوں کو ایک ہی پلٹن میں رکھا جاتا تھا، جس سے ہندو مسلم کا فرق نہیں رہتا تھا۔ اس بات کا سب سے زیادہ غصہ ہندوؤں کو تھا، جو مسلمان کے جسم سے چھو جانا بھی گوارا نہیں کرتے تھے۔ یہ تمام بدنیتی اور بد انتظامی جنگ کا پیش خیمہ تھی، لیکن اس سارے ظلم و ستم کے علاوہ، فوری بغاوت کا سبب یہ ہوا کہ فوج کو جو کارتوس مہیا کیے گئے تھے، ان پر گائے اور سؤر کی چربی کا خول چڑھایا گیا تھا، تاکہ نمی کے اثرات بارود تک نہ پہنچ سکیں۔ کارتوس کو استعمال میں لانے کے لیے اس مضبوط خول کو دانتوں سے کھینچ کر اتارنا پڑتا تھا۔ مذہبی لحاظ سے ہندوؤں کو گائے کی اور مسلمانوں کو سؤر کی ممانعت تھی۔ یہ زیادتی دونوں کے لیے نا قابلِ برداشت تھی۔ اس حکومتی تشدد نے ہندوستانی عوام میں غم و غصہ کی شدید لہر دوڑا دی اور اس نے اپنی بے سرو سامانی کے باوجود، حکومت کے خلاف اعلانِ جہاد کر دیا۔ اعلانِ جہاد کے محرک وہ جید علمائے کرام تھے، جنھوں نے اہلِ اسلام کے استفتاء پر، جہاد کی فرضیت کا فتویٰ دے دیا۔ کتبِ تاریخ سے علما کے ایسے کئی فتووں کا ثبوت ملتا ہے، جن میں انگریز کے خلاف جہاد کو جائز اور واجب قرار دیا گیا۔

جنگِ آزادی کی تحریک اور فتویٰ کے حوالے سے ایک نا قابلِ تردید کردار

Marfat.com

علامہ فضلِ حق خیر آبادی (۱۲۱۲۔ ۱۲، صفر ۱۲۷۸ھ / ۱۷۹۷۔ ۲۰، اگست ۱۹۶۱ء) کا تھا، جو علم و فضل میں یکتائے روزگار تھے۔ ان کے بعد آج تک ہندوستان کی خاک سے ویسا کوئی عالم پیدا نہیں ہوا۔ ان کے بارے میں انگریز کے فیصلہ میں ''وہ خطرناک ترین آدمی ہے جو کسی وقت بھی بے حد نقصان پہنچا سکتا ہے۔ اس لیے انصاف اور امنِ عامہ کا تقاضا ہے کہ اسے ملک بدر کر دیا جائے۔'' کے الفاظ تحریر ہیں۔ (۲) وہ رمضان ۱۲۷۳ھ / مئی ۱۸۵۷ء میں، جنگِ آزادی کے آغاز پر، الور سے دہلی تشریف لائے۔ اور پورے ڈیڑھ برس (مئی ۱۸۵۷ء سے دسمبر ۱۸۵۷ء) تک دہلی اور اودھ کے مختلف اضلاع میں مجاہدینِ حریت کی مدد کرتے رہے۔ ان کا ہر طرح سے ساتھ دیا اور ان کے لشکر کی قیادت کرتے رہے۔ جنوری ۱۸۵۹ء میں گرفتار کر لیے گئے۔ مقدمہ چلا اور جرم ثابت ہونے پر تمام زرعی اور رہائشی جائداد اور نادر کتب خانہ کی ضبطی اور حبسِ دوام بعبور دریائے شور کی سزا سنا دی گئی۔ اکتوبر ۱۸۵۹ء میں جزیرہ انڈیمان پہنچا دیے گئے، جہاں انھوں نے ایک سال، نو ماہ، انیس دن قید با مشقت برداشت کی اور ۱۲۔ صفر ۱۲۷۸ھ / ۲۰۔ اگست ۱۹۶۱ء کو ۶۶ برس کی عمر میں وصال فرمایا۔ (۳)

وہ اپنے ایک عربی قصیدے میں فرماتے ہیں:

" لم اقترف ذنباً سوی ان لیس لی
مع هؤلاء مودة و ولاء

میں نے اس کے سوا کوئی گناہ نہیں کیا کہ ان سے کسی قسم کی محبت و دلچسپی نہیں رکھی۔

Marfat.com

فولائهم کفر بنص محکم
ما فیه للمرء المحق مراء
اور بات یہ ہے کہ نصِ محکمِ قرآنی سے ان کی محبت کفر
ہے، حق پرست انسان کو اس میں شک نہیں ہوسکتا۔

کیف الولاء و هم اعادی من له
خلق السماء والارض و الانشاء
ان سے محبت روا کیسے رکھی جاسکتی ہے جب کہ آسمان و
زمین جس کی وجہ سے پیدا کیے گئے ہیں، اس ذاتِ
گرامی کے یہ نصاریٰ دشمن ہیں۔

هو اول النور السنیّ تبلَّجَت
بضیاء ه فی العالَم الاضواء
وہ پہلا نور ہے جو دنیا میں چمکا، اور اسی کی روشنی سے سارا
عالم منور ہوا۔''(۴)

علامہ فضلِ حق خیر آبادی نے جہاد کے فرض ہونے کا فتویٰ دیا تھا۔ انھوں نے خود، رجب ۱۲۷۵ھ کو، عدالت میں، جج کے سامنے اس فتویٰ کا اعتراف کیا اور فرمایا:
''وہ فتویٰ صحیح ہے، میرا لکھا ہوا ہے اور آج اس وقت بھی میری وہی رائے ہے۔''(۵)
علامہ فضلِ حق خیر آبادی کے فتوے کا متن دستیاب نہیں۔ یہ بھی معلوم نہیں ہوتا کہ اس فتوے پر ان کے علاوہ بھی کسی عالم کے دستخط تھے یا نہیں، البتہ یہ واضح ہے کہ وہ فتویٰ خود علامہ خیر آبادی نے اپنے ہاتھ سے لکھا تھا۔ اسی فتوے کے اعتراف پر

Marfat.com

انھیں کالے پانی کی سزا سنائی گئی تھی۔ ایسی مقتدر شخصیت کو ایسی عبرت ناک سزا کا ملنا ایک غیر معمولی واقعہ تھا، جس سے پورے ہندوستان میں دہشت پھیل گئی۔ یوں لگتا ہے کہ جب ان پر حکومت کا عتاب شروع ہوا، تو عوام نے ڈر کے مارے ان کے فتویٰ کو تلف کر دیا۔ یا پھر عین ممکن ہے کہ حکومتِ وقت نے اس فتویٰ کو معدوم کر دیا ہو، تاکہ عوام کے جذبہ حریت کو مہمیز نہ ملے۔ اس فتویٰ کی عدم دستیابی کی بنیاد پر مولانا امتیاز علی خاں عرشی اور مالک رام نے علامہ فضلِ حق خیر آبادی کے تحریک جہاد میں حصہ لینے سے انکار کر دیا ہے۔ اس غیر حقیقی اعتراض کا مفصل جواب حکیم محمود احمد برکاتی نے اپنی تصنیف ''مولوی فضلِ حق خیر آبادی اور سن ستاون'' (۶) میں دیا ہے۔

جہاد کی فرضیت کے تمام فتوے، سوائے ایک فتویٰ کے، محققین کی نگاہوں سے اوجھل ہیں۔ صرف ایک فتوے کا متن دستیاب ہے، جو بخت خاں روہیلہ نے سرکاری سطح پر مرتب کرایا۔ (۷) بخت خاں، ۲۔ جولائی ۱۸۵۷ء کو دہلی پہنچا۔ اس نے آتے ہی سب سے پہلا کام یہ کیا کہ دہلی کے علما سے جامع مسجد دہلی میں جہاد کا فتویٰ مرتب کرایا۔ (۸) جنرل بخت خاں کے ورودِ دہلی کا ذکر کرتے ہوئے منشی ذکاء اللہ لکھتے ہیں:

> ''جب تک دہلی میں بخت خاں نہیں آیا تھا، جہاد کے فتوے کا چرچا شہر میں بہت کم تھا۔ مساجد میں منبروں پر جہاد کا وعظ کم تر ہوتا تھا۔ (۹)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ فتویٰ پہلے بھی تھا، لیکن اس کا چرچا بہت کم تھا۔ یہ فتویٰ کس یا کن علما کا تھا، یہ بات ابھی تک تشنہ تحقیق ہے۔ اس سلسلے میں ذہن زیادہ تر

Marfat.com

علامہ فضلِ حق خیرآبادی ہی کی طرف جاتا ہے۔

جنرل بخت خاں نے جو فتویٰ لکھوایا، وہ اس زمانہ کے اخبارات ''اخبار الظفر'' اور ''صادق الاخبار'' میں چھپا۔ یہ اخبارات جنگِ آزادی کے ایام کی مسلسل روداد شائع کررہے تھے۔ اس فتوے کا متن حسبِ ذیل ہے:

نقلِ استفتاء

''کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس امر میں کہ اب جو انگریز دلی پر چڑھ آئے اور اہلِ اسلام کی جان و مال کا ارادہ رکھتے ہیں، اس صورت میں اب اس شہر والوں پر جہاد فرض ہے، یا نہیں اور اگر وہ فرض ہے تو وہ فرض عین ہے، یا نہیں۔ اور وہ لوگ جو اور بستیوں اور شہروں کے رہنے والے ہیں ان کو بھی جہاد چاہیے، یا نہیں۔ بیان کرو اللہ تم کو اجر دے گا۔

جواب: ''درصورت مرقومہ فرض عین ہے اوپر تمام اس شہر کے لوگوں کے اور استطاعت ضرور ہے اس کی فرضیت کے واسطے۔ چنانچہ اب اس شہر والوں کو طاقت مقابلہ اور لڑائی کی ہے۔ بہ سبب کثرتِ اجتماع افواج کے اور مہیا اور موجود ہونے والے آلات حرب کے تو فرض عین ہونے میں کیا شک رہا اور اطراف وحوالی کے لوگوں پر جو دور ہیں۔ باوجود خبر کے فرض کفایہ ہے ہاں اگر اس شہر کے لوگ باہر ہو جائیں مقابلہ سے یا سستی کریں اور مقابلہ نہ کریں تو اس صورت میں ان پر بھی فرض عین ہو

Marfat.com

جاے گا۔ اور اسی طرح اور اسی ترتیب سے سارے اہل زمین
پر شرقاً اور غرباً فرض عین ہو گا۔ اور جو عدو اور بستیوں پر ہجوم
اور قتل اور غارت کا ارادہ کریں تو اس بستی والوں پر بھی فرض ہو
جاے گا۔ بشرط ان کی طاقت کے۔

دستخط و مواھیر" (۱۰)

اس فتویٰ پر چونتیس علماے کرام کے دستخط موجود ہیں، جن میں سے کچھ نے برضا و رغبت دستخط کیے، کچھ نے مصلحتاً اور کچھ نے مجبوراً۔ وہ علما، جو اس فتواے جہاد کے بانی، مبلغ اور اس فتویٰ کو از روے شریعت صحیح اور حق سمجھنے والے تھے، آٹھ تھے۔ ان میں سے دو کے اسماے گرامی یہ ہیں:

۱۔ شاہ احمد سعید مجددیؒ ۲۔ شاہ عبد الغنی مجددیؒ

شاہ احمد سعید مجددیؒ (یکم ربیع الآخر ۱۲۱۷۔ ۲، ربیع الاول ۱۲۷۷ھ/ ۳۱، جولائی ۱۸۰۲۔ ۱۸، ستمبر ۱۸۶۰ء) اور ان کے برادرِ اصغر، شاہ عبد الغنی مجددیؒ (۲۵، شعبان ۱۲۳۴۔ ۷، محرم ۱۲۹۶ھ/ ۱۹، جون ۱۸۱۹۔ ۳۱، دسمبر ۱۸۷۸ء)، دہلی کے مایہ ناز بزرگ تھے، جن کا سلسلہ عالیہ مجددیہ سے تعلق تھا۔

۱۸۵۷ء سے پہلے دہلی علم و عرفان کا ایک ایسا مرکز تھا، جس سے ہندوستان ہی نہیں، بلکہ ہندوستان سے باہر کے لوگ بھی فیض یاب ہو رہے تھے۔ جب عرب و عجم میں، علمِ حدیث ضعف کا شکار ہوا، تو اسے دہلی کے محدثین کرام کے دامن میں پناہ ملی، جنھوں نے اس فن کو پھر بامِ کمال تک پہنچا دیا۔ مصر کے معروف فاضل، علامہ رشید رضا، ان غیر معمولی علمی خدمات کا اعتراف کرتے ہوے لکھتے ہیں:

Marfat.com

''ہمارے ہندوستانی بھائیوں میں جو علما ہیں اگر حدیث کے علوم کے ساتھ ان کی توجہ نہ ہوتی، تو مشرقی ممالک سے یہ علم ختم ہو چکا ہوتا، کیونکہ مصر، شام، عراق، حجاز میں دسویں صدی ہجری سے یہ علم ضعف کا شکار ہو چکا تھا اور چودھویں صدی کے اوائل تک ضعف کی آخری منزل پر پہنچ گیا تھا۔'' (۱۱)

ان محدثین کرام میں، جہاں شاہ عبدالعزیز دہلویؒ کی علمی مسند کو امتیازی مقام حاصل تھا، وہاں شاہ غلام علی دہلویؒ (م ۱۲۴۰ھ/ ۱۸۲۵ء) کی خانقاہ بھی متلاشیانِ حق کے لیے منزلِ مقصود کا درجہ رکھتی تھی۔ یہ دہلی کی سب سے شاندار خانقاہ تھی۔ حضرت شاہ صاحب، میرزا مظہر جان جاناںؒ (شہادت: ۱۱۹۵ھ/۱۷۸۱ء) کے مرید اور خلیفہ تھے۔ روم و شام، بغداد و مصر اور چین و حبش کے لوگ اس بین الاقوامی مرکزِ علم و روحانیت کی خاک کو اپنی آنکھوں کا سرمہ بناتے تھے۔ پانچ، پانچ سو فقیر بیک وقت اس خانقاہ میں حاضر رہتے تھے اور حضرت شاہ صاحب، بغیر چندے کی اپیل کیے، ان کے قیام و طعام کا انتظام فرماتے تھے۔ مذکورہ بالا دونوں بزرگ، جنگِ آزادی کے ایام میں اس عظیم الشان خانقاہ کے علمی اور روحانی وارث تھے۔

یہ دونوں بزرگ، درج بالا فتوائے جہاد کے روح و رواں تھے۔ انھوں نے ہی سب سے پہلے دہلی میں جہاد کا عَلَم بلند کیا۔ شاہ احمد سعید دہلویؒ کے عَلَم جہاد بلند کرنے کا ذکر ایک معاصر مؤرخ، عبداللطیف کے اس روزنامچہ میں ملتا ہے، جو قلعہ دہلی میں لکھا گیا۔ ۸۔ ذی الحجہ/ ۳۱۔ جولائی (۱۸۵۷ء) کے روزنامچہ میں لکھا ہے:

''اسلامی طریقہ کو بند کرنے کے لیے سرگرمی دکھائی گئی۔ بہت

Marfat.com

دنوں کی بات ہے کہ یہ لوگ اپنے بعض ہم مذہب مفسدوں کی رہنمائی میں شہر کے قصائیوں سے دست و گریبان ہوے اور چار قصائیوں کا خون بہا دیا۔ جو مسجدیں سر بازار ہیں ان میں اذان کو منع کرتے ہیں۔ اب جو عید کا چاند نظر آیا تو انھوں نے قربانی کے متعلق یہ منادی کی ہے کہ گاے کی قربانی ہرگز نہ ہونے پاے۔ جب ان کی سرکشی حد سے گذر گئی تو تمام مسلمانوں نے ان کی تادیب کی کوشش کی۔ شاہ غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے جانشین مولانا شاہ احمد سعید جو قابل تعریف اور برگزیدہ ہستی ہیں، سب سے پہلے ان مفسدوں سے جہاد کے لیے اٹھے۔ اور جہاد کا جھنڈا جامع مسجد کے سامنے نصب کر دیا۔ اور جہاد کی تلقین کی اور دعوت عام دی۔ جونہی لوگوں نے سنا ان کے گرد آ کر جمع ہونے لگے جامع مسجد کے سامنے عقیدتمندوں کا جمگھٹا لگ گیا۔ اکثر مجاہدین نے اسی جگہ کو اپنا مسکن بنا لیا۔ اکثر دکانداروں نے انھیں خورد و نوش دینے کی ہمت کی۔'' (۱۲)

تحریک جہاد کے فوری سبب اور اس میں شاہ احمد سعید مجددیؒ کے کردار کے حوالے سے، دوسرے معاصر مؤرخ، کمال الدین حیدر حسنی الحسینی المعروف بہ سید محمد میر زائر کی گواہی بھی موجود ہے۔ وہ بھی، ''قیصر التواریخ''، جلد دوم (مطبوعہ: ستمبر ۱۸۹۶ء) میں لکھتے ہیں کہ مجتہد اہل سنت، مولوی احمد سعیدؒ نے دہلی میں سب سے پہلے جہاد کا علم بلند کیا۔ اقتباس حسبِ ذیل ہے:

Marfat.com

''رات کوکسینے جامع مسجد کے دروازے پر ایک اشتہار لگا دیا کہ صاحبان عالیشانکو کسیکے مذہب وملت سے کچھ غرض نہ تھی یہ کارتوس جنگی فقط ترقی بندوق کو بنتے تھے کہ پھر احتیاج توپ کی پلٹن میں نرہے حاشا اوسپر سور اور گاے کی چربی نہین لگائی جس مفسد نے یہ فساد اور آگ لگائی ہے اہل اسلام کو اسمین کیا دغدغہ ہے یہ نافہم نہ سمجھے اور حقوق سرکار اور اپنی قدامت کو ضائع کیا نمک حرامی پر کمر باندھی مستعد لڑائی اور جہاد کے ہوے اور اونکے خلاف قوم سکھہ سواے تلنگوں کے باوصف اپنے خلاف مذہب ہونے کے ہمسے برخلاف اور مقابلہ نہ کیا بلکہ سرکا[رکی] ممد ومعاون رہی یہ اشارہ راجپوتانہ کی نسبت ہے اور قوم سکھہ کی طرف اس صورت مین مواخذہ اہل اسلام سے ہے لہذا حکم قطعی دیا جاتا ہے کہ بروقت فتح شہر کے سب اہل اسلام کو قتل کرینگے اور شہر کو مثل خرابہ کردین گے جسکا نام ونشان بھی باقی نہ رہے۔

فی الحقیقت اس اشتہار سے اہل اسلام مستعد مرگ ہوے وگرنہ پیشتر اسکے کسیکا ایسا ارادہ اہل شہر سے نہ تھا کہ سرکار ہمارے لہو کی پیاسی ہوگئی ہے معلوم ہوا جان کسیصورت سے نہ بچیگی خصوصاً جہال اور عوام زیادہ تر مستعد لڑائی ہوے اور مولوی احمد سعید شاہ غلام علی کے نواسے مجتہد اہل سنت وہ جامع مسجد مین علم جہاد کے اوٹھانے کے باعث ہوے اور اہل اثنا عشری شریک اس جہاد

Marfat.com

کے نہوے کسواسطے کہ انکے مذہب مین غیبت امام میں جہاد حرام
ہے اس جہت سے اہل سنت جلکر کہتے تھے کہ پہلے جہاد شیعون
پر کرنا چاہیے اسی سبب سے عشرہ محرم مین مجالس عزا باہر کی موقوف
کر دی تھی بلکہ بادشاہ سے کہا کہ پہلے اس بدعت کو موقوف کروا
دیجیے بادشاہ نے جوابدیا کہ مثل تراویح ماہ مبارک رمضان یہ امر
بھی داخل بدعت حسنہ ہے اور اسکے باعث ہمارے اسلاف
کرام ہوے ہین۔ ہم کبھی ایسا حکم خلاف ندینگے چنانچہ مولوی محمد
باقر اس ہنگامہ میں مجلس عشرہ بدستور کیے گئے۔'' (۱۳)

محمد ایوب قادری نے بھی تحریکِ جہاد میں شاہ احمد سعید دہلویؒ کی قیادت کی تائید کی ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

''ہمارے خیال سے دہلی میں سب سے پہلے جہاد کا چرچا انھوں نے ہی شروع کیا۔'' (۱۴)

ان دو ہستیوں کا تعارف احاطہ تحریر میں لانے سے پہلے، ان کے والدِ ماجد حضرت شاہ ابو سعید دہلویؒ (۲، ذی قعدہ ۱۱۹۶ھ۔ بروز عید الفطر ۱۲۵۰ھ/ ۹، اکتوبر ۱۷۸۲۔ ۳۱، جنوری ۱۸۳۵ء) کا مختصر تذکرہ ضروری معلوم ہوتا ہے، تا کہ اس علمی و روحانی خاندان کی عظمت چشم تصور میں لائی جا سکے۔ حضرت شاہ ابو سعید دہلویؒ، شاہ غلام علی دہلویؒ کے جانشین تھے۔ آپ کا سلسلہ نسب پانچ واسطوں سے شیخ احمد سرہندیؒ سے ملتا ہے۔ (۱۵) گیارہ برس کی عمر میں قرآن کریم حفظ کر لیا۔ انیس برس کی عمر میں مروجہ علوم کی تحصیل سے فارغ ہو گئے۔ (۱۶) آپ نے مفتی شرف الدین رام پوریؒ، شاہ رفیع الدین دہلویؒ، شاہ سراج احمد مجددی رام پوریؒ اور قاضی ثناء اللہ

Marfat.com

پانی پتیؒ جیسے اساتذہ سے تعلیم حاصل کی۔ علمِ حدیث کی سند شاہ غلام علی دہلویؒ اور شاہ عبد العزیز محدث دہلویؒ سے حاصل کی۔(۱۷) اپنے والد کے بعد شاہ درگاہیؒ کے خلیفہ شاہ جمال اللہ رام پوریؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر روحانی فیض حاصل کیا اور بارہ برس تک حاضر خدمت رہے۔ انھوں نے آپ کو اپنا جانشین مقرر کیا۔ ان اضلاع میں ہزاروں لوگ آپ کے مُرید ہوئے، لیکن آپ نے سلوک مجددیہ کی تکمیل کو اہم جانتے ہوئے، پیری کی بجائے مریدی کو ترجیح دی۔ ۱۲۲۵ھ میں آپ، شاہ غلام علی دہلویؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ چند ماہ کے بعد یہاں سے بھی سلاسل ثلاثہ: نقشبندیہ، قادریہ اور چشتیہ، کی اجازت و خلافت سے سرفراز ہوئے، لیکن اس کے باوجود پندرہ برس تک حاضر خدمت رہ کر سلوک کی تکمیل کی۔ شاہ غلام علی دہلویؒ نے آپ کو اپنا جانشین مقرر فرمایا۔ شاہ صاحب اکثر مریدوں سے فرمایا کرتے تھے: ''ان کی مثل ہونا چاہیے کہ سیکڑوں مریدوں کی پیری چھوڑ کر مریدی اختیار کی ہے۔'' آپ کے خلفاء میں سے مولانا خالد کُردی رومیؒ اور سید اسماعیل مدنیؒ نہایت معروف ہیں۔(۱۸) آپ ۱۲۴۹ھ/ ۳۴۔۱۸۳۳ء میں اپنے بیٹے شاہ احمد سعید دہلویؒ کو مسند پر بٹھا کر حرمین شرفین کے لیے روانہ ہوئے۔ دوسرے بیٹے صاحبزادہ عبدالغنی محدثؒ آپ کے ہمراہ تھے۔ ''ہدایت الطالبین'' مدارج سلوک پر آپ کی مشہور تصنیف ہے۔(۱۹) آپ ایسی ترتیل سے قرآن مجید پڑھتے تھے کہ سننے والے مسحور ہو جاتے تھے۔ حضرت شاہ غلام علیؒ، آپ کی نہایت تعظیم و تکریم کیا کرتے تھے۔ آپ کے مزاج میں ایسی عاجزی تھی کہ جو لوگ شاہ صاحب کے منکر تھے وہ بھی آپ کے معتقد ہو گئے۔(۲۰) آپ نے خانقاہ مظہریہ کے بین الاقوامی نظام کو زندہ رکھا۔

Marfat.com

جہاد کے فتویٰ پر دستخط کرنے والے بزرگ، حضرت شاہ احمد سعید مجددیؒ، شاہ ابوسعیدؒ کے بڑے بیٹے تھے۔ حافظ قرآن تھے۔ آپ کے والد جب شاہ غلام علی دہلویؒ سے بیعت ہونے کے لیے دہلی گئے، تو آپ ان کے ہمراہ تھے۔ اس وقت آپ کی عمر دس برس تھی۔ (۲۱) آپ نے حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ سے تصوف کی بنیادی کتابیں رسالہ قشیریہ، عوارف المعارف، احیاء العلوم، نفحات الانس، رشحات عین الحیات، مکتوبات امام ربانیؒ، مثنوی مولوی معنوی، وغیرہ، جبکہ حدیث میں مشکوٰۃ المصابیح اور جامع ترمذی سبقاً سبقاً پڑھی تھیں۔ آپ نے دیگر علوم مفتی شرف الدینؒ، شاہ سراج احمد مجددیؒ، مولوی محمد اشرفؒ اور مولوی نورؒ سے حاصل کیے۔ آپ نے مولوی فضل امامؒ (والد ماجد علامہ فضل حق خیرآبادی)، سے فلسفہ پڑھنے کے ساتھ ساتھ، مولوی رشید الدین خانؒ، شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ، مولانا رفیع الدینؒ، شاہ عبدالقادرؒ سے بھی استفادہ کیا۔ حدیث کی سند شاہ عبدالعزیز محدثؒ سے حاصل کی۔ سلوک مجددیہ کی تکمیل، اول تا آخر حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ سے کی۔ (۲۲) حضرت شاہ غلام علیؒ نے اپنے ایک رسالہ کمالات مظہریہ میں ان کے بارے میں لکھا ہے:

''حضرت احمد سعید فرزند حضرت ابوسعید بہ علم و عمل و حفظ قرآن مجید و احوال نسبت شریفہ قریب است بہ والد ماجد خود''۔ (یعنی حضرت ابوسعیدؒ کے فرزند، حضرت احمد سعیدؒ علم و عمل، حفظِ قرآن مجید اور نسبتِ شریفہ کے احوال کے اعتبار سے اپنے والدِ ماجد کے قریب ہیں۔) جس وقت شاہ صاحبؒ نے یہ رائے دی، اس وقت آپ کی عمر مبارک بیس برس تھی۔ (۲۳) ۱۲۴۹ھ میں آپ کے والد ماجد حج کے لیے تشریف لے گئے، تو خانقاہ کی تمام ذمہ داری آپ ہی کو سونپی۔ (۲۴)

Marfat.com

سرسید احمد خاں، ''آثار الصنادید'' میں، شاہ غلام احمد دہلویؒ اور شاہ ابوسعید دہلویؒ کی شان میں دریائے فصاحت رواں کرنے کے بعد شاہ احمد سعید دہلویؒ کے چشم دید احوال یوں بیان کرتے ہیں:

''آپ شاہ ابوسعید صاحب کے بڑے بیٹے اور جانشین ہیں۔ کمالات آپ کے اس سے سوا ہیں جو بیان میں آویں اور صفات آپ کی اس سے بہت زیادہ ہیں جو کہی جاویں۔ حافظِ کلام اللہ ہیں اور مطیع سنت رسول اللہ۔ اپنے پیروں کی طرح سلسلہ ارشاد وتلقین اور توجہ اور استغراق جاری ہے اور حق پوچھو تو اب انہیں کی ذات فیض آیات سے خانقاہ کو رونق ہے۔ علم حدیث وفقہ وتفسیر بدرجہ کمال حاصل ہے۔ دن رات مشغلہ درس وتدریس جاری ہے۔ مسائل دینی آپ کے فیض سے حل ہوتے ہیں اور فتوے شرع شریف آپ کی مہر سے مسجّل کیے جاتے ہیں قدم بقدم اپنے بزرگوں کے طریقہ پر چلتے ہیں۔ اور اپنے پیروں کا طریقہ برتتے ہیں نسبت باطنی بہت مستحکم ہے۔ سینکڑوں آدمی آپ کے فیض توجہ سے مقامات مشکلہ سے نکلتے ہیں اور مدراج اعلی کو پہنچتے ہیں۔ اللہ تعالی ایسے بزرگ کو سلامت رکھے جس سے خاندان مجددیہ قائم ہے۔ آمین ثم آمین۔ ولادت آپ کی ۱۲۱۷ ہجری میں ہوئی اور مظہر یزدان آپ کی ولادت کی تاریخ ہے۔ اگرچہ عمر شریف]کے[چھیالیس مرحلہ سنین طے فرمائے ہیں۔

Marfat.com

لیکن مدارج کمال کے ہزار در ہزار طے ہوے ہیں۔ آپ نے بھی جناب شاہ غلام علی صاحب سے بیعت کی ہے اور انہیں سے پائی ہے لیکن اپنے جناب والد سے بہت سا فیض حاصل کیا۔ ترقی در ترقی پائی اور ان سے بھی خلافت حاصل کی۔ اب ان کے انتقال کے بعد آپ ہی سجادہ نشین ہیں اور ارشاد و تلقین میں مصروف۔ اللھم متع المسلمین بطول حیاته و ضاعف مدارج المومنین بطول بقائه۔" (۲۵)

شاہ احمد سعید مجددیؒ نہایت کریم النفس، نرم دل، دائم الذکر و الفکر، حلیم الطبع اور رحم دل تھے۔ مریدوں کی ہر لغزش کو اپنی طرف منسوب کرتے اور فرماتے: "قصور میرا ہے۔ اگر مجھ میں کمال ہوتا، تو تم سے یہ کام نہ ہوتا، بلکہ میرے عکس سے میرے برے اخلاق تم میں ظاہر ہوے ہیں"۔ (۲۶) آپ نے حیات مبارکہ کے انسٹھویں برس میں، مدینہ منورہ میں وفات پائی۔ جنت البقیع میں حضرت عثمان غنیؓ کے گنبد مبارک سے متصل جانب قبلہ سپرد خاک ہوے اور اٹھائیس برس تک مسند ارشاد کی زینت رہے۔ (۲۷)

تحریک آزادی میں آپ کے فتوے نے بنیادی کردار ادا کیا اور حالات زیادہ خراب ہونے پر، اپنے مشائخ سے روحانی اجازت ملنے کے بعد حرمین شریفین کی طرف ہجرت کی۔ محمد اقبال مجددی جنگ آزادی میں آپ کے کردار کے حوالے سے لکھتے ہیں۔

"۱۲۷۴ھ/۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں بے شمار علماء و مشائخ نے بلاد اسلامیہ کی طرف ہجرت کی ان میں حضرت شاہ احمد سعید

Marfat.com

کا اسم گرامی سرفہرست ہے۔ ان انتہائی خراب حالات میں بھی آپ چار ماہ تک کامل استقامت کے ساتھ دہلی میں مقیم رہے۔ جب کوئی آپ سے ہجرت کے لیے کہتا تو آپ فرماتے ہم اپنے مشائخ کرام کی اجازت کے بغیر شہر سے باہر نہیں جا سکتے۔ ان حالات میں آپ خود مع فرزندان و مریدین، سراج الدین محمد ابو ظفر بادشاہ کے پاس تشریف لے گئے اور کتاب و سنت کے موافق بادشاہ کی فہمائش کی ہندوستان کے مقتدر علماء نے اس وقت جہاد کا فتویٰ جاری کیا اس فتویٰ کے اولین محرک اور دستخط کنندہ آپ ہی تھے"۔(۲۸)

حضرت شاہ احمد سعیدؒ کی ہجرت کا واقعہ آپ کی سوانح حیات "مناقب احمدیہ و مقامات سعیدیہ" میں تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ اجمال اس کا یہ ہے کہ جب جنگ آزادی کے ایام میں، اواخر محرم میں فرنگی فوجیں دہلی میں داخل ہو گئیں، تو اس عالم بے چارگری میں مظلوم رعایا نے شہر چھوڑنا شروع کر دیا۔ آپ نے بھی بعض مخلصین کی منت سماجت پر، اپنے اہل و عیال کو شہر سے باہر بھیج دیا تھا، مگر خود خانقاہ میں ہی جلوہ افروز تھے اور کمال استقامت کے ساتھ اپنے معمولات میں مصروف تھے۔ آپ کے خلفِ اصغر اور "مناقب احمدیہ و مقامات سعیدیہ" کے مؤلف، شاہ محمد مظہر مجددیؒ، نے آپ سے ہجرت کی التجا کی، تو آپ نے جواباً ارشاد فرمایا: "میری جگہ یہی خانقاہ ہے۔"۔ حالات کی روز افزوں ابتری کے پیش نظر، جب انھوں نے مزید اصرار کیا، تو آپ نے فرمایا: "میں یہاں مشائخ کرام کے حکم پر بیٹھا ہوں، ان

Marfat.com

کی اجازت کے بغیر باہر نہیں جا سکتا۔ البتہ تمھاری التجا پر، میں آج رات مشائخ سے استفسار کروں گا۔" چناں چہ وقتِ تہجد فرمایا: "اجازت ہے"۔ مشائخ مجھے فرماتے ہیں: "اُخرُجُوا، اُخرُجُوا"۔ (نکل چلو، نکل چلو)۔ یوں وقتِ چاشت، آپ اپنے خادموں کو لے کر شہر سے چار میل دور واقع مقبرہ منصور (صفدر جنگ) روانہ ہوے۔ اس وقت ایک سو کی تعداد میں خرد و کلاں، مرد و زن آپ کے ہمراہ تھے۔ مقبرہ منصور میں ایک دن رات قیام فرما کر، وہاں سے آستانہ قطب الاقطاب خواجہ بختیار کا کیؒ (مہرولی) میں آ گئے، جہاں آپ کے اہل و عیال ٹھہرے ہوے تھے۔ وہاں طاعون کی وبا پھیلی ہوئی تھی، اس لیے چوتھے روز پھر مقبرہ منصور تشریف لے آے۔ وہاں شب جمعہ چہارم صفر ۱۲۷۴ھ کو آپ کی اہلیہ محترم وصال فرما گئیں۔ ان کی تدفین حضرت نور محمد بدایونیؒ کے مزار کے پاس کی گئی۔ رنج مسافرت، بے سرو سامانی اور جان و مال کے خوف خطر کے باوجود آپ کے معاملات میں کوئی فرق نہ آیا۔ جس جگہ بھی قیام فرماتے، نماز باجماعت کا اہتمام فرماتے۔ (۲۹)

مقبرہ منصور صفدر جنگ میں قیام کا ایک صبر آزما واقعہ "ذکر السعیدین فی سیرۃ الوالدین" میں درج ہے کہ وہاں ایک مسلح انگریز افسر چند سواروں کے ہمراہ آیا اور آپ سے کہا میں تمھیں اپنے ساتھ لے جا کر ذلت سے پھانسی دوں گا۔ آپ نے فرمایا: "چلو! چلتے ہیں"۔ پھر خادم سے فرمایا: "سواری لاؤ اور اس میں وظیفہ کی کتاب اور ضروری اشیاء رکھو"۔ سواری لائی گئی۔ آپ مع سامان اس پر سوار ہوے۔ آپ کے دونوں بھائی، تینوں بیٹے، مولف "ذکر السعیدین"، آپ کے پوتے اور سب مریدین سواری کے چاروں جانب جمع تھے۔ انگریز افسر کھڑا دیکھ رہا تھا۔ اچانک اس

Marfat.com

پر ایسی ہیبت طاری ہوئی کہ گھوڑے پر سوار ہو کر بھاگ نکلا۔ ایک سوار کی زبانی پیغام دیا کہ پیر صاحب سے کہو: ''آپ ٹھہریں''۔ چنانچہ آپ سواری سے اتر کر اپنے معمولات میں مصروف ہو گئے۔ مہرولی سے واپسی پر اللہ کی مدد و نصرت یوں شامل حال ہوئی کہ انگریز فوج میں پٹھان سپاہیوں کے افسر نورنگ خاں آپ کی خدمت میں آئے اور آپ کو بہ حفاظت مہرولی سے صفدر جنگ لائے۔ بعد ازاں خود فوج کے اعلیٰ افسر کے پاس گئے اور آپ کے تمام رفقاء کے لیے پروانہ راہ داری لے آئے، جس میں آپ کو پنجاب اور سندھ کے راستے حجاز مقدس کے سفر کی اجازت دی گئی۔ اس کے بعد آپ نے نورنگ خان کے ساتھ چھاونی میں تین روز قیام فرمایا۔ انگریز افسروں کے سامنے اذان و اقامت کے ساتھ نماز باجماعت ہوتی رہی اور باقاعدہ حلقہ ذکر و توجہ برپا ہوتا رہا۔ نورنگ خان آپ کے جلیل القدر خلیفہ حضرت حاجی دوست محمد قندھاریؒ (م ۱۲۸۴ھ/ ۱۸۶۷ء)، سے بیعت تھے اور کلانچی گنڈہ پوراں ضلع ڈیرہ اسماعیل خان کے رہنے والے تھے۔ آپ ان کے پاس تین روز قیام کے بعد پانی پت، کرنال اور انبالہ کے راستے لاہور کی طرف روانہ ہوئے۔ جب لدھیانہ پہنچے تو وہاں بھی اللہ تعالیٰ نے ایک پٹھان فوجی افسر کو آپ کی مدد کے لیے بھیج دیا۔ لاہور پہنچنے پر حاجی دوست محمد قندھاریؒ کے بھیجے ہوئے افراد نے آپ کا استقبال کیا اور تمام قافلے کو لے کر ڈیرہ اسماعیل خان کی طرف روانہ ہوئے۔ ڈیرہ اسماعیل خان سے دو تین منزل پہلے، خود حاجی صاحب اپنے رفقاء کے ساتھ آپ کے استقبال کو تشریف لائے اور خانقاہ موسیٰ زئی شریف میں لے گئے (۳۰)۔ وہاں سب اہل خانہ نے تین ماہ تک قیام کیا۔ حجاز مقدس کی طرف روانگی سے پہلے آپ نے ہندوستان اور

Marfat.com

افغانستان میں آباد اپنے تمام مخلصین کے نام فارسی میں خط لکھا، جس میں حمد و صلوٰۃ کے بعد لکھا کہ اہل و عیال سمیت جا رہا ہوں۔ اللہ خیر سے پہنچائے۔ میں اپنے تمام مریدوں جو ہندوستان اور افغانستان میں رہتے ہیں، سے کہتا ہوں کہ وہ میرے خلفیہ مقبول بارگاہِ احد حاجی دوست محمد کو میرا قائم مقام سمجھیں اور ان سے توجہات لیں۔ وہ علی الاطلاق میرے خلیفہ ہیں۔ ان کا ہاتھ میرا ہاتھ ہے۔ اس کے علاوہ آپ نے ایک تحریر لکھ کر حاجی صاحب کے حوالے کی۔ اس میں لکھا کہ میں دہلی کی خانقاہ شریف، تسبیح خانہ اور دیگر مکانات، حاجی صاحب کے حوالے کرتا ہوں۔ انھیں اختیار ہے، وہ خود جا کر وہاں قیام کریں، یا اپنے کسی خلیفہ کو وہاں مقرر کریں۔ اس تحریر کے بعد حاجی صاحب نے اپنے خلیفہ مولوی رحیم بخش (اجمیری)ؒ کو حضرت کی بارگاہ میں پیش کیا کہ میں انہیں خانقاہ دہلی کی خدمت کے لیے موزوں سمجھتا ہوں۔ حضرت نے بھی پسند فرمایا۔ مولوی رحیم بخش اسی وقت دہلی کو روانہ ہو گئے اور خانقاہ شریف میں آ کر مقیم ہو گئے۔ ڈیرہ اسماعیل خان سے کشتی کے ذریعے یہ مبارک قافلہ ممبئی کو پہنچا اور وہاں سے بادبانی جہاز کے ذریعے ماہ شعبان میں جدہ کے لیے روانہ ہوا۔ جہاز آخر شوال میں جدہ پہنچا۔ ۱۲۷۴ھ کے حج میں آپ کی شمولیت ہوئی۔ تین ماہ مکہ مکرمہ میں قیام رہا۔ ربیع الاول ۱۲۷۵ھ میں مدینہ منورہ کی حاضری دی۔ اور تا دمِ آخر وہیں قیام رہا۔ یہ عرصہ دو سال کو محیط تھا۔ وہاں آپ نے سلسلہ عالیہ کا فیض اس قدر ارزاں فرمایا کہ آپ کی مقبولیت لوگوں کو ورطہ حیرت میں گم کر دیتی تھی۔ (۳۱)

حضرت شاہ عبد الغنی مجددیؒ، حضرت شاہ ابو سعیدؒ کے دوسرے صاحبزادے تھے۔ فتوائے جہاد میں آپ نے بھی اپنے برادرِ بزرگ، شاہ احمد سعید مجددیؒ کی تائید

Marfat.com

کی اور اس پر، برضا، دستخط ثبت فرمائے۔ آپ میں بچپن ہی سے بزرگی کے آثار پائے جاتے تھے۔ آپ کی عمر چار برس تھی، جب آپ کے والد محترم نے آپ کو حضرت شاہ غلام علیؒ کی خدمت میں لے جا کر توجہ سے سرفراز کرایا۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ وہ توجہ مجھے اچھی طرح یاد ہے اور اس کا اثر آج تک محسوس کرتا ہوں۔ اسی عمر میں طالبان حق کو توجہ دیتے تھے اور وہ توجہ پر تاثیر ہوتی تھی۔ پندرہ برس کی عمر میں اپنے والد ماجد کے ہمراہ حرمین شریفین کا سفر اختیار کیا۔ وہاں علامہ محمد عابد سندھی مدنیؒ، جو بڑے محدث وفقیہ تھے، سے علم حدیث کی سند حاصل کی۔ وطن واپسی کے بعد دہلی میں مولانا شاہ محمد اسحاقؒ سے اس فن شریف کی تکمیل کی۔ اپنے والد ماجد سے تمام اشغال کی اجازت لی۔ ابتدائی بیعت والد ماجد سے تھی۔ بعد ازاں اپنے برادر بزرگ شاہ احمد سعیدؒ سے منازل سلوک طے کیں۔ ''مناقب احمدیہ و مقامات سعیدیہ'' کے مؤلف لکھتے ہیں کہ میں نے اپنے والد محترم (شاہ احمد سعید دہلویؒ) سے خود سنا ہے کہ جن دنوں میں، حضرت عبدالغنی مجھ سے توجہ لیا کرتے تھے، میں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت شاہ نقشبندؒ نے اپنی ٹوپی مجھے پہنا دی اور فرمایا: ''تم میرے خلیفہ ہو۔'' آپ نے اتمامِ سلوک حضرت مرزا عبدالغفور بیگ خرجوی سے کیا۔ آپ کے ذریعے دینی علوم کی بے پناہ ترویج ہوئی۔ حدیث مبارکہ میں خصوصی شرف کی بدولت آپ کی نسبت میں انوکھا رنگ پیدا ہو گیا۔ ۱۲۴۹ھ کے حج میں اپنے والد محترم کی رفاقت حاصل کی وہاں علامہ محمد عابد سندھیؒ کے علاوہ شیخ اسماعیل رومیؒ سے بھی حدیث کی اعلیٰ سند حاصل کی۔ (۳۲) ان کے شاگردوں میں سے، علمائے دیوبند میں سے، مولانا محمد قاسم نانوتوی اور مولانا رشید احمد گنگوہی زیادہ مشہور ہیں۔ (۳۳)

Marfat.com

سرسید احمد خاں، شاہ الغنی مجددیؒ کے آنکھوں دیکھے احوال یوں بیان کرتے ہیں:

''آپ بھی شاہ ابوسعید صاحب کے فرزند ارجمند ہیں اور حقیقت میں فخر خاندان ہیں۔ آپ کا طور ہی جدا ہے اور آپ کا رنگ ڈھنگ ہی نرالا ہے۔ آپ بھی حافظ کلام اللہ ہیں۔ اور عالم احادیثِ رسول اللہ۔ ولادت آپ کی پچیسویں شعبان ۱۲۳۴ھ میں ہفتہ کے دن عشاء کے وقت ہوئی ہے۔ خورد سال ہی میں جناب حضرت شاہ غلام علی صاحب آپ کو توجہ دیا کرتے تھے۔ جب بڑے ہوے اپنے والد ماجد سے بیعت کی اور طرح طرح کا فیض حاصل کیا۔ بعد ان کے انتقال کے جناب مرزا شاہ غفور بیگ صاحب سے کہ بڑے خلفاے حضرت شاہ غلام علی تھے اور قوت نسبت بدرجہ کمال رکھتے تھے۔ ہزار در ہزار فیض حاصل کیے۔ اوقات آپ کی ایسی خوب ہے کہ اگلے زمانہ کے اچھے اچھے دین دار لوگوں کی بھی شاید ایسی ہوئی ہوگی۔ مسجد میں بیٹھے رہنا اور طریقہ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو برتنا دن رات آپ کا کام ہے۔ خوشا حال اس شخص کا کہ جو اپنے نبی کے طریقہ کو برتے اور دنیا و مافیھا سے خبر نہ رکھا۔ اس قدر اتباع سنت اختیار کیا ہے کہ اگر آپ کو آسمان و زمین کے رہنے والے محی السنۃ وقامع البدعۃ کہہ کر پکاریں تو بجا ہے۔ ان کے نزدیک سوائے انحراف کمتر حکم شریعت کے سخت سے سخت کوئی مصیبت نہیں۔ ارتکاب اس امر

Marfat.com

خلاف سنت کا جس کو ہم کمبخت لوگ بال سے کم جانتے ہیں ان کے نزدیک امر محال ہے۔ اس تقوے اور ورع کو خیال کرو کہ صرف اس خیال سے کہ ہندوستان میں جو طریق بیع وشرا بعض بعض فواکہ وغیرہ کا جاری وہ از روئے شرع شریف کے درست نہیں ان چیزوں کے مزہ سے واقف نہیں۔ جب کوئی ایسا کرے تو معلوم ہو۔ میری زبان نہیں جو میں آپ کے ادنیٰ سے صفت کی تعریف کرسکوں۔ صرف اتباع سنت کے لیے ہزار ہا نعمت دنیائے دون پر لات ماری ہے۔ اور گوشہ نشینی اختیار کی ہے۔ ملاقات اور مکالمات میں ہرگز پیروی سنت کی نہیں چھوڑتے اور ادنیٰ سنت کے ترک سے کسی چیز کو برا نہیں جانتے فنافی السنت اور محوفی الشریعت اور شہسوار میدان طریقت اگر پوچھو تو آپ کی ذات فیض آیات ہے۔ پس جس شخص کا ادنیٰ ادنیٰ باتوں میں یہ حال ہو تو پھر خیال کرو کہ بڑی بڑی باتوں میں کیا درجہ اختیار اور کیا رتبہ اتقا ہوگا۔ اللھم بارک فی عمرہ وارفع درجه فی الدارین آمین یارب العالمین۔" (۳۴)

آپ نے ۱۲۷۴ھ میں اپنے برادر بزرگ حضرت شاہ احمد سعید مجددیؒ کے ساتھ ہی حرمین شریفین کی حاضری کا ارادہ کیا اور سفر ہجرت میں ان کے ہمراہ رہے۔ آپ مدینہ منورہ پہنچنے کے بعد وہاں درس حدیث دیا کرتے تھے۔ آپ کی اسناد عالیہ کی شہرت کی وجہ سے دور دراز ممالک کے اہل علم آپ کے حلقہ درس میں شریک

Marfat.com

ہونے کو باعث سعادت جانتے اور آپ سے اجازت حاصل کرتے۔ حدیث شریف میں آپ مُسندِ وقت تھے۔(۳۵) آپ حکومت برطانیہ کے ملازمین کی نذر قبول نہیں فرماتے تھے۔ اسماء الرجال اختلاف روایات و تاریخ میں آپ کو ملکہ حاصل تھا۔ آپ کا وصال مدینہ منورہ ہی میں ہوا۔ شاہ احمد سعید دہلویؒ کے پائینِ مزار دفن ہوئے۔ (۳۶) ان حضرات والا صفات کی ہجرت نے، علم و فضل کے گہوارہ شہر دہلی کو ویران کر دیا۔ غالب نے اس ویرانی کی طرف یوں اشارہ کیا ہے:

یا شب کو دیکھتے تھے کہ ہر گوشۂ بساط
دامانِ باغبان و کفِ گل فروش ہے
یا صبحدم جو دیکھیے آ کر تو بزم میں
نے وہ سرور و سوز، نہ جوش و خروش ہے
داغِ فراقِ صحبتِ شب کی جلی ہوئی
اک شمع رہ گئی ہے، سو وہ بھی خموش ہے

جنگِ آزادی سن ستاون کے ایک عظیم مجاہد، مولانا کفایت علی کافیؒ تھے۔ اگرچہ ان کا تعلق سلسلہ مجددیہ سے نہیں، تاہم وہ علمِ حدیث میں حضرت شاہ ابوسعید مجددی دہلویؒ کے شاگرد تھے۔ اس حوالے سے ان کا بھی مختصراً ذکر کیا جاتا ہے۔ ان کا اصل نام کفایت علی تھا۔ کافی تخلص کرتے تھے۔ وہ مراد آباد کے ایک معزز خاندان کے فرد تھے۔ انھوں نے ابتدائی تعلیم مراد آباد سے حاصل کی۔ بعد ازاں تحصیلِ علم کے سلسلے میں بدایوں اور بریلی میں مقیم رہے۔ بدایوں میں، مولوی محمد اسحٰق بدایونیؒ، جو مولانا فیض احمد بدایونیؒ کے شاگرد تھے، سے ان کے خاص تعلقات

Marfat.com

رہے۔ مولانا تمام علوم عقلیہ ونقلیہ میں کامل دسترس رکھتے تھے۔ اس کے علاوہ علمِ طب، صرف ونحو اور شعر وادب میں کمال حاصل تھا۔ علمِ حدیث سے آپ کو بہت دلچسپی تھی۔ اس حوالے سے محمد ایوب قادری لکھتے ہیں:

''مولانا کافیؒ نے علم حدیث حضرت شاہ ابو سعید مجددی رامپوریؒ سے حاصل کیا، جو کہ سراج الہند شاہ عبد العزیز محدث دہلویؒ کے شاگرد تھے۔ اس طرح مولانا کافی کا سلسلہ تلمذ صرف دو واسطوں سے حضرت شاہ ولی اللہؒ سے مل جاتا ہے۔ مولانا کافیؒ کی شاعری محبت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور ذکر حدیث سے عبارت ہے۔ ان کی تصانیف بھی احادیث کے تراجم یا تشریح وتفصیل سے متعلق ہیں۔'' (۳۷)

''سخن شعراء'' میں مولوی عبد الغفور نساخ نے، ''گلشن بے خزاں'' میں حکیم غلام قطب الدین باطن اکبر آبادی اور ''تذکرہ شمیم سخن'' میں مولوی عبد الحیٰ صفا بدایونی نے، مولانا کافیؒ کا ذکر بہت عمدہ الفاظ میں کیا ہے۔

مولانا کافیؒ کا وطن مراد آباد، تحریک آزادی کا خاص مرکز تھا۔ بادشاہِ دہلی نے نواب خان بہادر خان کو روہیلکھنڈ کا ناظم مقرر کیا۔ انھوں نے نواب مجد الدین خان، جن کا تعلق حاکمِ مراد آباد نواب عظمت اللہ خاں فاروقی کے خاندان سے تھا، کو ان دنوں میں مراد آباد کا حاکم مقرر کر دیا۔ مولانا کافیؒ کو صدر الشریعہ مقرر کیا گیا۔ ان حضرات کی کوششوں نے مسلمانوں میں جہاد کی روح پھونک دی، لیکن ریاست رامپور کے والیان نے انگریز کی حمایت کرتے ہوے، رکاوٹ پیدا کر کے مجاہدین کی

Marfat.com

قوت کو کمزور کر دیا۔ جب مراد آباد میں نواب رامپور کی بالادستی قائم ہو گئی، تو ان حالات میں، مولانا کافیؒ نے نشر و اشاعت کا خاصا کام کیا اور فتوائے جہاد کی نقول شائع کرا کے دوسرے مقامات پر بھجوائیں۔ بعض مقامات پر خود بھی گئے۔ قصبہ آنولہ، ضلع بریلی میں خود جا کر آزادی کی تحریک چلائی، جس میں کافی کامیابی حاصل ہوئی۔ جب انگریز نے مراد آباد پر قبضہ کر لیا تو کرنل کک نے شہر کی ناکہ بندی کر دی۔ ذرا ذرا سے شبہے پر بھی مسلمانوں کو گرفتار کیا گیا۔ اس صورت حال میں، ایک شخص کی مخبری پر، مولانا کافیؒ کو بھی گرفتار کر لیا گیا اور ان پر بہت سے الزامات قائم کیے گئے۔ (۳۸) طرح طرح کی سزائیں دی گئیں۔ جسم پر گرم استری پھیری گئی۔ زخموں پر نمک مرچ چھڑکی گئی۔ (۳۹) آخرِ کار پھانسی کا حکم سنا دیا گیا۔ مولانا کافیؒ نے یہ سزا سن کر رنجیدہ ہونے کی بجائے مسرت کا اظہار کیا۔ جب آپ کو تختۂ دار کی طرف لے جایا گیا، تو آپ باآوازِ بلند اپنی یہ تازہ غزل پڑھتے ہوئے جا رہے تھے:

کوئی گُل باقی رہے گا، نَے چمن رہ جائے گا
پر رسول اللہ کا دینِ حَسَن رہ جائے گا

ہم صفیرو باغ میں ہے کوئی دم کا چہچہا
بلبلیں اڑ جائیں گی سُونا چمن رہ جائے گا

اطلس و کمخواب کی پوشاک پر نازاں نہ ہو
اس تنِ بے جان پر خاکی کفن رہ جائے گا

نامِ شاہانِ جہاں مٹ جائیں گے لیکن یہاں
حشر تک نام و نشانِ پنجتن رہ جائے گا

Marfat.com

جو پڑھے گا صاحبِ لولاک کے اوپر درود
آگ سے محفوظ اس کا تن بدن رہ جائے گا
سب فنا ہو جائیں گے کافی ولیکن حشر تک
نعتِ حضرت کا زبانوں پر سخن رہ جائے گا

مولانا کفایت علی کافیؒ کو مرادآباد جیل کے پاس سرِ عام تختۂ دار پر لٹکا دیا گیا۔ آپ مجمعِ عام میں رتبہ شہادت پر فائز ہوئے۔ بعدازاں وہیں آپ کو دفن کر دیا گیا۔ آپ کی قبر، جیل کے عقب میں ابھی تک محفوظ ہے۔(۴۰)

ان حضرات کی داستانِ حیات پڑھ کر دل خون کے آنسو روتا ہے۔ یہ وہ اولوالعزم ہستیاں تھیں، جن کی قربانیوں کا سلسلہ سیدنا بلالِ حبشیؓ سے ملتا ہے۔ آلِ یاسرؓ سے ملتا ہے۔ بدر و حنین کے شہیدوں اور غازیوں سے ملتا ہے۔ حضرتِ اسماعیلؑ کی خود سپاری سے ملتا ہے اور شہزادۂ گلگوں قبا، شہیدِ کربلاؓ کی جاں نثاری سے ملتا ہے۔ اسلام میں قربانی کی تاریخ بہت پرانی ہے۔ اقبالؒ نے اس طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تھا:

غریب و سادہ و رنگیں ہے داستانِ حرم
نہایت اس کی حسینؓ، ابتدا ہے اسماعیلؑ

اس قافلۂ حق کے ہر سرفروش مجاہد نے ایک ہی نعرۂ مستانہ کے ساتھ جان، جان آفریں کے حوالے کر دی کہ

جان دی، دی ہوئی اسی کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا (غالب)

Marfat.com

حوالہ جات

۱۔ر۔ک: سر سید احمد خاں، اسباب بغاوت ہند، مقدمہ: ڈاکٹر ابواللیث صدیقی، اردو اکیڈمی سندھ مشن روڈ کراچی، پہلی بار، ۱۹۵۷ء

۲۔ماہنامہ تحریک دہلی، شمارہ جون ۱۹۶۰ء، ص:۱۶، بحوالہ: محمد عبدالحکیم شرف قادری، حرف آغاز، مشمولہ: محمد فضلِ حق خیرآبادی، مولانا، الثورۃ الھندیہ (باغیِ ہندوستان)، ترجمہ: عبدالشاہد خان شروانی، مکتبہ قادریہ لاہور، طبع پنجم، نومبر ۱۹۹۷ء، ص:۲۰،۲۱

۳۔محمود احمد برکاتی، حکیم، فضلِ حق خیرآبادی اور سن ستاون، برکات اکیڈمی کراچی، مئی ۱۹۸۷ء، ص:۲۰،۲۱

۴۔محمد فضلِ حق خیرآبادی، مولانا، قصیدہ ہمزیہ، مشمولہ: الثورۃ الھندیہ (باغیِ ہندوستان) محولہ بالا، ص:۳۰۸،۳۰۹

۵۔ایضاً، ص:۱۵۱

۶۔حکیم محمود احمد برکاتی، مولوی فضلِ حق خیرآبادی اور سن ستاون، محولہ بالا

۷۔بخت خاں، روہیل کھنڈ کا بہادر سپاہی تھا، جس نے اپنی بہادری اور دلیری کے باعث فوج میں نمایاں مقام حاصل کر لیا تھا۔۱۸۵۶ء میں انگریز نے اس محب وطن کو، بغاوت کے جرم میں معزول کر دیا تھا۔

۸۔محمد ایوب قادری، جنگِ آزادی ۱۸۵۷ء واقعات وشخصیات، پاک اکیڈمی ۱/۱۴۱ وحید آباد، کراچی، جون ۱۹۷۶ء، ص:۴۰۲

۹۔ذکاء اللہ دہلوی، منشی، تاریخ عروج سلطنت انگلشیہ، مطبع شمس المطابع دہلی، ۱۹۰۴ء، ص: ۶۷۵،۶۷۶

۱۰۔صادق الاخبار، ۲۷۔جولائی ۱۸۵۷ء مشمولہ: عتیق صدیقی، اٹھارہ سو ستاون اخبار اور دستاویزیں، مکتبہ شاہراہ، اردو بازار دہلی ۶، پہلی بار مئی ۱۹۶۶ء، ص:۱۹۸،۱۹۹

Marfat.com

۱۱۔ بحوالہ: خلیق احمد نظامی، پروفیسر، ۱۸۵۷ء سے پہلے کی دہلی، مشمولہ: ماہنامہ برہان دہلی، رجب ۱۳۶۶ھ، بمطابق جون ۱۹۴۷ء، جلد ہیز دہم، شمارہ ۶، ص: ۳۶

۱۲۔ عبداللطیف، ۱۸۵۷ء کا تاریخی روزنامچہ، مرتبہ: خلیق احمد نظامی، باہتمام: مینجر ندوۃ المصنفین اردو بازار جامع مسجد دہلی، ربیع الاول ۱۳۷۸ھ مطابق اکتوبر ۱۹۵۸ء، ص: ۱۵۳، ۱۵۴

۱۳۔ کمال الدین حیدر حسنی الحسینی المعروف بہ سید محمد میرزا زائر، "قیصر التواریخ"، نولکشور لکھنؤ، جلد دوم، ستمبر ۱۸۹۶ء، ۴۴۹، ۴۵۰

مؤلف نے غلطی سے مولوی احمد سعیدؒ کو شاہ غلام علیؒ کا نواسہ لکھ دیا ہے۔ یہ بات درست نہیں ہے۔

۱۴۔ محمد ایوب قادری، جنگ آزادی ۱۸۵۷ء (واقعات و شخصیات) محولہ بالا، ص: ۴۰۷

۱۵۔ ابوالحسن زید فاروقی، مقامات خیر، شاہ ابوالخیر اکادمی، درگاہ حضرت شاہ ابوالخیر، شاہ ابوالخیر مارگ، ترکمان گیٹ دہلی ۶، ص: ۱۷

۱۶۔ شاہ محمد مظہر مجددی، مناقب احمدیہ و مقامات سعیدیہ، مطبع اکمل المطابع دہلی، ۱۲۸۱ھ، ص: ۵۹
یہ کتاب پروفیسر محمد اقبال مجددی صاحب کے اردو مقدمہ کے ساتھ پچھلے برس پھر طبع ہوئی ہے۔
اس کی تفصیل حسبِ ذیل ہے: شاہ محمد مظہر مجددی، مناقب احمدیہ و مقامات سعیدیہ، مقدمہ: محمد اقبال مجددی، دارالاسلام لاہور، ۲۰۱۷ء

۱۷۔ ابوالحسن زید فاروقی، مقامات خیر محولہ بالا، ص: ایضاً

۱۸۔ شاہ محمد مظہر مجددی، مناقب احمدیہ و مقامات سعیدیہ، محولہ بالا، ص: ۶۰
مولانا خالد کُردی رومیؒ بہت جلیل القدر شیخ تھے۔ علامہ ابن عابدین شامیؒ، صاحبِ فتاویٰ شامی، ان کے مرید تھے۔ انھوں نے شیخ کے حالات پر عربی میں ایک کتاب "سِلّ الحُسام الہندی لِنُصرۃِ مولانا خالد نقشبندیؒ" بھی لکھی ہے، جو چھپ چکی ہے۔

۱۹۔ ایضاً، ص: ۶۳

۲۰۔ محمد حسن نقشبندی، مولوی، مشائخ نقشبندیہ مجددیہ، قادری رضوی کتب خانہ گنج بخش روڈ لاہور،

Marfat.com

۱۴۲۴ھ/ ۲۰۰۳ء، ص:۴۶۱

۲۱۔شاہ محمد مظہر مجددی، مناقب احمدیہ و مقامات سعیدیہ، محولہ بالا، ص:۷۰

۲۲۔ایضاً، ص:۷۱

۲۳۔ابوالحسن زید فاروقی، مقامات خیر، محولہ بالا، ص:۸۹ اور
محمد حسن نقشبندی، مولوی، مشائخ نقشبندیہ مجددیہ، ص:۴۶۶

۲۴۔شاہ محمد مظہر مجددی، مناقب احمدیہ و مقامات سعیدیہ، محولہ بالا، ص:۷۷

۲۵۔سر سید احمد خاں، آثار الصنادید، ترتیب و حواشی: ڈاکٹر سید معین الحق، پاکستان ہسٹاریکل سوسائٹی کراچی، ۱۹۶۶ء، ۲۱۵

۲۶۔محمد حسن نقشبندی، مولوی، مشائخ نقشبندیہ مجددیہ، ص:۴۷۱

۲۷۔شاہ محمد مظہر مجددی، مناقب احمدیہ و مقامات سعیدیہ، محولہ بالا، ص:۲۱۱

۲۸۔محمد اقبال مجددی، تذکرہ علما و مشائخ پاکستان و ہند، پروگریسو بکس اردو بازار لاہور، جلد دوم، ۲۰۱۳ء، حضرت شاہ احمد سعید مجددی دہلویؒ، ص:۱۰۹۳

۲۹۔شاہ محمد مظہر مجددی، مناقب احمدیہ و مقامات سعیدیہ، محولہ بالا، باب ہشتم: در ذکر ہجرت از دہلی بسوئی حرمین شریفین زادہما اللہ تعظیماً، ص:۱۹۶

۳۰۔حضرت دوست محمد قندھاریؒ، شاہ احمد سعید مجددیؒ کے مرید اور خلیفہ تھے۔ ہندوستان، خراسان، عرب اور ترکی کے بہت سے طالبان حق ان کے دست گرفتہ تھے۔ ان کی خانقاہیں کئی مقامات پر تھیں، البتہ ان کا زیادہ قیام موسیٰ زئی شریف، ضلع ڈیرہ اسماعیل خان پاکستان میں ہوتا تھا۔ یہیں آپ کا مزار پر انوار ہے۔

۳۱۔شاہ محمد معصوم مجددی رام پوریؒ، ذکر السعیدین فی سیرۃ الوالدین، بحوالہ: ابوالحسن زید فاروقی، مقامات خیر، محولہ بالا، ص:۸۸ تا ۹۹

۳۲۔شاہ محمد مظہر مجددی، مناقب احمدیہ و مقامات سعیدیہ، محولہ بالا، ص:۶۵، ۶۶

Marfat.com

۳۳۔ محمد ایوب قادری، جنگ آزادی ۱۸۵۷ء (واقعات و شخصیات)، محولہ بالا، ص: ۴۰۸

۳۴۔ سر سید احمد خاں، آثار الصنادید، محولہ بالا، ص: ۲۱۶

۳۵۔ ابوالحسن زید فاروقی، مقامات خیر، محولہ بالا، ص: ۷۹، ۸۶

۳۶۔ محمد حسن نقشبندی، مولوی، مشائخ نقشبندیہ مجددیہ، ص: ۴۶۳، ۴۶۴

۳۷۔ محمد ایوب قادری، جنگ آزادی ۱۸۵۷ء (واقعات و شخصیات)، محولہ بالا، ص: ۵۶۲

۳۸۔ ایضاً، ص: ۵۶۴، ۵۶۵

۳۹۔ ماہنامہ ترجمان اہل سنت کراچی، جنگِ آزادی ۱۸۵۷ء نمبر، جولائی ۱۹۷۵ء، ص: ۹۸، بحوالہ: راجا رشید محمود، کافی کی نعت کیوں، مشمولہ: ماہنامہ نعت لاہور (کافی کی نعت، حصہ اول)، اکتوبر ۱۹۹۵ء، جلد ۸، شمارہ ۱۰، ص: ۷

۴۰۔ محمد ایوب قادری، جنگ آزادی ۱۸۵۷ء (واقعات و شخصیات)، محولہ بالا، ص: ۵۶۵، ۵۶۶

Marfat.com

بیسویں صدی میں سلسلہ نقشبندی کی ہیت مرکزی

ڈاکٹر عدنان طارق

اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ تاریخ گورنمنٹ کالج رائے ونڈ (لاہور)

یہ مضمون نقشبندی صوفی سلسلہ کے دو عظیم اکابر شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی اورشاہ غلام علی کی خدمات ومساعی کے بارے میں ہے۔انیسویں صدی کے آغاز میں مغلیہ خاندان اپنے زوال کے آخری دور سے گزر رہا تھااس دور میں مسلح ہندوستان کی تہذیب بھی گوناگوں مسائل سے دوچار تھی۔ یہ مضمون ان مسائل کا احاطہ کرتے ہوئے مذکورہ بالا دوصوفی حضرات کے کردار پر روشنی ڈالے گا۔ یہ دونوں صوفی حضرات نقشبندی سلسلے کی مجددی شاخ سے منسلک تھے نقشبندی سلسلے کی نمایاں ترین خصوصیات میں سے ایک اس کا شریعت کے معاملات کوزمانے کے تغیر وتبدل کے مطابق ضروریات جدیدہ کے تقاضوں سے بہرہ ور کرنا ہے۔ یہ مضمون انیسویں صدی کے اوائل کے مسلم معاشرہ کو درپیش مسائل کے حوالے سے ان دوصوفی حضرات کی خدمات کا احاطہ کرتا ہے۔

تعارف

اٹھارویں صدی کا اختتام گویا ایک وسیع تر تاریخی منظرنامے کی جامع تبدیلی تھی۔ برطانوی نوآبادیاتی نظام بس شروع ہونے کو تھا۔وادی گنگ وجمن میں پلنے والی مسلم تہذیب اپنی تاریخ کے فیصلہ کن موڑ پر آ کھڑی تھی۔ اس شاندار تہذیب کو اندرونی ہمہ جہتی انتشار اور بیرونی حملہ آوروں کی یکے بعد دیگرے آمد نے ادھیڑ کر رکھ

Marfat.com

دیا تھا۔متاخر عہد مغلیہ اس زوال کی منہ بولتی تصویر تھا۔اور پھر ۱۸۰۳ء میں ایسٹ انڈیا کمپنی نے خاندان تیموریہ کے دار الحکومت دہلی کا انتظامی انتداب حاصل کر کے گویا اس زوال پذیر حکومت و معاشرت کو واپس نہ لوٹنے کا قانونی مشورہ دے دیا۔اس تمام تر زوال آمادہ صورتحال میں بھی نقشبندی صوفی سلسلہ اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ جلوہ گر تھا۔اس سلسلے کے وابستگان اپنی ہر ممکن کوشش میں تھے کہ مسلمانوں کو مفید سے مفید تر رہنمائی فراہم کی جائے۔اس سلسلے کے وابستگان بہت سے مدرسے اور خانقاہیں چلا رہے تھے۔ان میں نمایاں ترین نام دو صوفیوں کے ہیں۔ان میں پہلا نام شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کا ہے جبکہ دوسرا نام شاہ غلام علی کا ہے۔یہ دو شخصیات اپنے زمانے کے مخصوص تناظر میں اس قدر اہمیت کی حامل تھیں کہ اس دور کا تمام تر روحانی اور مذہبی نظام ان کو مرکز بنائے ہوئے تھا اور دینیاتی علوم کے طلباء دور دراز سے ان کے پاس کسب فیض کے لئے آیا کرتے تھے۔

انیسویں صدی کے آغاز پر ہندوستان کی صورتحال کا اجمالی خاکہ

ریاست کی حالت زار

خاندان تیموریہ اورنگ زیب عالمگیر کی وفات کے بعد سے مسلسل زوال کی حالت میں تھا۔نادر شاہ کے حملے کے بعد یہ صورتحال مزید نازک ہو چکی تھی۔اب مغل بادشاہوں کے لئے ہندوستان کے جنوبی اور مشرقی علاقوں کو اپنے قبضہ میں رکھنا مشکل ہو چکا تھا۔اٹھارویں صدی کے نصف آخر میں مرہٹوں، جاٹوں اور سکھوں نے مغلوں کے مرکزی اقتدار اعلیٰ کو ختم کرنے کے لئے ہر ممکن کوشش کی۔مغل بادشاہ اندرونی

Marfat.com

ریشہ دوانیوں کے باعث اس قدر کمزور ہو چکا تھا کہ اس کے لئے ان قوتوں کی سرکوبی امر محال تھی۔ پلاسی کی جنگ کے بعد یہ مخدوش صورتحال نا قابل اصلاح ہوتی جارہی تھی۔ مرکز گریز قوتوں نے پہلے سے زیادہ قوت اور اختیار حاصل کرلیا تھا۔ شاہ ولی اللہ بھی صورتحال کی نزاکت کو سمجھتے ہوئے یہ جان چکے تھے کہ مغل بادشاہت میں وہ دم خم نہیں رہا کہ وہ ان مرکز گریز قوتوں کا سد باب کرسکیں۔ اسی لئے انہوں نے احمد شاہ دورانی اور نجیب الدولہ کو خطوط لکھ کر دارالحکومت کی حفاظت کے لئے بلایا۔ ۱۷۹۱ء میں پانی پت کے میدان میں مرہٹوں کی شکست کے باوجود مغل دربار اپنی پہلی سی شان وشوکت حاصل نہ کرسکا۔ ایسٹ انڈیا کمپنی بھی اس تمام تاریخی تناظر میں فوائد سمیٹتی ہوئی نظر آرہی تھی۔ شاہ ولی اللہ اس خطرے سے بخوبی واقف تھے۔ اس لئے ان کے پرزور اصرار پر احمد شاہ دورانی نے مغل بادشاہ احمد شاہ کو خط لکھ کر بلانے پر مجبور کیا کہ وہ صوبہ بہار سے واپس دلی کو پلٹے اور ریاست کے انتظام کو بحال کردے۔ اس کا مقصد کمپنی کی مداخلت سے قبل از وقت بچنا تھا۔ تاہم مغل بادشاہ اس خطرہ کا بروقت احساس نہ کرسکا۔ یوں چند ہی دہائیوں کے بعد ۱۸۰۳ء میں مغل بادشاہ کو از خود کمپنی حکام سے دارالحکومت کی حوالگی کا معاہدہ کرنا پڑا۔ یہ سمجھنا غلط فہمی ہے کہ انیسویں صدی میں ہمارے ملک پر ایسٹ انڈیا کمپنی پر قبضہ ہوگیا تو ہمارے علماء وصوفیہ روپوش ہوگئے بلکہ وہ اپنی کامل علمی وروحانی استعداد کے ساتھ منظر عام پر آئے اور عوام کی رہنمائی کے لئے کمربستہ ہوگئے۔ ۱۸۰۳ء کو ہندوستان، کے مرکز دہلی پر انگریزوں کا قبضہ ہوگیا تو وہاں کے سب سے بڑے عالم وصوفی حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے کامل اطمینان قلب کے ساتھ اپنی جدو جہد کا آغاز کردیا۔ یوں تو اس صدی میں سارے

Marfat.com

پاکستان و ہند میں علماء وصوفیہ کی بڑی تعداد دعوت وارشاد میں مصروف تھی، پنجاب میں اس زمانہ میں سلسلہ چشتیہ کا احیاء ہوا، خواجہ نور محمد مہاروی، خواجہ سلیمان تونسوی اور ان حضرات کے خلفاء نے مدرسہ رحمانیہ دہلی کی طرز پر اپنے اپنے علاقوں میں درس وتدریس کے ساتھ روحانی مسند عملی طور پر بچھائے رکھی، پنجاب سے لے کر کابل تک اور کابل قندھار سے لے کر ہمارے ملک کے سمندری ساحلوں تک ان کی تعلیمات کا پرچار ہو رہا تھا۔

ہماری اس وقت توجہ کا مرکز سلسلۂ نقشبندیہ ہے، اس میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ تمام سلاسل علماء وصوفیہ پابند شرع شریف تھے لیکن سلسلۂ نقشبندی سے وابستہ حضرات اس خصوصیت کے نمایاں طور پر حامل تھے، ان کی عملی زندگی عوام کے لیے نمونہ تھی۔

ہم اس وقت پاکستان و ہند کے مرکزی صوبہ دہلی کی سیاسی، سماجی اور اقتصادی حالت کا ذکر کر رہے ہیں تمام علاقوں کے حالات کا جائزہ اس مختصر بیان میں ممکن نہیں ہے۔ جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے ۱۸۰۳ء کو اس پر ایسٹ انڈیا کمپنی کا قبضہ ہو گیا تھا۔ اس وقت یہاں کی دو بڑی نقشبندی سلسلہ کی شخصیتیں زندہ اور دعوت وارشاد میں مصروف تھیں، ہماری مراد حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی اور حضرت شاہ غلام علی دہلوی سے ہے۔ یہ دونوں حضرات صرف دہلی کے اکابر ہی نہیں تھے بلکہ سارے ہندوستان کی تمام مذہبی و روحانی تحریکیں انہیں کے گرد گھومتی تھیں یعنی ان کے فکری رہنما یہی دو بزرگ تھے۔

اقتدار اعلیٰ کی بدلتی ہوئی صورتحال کے تناظر نے ہندوستانی مسلم تہذیب کے سامنے نئے سوال لا کھڑے کیے تھے۔ دلی کے سرکردہ مسلمان شاہ عبدالعزیز

Marfat.com

محدث دہلوی کے سامنے یہ سوال پیش کرتے اور شاہ صاحب ان تنقیدی سوالوں کے شافی جواب دیا کرتے تھے۔ بنیادی سوال تو یہ تھا کہ آیا مسلمانوں کو اپنے معمولات کے ضمن میں انگریز سرکار کے سامنے پیش ہونا چاہیے یا پھر زوال آمادہ مغل دربار کے سامنے۔ شاہ عبدالعزیز دلی میں بیٹھے ان فرنگی حکمرانوں کو بوجہ حکمت ناراض نہیں کرنا چاہتے تھے۔ انہوں نے کمپنی کے عہدیداروں کے ساتھ مناسب حد تک اچھے تعلقات قائم کرر کھے تھے۔ وہ جانتے تھے کہ اس کے بغیر کوئی چارہ نہیں ہے۔ ان کی کتاب 'کلمات آزادی' میں ایسے بہت سے واقعات ملتے ہیں جو ان کے کمپنی کے عہدیدار ان کے ساتھ اچھے تعلقات کو ثابت کرتے ہیں۔ ان کے ملفوظات میں بھی کئی برطانوی عہدیداروں کا ذکر موجود ہے۔ ان کا ایسا ماننا تھا کہ کمپنی کی پالیسی مسیحی تبلیغی اداروں سے بالکل مختلف ہے۔ ان کے دور میں بہت سے علماء بھی کمپنی کی ملازمت کیا کرتے تھے۔ آپ کے شاگرد خاص (اور داماد) مولانا عبدالحی بھی کمپنی کے ماتحت مفتی کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ مولانا شاہ عبدالعزیز اس امر سے بخوبی واقف تھے کہ کمپنی کے سامنے مزاحمت کرنا بے سود ثابت ہوگا۔ اسی لئے انہوں نے مبنی بر حکمت تعمیری رویہ اختیار کیا۔ یہ رویہ انہوں نے مسلم سواد اعظم کے وسیع تر تہذیبی مفاد میں اپنایا تھا۔ ایک سوال کے جواب میں انہوں نے مادی فوائد کی غرض سے انگریزوں کی بنائی ہوئی مصنوعات کے استعمال کو جائز قرار دیا۔

شاہ عبدالعزیز ہندوستان کو دار الحرب سمجھتے تھے لیکن ان کے ساتھ ساتھ انہوں نے مسلمانوں کو انگریزوں کے ساتھ اس وقت تک تعاون کرنے کا مشورہ دیا جب تک ان کے مذہبی معاملات متاثر نہیں ہوتے۔ اسلامی فقہ کے مطابق جب کوئی

Marfat.com

علاقہ دارالحرب قرار پاتا ہے تو دو میں سے کوئی سا ایک راستہ اختیار کرنا واجب ہو جاتا ہے۔ پہلے تو جہاد کا راستہ اختیار کرنے کی طرف دیکھا جانا چاہیے اگر یہ نا قابل عمل ہو تو پھر اس جگہ سے ہجرت کر جانا چاہیے۔ تاہم شاہ عبدالعزیز کے فتویٰ دارالحرب میں ان دونوں احکامات کی طرف واضح خاموشی موجود ہے۔ کئی وجوہات اس خاموشی کی معقول وضاحت سکتی کر ہیں۔

شاہ عبدالعزیز محدث نے ہندوستان کو دارالحرب قرار دیا، واضح الفاظ میں اس میں لکھا کہ اسوقت انگریز ملک پر قابض ہوتے جا رہے ہیں، دارالحرب زدہ ملک میں جو اسلامی فقہی اصول ہیں ان سے آگاہ کیا۔ یاد رہے کہ فتویٰ دارالحرب کا تھا، جہاد کا نہیں تھا، آپ نے یہ ہرگز نہ فرمایا کہ انگریزوں کے خلاف اٹھ کھڑے ہو اور ان سے بغاوت کریں کیونکہ آپ بخوبی جانتے تھے کہ دہلی میں مغلوں کی مرکزی حکومت موجود تھی جس کی اپنی فوج رہی سہی طاقت رکھنے کے باوجود انگریزوں کے قدم نہیں روک سکتی تو بھلا افلاس زدہ عوام ان کا کیسے مقابلہ کر سکیں گے، آپ نے اسلامی اصول رواداری پر عمل کرتے ہوئے درگزر کا مشورہ دیا، پہلے تو ایک سوال کے جواب میں انگریزی زبان پڑھنا جائز قرار دی پھر فرمایا کہ نیک مقاصد کے لیے اسے سیکھنا کوئی عیب نہیں ہے، میرے بے روزگار عوام کو انگریزوں کے پاس ملازمتیں ملنے لگیں۔ آپ نے ہندوستان کے مسلمانوں کو ہجرت کرنے کا بھی مشورہ نہیں دیا کہ اس طرح اتنے مسلمان کہاں اور کس ملک میں جائیں گے؟

انگریز یہ جانتے تھے کہ شاہ عبدالعزیز عوام و خواص میں مقبول ترین شخصیت کے مالک ہیں آپ نے رواداری کی جو پالیسی اختیار کی تھی اس کے مفید نتائج برآمد

Marfat.com

ہونا شروع ہو گئے۔ آخر یہ قابض انگریز اس حقیقت سے آگاہ ہو گئے کہ مسلمانوں کے فیصلے مسلمانوں کی عدالتوں میں ہونے چاہیے۔ انگریز خود آپ کے پاس آئے اور درخواست کی کہ آپ کوئی عالم ان کو دیں جو آپ کے قانون کے مطابق فیصلے کیا کرے۔ یہ کوئی معمولی بات نہیں تھی، مسلمانوں کی برطانوی استبداد میں ایک بڑی فتح تھی، آپ نے اپنے داماد یعنی مولانا عبدالحی انگریزوں کو اس مقصد کے لیے انگریوں کے پاس بھیجا اس شرط پر کہ وہ ان کی معاشرت نہیں اپنائیں گے اور شرع کے مطابق تمام امور نمٹائیں گے۔ اس طرح ایک اور بڑی کامیابی یہ ہوئی۔

حضرت شاہ صاحب کے ملفوظات کے تامل کے ساتھ مطالعہ کرنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ اس نتیجہ پر پہنچ چکے تھے کہ ان بدلے ہوئے حالات میں صرف مدرسہ کی تعلیم ہی کافی نہیں ہے، انہیں آنکھیں کھول کر حالات کا جائزہ لینا چاہیے، آپ کے فتویٰ دارالحرب پر انگریزی اور اردو میں بہت عمدہ مقالات لکھے جا چکے ہیں۔

ہمیں اس حقیقت کا ذکر کرنے کی ضرورت ہے کہ انیسویں صدی میں شاہ عبدالعزیز ایک ایسی مرکزی شخصیت بن چکے تھے جنہیں درس و تدریس کے ساتھ دعوت وارشاد کا فریضہ بھی انجام دینا تھا، آپ اپنے والد گرامی حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے صوفیہ کے تمام سلاسل میں مجاز تھے لیکن آپ پر سلسلہ نقشبندیہ کا غلبہ تھا اور اس کے ذریعہ آپ طالبوں کو سلوک کی تعلیم دیتے تھے۔

فکر جدید کے علم بردار حضرات آج یہ تسلیم کرنے میں پس وپیش نہیں کرتے کہ مسلمانوں کو جدیدیت سے فکری آراستگی شاہ صاحب کے شاگردوں کے ذریعہ ملی تھی آپ کی قیادت میں ۱۸۳۲ء کو انگریزوں نے دہلی میں جدید قدیم علوم کی تدریس

Marfat.com

کے لیے یورپین طرز کے ایک کالج بنانے کا فیصلہ کیا۔ مذکورہ سنہ میں انگریزوں کا ایک وفد دہلی کے مدارس کا جائزہ لینے کے بعد آپ کی خدمت میں حاضر ہوا کہ ہم مدرسہ نواب غازی الدین کو کالج میں تبدیل کرنا چاہتے ہیں آپ کی اجازت چاہیے اور یہ بھی درخواست ہے کہ آپ اس کالج کے پرنسپل کا عہدہ قبول فرمائیے، جس پر آپ نے پیرانہ سالی اور روافض کے غلبہ کے باعث انکار کر دیا تو آپ کے سب سے نامور شاگرد مولانا رشید الدین خان کو کالج کا پرنسپل بنا دیا گیا۔ گویا جدید علوم کی تدریس کا آغاز بھی آپ ہی کی شاگردوں کے ہاتھوں شروع ہوا، اس کالج کے تعلیم یافتہ طلبہ بڑے نامور ہوئے، ہمارے ملک کے عظیم محقق ڈاکٹر اکرام چغتائی نے وہ بیش قیمت رپورٹ جو دہلی کالج کے قیام سے متعلق تھی دریافت کر کے شائع کر دی ہے۔

شاہ عبدالعزیز محدث کے ایک شاگرد خاص حضرت شاہ غلام علی دہلوی کی شخصیت بھی مرکزی حیثیت رکھتی تھی آپ دہلی کی سب سے نامور درگاہ مظہری کے سجادہ نشین تھے اور اس مرکز کی سارے عالم اسلام میں شہرت تھی، اس کے بانی حضرت مرزا مظہر جان جاناں شہید نے شاہ ولی اللہ محدث کی طرح درس و تدریس کے ساتھ دعوت و عزیمت کی ایسی مثال قائم کی کہ اس انتہائی زوال زدہ مسلم معاشرہ میں رہنمائی کے روشن مینار کی طرح کام کیا اور مسلم حکومت کے زوال کے دور میں جس طرح معاشرہ کو ذہنی زوال کا شکار ہونے سے بچایا یہ انہی کا خاصہ تھا، شاہ غلام علی دہلوی انہی حضرت مظہر کے جانشین تھے جنہوں نے جوانی سے لے کر کہولت تک تمام عمر اس درگاہ میں ایسی عزیمت کے ساتھ مسلمانوں کی رہنمائی کی کہ اس کی مثال ملنا محال ہے۔

فکر جدید کے علمبردار سر سید احمد خان اور ان کا خانوادہ بھی انہی شاہ غلام علی

Marfat.com

سے وابستہ تھا، وہ برابر خانقاہ مظہری میں آتے رہتے تھے۔ ان کا مشاہدہ ہے کہ میں نے ان آنکھوں سے شاہ غلام علی کی درگاہ سے عالم اسلام سے لے کر وسطی ایشیاء، افغانستان اور ایران تک کے روحانیت کے طالب افراد کو حلقہ میں بیٹھ کر اپنی روحانی پیاس بجھاتے دیکھا۔

شاہ غلام علی دہلوی ان اکابر میں سے تھے جن کے ہاتھ پر بڑے بڑے یا اکابر علماء نے بیعت کی ان میں مولانا خالد کردی رومی بغدادی کا نام سرفہرست ہے جن کے ہاتھ پر شاہ صاحب کے حین حیات ایک لاکھ افراد بیعت کر چکے تھے۔ انہوں نے اپنے خطوط بنام شاہ غلام علی میں اس کا ذکر کیا اور ایک خط میں یہ بھی لکھا ہے کہ اس وقت ایک ہزار علماء میرے حلقہ ارادت میں داخل ہو چکے ہیں۔ ایک دوسرے عریضے میں لکھا ہے کہ اس وقت ایک سو صاحب تصنیف علماء میرے سامنے دست بدستہ کھڑے ہیں۔ یہ اس علاقے کی بات ہے جو کسی زمانے میں علم اور علوم اسلامیہ کا مرکز ہوتا تھا۔ بغدادان کے زمانہ تک اسی طرح زوال کا شکار رہا جیسا کہ ہمارا پاکستان و ہند تھا۔

شاہ غلام علی صرف عالم اور صوفی ہی نہیں تھے بلکہ اپنے وقت کے فارسی اور اردو کے سب سے بڑے شاعر بھی تھے۔ اس وقت خواجہ میر درد سے لے کر کوئی چھوٹا بڑا شاعر ایسا نہ تھا جو آپ کی خدمت میں خانقاہ مظہری میں حاضر ہو کر مشق سخن نہ کر چکا ہو۔ یہ شعراء بھی اسی طرح آپ کی وفات (1781) کے بعد برابر شاہ غلام علی کی خدمت میں آتے اور اس درگاہ میں اسی طرح روحانی سلوک کی مشق کے ساتھ ساتھ شعر و سخن کی محفلیں بھی منعقد ہوتی رہتی تھیں۔ شاہ غلام علی دہلوی کی سب سے مشہور کتاب مقامات مظہری اور آپ کے ملفوظات کے مجموعے اس امر کا بین ثبوت ہیں۔

Marfat.com

شاہ غلام علی دہلوی ایسی بزرگ شخصیت کے مالک تھے کہ بڑی بڑی درگاہوں کے سجادہ نشین اپنی مسند چھوڑ کر آپ کی خدمت میں سلوک کی منزلیں طے کرنے کے لیے آتے تھے اور اس میں کامیاب بھی تھے اور اپنے اپنے علاقوں میں جا کر دین کی شمع روشن کرتے تھے۔ وہ اتباع شرع کا ایسا نمونہ تھے کہ غیر مسلم ان کے اعمال کو دیکھ کر خود بخود دائرۂ اسلام میں داخل ہونے کی درخواست کرتے تھے۔

یہ انہی حضرات کی مخلصانہ کوششوں کا ثمر تھا کہ اس گئے گزرے دور میں جہاں انگریزوں کے عمل دخل سے ہر طرف معاشرتی بے چینی اپنے عروج کو پہنچ چکی تھی یہ حضرات اپنے طور پر دین کی شمع روشن کیے ہوئے تھے۔

جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے کہ انیسویں صدی میں برعظیم پاکستان و ہند میں علماء اور صوفیا کی کمی بہت تھی وہ اپنے اپنے طور پر، ان حالات میں جن کا ہم نے جائزہ پیش کیا ہے ہر وقت مصروف کار رہتے تھے اور دہلی کی ان دو مرکزی شخصیات کو اپنا رہنما بنائے ہوئے تھے، ان سے رہنمائی لے کر اپنے اپنے دینی مشن کو جاری رکھے ہوئے تھے ان دونوں شخصیتوں نے جن کے شاگردوں اور مریدوں کی تعداد شمار کرنا ہمارے لیے دشوار ہے اگر ان کی علاقائی نسبتوں پر ہم غور کریں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ نہ صرف پاک و ہند بلکہ عربستان سے لے کر ایران اور افغانستان تک ان کا ایک وسیع سلسلہ جاری و ساری تھا۔ جن کے نقش قدم پر چل کر ہم آج مسلمان ہیں۔

ہمارے حضرت مجدد الف ثانی کی اولاد میں اللہ نے بہت برکت دی تھی اور اس میں ہر فرد روحانیت میں کامل ہونے کے ساتھ ساتھ درس و تدریس میں بھی ہر وقت مصروف رہتا تھا۔ آپ کے سامنے اس وقت حضرت مجدد کی اولاد کا ایسا شجرہ

Marfat.com

آویزاں کیا گیا ہے جو کہ آپ سامنے رکھ کر یہ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ اس صدی میں آپ کی اولاد عربستان سے ایک جواں سال محقق ڈاکٹر ولید زیاد صاحب نے شیخ فضل احمد معصومی پشاوری PHD حال ہی میں Yale University مصروف کار تھے۔ پر اپنا مقالہ پیش کیا ہے جس میں ان کے مرتب کئے نقشے اور شجرات یہ ثابت کرنے کے لیے کافی ہیں کہ ان کا اثر ورسوخ پشاور سے لے کر پورے وسطی ایشیا اور ترکستان اور عربستان تک پھیلا ہوا تھا۔ اللہ کرے یہ مقالہ جلد شائع ہو جائے جو ہماری پاکستانی تہذیب اور روحانیت کی بھرپور نمائندگی ہے۔

ہم یہ بات کہنے میں حق بجانب ہیں کہ انیسویں صدی کے انتہائی زوال پذیر معاشرے کو اعتدال پر رکھنے اور ذہنی زوال تک پہنچنے سے بچانے کے لیے ان دونوں حضرات، شاہ عبدالعزیز دہلوی اور شاہ غلام علی کا خاص کردار ہے۔ باریک بین تجزیہ اس امر کو واضح کرتا ہے کہ دونوں احباب کا متحرک کردار ایک طرف مجددی سلسلے کی روایات کے عین مطابق ہوتے ہوئے تیزی سے تبدیل ہوتے سیاسی وسماجی تناظر میں مسلم تہذیب کی ضروریات کو کما حقہ پورا کر رہا ہے۔ نقشبندی مجددی سلسلہ اپنے قول وفعل کا معقولیت پر مبنی جواز بھی رکھتا ہوا نظر آتا ہے۔ یہ خصوصیت ان شخصیات کے اقوال وافعال کو دورِ حاضر میں بھی زندہ وپائندہ بنانے کے لیے کافی ہے۔

Marfat.com

حضرت شاہ فضل احمد معصومی پشاوری

ڈاکٹر ولید بن زیاد

استاد شعبۂ تاریخ، حبیب یونیورسٹی، کراچی

سابق متعلم پی ایچ ڈی yale یونیورسٹی، امریکہ

Insert First Secnon Nere

حضرت فضل احمد اور اُن کے ہم عصروں کی تاریخ، وسط ایشیاء سے متعلق رائج الوقت تاریخ نویسی کے کئی مفروضوں اور معیاراتی خاکوں (یعنی پیراڈائم) کو چیلنج کرتی ہے۔

اول، برطانوی نو ابادیاتی تاریخیں بنیادی طور پر، ہمیں یہ سبق سکھاتی ہیں کہ برطانیوں اور روسیوں کے انے سے قبل، یہ علاقہ (یعنی جنوبی اور وسط ایشیاء) عقلیاتی اور فکری زوال کا شکار تھا، اور کابل اور پشاور جیسے شہر پسماندہ اور الگ تھلگ ہو چکے تھے۔ اگر ہم حضرت فضل احمد کی سوانح حیات کا تجزیہ کریں تو یہ بات واضع ہو جاتی ہے کہ تاتارستان سے لے کر ہندوستان تک کے علاقے میں گہرے روحانی، ثقافتی اور فکری تعلقات حسب معمول تھے۔ مزید، متون اور کتابوں کی تالیف اور تبادلے، زیارت اور اختیارات کے علاقائی نظام کے ذریعہ، مجددیوں نے ہندوستان اور ترکستان کے درمیان علاقائی تعلقات قائم رکھنے میں کلیدی کردار ادا کیا۔

علاوہ ازایں، یہ بات بھی واضع ہو جاتی ہے کہ سوات کے اخوند سے لے کر انیسویں صدی میں بخارا کی نشاط ثانیہ تک، شہری اور قبائلی کئی سماجی اور سیاسی تحریکیں، جنہیں عام طور پر جُدا جُدا تاریخی لمحات کے طور پر برتا جاتا ہے، دراصل اس علاقے

Marfat.com

میں پھیلی ہوئی سماجی، فکری، مذہبی دھاروں کے ایک جتھے ہوئے جال کا حصہ تھیں۔

اپنا مقالہ شروع کرنے سے پہلے میں تحقیقی طریقہ کار سے متعلق ایک نکتہ پیش کرنا چاہتا ہوں۔ اس دور کے صوفیوں اور علماء کی جامع تاریخ لکھنے کے لیے کئی مختلف ذرائع سے واقفیت درکار ہے، تذکرے ظاہر ہے کہ ایک اہم ذریعہ ہیں، مگر یہ اکثر ہمیں پوری کہانی نہیں بتاتے، اور اُس سیاسی، اقتصادی اور معاشرتی ماحول پر روشنی نہیں ڈالتے جس میں کسی شخصیت نے اپنی زندگی گذاری اور اپنا کردار ادا کیا۔ بنیادی طور پر ان کا مقصد ناصحانہ ہوتا ہے۔ چنانچہ متبادل ذرائع سے رجوع کرنا ضروری ہے، جیسے شہری تاریخیں، مزاروں اور مسجدوں کی فہرستیں، شجر ہائے نسب، اسماء وقوف، مکتوبات اور عصری نقشے معمولات کے رسالے، زبانی روایات، ٹیکس کے دستاویزات، زمینی ملکیت کے رکارڈز، سفرنامے، برطانوی، فرانسیسی، اور روسی انتظامی دستاویزات، اور دیگر صوفی سلسلوں کی تالیفات۔

حضرت فضل احمد کی حیات

حضرت فضل احمد، جو کہ سن سترہ سو تینتالیس عیسوی میں شیخ احمد سرہندی کے خاندان میں پیدا ہوئے، سلطنت تیموریہ کے دور اواخر میں سرہند کے ماحول کی پیداوار تھے۔ لاہور اور دہلی ہائی وے پر واقع ایک جہاں شناس قصباتی شہر، سرہند حضرت سرہندی کے مزار کے علاوہ، تعلیمی اداروں کے ایک ایسے سلسلے کو اپنی اغوش میں لیے ہوئے تھا جو کہ کئی پشتوں سے صوفیوں اور عالموں کے لیے ایک مرکز کی حیثیت رکھتا تھا، اور جس نے کئی صوفی سلسلوں کے تدریسی طریقوں کو سمیٹتے ہوئے ایک بڑے علمی

Marfat.com

ذخیرے کو جنم دیا۔ چودہ برس تک حضرت فضل احمد نے منقولات ومعقولات کا مطالعہ کیا، صوفیانہ اعمال میں تربیت حاصل کی، اور کئی برس سرہند میں تدریسی کام کیا۔

سکھوں کے حملوں کے نتیجہ میں مجددی صوفی اور ان کے مرید سرہند سے ہجرت کر گئے، اوران میں سے کئی دُرانی علاقوں میں جابسے جہاں انہیں پناہ دی گئی تھی۔

سترہ سوساٹھ کے عشرے کے اواخر میں حضرت فضل احمد نے پشاور کی طرف ہجرت کی، جہاں زبردست خشک سالی کے دوران بڑی تعداد میں روٹیاں بانٹنے پر انہیں کافی شہرت حاصل ہوئی۔

ان کا حلقۂ مریدین تیزی سے وسیع تر ہوتا گیا اور بالآخرانہوں نے یکہ توت دروازہ کے قریب اپنی خانقاہ قائم کر لی۔ایک ایسے محلے میں جو بعد میں ان کے فرزند، فضل حق کے نام سے پہچانا گیا۔

اس کے کچھ ہی عرصہ بعد حضرت فضل احمد خیبر، کابل اور مزار شریف کے راستے بخارا کی جانب اپنے اسفار خمسہ کے پہلے سفر پر روانہ ہوئے۔

وہاں انہوں نے ایک اعلیٰ شان خانقاہ قائم کیا، جہاں بخارا کے مشہور بادشاہ شاہ مراد اوران کے فرزند اَمیر حیدر (مشہور بادشاہ شاہ مراد) نے حضرت سے بیعت کی، ان کے خاص مریدوں میں سے ہوئے، اوران کی خلافت سے بہرہ ور ہوئے۔

مریدین

ہم عصر تذکروں سے ہمیں پتا چلتا ہے کہ اَمو دریا کے دونوں طرف، حضرت

Marfat.com

فضل احمد کے مریدوں کی تعداد ہزاروں میں تھی، اور انہوں نے اپنے چھ سو خلفاء مقرر کیئے، جن میں سے مجھے ۱۳۰ کے نام ہم عصر تذکروں میں ملے ہیں۔

یہ ان کے سفر کا راستہ تھا اور تذکروں کے مطابق تمام مندرج علاقوں میں یا تو ان کی خانقاہ، ان کے مقررہ خلفاء، یا بڑی تعداد میں ان کے مریدین موجود تھے۔

اکثر خلفاء کو ان کے اپنے ہی علاقوں میں مقرر کیا جاتا تھا۔

البتہ چند پشاوری اور پنجابی خلفاء کو بلخ، سمرقند اور خیوہ کی جانب بھیجا گیا۔ مثال کے طور پر ان میں وزیرآباد پنجاب سے ایک خلیفہ شامل ہیں، جنہیں سمرقند میں مقرر کیا گیا، اور جو حضرت لعل بیگ سمرقندی کے نام سے پہچانے گئے۔

علاقائی خانقاہیں مقامی سلسلوں کے مراکز بن گئیں۔ مثلاً خانقاہ زکوڑی شریف جہاں سے مرید غزنی سے لے کر بنوں تک تربیت حاصل کیا کرتے تھے۔

اور ان کے فرزند حضرت عبدالقادر کی خانقاہ جہاں سے تاشکند تا تا تارستان، روس اور سائبیریا تک خلفاء مقرر کیئے گئے۔

علاوہ ازایں کئی جانے پہچانے صوفی سلسلوں کے فرزندان حضرت فضل احمد کے طریقے میں ضم ہو گئے، جس سے سلسلوں کے اپسی مراتب مضبوط ہوئے۔ مثلاً اس میں کابُل اور قندہار کے حضرات معصومیہ کے وارث، میاں ادریس، جو کہ سیاسی طور پر متحرک شخصیت تھے اور جنہوں نے درانی توسیع کا مذہبی جواز پیش بھی کیا تھا۔ ترکستان کے زیادہ تر سلسلوں کے وارثوں نے حضرت فضل احمد سے بیعت کی، مثلاً حضرت جو یباری اور احراری اور دھبیدی خواجگان، یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ حضرت فضل احمد کا

Marfat.com

تذکرہ نظام الدین بلخی مزاری نے تالیف کیا، جو کہ مزار شریف کے متولی کے فرزند تھے۔

تعلیمات

پشاور اور بخارا میں حضرت فضل احمد کی سوانح کا تذکرہ کرنے سے پہلے، میں ایک وسیع مضمون کی مختصر جھلک دکھانا چاہتا ہوں۔ شیخ احمد سرہندی کی پیروی کرتے ہوئے، حضرت فضل احمد کی تعلیمات روحانی ارتقا اور سنت رسول کی پیروی کے لیے طریقت اور شریعت، ظاہر اور باطن کے گہرے تعلق پر زور دیتی ہیں۔ ہم میں سے زیادہ تر اس بات کا شعور رکھتے ہیں، مگر پھر بھی موجودہ ماحول میں اس بات پر توجہ دلانا ضروری ہے کہ دور پس جدید میں علماء، فقہاء، ماہرین صرف ونحو، شعرا اور متصوفین کے علاقے الگ تھلگ ہرگز نہیں تھے۔

تحقیق کے دوران میں نے نقشبندی مجددی اور متعلقہ اداروں کے کئی نصاب کا مطالعہ کیا ہے جن میں مثنوی سے لے کر طب اور منطق تک کثیر التعداد علوم شامل تھے۔ ان نصاب میں اشغال باطنی سب سے اعلیٰ حیثیت رکھتے تھے، یعنی آج کے پی ایچ ڈی کی طرح سمجھیے۔

ان کے مریدوں نے ان کے روزمرہ کے بارے میں، جس سے ان کے طریق وفلسفۂ حیات جھلکتا ہے، عینی شواہد قلم بند کیے ہیں۔ ان کا طرز حیات انتہائی منظّم تھا، جس میں مراقبہ اور ظاہری علوم کی تدریس و تربیت، روحانی اعمال، اور برادری کے روزمرہ امور کا انتظام شامل تھا۔

یہ بات قابل توجہ ہے کہ اُن کے سب سے زیادہ شائع ہونے والی تالیف محض دس صفحہ کا ایک تدریسی رسالہ ہے، جس میں انہوں نے مجددی روایت کلیدی

Marfat.com

نظریاتی اور عملی علوم کا (یعنی نقشبندی، قادری اور چشتی سلسلے کے اشغالِ باطنی، نقش سیر وسلوک، اور علم اللطائف) بڑا بالغانہ خلاصہ پیش کیا ہے۔ ہمیں معلوم ہے کہ حضرت عبدالاحد وحدت سرہندی کی ''کحل الجواہر'' کی تالیف کے بعد، کئی جانے پہچانے مجددی پیروں نے اس طرح کے مقالات معمولات تالیف کیئے جنہیں ہم تدریس بیاض یا کتابچے سمجھ سکتے ہیں۔ ایسے رسالوں کے ذریعے شیخ احمد سرہندی کے مشکل کلام اور مابعد الطبیعات کی رسائی بدخشان اور ازبک قبائلی علاقوں جیسے دور دراز مقامات تک متعارف کرائی جاسکی۔ میں نے ازبکستان، افغانستان اور پاکستان میں پندرہ مسودے تلاش کیئے ہیں۔ ان مجموعہ ہائے رسائل میں شامل ہونے والی ان رسائل جیسی دیگر تالیفات کی نقل کے طریقہ کار کا جائزہ لیا جائے تو یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ آٹھارویں اور انیسویں صدیوں کے دوران نقشبندی مجددی طریقہ کے پھیلاؤ میں ان تالیفات نے کلیدی کردار ادا کیا۔

پشاور

اب ہم پشاور کی طرف مڑتے ہیں، درانی سلطنت میں جس کی منفرد حیثیت نے اس کی سرزمین پر ایک ایسے مذہبی وعلمی نظام کی پیدائش کو ممکن بنایا جس میں فکر پنپ سکے اور آگے سفر کر سکے۔

سلطنت تیموریہ میں ایک اہم تجارتی مرکز ہونے کے باعث، پشاور میں مجددی سلسلہ سرہند میں اپنی پیدائش کے کچھ ہی عرصہ بعد قائم ہوا تھا۔

بالخصوص، پشاور جنوبی اور وسطی ایشیاء کے درمیان گھوڑوں کے منافع بخش کاروبار کا اہم مرکز تھا۔

Marfat.com

چنانچہ علمی اداروں کی تعمیر و تشکیل کے لیے خاطر خواہ وسائل میسر تھے۔

بالخصوص احمد شاہ کے قبضہ کے بعد، ہندوستان میں سیاسی بحران سے وادی پشاور کو بہت فائدہ ہوا، چونکہ عالم اور صوفی جوق در جوق ہجرت کر کے اس کے شہری اور قبائلی علاقوں میں آ کر بس گئے۔ کابل اور پشاور درانی دار الخلافہ بن گئے، اور شمال و جنوب کے درمیان تجارت کی نشاط ثانیہ سے ان شہروں کو بہت منافع پہنچا، اور صوفیوں اور علماء کو مدد و معاش اور اوقاف میسر ہوئے۔

نتیجتاً صوفی سلسلوں کے ایک جتھے ہوئے جال نے جنم لیا، جس کے مریدوں نے مدرسے اور خانقاہیں قائم کیں جہاں دیگر خدمات کے ساتھ، عام آبادی کو ظاہری اور باطنی تعلیم دی جاتی تھی۔

سلسلوں کے گہرے روابط نمایاں کرنے کے واسطہ یہ پشاور کے کلیدی نقشبندی سلسلوں کا ایک نمایندہ حصہ ہے۔ حضرت فضل احمد کے مریدوں میں سوات کے اخوند اور ان کے سیاسی حریف، کوٹھا کے سید امیر، دونوں شامل تھے۔

ان کے معروف دو پشاوری خلفاء تھے، حافظ دراز اور حافظ عظیم، جن کے مدرسے بخارا تک سے طلبا کھینچ لائے۔ میں نے حافظ دراز اور بخارا کے خان امیر حیدر کے درمیان خط و کتابت دریافت کی ہے، جس میں خان عالم سے فقہ سے لے کر طب تک، کئی دینی اور علمی مسائل پر رائے مانگتے ہیں۔ دریں اثنا، حافظ دراز اور حافظ عظیم نے رائے بریلی کے سید احمد کی مجاہدین تحریک کے خلاف علماء کے عوامی ردعمل کی قیادت کی تھی۔ دینی رسالوں، خطوط، اور خطبوں کے ذریعہ یہ پشاور سے مجاہدین کو نکالنے میں کامیاب ہوئے۔

Marfat.com

متصوفین کا ایک اور اہم کردار ایک ایسے علاقے کو سفا تکاری اور تجارت کے ذریعہ تطبیق کرنا تھا جہاں حکومتی اختیارات مرکزی نہیں بٹے ہوئے تھے۔ مثلاً ۱۸۲۸ء میں مشہور انگریز مسافر چارلز ماسن بتاتا ہے کہ خیبر کے راستے جانے والے کاروانوں کی سربراہی صوفی پیر کرتے تھے، چونکہ اپنی معزز حیثیت کی بدولت وہی خیبر اور امودریا کے قبائلی سرداروں کے ساتھ کامیاب مذاکرات کر سکتے تھے۔ مشہور انگریز اہلکار ایلفنسٹون کابل سے بخارا جانے والے ایک کارواں کا ذکر کرتا ہے جس کے سربراہ ایک سرہندی صاحب زادہ تھے۔

جب مورکرافٹ اور ایلگزینڈر برنز نے ہندوستان سے بخارا جانا چاہا، تو انہوں نے حضرت فضل احمد کے فرزند حضرت فضل حق پشاوری سے رابطہ کیا، چونکہ ترکستان کے پانچ بادشاہ ان کے مریدین میں شامل تھے، یعنی تاشتورغان، قندوز، بلخ، وغیرہ۔ بلکہ مورکرافٹ بدھسٹ لداخ کے ایک مجددی، تاشکندی، کشمیری پیر سے ملا، جنہوں نے مورکرافٹ کو حضرت فضل حق سے رجوع کرنے کو کہا۔

روحانی تعلیمی، اقتصادی، اور سفارتی ایسی ہی جملہ خدمات کی وجہ سے حضرت فضل احمد اور ان کے ہم عصر متصوفین کا ترکستان، یعنی بخارا میں داخلہ آسان ہوا۔

بخارا

اب میں بخارا کا رخ کرتا ہوں، جہاں پشاور کی طرح، اور منغیتیہ خانان کی سرپرستی میں، علماء کو خوب مواقع میسر تھے۔

پشاور کی طرح یہاں بھی مجددی حضرات شیخ احمد سرہندی کے کچھ ہی عرصہ بعد پہنچ گئے۔ بخارا میں مجددی طریقہ متعارف کرانے کے لیے خواجہ محمد معصوم نے اپنے

Marfat.com

خلیفہ حاجی حبیب اللہ کو متعین کیا۔ مگر مجددی سلسلہ وہاں دو وجوحات سے فوری طور پر جڑیں نہ پکڑ سکا۔

اول مجددیہ کے ابتدائی داخلہ سے یہ ذیلی سلسلہ رائج مذہبی اشرافیہ سے متصادم ہوا۔ ایک مرحلہ میں حاجی حبیب اللہ کو پکڑنے بارہ ہزار کا مجمع جمع ہوا۔ جسے بالآخر عبید اللہ خان کے دستے نے منتشر کیا۔

دوم، اٹھارویں صدی کے اوائل میں سیاسی اور ماحولیاتی بحران کے باعث بخارا میں شہری اور علمی نظام زوال کا شکار تھا۔ نادر شاہ کے حملہ کے بعد از بک منغت سیاسی اور علمی دارالحکومت کے طور پر بخارا کی پوزشن کو دوبارہ مضبوط کرنا چاہتے تھے۔

آہستہ آہستہ بخارا کے کلیدی خواجگانی سلسلے، جن میں جویبار، احراری خواجہ، اور دمبیدی خواجہ شامل تھے، مجددی طریقے میں ضم ہو گئے، اور سرہندی حضرات کے تالیف شدہ متون بخارا میں نقل کیئے جانے لگے۔ موسیٰ خان دمبیدی جیسی شخصیات باطنی تعلیم حاصل کرنے ہندوستان بھی جانے لگے۔

اس دور میں، جب درانی علاقوں میں مقیم مجددی شیوخ سے تعلیم حاصل کرنے بحال شدہ تجارتی راستوں کے ذریعہ ترکستان کے متصوفین بخارا (اور خوقند اور خیوہ تک سے) سفر کرنے لگے تو بخارا کے مجددیوں کو کافی سرپرستی حاصل ہوئی۔ مثال کے طور پر شور بازار کابل، اور پشاور میں حافظ دراز کا مدرسہ گنج دروازہ میں تعلیم حاصل کرنے بخارا، قارشی اور سمرقند سے کئی لوگ آئے۔ ان میں خلیفہ نیاز قلی ترکمان شامل تھے، جن کے طریقہ نے روس میں قازان تک مجددی تعلیمات پہنچانے میں کلیدی کردار ادا کیا۔

Marfat.com

پشاور کی طرح، یہاں بھی مجددی علماء اور متصوفین کا ایک جال بچھا ہوا تھا، جن میں خراسان سے آنے والے نئے مہاجروں کے علاوہ پرانے نقشبندی بھی شامل تھے، جیسے دھبیدی خواجگان جنہوں نے سرہندی پیروں کے ہاتھوں بیعت کی تھی۔ ہنوستانی متصوفین بھی بخارا آ کر بس گئے۔

ان میں حضرت فضل احمد شامل تھے، جنہیں نوجوان خان شاہ مراد نے ۱۷۸۷ میں اپنی تاجداری کے دو برس بعد قارہ کول دروازہ کے قریب تاریخی خانقاہ میر کان عنایت کیا۔

شاہ مراد

شاہ مراد کو تصوف سے گہرا شغف تھا، اور وہ پہلے سے ہی دو مجددی بزرگوں، جان محمد کلابی اور شیخ سفر، جو انتقال کر چکے تھے سے سب بیعت کر چکا تھا۔ ذرائع سے معلوم ہوتا ہے کہ خود بادشاہ مزدوری کرتا تھا، سادہ لباس پہنتا تھا، جس پر پیوند لگے ہوتے تھے اور عوام کے دباؤ ڈالنے سے قبل، خود تاج سے انکار کر چکا تھا۔ خان حضرت فضل احمد کی خانقاہ میں روزانہ کئی گھنٹے گزارتا تھا، اور اپنی انکساری میں خانقاہ کے باہر کھڑا اس وقت تک انتظار کرتا تھا جب تک شیخ اسے اندر آنے کو نہ کہیں۔ وہ شیخ کی درخواستوں پر پورا دیہان دیتا تھا۔

درحقیقت حضرت فضل احمد کے پہلے دورے پر اس نے بخارا میں قرأت کے طریقے کی تحقیق کرنے کے لیے ایک عالمانہ انکوائری منعقد کی۔

بالآخر اسے روحانی اعمال (توجہ) میں مہارت حاصل ہوئی، اور اسے اور اس کے فرزند اور وارث، امیر حیدر کو خلافت نصیب ہوئی۔

Marfat.com

پادشاہ امیر حیدر اور حضرت فضل احمد کے درمیان سو سے زائد خطوط موجود ہیں، جو فی الحال سینٹ پیٹرز برگ، روس میں رکھے ہیں۔ ان خطوط کے مطالعہ سے پتا چلتا ہے امیر حیدر روزانہ اپنے مریدوں کی راہنمائی کرتا تھا، اور اکثر اشغال باطنی پر توجہ نہ دینے پر، پیر صاحب اسے ڈانٹا بھی کرتے تھے۔

شاہ مراد نے حدیث پر ایک کتاب بھی لکھی، اور امیر حیدر روزانہ تین گھنٹے درس دیتا تھا۔

اور شام کے وقت، تین سے چار گھنٹے اشغالِ باطنی میں مشغول رہتا تھا۔ مزید، ہر ہفتے دونوں بادشاہ خواجہ نقشبند کے مزار تک پیدل جایا کرتے تھے، جو کہ بخارا سے ۲۰ کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے۔

یہ حضرت فضل احمد اور اُن کے معاصرین کے زیر اثر ہی تھا کہ بخارا میں ایک نئے طرز حکومت نے جنم لیا۔ ذاتی سطح پر، شاہ مراد نے درویشانہ طریقہ اپنائے رکھا۔ وہ اپنے خاندان کے اخراجات کے لیے ایک دن کے صرف چار درہم ہی رکھتا تھا اور مذہبی امور پر مقالے لکھتا تھا۔ اس نے فقہ پر بھی کتاب لکھی۔

خاندان کو آمدنی جاری رکھنے کے لیے اس کی دونوں بیویاں دستکاری کیا کرتی تھیں۔ اس نے تمام عوام کو اپنے تک رسائی کے دروازے کھلے رکھے، اور ہر روز ہر آنے والے کے لیے دربار لگاتا تھا۔

مشہور ہے کہ شریعت کو مضبوط کرنے کے لیے اس نے وسیع پیمانے پر قانونی اور سیاسی اصلاحات کیں، جس میں زکوٰۃ اور عشر کے علاوہ دیگر ٹیکس منسوخ کیئے، بدعنوانی کی روک تھام کی، اور اپنے دربار کو معزول کر کے اس کی جگہ چالیس علماء کی

Marfat.com

شوریٰ منعقد کی۔ اس نے تجارت کو فروغ دیا، جس کے نتیجہ میں بخارا روس، چین اور خراسان کے میں ایک مرکز کے طور پر ابھرا اور خوب منافع پایا۔ غیر مسلم عقلیتوں کی جانب اس نے رواداری پالیسی اختیار کی، اور یہودی، ارمنی، عیسائی، اور ہندو تاجروں کی مدد کی۔

شاید اس سے اہم کام یہ تھا کہ تعلیم کو فروغ دیا، جس کے نتیجہ میں اس کے فرزند کے دور تک بخارا میں ۸۰ مدرسے تھے، جن میں ۳۰،۰۰۰ طلبہ ریاست کی مدد سے تعلیم پا رہے تے۔ درانی ریاست نے پھر بخارا میں تعلیم حاصل کرنے کے لیے طلبہ کو وظیفے دینے شروع کیے۔ ایلنسٹون ذکر کرتا ہے کہ ۱۸۰۸ء میں پشاور اور بخارا کے درمیان تعلیمی تبادلہ کا ایک وسیع نظام ارتقا کر چکا تھا، اور بخارا سے پشاور کی جانب زیادہ وظیفے آرہے تھے۔ میاں فضل احمد کے ادارے اس تبادلے کا حصہ تھے۔

ساتھ ساتھ بادشاہت کا ایک نیا انداز سامنے آیا، جو کہ چنگیزی اور ایرانی طریقوں کے ساتھ مجددی اخلاقی شعور کا مرکب تھا۔ بعد کے تاریخ ناموں میں شاہ مراد کے دورِ حکومت کا آغاز حدیث تجدید کے ساتھ کیا جاتا ہے، اور شاہ مراد کو لقب مجدد قرن سیزدھم دیا جاتا ہے۔ ان تاریخوں میں اس بات کا ذکر خاص طور پر کیا جاتا ہے کہ اس کی بادشاہت کا آغاز سن ۱۲۰۰ھ میں ہوا، اور اس نے سنت کا احیا کیا۔ چنگیزی اور ایرانی پادشاہوں کی طرح لکھا جاتا ہے کہ شاہ مراد نے ایک طاقتور سلطنت قائم کی۔

اس کو فاتح، سلطان اور سپاہی کہا جاتا ہے، مگر ساتھ ساتھ عالم، صوفی، خادم خلق کا لقب بھی دیا جاتا ہے، اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ بخارا میں اس کے قبرستان کی خاک میں شفا ہے۔

Marfat.com

نتیجہ

آمو دریا کے دونوں طرف سے سرپرستی حاصل ہوتے ہوئے، حضرت فضل احمد کا سلسلہ تیزی سے پھیلا۔ بخارا میں ان کا آخری دورہ ۱۸۱۴ء میں ختم ہوا اور وہ پشاور میں اس کے دو برس بعد ۱۸۱۶ء کو وصال کر گئے۔

ایلیکزینڈر برنز کا اسسٹنٹ، موہن لال بتاتا ہے کہ ان کے فرزند فضل حق پشاوری تمام پشاور اور ترکستان کے شیخ تھے۔ ان کے بیٹوں نے اس سلسلے کو سوات اور وزیرستان تک پھیلایا۔

ایک اور فرزند میاں بزرگ خوقند کے سب سے اہم صوفی خاندانوں کے جداعلیٰ تھے۔ وہ بخارا سے خوقند اس زمانے میں آئے جب خوقند، چین جنوبی اور وسطی ایشیاء کے درمیان دولتمند سلطنت کے طور پر ابھر رہا تھا۔ ان کے اولاد آج خوقند اور سمرقند میں مقیم ہے۔

ازبک زبان کے مشہورترین شاعر، مقیمی حقیقتاً ان کے مرید تھے۔ ان کے چچازاد بھائی خوقند کے سب سے معزز سفیر تھے اور خوقند اور روس کے درمیان سرحد کے تعین کے سلسلے میں مذاکریت کرنے انہیں روس کے زار سے ملاقات کرنے بھیجا گیا۔ خوقند میں میاں فضل احمد کے ایک اور خلیفہ نے سلسلے کو فرغانہ سے چین تک پھیلایا۔ چین میں سب سے بڑا تاریخی مدرسہ (چونگ مدرسہ) کا تعلق دراصل اسی سلسلے سے ہے، بخارا میں میاں فضل احمد کے فرزند میاں عبدالقادر شہر کے مشہورترین اولیاء میں سے تھے، اور تاتارستان کے سب سے عظیم معلم اور روشن خیال شخصیت، شہاب الدین

Marfat.com

مرحانی ان کے طالب علم تھے، جنہوں نے اپنی کتاب ''مستفاد الاخبار'' میں ان کی تعریف کی ہے۔ ان کے فرزند فضل ملک بخارا کی جامع مسجد کے پیش امام تھے۔

ان کے وارثوں کی تاریخیں یہ بات واضح کر دیتی ہیں حضرت فضل احمد کے جیسے صوفی سلسلوں نے امور دریا کے شمار اور جنوب کے علاقوں کو آپس میں مربوط کرنے میں کس حد تک کردار ادا کیا۔

حقیقت تو یہ ہے کہ ان کے تذکروں تک میں بخارا کے کوکلراش مدرسے کا حوالہ، حضرت مخدوم اعظم کے ترکستانی صوفی سلسلوں کا حوالہ، دھبیدیہ کا حوالہ۔

ہندوستان کے مجددی اور چشتی روایتوں کا ذکر ساتھ ساتھ کیا جاتا ہے۔

دیگر قسم کے صوفی ذرائع سے معلوم ہوتا ہے کہ نقشبندی نیٹورکس کو ایک مسلسل بین العلاقائی روایت تصور کیا جاتا تھا۔

مثال کے طور پر تاشکند میں مجھے انیسویں صدی کے ۱۵ مجموعہ ھائے مراسلات ملے، جو کہ نقشبندی صوفی اعمال کے رسالے تھے۔ ان میں حضرت فضل احمد کا رسالہ، بخارا کے صوفی اللہ یار کے درس، اور اس کے علاوہ سمرقند کے موسیٰ خان دھبیدی، دہلی کے شاہ غلام علی اور شاہ ولی اللہ اور ان کے سرہندی مجددی پیشروؤں کے رسالے شامل تھے۔

اختتام پر موجودہ پشاور میں حضرت فضل احمد کی خانقاہ میں موجود اس شجرہ سے کرتا ہوں، جس سے ہمیں اندازہ ہوتا ہے کہ مجددیہ سلسلے کے شعور میں یہ بات آج تک پائی جاتی ہے کہ اس سلسلے کی تمام شاخیں آپس میں جڑی ہوئی ہیں، چاہے وہ پاکستان میں ہوں، یا افغانستان میں، یا ہندوستان میں۔

Marfat.com

بیچ میں حضرت فضل احمد کی شاخ ہے۔

کابل کی خانقاہ شور بازار، اور دہلی کی مشہور خانقاہ مظہو یہ بھی اس شجرہ میں شامل ہیں۔ شجرات ایک دوسرے سے برابر ملتی ہوئی گذرتی ہیں، جس سے حضرت مجدد الف ثانی سے تعلق مربوط ہوتا ہے۔

البتہ جو بات یہاں نمایاں ہے وہ ترکستان کی مکمل غیر موجودگی ہے، جو کہ تاریخی کڑیوں کے ٹوٹنے کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ یہ کیسے ہوا، کب ہوا۔ یہ ایک اور کہانی کا سلسلہ ہے۔

Marfat.com

Ḥażarāt of Kandahar, Peshawar, and Shor Bāzār Kabul

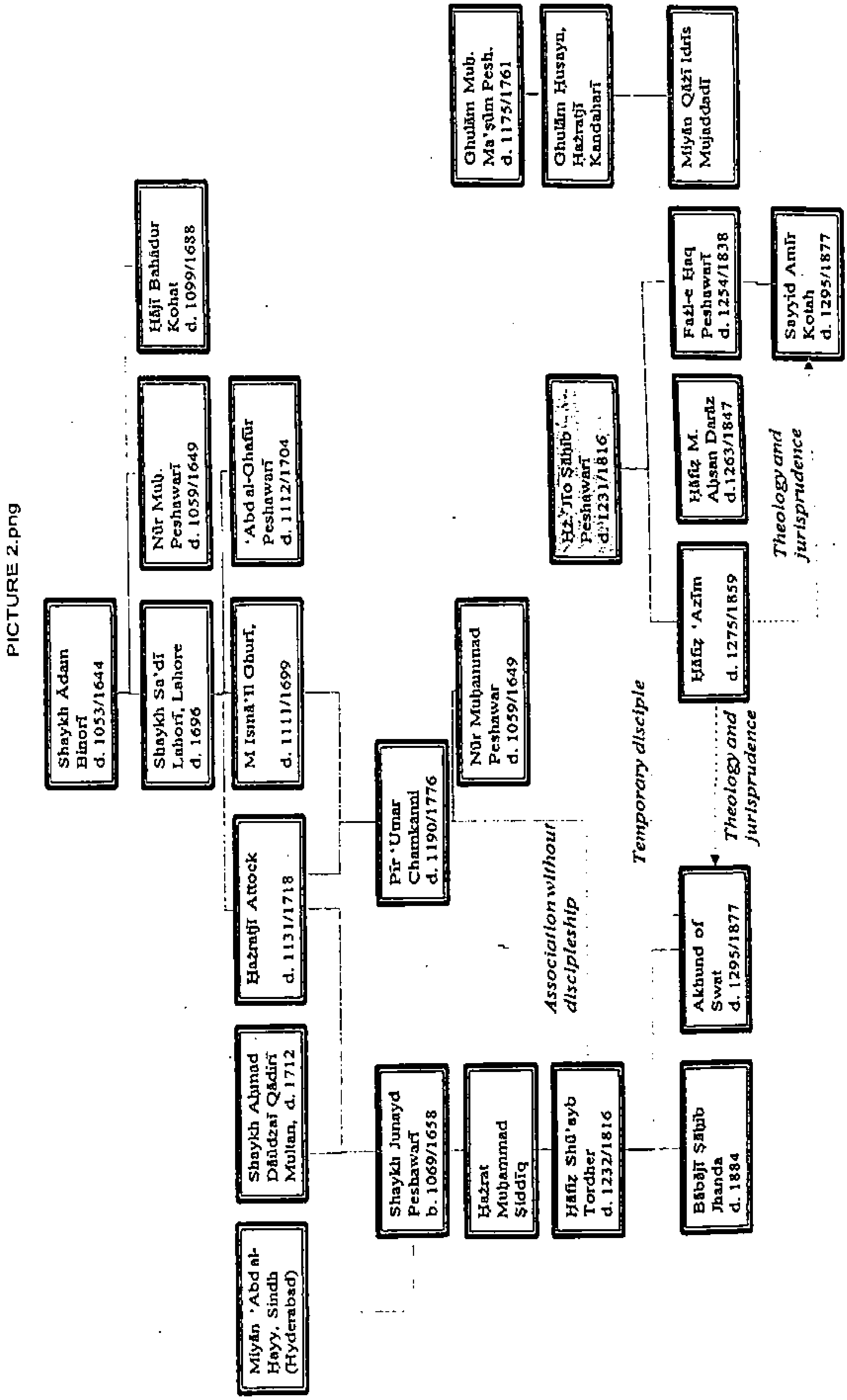

Marfat.com

فارسی نثر میں امام ربانی کی خدمات
(مکتوبات کی روشنی میں)

ڈاکٹر انجم طاہرہ

اگر اس مقالے کا عنوان یہ ہوتا: فارسی نثر میں امام ربانی کی کرامات، تو بھی کچھ غلط نہ تھا۔ کیونکہ مذہبی ابتلا کے دور میں جب سیاست اور انشا نگاری کا میدان ابوالفضل اور اس کے خاندان کے ہاتھوں سر کیا جا چکا ہو، علماء اور صوفیہ دین میں کئی الحاقات کر چکے ہوں۔ قرآن کی افادیت ختم کر دی جائے اور نقطویوں اور اشراقیوں کے تمام عقاید بادشاہ کے نظریات میں جلوہ گر ہو گئے ہوں اور مہابھارت کا ترجمہ کر کے اسے مصور کرا کر دربار میں حصول برکت کی خاطر اس کی تعظیم کا اہتمام شروع کر دیا گیا ہو، آئین و قوانین بنانے والے بادشاہ کی خوشنودی اور دنیاوی اغراض کی خاطر ایک محضر نامہ تیار کر چکے ہوں تو اس سارے پس منظر میں انقلابی تبدیلی لانے میں تالیفات امام ربانی کا وجود کسی کرامت سے کم نہیں۔

جنوبی ایشیا میں فارسی زبان ہی کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ اس نے مختلف سلسلہ ہائے طریقت کے لوگوں کی ظاہری اور باطنی تربیت کے لئے بہت وسیع سرمایہ چھوڑا ہے۔ کشف المحجوب، فوائد الفواد، ذخیرۃ الملوک اور ایسی کئی قیمتی تالیفات ایک سالک کی روحانی تربیت کے لئے نہایت اہم ہیں اسی طرح حضرت شیخ احمد سرہندیؒ (۹۷۱-۱۰۳۴ھ/۱۵۶۳-۱۶۲۴ء) ملقب بہ حضرت امام ربانی کی تالیفات عرفان و

Marfat.com

تصوف اور معرفت کے خزانوں سے لبریز اور اجتماعی فکر سازی کا عظیم پہلو لئے ہوئے ہیں۔ان کے دو رسالے اثبات النبوۃ اور تہلیلیہ (تحقیق لمۃ الطیبہ) عربی زبان میں۔ جبکہ باقی تمام رسائل بشمول ردّ روافض، معارف لدنیہ، مبدا و معاد، مکاشفات غیبیہ، تعلیقات العوارف، شرح رباعیات خواجہ عبدالباقی اور مکتوبات امام ربانی فارسی زبان میں ہیں۔

حضرت مجدد الف ثانی کے مکتوبات حضرت خواجہ باقی باللہ کے اشارہ پر لکھنا شروع کئے یہ تین جلدوں پر مشتمل ہیں اور ان کی ترتیب بلحاظ جلد ۳۱۳، ۹۹، ۱۱۴ اور ۱۰ ہے:

پہلی جلد میں ۳۱۳ مکتوب شامل ہیں۔ اس کا نام ''درّ المعرفت'' رکھا گیا۔ ان مکتوبات کی تعداد اصحاب غزوۂ بدر کی تعداد کے مطابق رکھی گئی۔ اسی عدد کو اصحاب بدر سے منسوب کر کے اس جلد کو ختم کر دیا گیا:

''چون جلدِ اول مکتوبات بہ عددِ سہ صد و سیزدہ مکتوب رسید۔ حضرت ایشان سلمہ اللہ تعالیٰ فرمودند کہ برھمین عدد ختم کنند کہ موافق عدد پیغمبران مرسل است صلوات اللہ تعالیٰ علیٰ نبینا و علیہم و نیز موافقِ اہلِ بدر است رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین، تبرّکاً و تیمناً بر آن عدد ختم نمودہ آید۔'' (مکتوبات، جلد دوم، آغاز)

ان کو مرتب کرنے والے آپ کے مرید خواجہ یار محمد جدید بدخشی طالقانی ہیں اس کے آخر میں تین مکتوب محمد صادق مرحوم کے بھی شامل کر دیے جو انہوں نے ارسال کئے تھے۔ پہلی جلد میں جس میں سلسلہ نقشبندیہ کے آداب کا ذکر کیا ہے وہ بیس خطوط حضرت خواجہ باقی باللہ کے نام ہیں۔ ۲۱ خطوط شیخ فرید بخاری، ۱۰ عبدالرحیم خانخاناں، ۱۵ خطوط خواجہ حسام الدین اور تین خطوط میر فتح اللہ حکیم اور باقی خطوط مختلف امرا جیسے مرزا داراب، صدر جہاں، قلیج خاں وغیرہ کے نام ہیں جن میں اصلاح اعمال

Marfat.com

وایمان کی تلقین کی گئی ہے۔اس کے سال تالیف ۱۰۲۵ھ کے عدد کی مناسبت ہی سے اس کا نام ''درالمعرفت'' رکھا۔

دفتر دوم موسوم بہ ''نورالخلائق'' ہے۔اس سے بھی سال تالیف ۱۰۲۸ھ/ ۱۶۱۹ء نکلتا ہے اسی بنا پر اس کا نام یہی رکھا گیا۔ان کو ۹۹ کے اسمائے حسنہ کے اعداد کی مناسبت سے یہیں ختم کردیا گیا

''چون آن جلد بہ نود و نہ مکتوب رسید کہ مطابق اسماء حسنہ است، برھمان ختم شد درسالی کہ تاریخ آن از ''نورالخلائق'' ھویدا است۔'' (مکتوبات، جلد دوم، آغاز)

یہ جلد یا دفتر حضرت مجدد کے ایک مرید خواجہ عبدالحیی ابن خواجہ چاکر حصاری نے خواجہ محمد معصوم کے حکم کے مطابق مرتب کیا۔اس دفتر میں اسلامی عقائد کو صراحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔اس میں عقائد کی درستی کے متعلق ایک مکتوب (نمبر ۳۶) سولہ اور ایک مکتوب (نمبر ۴۴) پانچ صفحات پر مشتمل ہے۔

دفتر سوم کے مرتب خواجہ محمد ہاشم کشمی ہیں انہوں نے اس دفتر کو معرفت الحقائق کے نام سے ۱۰۳۱ھ/۱۶۲۲ء میں حضرت مجدد الف ثانی کی خدمت میں رہ کر مکمل کیا ہے۔لفظ ''ثالث'' کے اعداد شمار کئے جائیں تو ۱۰۳۱ھ ہوتے ہیں جو جلد ثالث کا تاریخی نام ہے (۱) اس میں مکتوبات کی تعداد ۱۱۴ قرآنی سورتوں کی تعداد کے مطابق متعین کی گئی ہے۔لیکن کچھ مزید خطوط بھی اس میں شامل ہیں جن کی تعداد بعض نسخوں میں مختلف ہے:

''بدان کہ در خطبۂ این جلد مصرع ست کہ جملہ مکاتیب این جلد یک صد و چہاردہ اند مطابق عدد سُوَر قرآنی، پس این نہ مکاتیب اخیرۂ این جلد شاید بعد از ان بہ معرض

Marfat.com

تسوید آمدہ باشد و ملحق شدہ فافھم واللہ اعلم۔ (مکتوبات امام ربانی، جلد دوم، آغاز)

مکتوبات کے سال تالیف ۱۰۲۵ھ / درالمعرفت ؛ ۱۰۲۸ھ / نورالخلائق اور ۱۰۳۱ھ / ثالث کے سال کے مطابق اور ان کی تعداد بھی خاص توجیہ یعنی اصحاب بدر، اسمائے حسنہ، اور سورات قرآن کے مطابق ۳۱۳، ۹۹، ۱۱۴ رکھے جانا کسی طور ادبی ذوق اور محبت الٰہی سے خالی نہیں۔

مکتوبات میں جو امر قابل ذکر ہے وہ یہ کہ ہر مکتوب نصیحت، تربیت، اصلاح دین وایمان، پر مشتمل ہے اس کے علاوہ مکاشفات اور مسائل شریعت وطریقت کے جوابات انتہائی اطمینان اور سکون سے لکھے گئے ہیں۔ حکیم موسیٰ امرتسری لکھتے ہیں:

"مکتوبات قدسیہ میں زیادہ تعداد ایسے مکاتیب کی ہے جو مسائل شریعت و طریقت اور حقیقت ومعرفت پر مشتمل ہیں۔ اور بعض میں مصلحانہ اور مجدّدانہ انداز میں جادۂ شریعت سے ہٹے ہوئے صوفیۂ کام کی غلط روش اور ان کے ناپسندیدہ افعال پر تنقید کی گئی ہے۔ علماء سو کی جاہ پسندی سے اسلام کو جو نقصانِ عظیم پہنچ رہا تھا، اس پر اظہار تاسف کیا گیا ہے۔ اکبر بادشاہ اور اس کے ملحد امراء کے کفریہ عقائد کی وجہ سے دین مبین پر جو مصیبتیں نازل ہورہی تھیں، ان کے دفعیہ کے لئے امرا، علما اور صوفیہ کو متوجہ کیا گیا ہے ہندووں کے میل جول سے مسلمانوں میں جو قبیح رسوم رائج ہوگئی تھیں، ان سے اجتناب اور بدعت کو محو کر کے سنت کو زندہ کرنے کی ترغیب دلائی گئی ہے ...غرض کہ سیکڑوں مسائل شریعت وطریقت پر روشنی ڈالی گئی ہے۔" (مکتوبات، جلد اول، ص ۲۱)

ہر ایک کی عبارت مکتوب الیہم کی صلاحیت، لیاقت واستعداد کے مطابق لکھی گئی ہے۔ اصطلاحات صوفیہ کا کثرت سے استعمال ہے اور یہی معاملہ ان کے

Marfat.com

دیگر رسائل کے بارے میں ہے۔

حضرت امام ربانی اپنی حیات طیبہ اور اس کے بعد کئی القاب سے معروف ہیں مثلاً غوث المحققین ، قطب العارفین ، برھان الولایۃ المحمدیہ ، حجۃ الشریعۃ المصطفویہ اور شیخ الاسلام والمسلمین ، قبلۂ اولیائے عصر ، خلاصہ اصفیائی دھر ، در، یگانہ بحار معنی ، غوث ربانی ، صدیق ثانی ، غلام یزدانی ، گوہر شاہوار شمس علوم ظاہر و باطن اور مجدد الف ثانی ۔ ان کی تالیفات ان القاب کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔

معاصر نثر میں قابل ذکر شیخ اللہ داد فیضی سرہندی کی تاریخ اکبر شاہی (اکبر کے ۴۶ سالہ دور حکومت پر مشتمل ہے اس کا ماخذ طبقات اکبری ہے اس کی نثر بھی سادہ ہے ۔ اس کے علاوہ طبقات اکبری کی نثر بھی سادہ اور رواں ہے ۔ منتخب التواریخ میں عبدالقادر بدایونی نے ذرا دقیق مگر قابل فہم نثر کا استعمال کیا ہے ۔ اخبار الاخیار ، شرح مشکوۃ شریف اور مدارج النبوۃ از شیخ محدث دھلوی ان کتب کی نثر نہایت خوبصورت ، سادہ ہے اور حدیث کی شرح بھی سادہ اور انداز دلنشین ہے ۔ لیکن ابوالفضل نے اکبرنامہ اور آئین اکبری کی نثر مغلق ، ثقیل ، مسجع اور مقفی رکھی ہے تاکہ اس کی علمیت اور افضلیت کا اندازہ اس کی اس تجر علمی سے بھی ہو۔

مجددی تحریک اور اس کے مقابل آزاد خیال گروہ جسے حضرت مجددؒ نے علمائے سوء اور صوفیائے خام کہا ہے ، دونوں اس وقت اپنے میدان میں برسرِ پیکار تھے ۔ مکتوبات حضرت امام ربانی اس وقت کے بدلے ہوئے حالات اور آپ کی احیائے دین کی تحریک کو سمجھنے کا ایک بنیادی ماخذ ہے ۔ جس کے مندرجات کی تائید معاصر کتب تاریخ سے بھی ہوتی ہے ۔ ہم مثال کے طور پر صرف محضرنامے کا ذکر کرتے ہیں ۔ اس

Marfat.com

کی عبارت طبقات اکبری اور منتخب التواریخ میں بھی نقل ہوئی ہے۔ ابوالفضل نے بدنامی سے بچنے کے لئے نہ تو محضرنامے کی عبارت نقل کی اور نہ ہی اپنے والد کے اس پر دستخط کا ذکر کیا ہے۔ اس کی عبارت کے مطابق بادشاہ اکبر کو سلطان الاسلام، کھف الانام، امیر المومنین ظل اللہ علی العالمین اور اعدل، اعقل اور اعلم باللہ لکھا ہے۔

(۲) اعلم باللہ یعنی جو علم اسے عطا ہوا ہے وہ براہ راست اللہ سے ملا ہے، اس میں نبی کا کوئی واسطہ نہیں ہے۔ اکبر بادشاہ نے جو کلمہ جاری کیا وہ کچھ یوں ہے: ''لا الہ الا اللہ اکبر خلیفۃ اللہ'' اس میں اس نے اشراقیوں کے زیر اثر نبی آخر الزمان کی نبوت کی نفی کرتے ہوئے خود کو خلیفہ یعنی نبی قرار دیا جو اشراقی فلسفہ کے عین مطابق ہے۔ اس پر جن علما نے دستخط کیے ان میں شیخ مبارک بھی شامل تھے اور کہا کہ اب اجتھاد کے دروازے کھل گئے ہیں۔ اور اکبر کو مجتھد اعظم بنادیا گیا۔

محضرنامے پر اثباتی دستخط کرنے والے علما یہ چاہتے تھے کہ اب ایسے اجتہاد کے دروازے کھل جائیں جو ائمہ مجتھدینِ مطلق کی آراء یا فتاویٰ پر فوقیت رکھتے ہوں اور ان کا حل عصر حاضر کے مسائل کے تقاضوں کے مطابق پیش کیا جائے۔ یہ بات تو درست تھی لیکن انہوں نے اکبر سے ایسے احکام جاری کروائے جو شریعت مطہرہ کے خلاف تھے۔ جیسے معاصر کتابوں میں لکھا ہے کہ شراب کو جائز بنادیا گیا اور ذبیحہ پر پابندی لگادی گئی۔ حج کی اجازت لینا گویا موت کو دعوت دینے کے برابر تھا۔ نانچہ اکبر بادشاہ کا رضاعی بھائی گورنر گجرات عزیز کوکہ بنا اجازت ہی حج کے لئے چلا گیا اور وہیں جا کر مقیم ہوگیا۔ اس نے وہاں اکبر کے خلاف محاذ بنایا اور اس کے خلافِ اسلام اقدام کی تشہیر کی جس سے عالمِ اسلام میں اس کی بدنامی ہوئی۔ بدنامی کے اس داغ کو

Marfat.com

[illegible]

[illegible] (۳)

[illegible]

[illegible] سنت و بدعت ہیں۔

آپ [illegible] ہوئے بھی اس [illegible]

[illegible] ہے جو [illegible] محسوس نہیں ہوتی [illegible] بیان کے باوجود متعدد مقامات پر اس میں [illegible] مکتوبات میں آپ کی ایک رباعی ملتی ہے:

در [illegible] کائنات با وقت [illegible] فہم
بسیار گذشتیم بسرعت چون [illegible]
گشتیم [illegible] ہیچ ندیدیم درو
جز ظل صفات آمدہ ثبات در وہم

(مکتوب ۶۷، دفتر سوم)(۴)

Marfat.com

اس کے علاوہ مکتوبات کی تینوں جلدوں میں رومی کے اشعار تین بار، حافظ شیرازی کا ایک اور شیخ سعدی کے تین اشعار نقل ہوئے ہیں۔

نواب مرتضی خاں ں فرید بخاری کے نام مکتوب میں لکھتے ہیں:

این فقیر از صحبت گرامی شما دور افتادہ است، معلوم ندارد کہ در مجلس شریف از کدام قسم مردم را گنجائش است، و انیس خلوت و جلوت کیست۔

(انتخاب مکتوبات شیخ احمد سرہندی، مرتبہ: ڈاکٹر فضل الرحمٰن، مکتوب ۵۴، ص ۱۹۲،)

''فسادِ صحبتِ مبتدع زیادہ از فساد صحبت کافراست۔'' (ص ۱۹۲)

''ہر چند وصول نعمت بیشتر وجوبِ شکر زیادہ تر'' (ص ۲۰۴)

حضرت امام ربانی کی نثر پر عربی زبان کا غلبہ ہے۔

مقامی فارسی زبان کے مفاہیم کا استعمال کثرت سے کیا ہے:

اکثر جملات میں فعل دوم کو حذف کیا ہے یا فعل جملے کے درمیان میں لاتے ہیں اور عبارت بعد میں مکمل کرتے ہیں۔ گلستان جیسے اس انداز تحریر کا بھی اپنا ہی ایک حسن ہے۔ قاری اپنی فہم سے اسکو خود سمجھے اور جانے:

''وجہ اولی، عالی است و وجہِ ثانیہ سافل، و ایضاً وجہ اولی رنگی از وجوب دارد و وجہ ثانیہ رنگی از امکان۔ (مکتوب ۲/۳)

''چون بہ افاقہ آوردند در این مرتبہ حق را سبحانہ نہ متصل عالم یافت و نہ منفصل، نہ داخل عالم و نہ خارج۔'' (مکتوب ۱/۲۹۰)

جہاں عبارت دقیق ہے تو وہ بھی بحکم حضرت خواجہ باقی باللہ۔ کہ آپ نے فرمایا: ''آپ اپنے مکاشفات کی تحریر مغلق پیرائے میں لکھا کریں۔''

Marfat.com

مکتوبات امام ربانی اپنے مضامین کے تنوع اور معنویت اور اخلاصِ مطلب کی بنا پر بہت زیادہ مقبول ہوئے۔ حضرت مجددؒ نے مسائل کلامیہ کا اظہار اجتہاد سے پیش کیا ہے۔ وہ انشائی اسلوب سے بخوبی واقف تھے۔ جو مکتوب سلکوں اور شاگردوں کو لکھے ان کی عبارت قدرے آسان اور زود فہم ہے۔ لیکن علما کو مخاطب کرتے وقت انداز تحریر بھی اسی کے مطابق ہے۔ اس کے علاوہ اگر اس دور کی نثر جیسے حضرت خواجہ باقی باللہ، شیخ محدث دہلوی، عبدالقادر بدایونی اور شیخ نورالحق بن شیخ محدث کی نثر سے موازنہ کیا جائے تو جتنی بلندی فکر اور اصلاحات دینی کی بے شمار تجاویز عبارت کی چاشنی کے ہمراہ امام ربانی کی نثر میں ملتی ہیں اور کہیں موجود نہیں۔ پڑھنے والا اپنے مزاج اور افعال میں نمایاں تبدیلی محسوس کرتا ہے۔ یہ گویا ان کے الوہی اور علم کے بحر بیکراں ہونے کی دلیل ہے۔ خاص طور پر وحدت الوجود اور وحدت الشہود کا تصور اس خوبی سے واضح کیا کہ عبودیت کی شان دو چند کر دی۔ گویا ان کا مخاطب اور مرکز گفتگو ہمیشہ انسان ہی رہا کیونکہ ان کے نزدیک انسان ہونا ہی کمال روح ہے نہ وصال حق۔ علامہ اقبال کے فکری تحول وارتقا میں نثر امام ربانی کا بڑا دخل ہے۔ اقبال کہتے ہیں'' کہ عبدیت یعنی انسان ہونے کے درجے سے بڑا کوئی درجہ نہیں۔'' (کلیات مکاتیب اقبال، جلد اول، ص ۱۵۵)

یہ مکتوبات علوم و معارف اور حکمت و حقیقت کا خزانہ ہیں۔ اور عام سالک کے درک و فراست کی حدود سے ماورا ہیں لیکن ایسے بھی نہیں ہیں کہ سمجھ نہ آسکیں۔ یہ کشف صحیح سے وابستہ اور قرآن و حدیث سے ثابت ہیں۔ قرآن کریم اور احادیث نبویہ کے بعد کتب اسلامیہ کے رنگ میں رنگی ہوئی چند بہترین کتابوں میں سے ایک

Marfat.com

بہترین کتاب مکتوبات امام ربانی ہے۔ عبد الماجد دریابادی لکھتے ہیں:

شیخ موصوف کے مکتوبات کے ضخیم دفتر ملک میں شائع ہو چکے ہیں۔ ان میں شروع سے آخر تک مختلف اسلوبوں اور پیرایوں صرف ایک دعوت کا اعادہ ہے، اور وہ یہی ہے کہ صوفیہ کو عقائد و اعمال ہر شے میں کتاب وسنت کو ہی کو اپنا دلیل راہ بنانا چاہیے ...مکتوبات مجددی کی ایک ایک سطر اسی تعلیم محمدی پر ہے۔ (تصوف اسلام، ص ۴، ۵)

علماء سو کے مقابل احیائے دین کے لئے آپ نے ''جرگہ ممدان دولت اسلام'' کے نام سے اسلام دوست طبقے کا ایک گروہ تیار کیا جس کے ساتھ مل کر بادشاہ اوران کے امرا سے روابط رکھے اور اسلام کی شفافیت کا عمل شروع کیا تا کہ یہ دین اپنی اصل کی طرف لوٹ آئے۔ اور خلافت راشدہ کا دور جاری وساری ہو جائے۔ اس تصور محض کو ختم کیا کہ امام ابوحنیفہ کے بعد اجتھاد کے راستے بند ہو گئے۔

ان کے مکتوبات نے وقت کے دھارے کا رخ موڑ دیا اور شاہجہان اور اورنگ زیب ان سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔ ان کے تراجم دنیا بھر میں ہونے لگے اور فارسی نثر کی خدمات کا ثمر آج بھی دنیا بھر میں قائم مستقل اور منظم نقشبندی مراکز کی صورت میں دیکھا جا رہا ہے۔ حضرت مجدد صرف روحانی تعلیم پر توجہ نہ دیتے تھے بلکہ رسمی تعلیم بھی ان کی خاص توجہ تھی۔ کیونکہ ان پڑھ صوفی مسخر شیطان ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج صاحب علم وفضل ان کے لاکھوں مرید اشاعت اسلام اور الحاقی نظریات کی تردید میں سرگرم ہیں۔

پھر بھی آج ضرورت ہے نثر امام ربانی کے تناظر میں انسان کے فکر وعمل اور کردار کی تربیت کی۔ کیونکہ یہ اشرف المخلوق جو اپنے وجود میں ایک مکمل پیکیج ہے اس

Marfat.com

کی شخصیت، اس کا ظاہر اور اس کا باطن سنوارنے اور اس کو سوشلائز کرنے کی ضرورت ہے۔ کیونکہ مجدد فکر سازی کرتا ہے اور مومن کو اپنے عہد اور دورِ خلافت راشدہ کے حسین امتزاج کے ہمراہ جینے کا طریق سکھلاتا ہے تاکہ دوسری اقوام کو اپنے فکر و عمل اور کردار کی برتری کا احساس دلائے۔

حواشی

۱۔ مقامات معصومی، جلد چہارم، تعلیقات: محمد اقبال مجددی، ص ۵۹

۲۔ منتخب التواریخ، عبدالقادر بدایونی، جلد دوم، ص ۱۸۸

۳۔ رسالہ مبدء و معاد، مرتبہ: محبوب الٰہی، ص ۱۰۷

۴۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر سوم، مرتبہ: نور احمد امرتسری، مکتبہ ایشیق، استنبول، ۱۹۷۷ء

مآخذ

عبدالقادر بدایونی، منتخب التواریخ، ج ۲، مرتبہ: مولوی احمد علی صاحب، با مقدمہ و اضافات: توفیق ھ۔ سبحانی، انجمن آثار و مفاخر فرہنگی، تہران، ۱۳۸۰ھ ش

عبدالماجد دریابادی، تصوف اسلام، مطبع معارف اعظم گڑھ، ۱۳۴۸ھ

مجدد الف ثانیؒ، حضرت، ، مکتوبات امام ربانی، دفتر اول، مرتبہ: نور احمد پسروری مقیم امرتسر چوک فرید، روز بازار الیکٹرک پریس، امرتسر، ۱۳۳۱ھ

مجدد الف ثانیؒ، حضرت، ، مکتوبات امام ربانی، دفتر دوم و سوم، مرتبہ: نور احمد پسروری مقیم امرتسر چوک فرید، روز بازار الیکٹرک پریس، امرتسر، ۱۳۳۴ھ

مجدد الف ثانیؒ، حضرت، ، مکتوبات امام ربانی، مترجم: محمد سعید احمد، ۳ جلد، اعتقاد

Marfat.com

پبلشنگ ہاؤس۔دہلی،۱۹۹۶ء

مجدد الف ثانیؒ،حضرت،رسالہ مبدء ومعاد،مرتب:محبوب الٰہی،ادارہ سعدیہ مجددیہ،
لاہور،۱۹۶۵ء

مجدد الف ثانیؒ،حضرت،،مکتوبات امام ربانی،انتخاب ومقدمہ:ڈاکٹر فضل الرحمن،
اقبال اکادمی پاکستان،لاہور،۱۹۸۴ء

معصوم سرہندی،خواجہ محمد،مقامات معصومی،مرتبہ:محمد اقبال مجددی،ضیاء القرآن
پبلیکیشنز،لاہور،۲۰۰۴ھ

Marfat.com

مکتوبات امام ربانی کی معاشرتی اہمیت

حضرت امام ربانیؒ کا معاشرتی بگاڑ کی اصلاح کا تاریخی کارنامہ

نادیہ عالم

(یونیورسٹی آف لاہور، لاہور)

پی ایچ ڈی سکالر، شعبۂ علوم اسلامیہ

حضرت امام ربانی علیہ الرحمۃ حصول علم کے بعد مسند تعلیم وارشاد پر جلوہ فرما ہوئے تو اس وقت معاشرے کی یہ ناگفتہ بہ صورت حال تھی۔ آپؒ کے سامنے غیر مسلموں کو دعوت وتبلیغ کے کام سے زیادہ مشکل کام مسلم معاشرے کے عقائد کی اصلاح وپختگی اور احکام شریعت کی ترویج تھی۔ انہوں نے اس کے لیے اپنا اصلاحی مشن یا تحریک احیائے اسلام شروع کی۔ مسلم معاشرہ کے تینوں اہم طبقوں علماء، صوفیہ اور اہل حکومت کو مخاطب کیا۔ اپنے عہد کے تجزیہ سے وہ اس نتیجہ پر پہنچے کہ مسلمانوں میں جو دینی وسماجی خرابیاں آچکی ہیں اس کے تین اہم ذرائع ہیں ۱۔ علمائے سوء یا دنیا دار علماء، ۲۔ صوفیائے خام اور ۳۔ اہل حکومت۔ ان کی اصلاح کے بعد عوام کی اصلاح آسان ہوگی۔ حضرت امام ربانی کے سامنے اس معاشرتی خراب صورت حال کی اصلاح کے لیے کچھ بنیادی اور مختلف مقاصد تھے مثلاً:

☆ اسلامی عقائد کی پختگی پر زور اور انھیں غیر اسلامی تصورات سے محفوظ رکھنا۔

☆ اسلامی تعلیمات کو قرآن سنت کی روشنی میں بیان کر کے لوگوں کو اس طرف لانا۔

☆ صوفیہ کو اسلام کے چشمۂ صافی کی طرف رغبت دلانا کہ غیر محمود وغیر اسلامی

Marfat.com

نظریات ومیلانات پیدا نہ ہوسکیں۔

☆ علمائے خام/ دنیادار علماء کی کجیوں اور خامیوں کی نشاندہی اور ان کی اصلاح۔

☆ بادشاہ اور عوام کے تعلقات کو اسلامی اصولوں کی بنیاد پر استوار کرنا۔

☆ ان بدعات ومنکرات کا خاتمہ کرنا جو عوام میں عام ہو چکی تھیں۔

درپیش صورت حال میں حضرت امام ربانیؒ کا طریق اصلاح

اس کے لیے آپؒ نے دستیاب ہر ممکن مختلف طریقے اپنائے۔مثلاً اپنی خانقاہ میں براہ راست تعلیم وتربیت فرمائی۔مختلف علاقوں میں اپنے خلفاء بھیجے،مختلف موضوعات پر رسائل لکھے اور اپنی تعلیمات کو مکاتیب کے ذریعے پھیلایا۔انہوں نے تینوں معاشرتی طبقات کو شرعی اصولوں کے مطابق کرنے کی کوشش کی اور ان میں اس بات کی تحریک پیدا کرنے کی کوشش کی کہ اپنے اپنے حلقہ میں شریعت کو رائج کریں۔وہ اس بات کو جانتے تھے کہ تمام طبقات میں اہم ترین طبقہ اہل حکومت کا ہے کہ عوام کی اصلاح بادشاہ کی اصلاح کے بعد ہی ممکن ہے کہ عموماً یہ کہا جاتا ہے:

الناس علی دین ملوکھم

(لوگ اپنے بادشاہوں کے دین پر ہوتے ہیں)

نواب سید فرید مرتضٰی بخاری کے نام خط میں خود اس بارے میں لکھتے ہیں کہ:

"بادشاہ نسبت عالم دررنگِ دل است نسبت بدن کہ اگر دل صالح است بدن صالح است واگر فاسد است فاسد،صلاحِ بادشاہ صلاحِ عالم است وفسادِ او فسادِ عالم"

Marfat.com

(بادشاہ کو عالم سے وہی نسبت ہے جو دل کو جسم سے ہے۔ اگر دل درست ہے تو جسم بھی درست ہوگا، اگر وہ خراب ہے تو جسم بھی خراب ہوگا۔ بادشاہ کی اچھائی عالم کی اچھائی ہے اور اس کی خرابی عالم کی خرابی ہے)

اس وقت حضرت امام ربانی علیہ الرحمۃ کے پاس اس سنگین اور نازک صورت حال میں تین راستے تھے۔

1۔ سلطنت کو اسکے حال پر چھوڑ کر کسی گوشے میں یاد الٰہی میں مشغول رہیں اور خاموشی سے طالبان حق کی تعلیم و تربیت میں مصروف رہیں۔ یہ وہ طرز عمل تھا جو اس صورتِ حال میں اس عہد کی کئی شخصیات نے اختیار کیا۔ اس وقت ملک میں جا بجا خانقاہیں موجود تھیں۔ علماء و مشائخ پوری یکسوئی اور خاموشی سے اپنا کام کر رہے تھے اور خلقت کو ان سے فیض اور فائدہ بھی پہنچ رہا تھا۔

2۔ ہندوستان کی موجودہ سلطنت اور اس کے فرمانروا جو اسلام مخالف دین الٰہی کا پیروکار اور داعی تھا۔ اس کے خلاف ایک دینی محاذ قائم کریں اور فوجی بغاوت کے ذریعے انقلاب لانے کی کوشش کریں۔

3۔ وہ خود ہر طرح کے جاہ و منصب سے علیحدہ رہتے ہوئے ارکان سلطنت اور امرائے دربار سے تعلقات پیدا کریں اور جن کے ساتھ پہلے سے تعلقات ہیں، ان سب میں دینی جذبہ اور حمیت بیدار کریں۔ ان کی اپنی اصلاح کرنے کے ساتھ ان کو اس بات پر بھی تیار کریں تا کہ وہ بادشاہ کو نیک مشورہ دے سکیں اور اسے اسلامی تعلیمات یا شریعت کے مطابق حکومت کرنے پر

Marfat.com

آمادہ کر سکیں۔

جہاں تک پہلے راستے کا تعلق ہے وہ حضرت امام ربانی علیہ الرحمۃ کی افتادِ طبع اور ان کی شانِ عزیمت سے مناسبت نہیں رکھتا تھا۔ اور نہ ہی وہ حالات کا تقاضا تھا۔ دوسرا راستہ بھی ان کی حکمت دعوت اور جذبہ خیر خواہی و نصیحت کے خلاف تھا۔ امام ربانی علیہ الرحمۃ نے اس طرف بالکل التفات نہیں فرمایا۔ یہ طریق کار ایک داعی الی اللہ کا طریقہ نہیں خصوصاً ایسا شخص جس کا مقصد اپنی ذات یا جماعت کے لیے حصول اقتدار نہیں بلکہ صرف دین کا غلبہ اور احکام شریعت کا نفاذ و اجراء ہوتا ہے۔ خواہ وہ کسی کے ہاتھ ہو۔ حضرت امام ربانی علیہ الرحمۃ نے سلطنت کو ہر مخالف اسلام بات سے پاک کرنے کے لیے تیسرے راستہ کا چناؤ کیا۔ جو اپنی نوعیت کے اعتبار سے ممتاز اور آنے والے ادوار کے داعیانِ دین کے لیے مشعل راہ بنا۔

اہم ارکان سلطنت جنہیں حضرت امام ربانی علیہ الرحمۃ نے مکاتیب لکھے

حضرت امام ربانی علیہ الرحمۃ نے پہلے عہد اکبری میں اور پھر خصوصاً عہد جہانگیری کے آغاز میں ترویجِ شریعت، ملتِ اسلامیہ کی تائید و تقویت اور معاشرے کی بگڑتی ہوئی صورت حال سے نمٹنے کے لیے بہت سے حکومتی عہدہ داروں کو الگ الگ مکاتیب لکھے۔ آپؒ نے بہت تحمل اور حکمت کے ساتھ پہلے بادشاہ کے قریبی ارکانِ سلطنت کو اسلام کی حقیقی روح سے روشناس کروایا، پھر ان کو اس قربت سے فائدہ اٹھانے پر زور دیا کہ بادشاہ کو ایسے مسائل دینیہ سے آگاہ کریں جس پر عقائد اسلامیہ کی بنیاد ہے۔ خاص طور پر یہ کوشش کی کہ دین دار طبقے کو بادشاہ کا قرب حاصل ہو جائے تاکہ علمائے سوء اور ہندو درباری بادشاہ کے مزاج میں رسوخ حاصل کرنے

Marfat.com

میں پہل نہ کر جائیں اور اکبری عہد کی طرح جہانگیری عہد میں بھی ملتِ اسلامیہ کو ویسے حالات کا سامنا ہو۔ ان اہم امراء اور ارکانِ سلطنت میں:

1۔ عہد اکبر کے میر بخشی اور عہد جہانگیری میں صوبہ گجرات و پنجاب کے گورنر نواب مرتضیٰ خان شیخ فرید (م ۱۰۲۵ھ/ ۱۶۱۶ء) بطور خاص قابلِ ذکر ہیں۔ ان کو امراء و خواص میں حضرت امام ربانی نے سب سے زیادہ مکاتیب لکھے۔

2۔ ان کے بعد زیادہ مکاتیب جہانگیر کے اتالیق، اکبر کے نو رتنوں میں سے ایک، گجرات، سندھ اور دکن کی فتوحات کے سالار، بزرگان دین کے ارادت مند، علم دوست، ممتاز و اہم ترین رکن سلطنت عبدالرحیم خان خاناں (م ۱۰۳۶ھ/ ۱۶۲۷ء) کے نام ہیں۔ ان کے علاوہ درج ذیل اہم امراء ہیں۔

3۔ اکبر کے رضائی بھائی، بہترین فوجی جرنیل، مرکزی حکومت کے وکیل اور عہد جہانگیری میں گجرات کے گورنر، مرزا ''عزیز کوکہ'' خان اعظم (م ۱۰۳۳ھ/ ۱۶۲۴ء)

4۔ عہد اکبری و جہانگیری میں کل مذہبی امور کے صدر، شعبہ افتاء کے سربراہ، جہانگیر کے اتالیق اور اس کے بہت مقرب، سید میراں صدر جہاں پہانی (م ۱۰۲۰ھ/ ۱۶۱۱ء)

5۔ شہزادہ دانیال (م ۱۰۱۲ھ/ ۱۶۰۴ء) کے اتالیق و سسر، عہد اکبری میں مرکزی وزیر، گجرات، لاہور، کابل، مالوہ کے یکے بعد دیگرے بننے والے گورنر محمد قلیج خان اندجانی (م ۱۰۲۹ھ/ ۱۶۲۰ء)۔

6۔ جہانگیر کے سسر اور اس کی شہزادگی کے زمانہ کے دیوان، تخت نشینی کے بعد

Marfat.com

جہانگیر کے مقرب و میر بخشی، کچھ عرصہ کے لئے آگرہ کے حاکم، خواجہ جہاں دوست محمد کابلی (م۱۰۲۹ھ/۱۶۲۰ء)

7۔ عالم، حکیم و شاعر، اکبر کے بہت مقرب، پہلے دیوان اور پھر صدر الصدور کے عہدے پر فائز، میر فتح اللہ حکیم شیرازی (م۹۹۷ھ/۱۵۸۸ء)

8۔ عہد جہانگیری کے اعظم امیر، شہزادہ مراد (۱۰۰۷ھ/۱۵۹۹ء) کے بخشی، پٹنہ و بہار کے گورنر اور قرآن کریم سننے کے بہت زیادہ شائق، باز بہادر قلی خان (لالہ بیگ جہانگیری)

9۔ اکبر کے اہم فوجی جرنیل، جہانگیر کے دور میں سپہ سالار، دکن میں شہزادہ پرویز کے اتالیق، بہت علم دوست اور علماء پرور، خان جہان خضر خان لودھی (م۱۰۴۰ھ/۱۶۳۱ء)

10۔ شجاعت و سپہ آرائی میں یکتائے زمانہ، مرزا عبدالرحیم خان خاناں کے بڑے بیٹے المعروف جوان خانِ خاناں شاہ نواز خان بہادر مرزا ایرج (م۱۰۲۸ھ/۱۶۱۹ء)

11۔ جہانگیر کے اعظم امیر، برار واحمد نگر کیحاکم، خان خاناں کا خطاب پانے والے، مرزا عبدالرحیم خان خاناں کے دوسرے بیٹے مرزا داراب (م۱۰۳۴ھ/۱۶۲۵ء)

12۔ محمد قلیچ خان اندجانی کے لائق فرزند محمد قلیچ اللہ بیگ۔

13۔ علوی سادات سے خان جہان جباری خان بن مجنون خان قاقشال۔

Marfat.com

اصلاح معاشرہ میں حضرت امام ربانی علیہ الرحمۃ کا پہلا اور بنیادی کام

حضرت امام ربانی علیہ الرحمۃ مسلمانوں کی اصلاح کے لیے معاشرے میں شریعت مطہرہ کا نفاذ اوراس کی ترویج بہت ضروری خیال کرتے تھے۔اس کے لیے انہوں نے اپنے مکتوبات میں دو بنیادی باتوں پر زور دیا۔پہلی بات عقائد اہل سنت وجماعت کی وضاحت اوران کی پختگی ہےاوردوسری اہم بات شریعت مبارکہ پرعمل کرنا۔

عقائد کی تصحیح

اس بارے میں وہ اپنے مکتوبات کی تیسری جلد میں اپنی ایک ارادت مند خاتون کو لکھتے ہیں کہ:

''و شریعت دو جزو دارد، اعتقادی و عملی. اعتقادی از اصول دین است و عملی از فروع دین. فاقدِ اعتقاد از اهل نجات نیست و خلاصی از عذاب آخرت در حق او متصور نه...... و فاقدِ عمل اگرچه معذب شود امّا خلود در نار حقِ او مفقود است''

(اورشریعت کے دو حصے ہیں، اعتقادی اورعملی۔اعتقادی حصہ دین کے اصول ہیں اورعملی حصہ دین کے فروع ہیں۔بدعقیدہ شخص اہل نجات سےنہیں ہےاورعذاب آخرت سے خلاصی اس کے حق میں متصورنہیں ہےجبکہ بدعمل آدمی کی نجات کا احتمال ہے

Marfat.com

اور اس کا معاملہ اللہ تعالیٰ کی مشیت پر منحصر ہے۔ اگر وہ چاہے تو معاف کر دیا اور اگر چاہے تو گناہ کے اندازے کے مطابق اسے سزا دے۔ آگ میں ہمیشہ رہنا یہ صرف بد عقیدہ اور ضروریات دین کے منکر کے لیے مخصوص ہے۔ عمل نہ کرنے والا اگرچہ سزا پائے گا مگر آگ میں ہمیشہ رہنا اس کے لیے نہیں ہے)

اہل سنت والجماعت کے عقائد کی وضاحت اور ان کی پختگی پر زور

اس سلسلے میں حضرت امام ربانی علیہ الرحمۃ نے مختلف لوگوں کو تفصیلی مکاتیب لکھے ہیں اور اہل سنت وجماعت کی رائے کے مطابق عقائد پر گفتگو کی ہے۔ مثلاً پہلی جلد میں اپنے مخدوم زادوں خواجہ عبداللہ اور خواجہ عبیداللہ کو (مکتوب نمبر ۲۶۶)، دوسری جلد میں خان جہان کو (مکتوب نمبر ۶۷) اور تیسری جلد میں اپنی ایک ارادت مند خاتون کو (مکتوب نمبر ۱۷) اہل سنت کے بنیادی عقائد کو بیان کیا ہے۔ ان کے علاوہ بھی جا بجا اپنے مکتوبات میں اس بات پر بہت زور دیا۔ خان جہان کو لکھتے ہیں کہ:

"سعادت و نجابت آثارا! آدمی را از تصحیح اعتقاد بموجب آرائے فرقہ ناجیہ اهل سنت و جماعت رضوان اللہ تعالیٰ علیهم اجمعین که سواد اعظم و جمّ غفیر اند......از حضرت حق سبحانه و تعالیٰ استقامت برین دولت بتضرع و زاری مسالت بائد نمود"۔

Marfat.com

(اے نجابت وسعادت آثار! سب سے پہلے آدمی کو فرقہ ناجیہ اہلسنت و جماعت رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی رائے کے مطابق جو کہ مسلمانوں کی سب سے بڑی جماعت ہے، عقیدے کا درست کرنا لازم ہے۔ تاکہ اخروی نجات اور کامیابی متصور ہو سکے اور بد اعتقادی جو اہل سنت کے عقیدہ کے خلاف ہے سمِّ قاتل ہے۔ جو ابدی موت اور دائمی عذاب تک پہنچاتی ہے اور اگر عمل میں کچھ کوتاہی اور سستی ہو تو اس کی بخشش کی امید ہو سکتی ہے۔ لیکن اگر عقیدہ میں سستی ہو تو اس کی معافی کی امید نہیں ہے۔۔۔۔۔۔ اہل سنت کے عقائد کو مختصر طور پر لکھا جاتا ہے۔ ان کے مطابق اپنے عقیدہ کی تصحیح کریں اور (پھر) اس دولت پر اللہ تعالیٰ سے عاجزی وزاری سے استقامت کی دعا کریں)

اکبر کے پریشان کن عہد کے خاتمے پر جہانگیر کے تخت نشین ہونے کے بعد شیخ فرید کی راہنمائی کرتے ہوئے ان کو لکھتے ہیں:

"امروز کہ نوید زوالِ مانع دولتِ اسلام و بشارت جلوسِ بادشاہِ اسلام بگوش خاص و عام رسیدہ، اھلِ اسلام بر خود لازم دانستند کہ ممد و معاون بادشاہ باشند...... و اظھار عقائد کلامیہ برطبقِ کتاب و سنت و اجماعِ امت تا مبتدعی و ضّالی درمیان آمدہ از راہ نبرد و کار بفساد نہ انجامد"

Marfat.com

(آج جبکہ دولت اسلام کی رکاوٹوں کے زوال کی خوشخبری اور بادشاہ اسلام کی تخت نشینی کی بشارت ہر خاص و عام کے کانوں تک پہنچی ہے تو اہل اسلام اپنے اوپر لازم کرلیں کہ وہ بادشاہ کے معاون و مددگار بنیں گے اور شریعت کو رواج دینے اور مذہب کو قوت پہنچانے میں اس کی راہنمائی کریں۔ خواہ یہ مدد اور تقویت زبان سے میسر آئے یا ہاتھ سے۔ نعمت اسلام کی سب سے اولین مدد یہ ہے کہ مسائل شریعہ کی وضاحت کی جائے اور کتاب وسنت اور اجماع کے مطابق عقائد کلامی کا اظہار کیا جائے تا کہ (پھر سے کوئی) گمراہ اور بدعتی شخص درمیان میں آکر بادشاہ کو راہ سے گمراہ نہ کردے اور کام خراب نہ کردے)

مرزا داراب بن عبدالرحیم خان خانان کو نعمتوں کے شکرانے کا طریقہ بتاتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

"و شکر منعِم تعالیٰ اولاً بتصحیح عقائد است بمقتضای آرای فرقه ناجیه که اهل سنت و جماعت اند و ثانیاً باتیان احکام شرعیه عملیه است ......مخالفِ این ارکان ثلثه است اگرچه از جنس ریاضات شاقه و مجاهدات شدیده باشد داخلِ معصیت است و نافرمانی و ناسپاسی منعِم جل سلطانه"

Marfat.com

(نعمتیں عطا کرنے والے رب تعالیٰ کے ادائے شکر کا پہلا درجہ یہ ہے کہ بندہ اپنے عقائد فرقہ ناجیہ اہلِ سنت و جماعت کی آراء کے مطابق درست رکھے۔ دوسرا درجہ یہ ہے کہ اس بلند مرتبہ گروہ کے مجتہدین کی آراء کے مطابق احکام شرعیہ بجالاتا رہے۔ تیسرا درجہ یہ ہے کہ بلند درجہ گروہ صوفیہ کے سلوک کے موافق اپنے نفس کا تذکیہ و تصفیہ کرے۔ اس آخری رکن کا وجوب درجہ استحسان میں ہے۔ بخلاف پہلے دو ارکان کے کہ اصل اسلام پہلے دو رکنوں کے ساتھ وابستہ ہے اور کمال اسلام تیسرے رکن سے متعلق ہے اور وہ عمل جو ان تینوں ارکان کے خلاف ہے اگرچہ شدید ریاضتوں اور مجاہدوں کی جنس سے ہی ہو، معصیت، نافرمانی اور ناشکری میں داخل ہے)

(اکثر مسائل خلافیہ جن میں ماتریدیہ اور اشاعرہ میں اختلاف ہے۔ شروع مسئلہ میں اشاعرہ حق پر معلوم ہوتے ہیں۔ لیکن جب نور فراست سے دیکھا جائے تو یہ واضح ہو جاتا ہے کہ ماتریدیہ حق بجانب ہیں علم الکلام کے متعلق تمام مسائل خلافیہ میں میری رائے علمائے ماتریدیہ کی رائے کے موافق ہے اور حق یہ ہے کہ ماتریدیہ کو روشن سنت علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ کی پیروی کی وجہ سے شان عظیم حاصل ہے، جو ان کے مخالفین کو فلسفیانہ موشگافیوں کی بنا پر میسر نہیں ہے۔ اگرچہ دونوں فریق اہل حق سے ہیں)

Marfat.com

عقیدہ نبوت کا تحفظ و دفاع

جیسا پیچھے ذکر ہوا کہ شریعت سے لاعلمی و دوری، ہندو ہمسائیگی، بھگتی تحریک اور فلسفہ کے اثرات اور کچھ اس نظریہ کی وجہ سے کہ ''اسلامی تقویم کا ایک ہزار سال پورا ہو رہا ہے اور اب نئے ہزاریے کے لیے ایک نئے نظام عالم کی ضرورت ہوگی'' اسلام کے بنیادی عقیدہ، عقیدہ نبوت و رسالت سے بیزاری، دوری اور اجنبیت پیدا ہو رہی تھی۔ حضرت امام ربانی علیہ الرحمۃ نے اس عقیدہ کا بھرپور طریقے سے دفاع کیا۔ اثبات نبوت پر عربی زبان میں ایک مستقل رسالہ لکھا اور اس بارے میں بار ہا اپنے مکاتیب میں بھی لکھا۔ اس کا تحفظ کیا اور عقیدہ نبوت کی ابدیت اس کی ضرورت پر مسلمانوں میں اعتقاد و اعتماد بحال کیا لوگوں کے دلوں میں اس عقیدے کو مستحکم کیا۔ جو زمانہ کی اشد ضرورت تھی۔ وہ اپنے مخدوم زادوں کو ایک مکتوب میں بنیادی اسلامی عقائد بیان کرتے ہوئے عقیدہ نبوت سے متعلق لکھتے ہیں کہ:

"عقیدہ ۲۱: بعثتِ انبیاء علیهم الصلوات والتسلیمات رحمت عالمیان است اگر توسط وجود این بزرگواران نمے بود ما گمراهان را بمعرفت ذات و صفاتِ واجب الوجود تعالیٰ و تقدس که دلالت می فرمود...... افهامِ ناتمام مابے تقلید این بزرگواران درین مسئله معامله مخذول "

(انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کا مبعوث ہونا اہل جہان کے

Marfat.com

لیے سراسر رحمت ہے اگر ان بزرگوں کا واسطہ و ذریعہ نہ ہوتا تو ہم گمراہوں کو اس واجب الوجود تقدس و تعالیٰ کی ذات و صفات کی معرفت سے متعلق کون ہدایت فرماتا اور ہمارے مولیٰ جل شانہ کی پسند و ناپسند کی چیزوں میں کون تمیز کرتا۔ ہماری ناقص عقلیں ان عظیم بزرگان دین کی دعوت کی روشنی کی مدد کے بغیر معزول و بیکار ہیں اور ہماری ناتمام اور ادھوری سمجھ ان کی تقلید و راہنمائی کے بغیر اس معاملہ میں بے بس و خوار ہے)

اسی مکتوب میں آگے یہ وضاحت کرتے ہیں کہ بعثتِ انبیاء ہی اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات اور اس کے احکام کی معرفت کا واحد ذریعہ ہے جو تمام تر دنیوی اور اخروی سعادتوں کا ذریعہ ہے۔ اسی سے معلوم ہوا ہے کہ کون سی چیز اس کی پاک بارگاہ کے مناسب ہے اور کون سی نامناسب؟ ان کے ذریعہ ہی اس قدیم ذات کے مناسب اور نامناسب اسماء، صفات اور افعال کے بارے میں معلوم ہوا، تاکہ اس پاک ذات پر ان کا اطلاق کیا جائے یا ان سے اجتناب کیا جائے۔ کیوں کہ ہماری ناقص عقل جو حدوث اور امکان کے داغ سے داغدار ہے اکثر اوقات الٹا سمجھ لیتی ہے۔ یہ تمیز میرے نزدیک تمام ظاہری و باطنی نعمتوں سے بڑھ کر ہے۔

آپؒ نے یہ وضاحت فرمائی کہ بعثت انبیاء ہی کی بدولت حق، باطل سے جدا ہوا ہے۔ اس وجہ سے ہی عبادت کی مستحق ذات اور غیر مستحق میں تمیز ہوئی۔ اس ذریعہ سے اللہ تعالیٰ کے راستہ کی طرف دعوت دی جاتی ہے اور بندوں کو انکے مولیٰ کے قرب اور وصل کی سعادت تک پہنچاتے ہیں۔ اس کے فائدے بکثرت ہیں۔ پس ثابت ہوا

Marfat.com

کہ بعثت (انبیاءؑ) سراسر رحمت ہے۔ حضرت امام ربانی کے نزدیک عقیدہ رسالت ہی اسلام کا اولیں اور بنیادی عقیدہ ہے۔ اس بارے میں وہ اپنے خلیفہ میر محمد نعمان بدخشیؒ کو لکھتے ہیں:

"اول فکر ایمان برسول باید کرد و تصدیق رسالتِ او باید نمود تا در جمیع احکام او را صادق دانسته شود......هر فرع را بے اِثباتِ اصل معقول ساختن بسیار متعسر ست الخ"

(سب سے پہلے رسول پر ایمان لانے کی فکر کرنی چاہیے اور اس کی رسالت کی تصدیق کرنی چاہیے، تا کہ تمام احکام میں اسے سچا جانا جائے اور اس کے ذریعے سے شکوک وشبہات کی تاریکیوں سے نجات حاصل میسر ہو، جڑ کو پہلے معلوم ومعقول کر لینا چاہیے تا کہ سب فروع اور شاخیں آسانی سے معلوم ہو جائیں۔ ہر شاخ اور ہر فرع کو اصل کے ثابت کئے بغیر معقول بنانا بہت مشکل ہے)

(اس طرح وہ تمام منقولات (تمام سنی ہوئی باتیں) جو ہم تک انبیاء علیہم الصلوات والتسلیمات کے پہنچانے سے پہنچے ہیں مثلاً ذات الٰہی کی صفات کمالیہ، بعثت انبیاء، ملائکہ کا معصوم ہونا علیہم الصلوات والتسلیمات والبرکات، حشر ونشر، جنت وجہنم کا وجود، جنت کی دائمی راحت وعیش اور جہنم کا دائمی عذاب، یہ اور اس طرح کی کئی دوسری باتیں جن کی شریعت خبر دیتی ہے عقل ان کو پا

Marfat.com

لینے سے قاصر ہے۔)

اسی خط میں اہل فلسفہ کی حقیقت یوں لکھتے ہیں:

(اگر ان کے بزرگ وجود کا وسیلہ نہ ہوتا تو بشری عقول اللہ تعالیٰ کے اثبات میں ناقص اور قاصر ہوتیں قدیم فلاسفہ جو اپنے آپ کو اکبر اہل عقول سمجھتے تھے اللہ تعالیٰ کے منکر تھے اور اپنی عقل کی کمی کی وجہ سے چیزوں کو زمانہ کی طرف منسوب کرتے تھے ------جس طرح عقل کا طریقہ حس کے طریقے سے بالا ہے کہ جس کا حس کے ساتھ ادراک نہیں کیا جا سکتا، عقل اس کا ادراک کر لیتی ہے اور اسی طرح نبوت کا طریقہ عقل کے طریقہ سے بلند ہے کہ جو کچھ عقل کے طریقہ سے معلوم نہیں کیا جا سکتا وہ نبوت کے ذریعہ سے حاصل ہو سکتا ہے------اور اگر عقل اس معاملہ میں کفایت کرتی تو یونان کے فلاسفہ جنھوں نے اپنا راہنما عقل کو سمجھا گمراہی کے بیابان میں نہ بھٹکتے پھرتے اور وہ اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ پہچانتے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات کے متعلق جاہل ترین آدمی وہی ہیں)

امام ربانی علیہ الرحمۃ کا دوسرا اہم کام

عقائد کی تصحیح اور پختگی کے ساتھ حضرت امام ربانی علیہ الرحمۃ نے علم شریعت کے حصول اور اس کے احکام پر عمل کرنے اور حضور نبی کریم کی سنت مبارکہ کے مطابق

Marfat.com

زندگی گزارنے پر بہت زور دیا۔یعنی آپؒ نے اعتقادی اصلاح کے ساتھ عمل کی ترغیب اوراس کی، ملازمت کی دینی اہمیت کو واضح فرمایا۔آپؒ نے اس اصلاحی مشن کی تکمیل کے لیے علماء، امراءاوراپنے مریدین کواپنے مکاتیب میں بار بارلکھا۔ان کی وضاحت بیان فرمائی اوران سب کوشریعت مبارکہ پرعمل کے لیے ترغیب دی۔

احکام شریعت کی ترویج پرزور

دفتر اول میں شیخ قربان کے نام اپنے مکتوب میں لکھتے ہیں کہ تمام سعادتوں کا سرمایہ سنت کی متابعت اور تمام فسادوں کی جڑ شریعت کی مخالفت ہے۔گمراہ لوگوں نے بھی بہت ریاضتیں اور سخت مجاہدے کئے ہیں لیکن شریعت کے موافق نہ ہونے کی وجہ سے سب بے اعتبار اور خوار ہیں۔اگران سخت اعمال پر کچھ اجر بھی ہوتو وہ دنیاوی نفع ہوگا۔جس کا کیا اعتبار ہے؟شریعت پرعمل کرنے والوں کی مثال ایسی ہے کہ جیسے وہ قیمتی جواہرات کا کام کرتے ہیں کہ کام تھوڑا اوراسکی مزدوری زیادہ ہے۔اپنے مخدوم زادوں خواجہ عبداللہ اور خواجہ عبیداللہ کے نام مکتوب (٦٦٢) میں اہل سنت کے عقائدکو بیان کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

> "بعد از تصحیح عقائد تعلم احکام فقه چاره نبود و از دانستن فرض و واجب...... و همچنین عمل بمقتضائے این علم نیز ضروری است. مطالعه کتب فقه از ضروریات شمرد و سعی بلیغ در اتیان اعمال صالحه مرعی دارند"

Marfat.com

(عقائد کے درست کرنے کے بعد احکام فقہ کا سیکھنا ضروری ہے۔فرض وواجب، حلال وحرام، سنت ومندوب اور مشتبہ ومکروہ کے جاننے سے چارہ نہیں اور ایسے ہی اس علم کے موافق عمل کرنا بھی ضروری ہے۔فقہ کی کتابوں کا مطالعہ ضروری سمجھیں اور اعمال صالحہ کے بجالانے کو مدنظر رکھیں)

اپنے ایک مرید شیخ کبیر کو لکھتے ہیں:

"کار اینست که اولاً تصحیح عقائد بر وفقِ آرای علماءِ اهل سنت و جماعت که فرقه ناجیه اند باید کرد ثانیاً علم و عمل بمقتضای احکامِ فقهیه لازم باید ساخت بعد از تحصیل این دو جناحِ اعتقادی و عملی قصد طیرانِ عالمِ قدس باید نمود مصرع:

کار اینست وغیر این همه هیچ"

(کرنے والا ضروری کام یہ ہے کہ اولاً علمائے اہل سنت و جماعت کی آراء کے مطابق عقائد درست کئے جائیں کیوں کہ نجات پانے والا یہی گروہ ہے پھر اس کے بعد احکام فقہ کے مطابق علم وعمل کو اپنے اوپر لازم کر لینا چاہیے۔ان دو اعتقادی اور عملی پروں کے حاصل ہونے کے بعد عالم قدس کی طرف پرواز کرنا چاہیئے۔کرنے کا کام یہی ہے اس کے سوا سب ہیچ ہے)

شریعت کی اہمیت پر روشنی ڈالتے ہوئے اپنے ایک اور مرید ملا حاجی محمد

Marfat.com

لاہوری کو لکھتے ہیں:

''شریعت را سہ جزوست علم، عمل و اخلاص تا این ہر سہ جزو متحقق نشوند شریعت متحقق نشود۔۔۔۔۔۔طریقت و حقیقت کہ صوفیہ بآن ممتاز گشتہ اند ہر دو خادمِ شریعت اند و تکمیلِ جزوِ ثالث کہ اخلاص است نہ امر دیگر ورائے شریعت''

(شریعت کے تین جزو ہیں علم، عمل اور اخلاص۔ جب تک یہ تینوں جزو پائے نہ جائیں شریعت متحقق نہیں ہوتی۔ ان تینوں کا حصول اللہ تعالیٰ کی رضا کا حصول ہے اور یہی رضا دنیا و آخرت کی تمام سعادتوں سے بڑھ کر ہے [و رضوان من اللہ اکبر] ایسا کوئی مطلوب و مقصود نہیں جس کے حاصل کرنے کے لیے شریعت کے سوا کسی اور چیز کی ضرورت پڑے۔ طریقت اور حقیقت جن کے ساتھ صوفیہ کرامؒ ممتاز ہیں۔ یہ دونوں شریعت کی خادم ہیں ان دونوں سے شریعت کے تیسرے جزو یعنی اخلاص کی تکمیل ہوتی ہے۔ لہٰذا دونوں سے مقصود بھی شریعت کی تکمیل ہے نہ کہ کوئی اور امر، جو شریعت کے علاوہ ہو)

اسی بارے میں شیخ محمد چتری کو لکھتے ہیں:

''شریعت را پوست خیال می کنند و حقیقت را مغز می دانند۔ نمی دانند کہ حقیقت معاملہ چیست۔ بہ تُرّہات صوفیہ مغرور اند و بہ احوال و مقامات مفتون''

Marfat.com

(جو لوگ) شریعت کو پوست خیال کرتے ہیں اور حقیقت کو مغز خیال کرتے ہیں۔ وہ یہ نہیں جانتے کہ اصل معاملہ کیا ہے۔ وہ صوفیہ کی سکر و مستی میں کہی گئی باتوں سے دھوکے میں ہیں اور احوال و مقامات سے لاعلمی کے باعث فتنہ میں ہیں)

شیخ محمد یوسف کو لکھتے ہیں:

''ظاہر را بظاہر شریعت و باطن را بباطن شریعت کہ عبارت را حقیقت است متحلّی و متزین دارند چہ حقیقت و طریقت عبارت از حقیقتِ شریعت است و طریقتِ آن حقیقت نہ آنکہ شریعت امری دیگر است و طریقت و حقیقت دیگر کہ آن اِلحاد و زندقہ است''

(اپنے) ظاہر کو ظاہر شریعت سے اور اپنے باطن کو باطن شریعت جو اس کی حقیقت ہے، سے آراستہ کریں اور (دراصل) حقیقت اور طریقت دونوں شریعت ہی کی حقیقت ہیں نہ کہ شریعت اور ہے اور طریقت و حقیقت کچھ اور، ان کو علیحدہ علیحدہ کرنا الحاد و زندقہ ہے)

احیائے سنت اور ردِ بدعت پر زور

حضرت امام ربانی علیہ الرحمۃ کی دینی خدمات میں ایک اہم ترین اور نمایاں خدمت احیائے سنت ہے۔ آپؒ نے سنتِ رسول پر عمل کرنے اور معاشرے میں رائج بدعات کو ختم کرنے کے لیے بڑا زور دیا۔ یہ وہ زمانہ تھا جب ہر طرف بدعات کا رواج زور پکڑ رہا تھا۔ دین میں خلاف شرع نئی باتوں کو شامل کر لیا گیا تھا۔ مسلمانوں میں

Marfat.com

ہندوانہ رسومات زندگی کے ہر شعبے میں شامل ہو رہی تھیں۔ آپؒ نے ان کے خلاف بھر پور جہاد فرمایا اور بدعت کی مذمت اور سنت کی مدحت کو مختلف انداز میں اجاگر کر کے لوگوں کو بدعات سے دور رہنے اور سنت رسول کو اختیار کرنے کی ترغیب دلائی۔ یہ واضح کیا کہ بدعت رافع سنت ہوتی ہے۔ جب بدعت رواج پاتی ہے تو اس کی جگہ کوئی سنت اٹھ جاتی ہے۔ آپؒ بدعت سیئہ وحسنہ کی عمومی تفریق کو نہیں مانتے۔ جس بات کو بدعت حسنہ کہا جاتا ہے آپؒ نے اسے سنت میں ہی شمار کیا ہے۔ مثلاً تراویح کی جماعت، اسے آپؒ نے اپنے مکتوب میں سنت میں شمار کیا اور اسے دلائل سے ثابت کیا ہے۔

آپؒ نے اپنے مرید فتح خان افغان کو دفتر دوم مکتوب (۸۷) میں اس بارے میں لکھا کہ وہ نصیحت جو سعادت مند دوستوں سے کہی جاتی ہے، وہ سنت سنیہ کی اتباع اور ناپسندیدہ بدعت سے پرہیز ہے۔ جو بھی سنتوں میں سے کسی مردہ سنت کو جو متروک العمل ہو چکی ہو زندہ کرتا ہے اس کو سو شہیدوں کا ثواب ملتا ہے۔ ملا احمد برکی کو دفتر اول مکتوب (۲۷۵) میں بتایا کہ بدعات کے خاتمہ کے لیے کیا طرزِ عمل اپنایا جائے۔ لکھتے ہیں کہ ایسے مقامات میں جہاں کفر کا دور دورہ ہو اور بدعتیں جاری ہوں وہاں علوم شرعیہ کی تعلیم دیں اور فقہی احکام کو پھیلائیں کیوں کہ یہی دونوں اصل مقصود ہیں۔ اور ان پر ہی ایمانی ترقی اور نجات اخروی کا انحصار ہے۔ اسی طرح خواجہ عبدالرحمٰن مفتی کابلی کو دفتر اول مکتوب (۱۸۶) میں لکھتے ہیں کہ پس آپ پر لازم ہے کہ رسول اللہ کی سنت کی پیروی پر کمربستہ رہیں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اقتداء پر ہی کفایت کریں کیوں کہ وہ ہدایت کے ستارے ہیں۔ ان میں سے جن کی بھی اقتداء کریں گے ہدایت پائیں گے۔ یاد رہے کہ قیاس اور اجتہاد کوئی بدعت نہیں بلکہ وہ

Marfat.com

نصوص کے معنوں کو ظاہر و واضح کرنے کے لیے ہیں۔

اپنے خلیفہ ملا طاہر لاہوری کو لکھتے ہیں کہ:

"چہ نعمتے است کہ محبان و مخلصان بھمگی ہمتِ خود متوجہ احیائے سنتے از سنن مصطفیٰ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ باشند سنت و بدعت ضد یک دیگر اند۔۔۔۔۔۔۔۔پس احیائے سنت یکے مستلزم اماتت دیگرے بود، احیائے سنت مؤجب اماتت بدعت است و بالعکس"

(یہ) کس قدر عظیم نعمت ہے کہ محبّ و مخلص لوگ ہمہ تن حضور ﷺ کی سنتوں میں سے کسی سنت کے زندہ کرنے میں مشغول ہوں اور منکرہ اور غیر پسندیدہ بدعتوں میں سے کسی ایک بدعت کے دور کرنے کے خواہاں ہوں۔ سنت اور بدعت ایک دوسرے کی بالکل ضد ہیں۔ ایک کا وجود دوسرے کے خاتمہ کے لیے لازم ہے یعنی سنت کا زندہ کرنا بدعت کو ختم کرنے کا موجب ہے اور اسی طرح اس کے خلاف)

آپؒ نے فرمایا کہ تقلید ائمہ سے ہٹ کر جو کوئی اور راہ اختیار کرے گا وہ خود بھی گمراہ ہے اور دوسروں کو بھی گمراہ کرنے والا ہے۔ مخالفین تقلید نے امام اعظم حضرت ابو حنیفہؒ کی عظمتوں کا انکار کر کے ان پر بے بنیاد اعتراضات کیے اور ان کے لیے نازیبا کلمات استعمال کیے تو آپؒ نے حضرت امام اعظمؒ کا بھرپور دفاع کیا اور آپؒ پر اعتراضات کے جوابات دیے۔

امام ابو حنیفہؒ کی عظمت و شان کے بارے میں لکھا کہ وہ سنت رسول ﷺ کی

Marfat.com

پیروی کے باعث تمام ائمہ میں سب سے آگے ہیں۔ وہ مسلمانوں کے رئیس، دین کے سردار، سواد اعظم کے پیشوا، اللہ کا نور، علم فقہ کے بانی، فقہ میں صاحب خانہ، امام اجل، پیشوائے اکمل، تمام مجتہدین میں اعلم، سب سے زیادہ تقویٰ وورع رکھنے والے ہیں۔ اپنے بیٹوں خواجہ محمد سعید اور خواجہ محمد معصوم کو ایک مکتوب میں اس بارے میں لکھتے ہیں:

''عجب معاملہ است امام ابو حنیفہ در تقلید سنت از ہمہ پیش قدم است واحادیث مرسل را در رنگِ مُسنَد شایان متابعت میداند و بر رائے خود مقدم می دارد وہمچنین قول صحابی را بواسطہ شرفِ صحبت خیر البشرؐ رائے خود مقدم میدارد و دیگران نہ چنین اند، مع ذلک مخالفان او را اصاحب رائے می دانند''

(عجب معاملہ ہے کہ امام ابو حنیفہ سنت کی پیروی میں سب سے بڑھ چڑھ کر ہیں، یہاں تک کہ مرسل احادیث کی پیروی بھی مسند احادیث کی طرح کرتے ہیں اور ان کو اپنی رائے پر مقدم رکھتے ہیں۔ اور اسی طرح صحابی کے قول کو بھی خیر البشرؐ کی صحبت کی وجہ سے اپنی رائے پر مقدم رکھتے ہیں اور دوسروں کا یہ مسلک نہیں ہے اس کے باوجود مخالفین ان کو 'اصحاب الرائے' میں شمار کرتے ہیں)

حضرت امام ربانی علیہ الرحمۃ ''فصول ستہ'' سے حضرت محمد پارساؒ کا قول پیش کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام بعد از نزول امام ابو حنیفہؒ کے مذہب پر عمل کریں گے۔ پھر اس کی وضاحت بھی فرما دی۔ یعنی حضرت روح اللہ کا اجتہاد امام اعظمؒ کے اجتہاد کے مطابق ہوگا۔ یہ نہیں کہ وہ مذہب حنفی کی تقلید کریں گے

Marfat.com

کہ انبیاءؑ کی شان اس سے بہت بلند ہے کہ وہ علمائے امت کی تقلید کریں۔

آپؒ ان منکرین کے بارے میں لکھتے ہیں کہ چند ایک ناقص لوگوں نے چند احادیث یاد کر رکھی ہیں اور احکام دین کو انہی میں منحصر سمجھتے ہیں اور اپنی معلومات کے علاوہ دوسری چیزوں کی نفی کرتے ہیں اور جو ان کے نزدیک ثابت نہیں اس کا انکار کرتے ہیں۔ ان کا حال اس کیڑے کی طرح ہے جو کسی پتھر میں پوشیدہ ہے اور اس کا زمین و آسمان وہی پتھر ہے۔

مکتوبات امام ربانیؒ کے نمایاں اثرات

حضرت امام ربانیؒ نے اپنی تحریک سے معاشرے کے تمام اہم طبقات کو متحرک کیا۔ ان کو ایک واضح سوچ عطا کی اور دعوتِ فکر و عمل دی۔ قرآن مجید، حدیث مبارکہ اور فقہ کی تعلیمات جو محض علم تک محدود ہو رہی تھیں لوگوں کو ان پر عمل کی طرف لائے۔ دوسرے الفاظ میں اسلام کو بالفعل کر دیا۔ آپؒ کی کوششوں سے دین جو غبار آلود ہو رہا تھا نکھر کر سامنے آ گیا۔ عقائد کی تصحیح ہوئی اور ان میں پختگی آئی۔ معاشرے میں ایک ہمہ گیر انقلاب پیدا ہوا اور بادشاہ سے لے کر عوام تک سب کا رویہ تبدیل ہونے لگا۔ سلطنتِ مغلیہ کے عظیم تاجدار تعلیماتِ مجددی کے آگے سپر انداز ہوئے اور بالآخر اورنگ زیب عالمگیرؒ جیسا اسلام پسند خدا ترس اور عادل بادشاہ برسرِ اقتدار آیا۔ ذیل میں عہد جہانگیری، عہد شاہجہانی اور عہد عالمگیری پر ایک اجمالی نظر کہ جس سے ان ہونے والی مثبت اور اہم تبدیلیوں کی وضاحت ہوتی ہے۔

عہد جہانگیری

اکبر کی وفات کے ساتھ اس کا جاری کردہ دین الٰہی بھی ختم ہوا، مگر اس میں

Marfat.com

شامل بدعات بعد تک جاری رہیں۔ جہانگیر (۱۵۶۹ء۔۱۶۲۷ء) کی تخت نشینی ان امراء کی کوششوں سے ہوئی جو حضرت امام ربانی علیہ الرحمۃ کے تربیت یافتہ تھے۔ اور اس تخت نشینی کی بنیادی شرائط میں احکام شریعت کی پاسداری اور اس کا اجراء شامل تھا۔ مگر اکبر کے پچاس سالہ دور مضبوط اقتدار کی تمام غلط باتوں کو یکدم ختم کرنا ایک ناممکن امر تھا۔ اگر اکبری عہد میں دربار میں ہندو اثرات کا غلبہ ہو رہا تھا تو جہانگیری عہد میں شیعہ اثرات زیادہ ہونے لگے تھے۔ حضرت امام ربانیؒ نے اس کے خلاف مسلسل جدوجہد کی اور اہل سنت و جماعت کے عقائد کو واضح کیا۔ ان کی ضرورت اور اہمیت بتائی۔ پھر ہم دیکھتے ہیں کہ بتدریج ان خلاف اسلام باتوں اور بدعات میں کمی آتی گئی۔ ناواقفیت کی بنا پر جہانگیر نے آپؒ کو قید بھی کروایا۔ لیکن اس قید کے بعد جب امام ربانیؒ جہانگیر کے لشکر میں رہے اور بادشاہ سے مسلسل ملاقات رہی پھر اسکا واضح اثر نظر بھی آتا ہے۔ عہد جہانگیری میں جہانگیر کی ایک اہم کامیابی قلعہ کانگڑہ کی فتح ہے۔ اس قلعہ کی فتح پر جہانگیر نے اپنی توزک میں جس طرح ذکر کیا ہے اس میں یہ اثرات واضح نظر آتے ہیں:

''بتاریخ بست و چہارم ماہ مذکور متوجہ سیر قلعہ کانگڑہ شدم و حکم کردم کہ قاضی و میر عدل و دیگر علمائے اسلام در رکاب بودہ انچہ شعار اسلام و شرائط دین محمدی است ۔۔۔۔۔۔ سجداتِ شکر این موہبت عظمیٰ کہ ہیچ بادشاہی توفیق برآن نیافتہ بود بتقدیم رسانیدہ حکم فرمودم کہ مسجد عالی درون قلعہ بنا نہند''

(ماہ مذکور کی چوبیس تاریخ کو قلعہ کانگڑہ کی سیر کے ارادہ سے

Marfat.com

نکلا، میں نے حکم دیا کہ قاضی اور میر عدل اور دیگر علماء ساتھ ہوں اور جو اسلامی شعائر اور دین محمدی ﷺ کی شرائط ہیں وہ اس قلعہ میں عمل میں لائیں مختصراً ایک کوس کی مسافت کے بعد قلعہ کی بلندی پر پہنچا، توفیق الٰہی سے اپنی موجودگی میں اذان دلوائی، خطبہ پڑھا گیا اور اپنے سامنے گائے ذبح کروائی کہ جس پر اس قلعہ کی تعمیر سے لے کر آج تک کبھی عمل نہ ہوا تھا۔ اس انعام الٰہی پر کہ کسی بادشاہ کو کبھی اس کی توفیق نہیں ہوئی تھی، شکر کے سجدے ادا کئے۔ میں نے حکم دیا کہ ایک عالی شان مسجد قلعہ میں تعمیر کی جائے)

عہد شاہجہانی

شاہجہان (۱۵۹۲ء۔۱۶۶۶ء) کے متعلق مؤرخین متفق ہیں کہ وہ ایک نیک دل اور شریعت کا احترام کرنے والا بادشاہ تھا۔ وہ حضرت امام ربانی علیہ الرحمۃ کے وصال کے دو سال بعد تخت نشین ہوا اور تقریباً اکتیس (۳۱) سال حکومت کی۔ یہ بات بھی کہی جاتی ہے کہ وہ آپؒ سے باقاعدہ بیعت تھا اور یہ بھی کہ وہ حضرت محمد معصوم علیہ الرحمۃ کا مرید تھا۔ گو ان باتوں کا کوئی قابل اعتماد ثبوت نہیں ملتا۔ مگر اس بات میں شک نہیں کہ وہ ہمیشہ آپؒ کا احترام کرتا رہا اور اس کے دل میں آپؒ کے لیے خلوص رہا۔

اس نے تخت نشینی کے بعد شریعت محمدی کے پاس ادب میں پہلے دربار میں حاضری پر سجدہ ختم کیا اور اس کی جگہ زمین بوسی کا حکم جاری کیا۔ مگر چونکہ اس میں بھی سجدہ سے مشابہت پائی جاتی تھی اس لئے کچھ عرصہ بعد اسے بھی موقوف کر کے "تسلیم

Marfat.com

چہارم'' مقرر کی۔ سن الٰہی جو کہ اکبر نے رائج کیا تھا، اسے ختم کردیا۔ ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان مناکحت (جو کہ پنجاب وکشمیر میں عام تھی) کو ممنوع قرار دے دیا۔ اسلامی تعلیمات اور احکام شریعت پر عمل درآمد کے لیے سرکاری طور پر قاضی اور معلم مقرر کیے گئے۔

عہد عالمگیری

اورنگ زیب عالمگیرؒ (۱۶۱۸ء۔۱۷۰۷ء) کا عہد جو صحیح اسلامی حکومت کا آئینہ دار تھا۔ بلاشبہ اس میں حضرت امام ربانی علیہ الرحمۃ کی مسلسل کوششوں اور محنت کا عمل دخل تھا۔ عالمگیرؒ کو شروع سے ہی حضرت امام ربانی علیہ الرحمۃ کے خاندان سے عقیدت و مناسبت تھی۔ حضرت امام ربانی کے فرزند اور جانشین خواجہ محمد معصومؒ نے اورنگ زیب عالمگیرؒ کے پاس تربیت کے لیے اپنے فرزند خواجہ سیف الدینؒ کو بھیجا ہوا تھا۔ خواجہ سیف الدینؒ کے اپنے والد خواجہ محمد معصومؒ کے نام مکاتیب کے مطالعے سے علم ہوتا ہے کہ بادشاہ کا حضرت خواجہؒ سے تعلق صرف عقیدت اور عام نیازمندی ہی کا نہ تھا بلکہ باقاعدہ اصلاح و تربیت کا تھا۔ تمام مؤرخین کے مطابق اورنگ زیب عالمگیرؒ ایک متشرع، پابند شریعت اور متقی مسلمان تھے۔ وہ برصغیر میں اسلام کی نشاۃ ثانیہ اور سربلندی کو ایک بادشاہ کا سب سے اہم فریضہ خیال کرتے تھے اور انہوں نے تمام امور سلطانی میں ہمیشہ حضور اکرم ﷺ اور خلفائے راشدین کی مثالوں کو پیش نظر رکھا اور خزانہ شاہی کو ایک امانت خیال کیا۔ انہوں نے اپنے عہد میں بہت سی اسلامی اصلاحات نافذ کیں۔ ان میں درج ذیل اہم ہیں:

☆ قمری کیلنڈر کو رواج دیا۔

Marfat.com

☆ بے ادبی کے پیش نظر کلمہ طیبہ کو سکوں پر کندہ کروانا ختم کروایا۔

☆ ۸۰ کے قریب ناجائز ٹیکس ختم کر کے زکوۃ کی وصولی لازم قرار دی اور ہندوؤں پر جزیہ عائد کیا۔

☆ جشن نوروز ختم کر دیا۔

☆ دربار میں مسنون طریقہ سلام نافذ کیا۔

☆ مسلمانوں کے اخلاق واطوار کی اصلاح کے لیے محکمہ احتساب قائم کیا۔

☆ تلک لگانا اور بادشاہ کا جھروکہ درشن کروانا ختم کیا۔

☆ جشن ولادت اور تخت نشینی سادگی سے منانے کا حکم دیا۔

☆ بادشاہ کو سونے چاندی میں تلوانے کی رسم ختم کی۔

☆ درباری لباس میں اصلاح کی، امراء کے لیے زیورات اور ریشمی لباس ممنوع قرار دیا۔

☆ شاہی تکلفات ختم کیے۔

☆ ستی کی رسم بند کروائی۔

☆ غلاموں کی خرید وفروخت ممنوع۔

☆ دربار میں محافل موسیقی ختم کر دی اور گائیکوں، رقاصوں اور بھانڈوں کو مناسب پینشن دے کر دربار سے رخصت کر دیا۔

☆ شعراء کی سرکاری سرپرستی ختم کی اور ملک الشعراء کا عہدہ بھی ختم کر دیا۔

☆ سرکاری سرپرستی میں تاریخ نویسی ختم کر دی۔

☆ بھنگ کی کاشت ممنوع کی۔

Marfat.com

☆ امراء کا ان کی وفات کے بعد تمام مال جو پہلے ضبط کر لیا جاتا تھا۔ اسے منع کیا اور ان کا مال ان کے ورثاء کو دینے کا حکم جاری کیا۔

☆ اسلامی تعلیمات اور مساجد کا بہترین انتظام کیا۔

☆ شرعی مقدمات کے فیصلوں کے لیے جامع و مانع کتاب فتاویٰ ہندیہ لکھوائی۔

☆ عدل وانصاف کی ہر ایک تک رسائی یقینی بنائی، حتیٰ کہ اپنی ذات کو بھی اس کے لیے پیش کر دیا کہ اگر کسی کو مجھ سے شکایت ہو تو پیش کرے اور اسے دربار تک پہنچنے میں کوئی تکلیف نہ ہو۔ اس کے لیے تمام اضلاع میں وکیل مقرر کیے اور یہ منادی کروادی کہ جس کسی کو بادشاہ پر کوئی دعویٰ ہو وہ اس وکیل کے ذریعے پیش کرسکتا ہے۔ اس کا حق ثابت ہوتا ہو تو وہ سرکاری وکیل سے اپنا مطالبہ وصول کرسکتا ہے۔

دوقومی نظریہ اور قیام پاکستان

دوقومی نظریہ (کہ کافر اور مسلمان دو علیحدہ علیحدہ قومیں ہیں) یہ آج کا نظریہ نہیں ہے۔ یہ نظریہ ہمیشہ سے موجود رہا ہے۔ قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''هُوَ الَّذِي خَلَقَكُمْ فَمِنكُمْ كَافِرٌ وَمِنكُم مُّؤْمِنٌ'' کافروں کی ہمیشہ سے یہ کوشش رہی ہے کہ مسلمانوں کی انفرادیّت، ان کی ملی و دینی تشخص کو ختم کر کے ان کو ایک ہی قوم ثابت کیا جائے۔ ہندوستان میں ان کی یہ کوشش عہد اکبری میں کامیاب ہوئی جب اکبر نے دین الٰہی کے نام سے ایک نیا دین ایجاد کیا۔ اس میں کچھ اسلامی اور اکثر ہندوانہ تعلیمات، افکار اور نظریات کو یکجا کر کے ایک قومی نظریہ کو پروان

Marfat.com

چڑھانے کی ناپاک کوشش کی گئی۔ اگر اکبری الحاد اور اس کی صلح کل کی پالیسی کے آگے یوں بند نہ باندھا جاتا تو آج برصغیر میں اسلام نہ ہوتا۔ یا کم از کم اپنی اصل شکل میں ہم تک نہ پہنچ پاتا۔

حضرت امام ربانی نے ''ملت ما جدا گانہ است'' کا نعرہ لگا کر ''ایک قومی نظریہ'' کے خلاف بھرپور جہاد کیا اور اپنی تحریر اور تقریر کے ذریعے کفر و شرک اور اس کی رسومات کی قرآن وسنت کی روشنی میں بھرپور مذمت کی اور اسلام کی عظمت اور کفر کی ذلت کو واضح فرمایا اور یوں آپؒ نے ہندوستان میں ''دو قومی نظریہ'' کی بنیاد رکھی۔ آپؒ نے برصغیر کے مسلمانوں کو یہ شعور دیا کہ ہم ایک جداگانہ تشخص رکھتے ہیں۔ آپؒ کا یہ جملہ ''ملت ما جدا گانہ است'' دو قومی نظریہ کی بنیاد بنا۔ آپؒ کے بعد آپؒ کی اولاد امجاد اور خلفاء و مریدین نے اس نظریے کو مسلسل زندہ رکھا اور اسے پروان چڑھایا۔ یہاں تک کہ اسی دو قومی نظریہ کی بنیاد پر پاکستان کی صورت میں اس سرزمین پر مدینہ منورہ کے بعد ایک دوسری اسلامی ریاست معرض وجود میں آئی۔

Marfat.com

فضائل الباری فی مناقب حاجی دوست محمد قندھاری

نوشتہ محمد سعد سراجی مرشد بابا
خانقاہ احمدیہ سعیدیہ، موسیٰ زئی شریف،
ضلع ڈیرہ اسماعیل خان

یہ کتاب حضرت حاجی دوست محمد قندھاری (۱۲۱۶-۱۲۸۴ھ/۱۸۰۱-۱۸۶۷ء) کے مفوظات کا پہلا مجموعہ ہے۔ جسے آپ کے خلیفہ شیخ رحیم بخش اجمیری ہرصوری (ف ۱۲۸۳ھ/۱۸۶۶ء) نے جمع کیا اس میں (۱۲۷۱ھ سے ۱۲۷۳ھ) تک کے ملفوظات شامل ہیں۔ ۱۲۷۳ھ/۱۸۵۷ کو حضرت حاجی صاحب نے انہیں خانقوں، مظہری (دہلی) کی تولیت کے لیے دہلی بھیج دیا تھا۔ اس کے بعد آپ کے دوسرے خلفاء نے آپ کے ملفوظات جمع کیے جن میں شیخ معزالدین کوہی، شیخ محمد عادل کاکڑی وغیرہ شامل ہیں۔

حضرت حاجی دوست محمد قندھاری انیسویں صدی عیسوی کے پاکستان کے اکابر علماو مشائخ میں سے تھے۔ جن کا سلسلہ دعوت وارشاد پاکستان، ہندوستان، افغانستان، وسطی ایشیاء اور عربستان تک اتنا وسیع تھا کہ خلفاء ومریدین کا شمار دشوار ہے۔

آپ جوانی سے ہی ہمہ وقت شیخ کامل کی تلاش میں رہتے تھے۔ اس سلسلہ میں آپ نے طویل سفر کیے تھے۔ آپ کردستان کے شہر سلیمانیہ میں تھے کہ مولانا خالد کردی رومی (خلفیہ شاہ غلام علی دہلوی) کی نشاندہی پر حضرت شاہ ابوسعید مجددی کی خدمت میں حاضری کے لیے روانہ ہوئے طویل سفر کے بعد بمبئی پہنچے تو معلوم ہوا کہ حضرت حج کے ارادہ سے یہیں بمبئی سے حرمین اشریفین جارہے ہیں آپ نے حاجی

Marfat.com

صاحب کو اپنے فرزند گرامی حضرت شاہ احمد سعید مجددی کی خدمت میں دہلی جانے کا امر فرمایا تو آپ عازم دہلی ہوئے جہاں آپ کو روحانی تسکین نصیب ہوئی۔ آپ نے خود لکھا کہ میں دہلی میں حضرت کی خدمت میں ایک سال دو ماہ اور پانچ روز مقیم رہا۔ پھر تکمیل کے بعد مجھے میرے مستقر افغانستان کے لیے رخصت کیا۔ مجھے سلسلہ نقشبندیہ، قادریہ اور چشتیہ کی خلافت عطا ہوئی، دوسری حاضری کے موقع پر دوسرا تحریری اجازت نامہ بھی دیا جس میں تمام مروجہ سلاسل کی خلافت واجازت مطلقہ سے نوازا گیا۔

آپ کو اپنے شیخ حضرت شاہ احمد سعید مجددی کے ساتھ صرف عقیدت ہی نہیں تھی۔ بلکہ عشق تھا، آپ کے شیخ جو دہلی میں خانقاہ حضرت مرزا مظہر جان جانان شہید کے متولی تھے نے ۱۸۷۵ء کے غدر کو انگریزوں کے خلاف جہاد قرار دیا اور جہاد کے فتوی پر اثباتی دستخط کیے۔ جس کے باعث آپ کا ہندوستان میں قیام دشوار ہو گیا تو آپ نے حرمین شریفین کی طرف ہجرت کی اور جاتے ہوئے اپنے سب سے معروف خلیفہ حضرت حاجی دوست محمد قندھاری کے پاس ان کی خانقاہ بمقام موسیٰ زئی شریف ضلع ڈیرہ اسماعیل خان تشریف لے گئے اور خانقاہ دہلی ان کے حوالہ کر دی، حاجی صاحب نے آپ کی موجودگی میں ہی اپنے ایک خلیفہ میاں رحیم بخش اجمیری ہرصوری کو خانقاہ دہلی کی تولیت اور خدمت کے لیے روانہ کیا۔ یہی بزرگ ملفوظات حاضرہ۔ فضائل الباری کے جامع ہیں۔

حضرت حاجی صاحب کی تین خانقاہیں یعنی دعوت وارشاد کے تین مراکز تھے دو افغانستان کے معروف صوبہ قندھار میں اور ایک موسیٰ زئی شریف (ضلع ڈیرہ اسماعیل خان) میں تھے۔ آپ سال کے چھ ماہ موسم گرما کے قندھار میں گزارتے تھے

Marfat.com

اور سردی کے چھ ماہ موسیٰ زئی شریف میں دعوت وارشاد کے کام میں لگے رہتے تھے۔

آپ کے ان گنت مریدین تھے، خلفاء بھی بڑی تعداد میں تھے اپنے شیخ زادہ شاہ محمد مظہر مدنی کے خط کے جواب میں آپ نے اپنے پچپن خلفاء کے حالات اور روحانی کمالات کا تذکرہ کیا ہے۔ آپ کا یہ مکتوب آپ کے مجموعہ مکاتیب میں موجود ہے۔

فضائل الباری کا یہ واحد قلمی نسخہ ایک عرصہ سے مجھ خاکسار کے پاس ہے جسے خاکسار ہی نے اشاعت کے لیے امام ربانی پبلی کیشنز لاہور کے مالک جناب محمد ناظم بشیر صاحب کو دیا۔ جسے انہوں نے عکسی صورت میں شائع کر دیا ہے۔ جس کے لیے ہماری خانقاہ ان کی مشکور ہے۔ جزاھم اللہ۔ یقیناً اس کی اشاعت اہل علم اور روحانیت کے طالب حضرات کے لیے یکساں مفید ہوگی۔

اس پر ایک جامع مقدمہ جناب پروفیسر محمد اقبال مجددی نے تحریر کیا ہے۔ جو ایک جامع تعارف کو حاوی ہے۔ اس کے مطالعہ سے صاحب ملفوظات کی بزرگی شخصیت کو سمجھنے میں مدد ملتی ہے۔

مجددی صاحب نے مقدمہ میں جہاں تمام ضروری امور بیان کئے ہیں وہاں حضرت حاجی صاحب کے عقائد کا بیان بھی دلچسپی سے خالی نہیں ہے کہ حضرت حاجی صاحب اپنے شیخ حضرت شاہ احمد سعید مجددی کی طرح متصلب سنی حنفی بزرگ تھے بدعقیدہ اصحاب کی صحبت سے بچنے کی برابر تلقین کرتے تھے۔

حضرت حاجی صاحب فرمایا کرتے تھے کہ بدعقیدہ شخص کی صحبت کا ادنیٰ ضرر یہ ہوتا ہے کہ حب رسول ﷺ جو ایمان کی بنیاد ہے متزلزل ہو جاتی ہے۔ رب کریم ہمیں صراط مستقیم پر رکھے، آمین۔

Marfat.com

سرہند اور کیتھل کے روحانی روابط

پروفیسر محمد اقبال مجددی

سرہند اور کیتھل دونوں ہندوستان کی قدیم بستیاں ہیں، کیتھل کا ذکر مختلف صورتوں میں ہندوؤں کی مذہبی کتابوں میں بھی آیا ہے۔

سرہند بھی قدیم علاقہ ہے، جو کئی اعتبار سے اہمیت رکھتا ہے، ہندستان کے مسلم دور حکومت کے دوران ان دونوں شہروں میں ماہرین فن موجود تھے، وہاں کے علماء، صوفیہ اور شعراء کا تذکرہ کتب تاریخ میں ملتا ہے۔

ان دونوں خطوں کے علماء وصوفیہ کی علمی اور روحانی شہرت سارے ہندستان میں تھی، کیتھل کے حضرت شاہ کمال کیتھلی (ف ۹۸۱ھ/۱۵۷۳ء) حضرت مجدد الف ثانی کے والد گرامی مخدوم عبدالاحد سرہندی (ف ۱۰۰۷ھ/۱۵۹۸ء) کے سلسلہ قادریہ کے مرشد تھے اور آپ کے نبیرہ حضرت شاہ سکندر کیتھلی (ف ۱۰۲۳ھ/۱۶۱۴ء) خود حضرت مجدد الف ثانی کے سلسلۂ قادریہ کے شیخ تھے۔[۱]

---

[۱] کیتھل کی مختصر تاریخ اور وہاں کے بزرگوں کے احوال کے لیے ملاحظہ ہو:

(۱) مقبول محی الدین گیلانی: بزرگان کیتھل (تلخیص وترجمہ تذکرۃ الانساب تالیف محمد شاکر قریشی) ڈیرہ غازیخان ۲۰۰۵ء

(۲) خورشید بخاری: الکمال (حالات شاہ کمال کیتھلی)، لاہور

(۳) ایضاً: تذکرہ شاہ سکندر کیتھلی، لاہور

(۴) کشمی، محمد ہاشم، خواجہ: زبدۃ المقامات، کانپور، مطبع نولکشور ۱۳۰۷ھ، ص ۱۰۵۔۱۰۸

Marfat.com

دوسری طرف سرہند بھی اہل علم وفن کا مرکز تھا، جہاں حضرت مجدد الف ثانی کے خانوادہ کے قیام کے باعث یہ شہر شہرت دوام حاصل کر چکا تھا۔[1]

حضرت مجدد الف ثانی کے والد گرامی مخدوم عبدالاحد کابلی سرہندی ایک عالم و عارف بزرگ تھے، آپ کا تعلق سلسلہ چشتہ صابریہ سے تھا، آپ شیخ حضرت عبدالقدوس گنگوہی سے بیعت اور آپ کے فرزند شیخ رکن الدین سے خلافت یاب تھے، اس مناسبت سے آپ اپنے ہم مشرب شیخ جلال الدین تھانیسری (ف ۹۷۹ھ) سے ملاقات کے لیے تھانیسر جایا کرتے تھے جہاں شاہ کمال بھی شریک محفل ہوتے تھے، معاصر کتاب زبدۃ المقامات میں مخدوم صاحب اور شاہ کمال کی وہاں ملاقات اور پھر آپ کا ان سے ان کے مسکن کا پتہ دریافت کرنے کا واقعہ لکھا ہوا ہے، جس کے جواب میں انہوں نے فرمایا کہ میں زیادہ تر پائل میں رہتا ہوں تم وہاں آ کر مجھ سے ملو، ہمیں کسی ذریعہ سے یہ معلوم نہیں ہوسکا کہ شاہ کمال اپنے مسکن کیتھل کو چھوڑ کر پائل میں کیوں رہتے تھے؟

---

۱ سرہند کی تاریخ اور شخصیات کے لیے حالات کے لیے ملاحظہ ہو:

1. Fauja Singh: Sirhind through the Ages, Patiala, Panjabi University.
2. Parihar,Subhash: History and Architectural Remains of Sirhind, Delhi, Aryan 2006

۳۔ کشمی، محمد ہاشم، خواجہ: زبدۃ المقامات، کانپور، مطبع نولکشور ۱۳۰۷ھ

۴۔ سرہندی، بدرالدین: حضرات القدس، لاہور ۱۹۷۱ء

Marfat.com

پائل[1] سرہند کے مضافات میں ایک بستی تھی، کیتھل اور سرہند کے باشندے سرہند سے کیتھل جایا آیا کرتے تھے، براستہ سرہند سے پٹیالہ، سامانہ اور پھر کیتھل روٹ ہوتا تھا۔[2]

مخدوم عبدالاحد سرہندی اور شاہ کمال کیتھلی میں بڑی موانست پیدا ہوگئی تھی، مخدوم صاحب اپنے خاندان سمیت کیتھل جا کر کئی کئی دن رہتے اور اسی طرح شاہ کمال بھی سرہند اپنے خانوادہ کے ساتھ جا کر رہا کرتے اور بے پایاں روحانی فوائد حاصل کرتے رہتے تھے۔[3] اگرچہ مخدوم صاحب کو شیخ فضیل قادری سے ارادت تھی لیکن اس کے باوجود آپ کو شاہ کمال سے بھی خلافت حاصل تھی۔[4]

حضرت مجدد الف ثانی کو اپنے والد گرامی سے سلسلہ چشتیہ اور قادریہ میں خلافت حاصل تھی لیکن اس کے باوجود آپ نے حضرت شاہ کمال کے نبیرے حضرت شاہ سکندر سے

---

[1] پائل، سرہند سے چار پانچ فرسخ کے فاصلہ پر ایک قصبہ تھا (زبدۃ المقامات ۱۰۵) ہندوستان کے برطانوی عہد میں پائل پٹیالہ کے ایک تحصیل تھی (اسپیریل گزیٹیر آف انڈیا ۲۱/۳۸۲) پائل میں اب صرف کھنڈرات ہی باقی رہ گئے ہیں، اب یہ ویران قصبہ گنگووال واناد پور کے قریب پانچ کلومیٹر شمال میں واقع ہے۔

Encyclapoedia of Sikhism III /266

[2] مقالہ حاضر سے منسلک نقشہ ملاحظہ کیجیے

[3] زبدۃ المقامات ۱۰۵

[4] شاہ ولی اللہ محدث: الانتباہ، ۱۵۔۱۶

Marfat.com

سلسلہ قادریہ کی خلافت حاصل کی تھی[1] اور ان دونوں بزرگوں کے مابین بھی وہی الفت و عقیدت تھی جو مخدوم صاحب اور شاہ کمال کے درمیان تھی، یہ حضرات حضرت غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی کی اولا میں سے تھے اور ان کے پاس کیتھل میں حضرت شاہ کمال کا جبہ مبارک محفوظ چلا آ رہا تھا ایک مرتبہ خواب میں حضرت نے شاہ سکندر کو امر فرمایا کہ ہمارا یہ جبہ سرہند جا کر میاں شیخ احمد سرہندی (مجدد الف ثانی) کو دے دیں، انہیں اس میں تامل ہوا کہ ہم اپنا آبائی تبرک کسی کو کیوں کر دے دیں؟ جس پر حضرت نے انہیں مکرر یہی حکم دیا، آخر شاہ سکندر نیم شب کو ہی وہ جبہ لے کر کیتھل سے سرہند کے لیے روانہ ہو گئے، جب سرہند پہنچے تو فجر کی نماز کے بعد حضرت مجدد الف ثانی اپنے مریدین کے درمیان حلقہ میں بیٹھے ہوئے تھے، شاہ صاحب نے وہ جبہ نکالا اور حضرت کے کندھوں پر ڈال دیا جس پر آپ نے آنکھیں کھولیں تو شاہ سکندر کو وہاں پایا اور انہوں نے یہ سارا واقعہ آپ کے گوش گذار کیا۔[2]

حضرت شاہ سکندر اکثر سرہند تشریف لایا کرتے تھے، ایک مرتبہ انہوں نے حضرت مجدد الف ثانی سے اپنی اس خواہش کا اظہار کیا کہ آپ اپنا کوئی فرزند مجھے عطا کر دیں، تو آپ نے فی الفور اپنے فرزند اصغر شیخ محمد یحییٰ (ف ۱۰۹۶ھ ۱۶۸۵ء) کو طلب فرما کر ان کے حوالہ کر دیا، انہوں نے بچے کو پیار کرتے ہوئے فرمایا کہ آج سے سب لوگ انہیں شاہ محمد یحییٰ کہا کریں[3] اس وقت سے آپ اور آپ کی اولاد کے ساتھ لفظ

---

[1] بدرالدین سرہندی: حضرات القدس ۲۹/۲

[2] زبدۃ المقامات ۱۳۴۔۱۳۵

[3] زبدۃ المقامات ۳۲۵، حضرات القدس ۲۹۶/۲

Marfat.com

''شاہ'' لکھا جانے لگا۔[۱]

حضرت مجدد الف ثانی کے خلیفہ نامدار حضرت شیخ ملا محمد طاہر لاہوری (ف ۱۰۴۰ھ) پہلے شاہ سکندر کیتھلی سے سلسلہ قادریہ میں بیعت تھے، ان کے وصال (۱۰۲۳ھ/۱۶۱۴ھ) کے بعد حضرت مجدد الف ثانی سے بیعت و خلافت یاب ہوئے۔[۲] جب آپ کو لاہور کے لیے رخصت کیا گیا تو آپ کو سلسلہ قادریہ کی خلافت بھی مرحمت ہوئی۔[۳]

کیتھل میں حضرت شاہ کمال اور حضرت شاہ سکندر کے مزارات کے احاطہ میں شش درہ کے قریب حضرت مجدد الف ثانی کا حجرۂ اعتکاف بھی ہے۔[۴]

یقیناً حضرت مجدد الف ثانی کے وصال (۱۰۳۴ھ/۱۶۲۴ء) کے بعد بھی طرفین میں اخوت و یگانت کا سلسلہ اسی طرح جاری رہا ہوگا لیکن ہمارے پاس اس کی کوئی تفصیلات نہیں ہیں۔[۵]

۱۔ شاہ محمد یحییٰ کے تفصیلی احوال کے لیے رسالہ ردشبہات برکلام حضرت مجدد الف ثانی تالیف شاہ محمد یحییٰ پر ہمارا مقدمہ ملاحظہ کریں جو ارمغان امام ربانی کی جلد نہم میں شامل ہے۔

۲۔ غلام سرور لاہوری، مفتی: خزینۃ الاصفیاء ۱/۶۱۹

۳۔ زبدۃ المقامات ۳۴۲، حضرات القدس ۲/۳۲۰

۴۔ بزرگان کیتھل ص ۱۷۵ (نقشہ مزارات کیتھل)

۵۔ پروفیسر خورشید حسین بخاری نے اپنی کتاب تذکرہ شاہ سکندر کیتھلی (ص ۱۰۱) میں شاہ محب اللہ الیاس بن شاہ سکندر کے نام حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی کے دو مکتوبات (جلد اول مکتوب ۲۷، ۴۷) کی نشاندہی کی تو میں خوش ہو گیا لیکن جب مکتوبات معصومیہ کی مذکورہ جلد کی طرف رجوع کیا تو وہ دونوں مکاتیب شاہ نعمت اللہ قادری کے نام نکلے، یقیناً پروفیسر صاحب مرحوم کو اس معاملہ میں سہو ہوا ہے۔

Marfat.com

۱۹۴۷ء تک یہ خانوادہ پورے ہندوستان میں اپنی روحانیت کے لیے مشہور تھا، تقسیم ہند کے وقت اس خاندان کے ایک بڑے بزرگ حضرت سید علی احمد شاہ پاکستان تشریف لے آئے اور اس سے پہلے انہوں نے مسلم لیگ کی بھرپور حمایت کی اور آپ کے تمام مریدین نے جن کی تعداد ہزاروں سے تجاوز تھی مسلم لیگ کو ووٹ دیا اور انہوں نے اعلان کیا کہ اس وقت ہندوستان کے مسلمان بہت نازک دور سے گزر رہے ہیں اس لیے لازم ہے کہ ہم سب مسلمان ایک پرچم تلے جمع ہو جائیں اور قیام پاکستان کا اپنے دل میں پختہ ارادہ کرلیں، تقسیم کے وقت قائد ملت لیاقت علی خان نے آپ کے پاس کیتھل میں ایک کنوائے بھیجا کہ آپ کے خاندان کو بحفاظت تمام ہم پاکستان لانے کا انتظام کر رہے ہیں لیکن آپ نے کہا کہ جب تک کیتھل سے سارے مسلمان پاکستان نہیں چلے جاتے میں نہیں جاؤں گا، چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

آپ پاکستان آ کر ڈیرہ غازی خان میں مقیم ہو گئے اور آپ نے یہیں تاحیات دعوت وارشاد میں مصروف رہ کر ۲۱ دسمبر ۱۹۶۲ء کو وصال فرمایا۔

آپ کے صاحبزادے حضرت سید مقبول محی الدین گیلانی آپ کے جانشین ہوئے جواب تک اپنے اکابر کے طریقے کار کے مطابق تبلیغ دین اور روحانی مدارج کے لیے مستعد ہیں۔

آپ نے وہاں ایک دربار قادریہ تعمیر کروایا ہے، جو روحانیت کا ایک بڑا مرکز ہے۔

Marfat.com

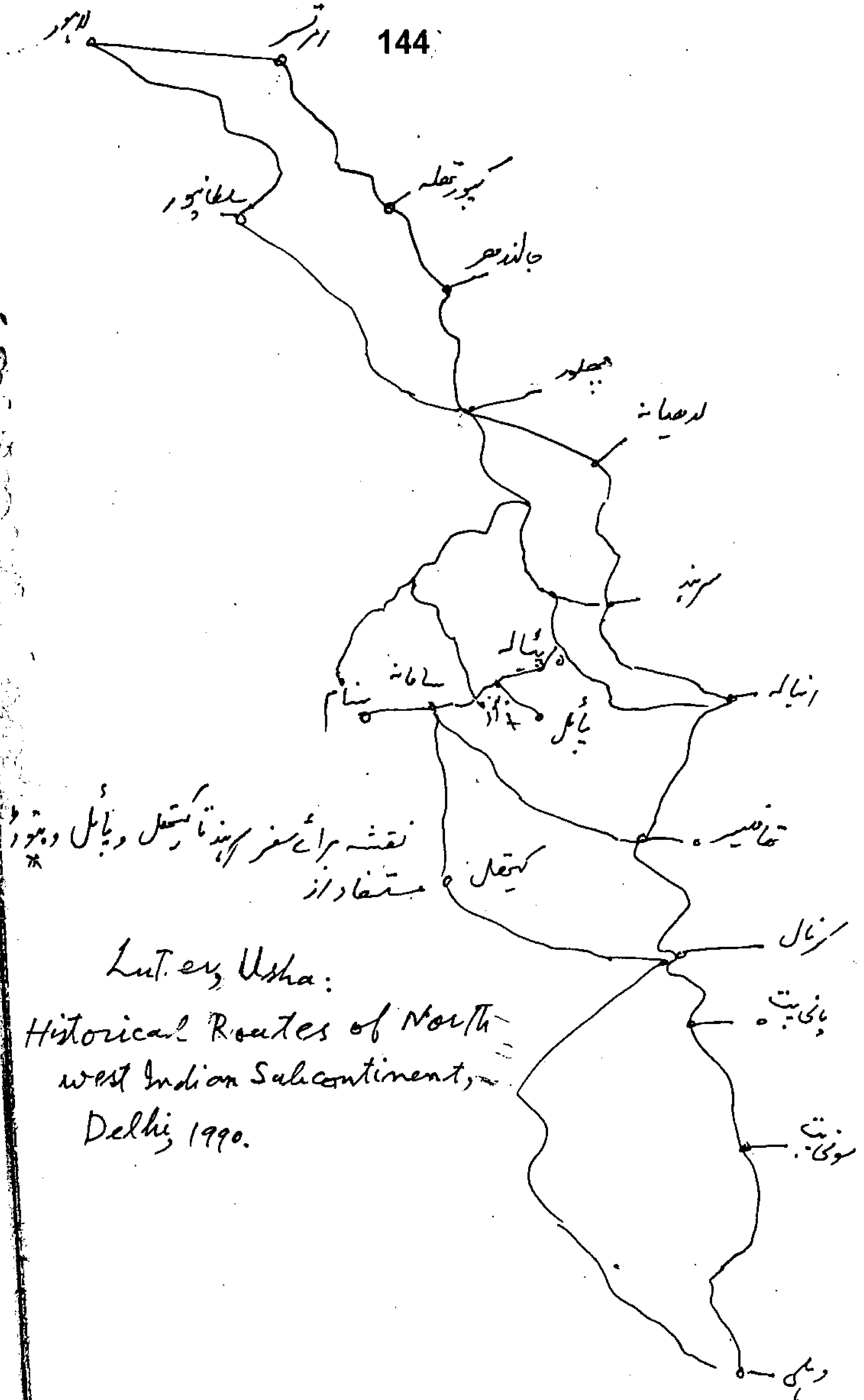

نقشہ برائے سفر ہند تا کیتھل و پائل و بیتور
مستفاد از

Luther, Usha: Historical Routes of North west Indian Subcontinent, Delhi, 1990.

Marfat.com

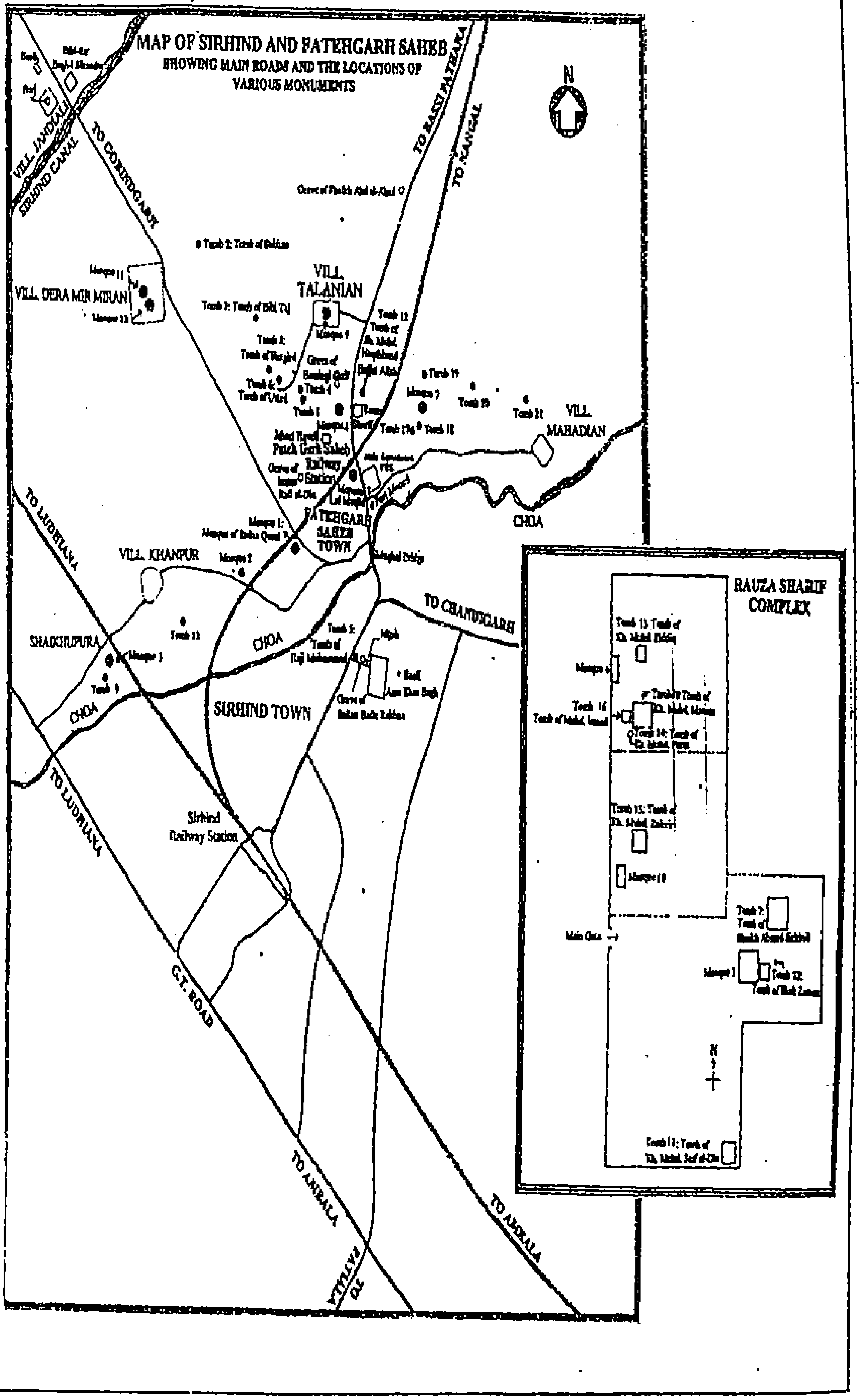

Fig. 2. Map showing the location of monuments at Sirhind.

Marfat.com

شیخ الاسلام عارف حکمت

پروفیسر محمد اقبال مجددی

شیخ الاسلام عارف حکمت تیرھویں صدی ہجری/انیسویں صدی عیسوی کے اکابر علماء و مشائخ میں سے تھے، القدس، مصر اور مدینہ منورہ کے قاضی رہے، آخر میں شیخ الاسلام کے منصب پر بھی فائز رہے۔

حضرت علامہ شہاب محمود آلوسی (ف ۱۸۵۳ء/مؤلف تفسیر روح المعانی) نے شیخ عارف حکمت کے حالات پر آپ کے حین حیات ایک کتاب شهی النغم فی ترجمة شیخ الاسلام عارف الحکم کے نام سے لکھی تھی، درج ذیل سطور میں آپ کے تمام تر احوال اسی کتاب سے ماخوذ ہیں:

شیخ عارف کی ولادت، ۱۷ محرم ۱۲۰۰ھ/۱۷۸۶ء کو ہوئی۔[۱] آپ کے والد گرامی سید ابراہیم عصمة بک آفندی بن سید اسماعیل پاشا بن سید ابراہیم پاشا...... صلحا میں سے تھے، ان کا نسب حضرت امام حسین سے واصل ہوتا ہے۔[۲]

۱۲۲۸ھ/۱۸۱۳ء کو پہلا حج کیا[۳]

۱۲۳۱ھ/۱۸۱۵ء کو القدس کے قاضی مقرر ہوئے[۴]

۱۲۳۴ھ/۱۸۱۸ء کو دوسری مرتبہ حج کی سعادت نصیب ہوئی۔[۵]

۱۲۳۶ھ/۱۸۲۰ء کو مصر کے قاضی کے عہدہ پر فائز ہوئے۔[۶]

۱۔ شهی النغم ۵۸ ۲۔ ایضاً ۱۰۴

۳۔ ایضاً ۶۴ ۴۔ ایضاً ۶۸

۵۔ ۷۰ ۶۔ ایضاً ۷۵

Marfat.com

۱۲۳۸ھ/۱۸۲۲ء کو تیسرا حج کیا[1] اور اسی سال مدینہ منورہ کے منصب قضا پر فائز ہوئے[1] اور ۱۲۴۶ھ/۱۸۳۰ء تک وہاں رہ کر عدل وانصاف کا فریضہ انجام دیتے رہے، گو آٹھ سال مدینہ منورہ کے قاضی رہے، پھر اس سال واپس استنبول چلے گئے۔[2]

۱۲۴۷ھ/۱۸۳۱ء کو آپ ''نقیب الاشراف'' کے لقب سے مشرف ہوئے۔[3]

۱۲۵۶ھ/۱۸۴۰ء کو ترکی کے محکمہ عدل کا انچارج بنایا گیا۔[4]

۱۲۶۰ھ/۱۸۴۴ء کو انہیں فوج کا قاضی مقرر کیا گیا۔[5]

۱۲۶۸ھ/۱۸۵۱ء کو شیخ عارف حکمت کو آستانہ استنبول کے قیام کے دوران شیخ الاسلام کے عہدہ پر فائز کیا گیا۔[6]

شیخ عارف حکمت عربی، فارسی اور ترکی میں شعر بھی کہتے تھے، ان کا عربی نمونہ کلام بھی علامہ آلوسی نے دیا ہے۔[7]

شیخ حکمت کے زمانہ میں عالم اسلام اور ترکی پر سلطان عبدالمجید خان (۱۲۵۵۔۱۲۷۷ھ/۱۸۳۹۔۱۸۶۱ء) بن سلطان محمود خان بن سلطان عبدالحمید خان کی حکومت تھی جو علماء وصلحاء سے بہت عقیدت رکھتا تھا، اس نے صاحب تفسیر روح المعانی علامہ آلوسی اور شیخ الاسلام عارف حکمت کو بہت عزت واحترام کے ساتھ رکھا، انہیں

۱۔ شہی النغم ۸۴ ۔۔۔ ۲۔ ایضاً ۹۹

۳۔ ایضاً ۱۰۲ ۔۔۔ ۴۔ ایضاً ۱۰۶

۵۔ ایضاً ۱۰۸ ۔۔۔ ۶۔ ایضاً ۱۰۸

۷۔ ۱۴۰۔۱۵۶

Marfat.com

پورے ترکی میں جو اعزازات حاصل ہوئے وہ اسی سلطان کی توجہ کا نتیجہ تھا۔

شیخ حکمت نے عمر بھر تحصیل علم کا سلسلہ جاری رکھا، علامہ آلوسی نے ۱۲۷۰ھ/۱۸۵۲ء تک آپ کے ۲۲/ اساتذہ کا مسلسل ذکر کر کے ان کے اجازت نامے بھی نقل کر دیئے ہیں[1]، اس کے بعد شیخ حکمت پانچ سال مزید بقید حیات رہے، معلوم نہیں آپ نے مزید کن اساتذہ کی خدمت میں کیا کچھ پڑھا، آپ نے اپنی اسناد بھی جمع کی تھیں جو مجموع اجازات عارف حکمت کے نام سے مکتبہ مدینہ منورہ میں محفوظ ہے۔[2]

شیخ حکمت استنبول میں ۱۲۷۵ھ/۱۸۵۸ء کو فوت ہوئے[3] شیخ حکمت حضرت مولانا خالد نقشبندی بغدادی (ف ۱۲۴۲ھ) کے خلیفہ سید عمر فیضی آفندی[4] سے بیعت تھے[5] مولانا خالد حضرت شاہ غلام علی دہلوی (ف ۱۲۴۰ھ/۱۸۲۴ء) کے سب سے نامور خلیفہ ہے۔[6]

شیخ حکمۃ کا سب سے بڑا کارنامہ اپنے مدینہ منورہ میں عہدۂ قضا کے دوران ۱۲۷۰ھ/۱۸۵۲ء کو ایک کتب خانہ کی بنیاد رکھنا تھا، جس میں آپ نے اپنی عمر بھر کی جمع کی ہوئی کتابیں داخل کروادیں، جن میں تقریباً پانچ ہزار مخطوطات، چھ ہزار سے زائد

---

[1] ایضاً ۱۶۸۔۲۱۳ [2] معجم المعاجم ۲/۲۶۲

[3] زرکلی، خیر الدین: الاعلام ۱/۱۴۱

[4] شیخ فیضی، سید عمر غزی برادر سید اسماعیل غزی، مولانا خالد کے خلفاء میں سے تھے (مولانا خالد نقشبندی و پیروان طریقت او ص ۴۵

[5] شھی النغم ۹۸

[6] ملفوظات چہل روزہ ۸۴۔۸۹

Marfat.com

مطبوعات اور رسائل ہیں[۱]، اکابر علماء و محققین اس کتب خانہ کے مخطوطات سے استفادہ کرتے تھے، مشہور محدث حضرت مولانا شاہ عبدالغنی مجددی (ف ۱۲۹۶ھ/ ۱۸۷۸ء) وہاں سے کتب مستعار لیا کرتے تھے۔[۲]

مجموعہ التراجم

شیخ حکمت کئی کتابوں کے مؤلف بھی تھے، جن سے بعض کی تفصیلات ملتی ہیں[۳] آپ کی تالیفات میں سے مجموعۃ التراجم ایک اہم کتاب ہے، جس میں آپ نے زیادہ تر معاصرین علماء وصوفیہ کے احوال جمع کیے ہیں، یہ تاریخی نام ہے جس کے عدد ۱۲۳۴ھ ہوتے ہیں[۴] اس قلمی نسخہ کی ورق گردانی سے اندازہ ہوتا ہے کہ مؤلف اسے مکمل نہیں کر سکے، آپ کے معاصر اسماعیل پاشا بغدادی نے لکھا ہے:

مجموعة التراجم فی تراجم علماء القرن الثالث عشر، لم یکمل[۵]

مخطوطہ میں متعدد مقامات میں خلاء پائے جاتے ہیں، مثلاً شیخ اسماعیل حقی (مؤلف تفسیر روح البیان) کے حالات میں ایک بڑی بیاض چھوڑ کر صرف ان کی تفسیر کا ذکر کیا ہے، عبدالقادر بیدل، صدر اعظم رجب آفندی کے نام اپنا ایک مکتوب بھی

---

۱ مخطوطات ومطبوعات کی تعداد کے اختلاف کے لیے دیکھئے: شھی النغم کا مقدمہ ۳۱-۳۲، شروانی، حبیب الرحمٰن خان: الفوز العظیم، معارف، مارچ ۱۹۶۷ء، ص ۱۷۰

۲ بگوی، ظہور احمد: برق آسمانی بر خرمن قادیانی ص ۶۱ (حاشیہ)

۳ معجم المعاجم ۲/۲۶۲

۴ گویا آپ نے دوسرے حج کے دوران اس کا آغاز کیا

۵ ہدیۃ العارفین ۱/۱۸۸

Marfat.com

نقل کیا ہے، ملاظریف، (بیاض) شیخ عبدالاحد سرہندی کی تالیفات کے نام لکھنے کی بجائے بیاض رہنے دی ہے، مؤلف چونکہ خود نقشبندی سلسلہ سے تعلق رکھتے تھے، اس لیے اس کتاب میں ان کے مختصر حالات خصوصیت سے بیان کیے گئے ہیں۔

اسماعیل پاشا مذکور نے عبدالرحمٰن بن عبدالکریم قونوی آمدی کی شرح سراجیہ پر نوٹ لکھتے وقت شیخ حکمۃ کی اس کتاب مجموعۃ التراجم کے حوالہ سے تامل کے ساتھ شیخ آمدی کا سال وفات حدود۱۲۲۲ھ لکھا ہے۔[1] جب کہ ہمارے پیش نظر مخطوطہ میں سرے سے شیخ آمدی کے حالات ہی درج نہیں ہیں۔

گمان ہے کہ مؤلف مختلف عہدوں پر خدمت انجام دینے کے بعد جب واپس استنبول واپس کر متقاعدانہ زندگی گذار رہے تھے تو اس وقت اس کا یہ مسودہ تیار کرنے کی کوشش کرتے رہے، ایک تو آپ کا کتب خانہ مدینہ منورہ میں تھا، جہاں سے علماء کے بارے میں معلومات حاصل کی جاسکتی تھیں، جس تک رسائی اب آسان نہیں تھی، اس لیے اس مخطوط میں اتنے خلاراہ پاگئے۔

ڈاکٹر یوسف مرعشلی نے شیخ حکمت کے متعلق بالکل صحیح لکھا ہے:

کان له بعلماء العرب ارتباط کبیر واتصال عظیم، وبالروایة اعتناء شدید واستجازمن ھو دونه فی المراتب، ولو بالمکاتبة مما یعلم منه انه جدیر.[2]

---

[1] ایضاً ا/۵۵۳

[2] معجم المعاجم ۲/۲۶۱

Marfat.com

مجموعۃ التراجم کا یہ قلمی نسخہ کتابخانہ ملت (ترکی) میں ہے جس کا نمبر تاریخ 788 ہے، اس کی عکسی نقل ہمیں حضرت مجدد الف ثانی کے بین الاقوامی سمپوزم (۲۰۱۳ء) کے موقع پر وہاں کے مشہور محقق ڈاکٹر نجدت طوسون نے عنایت کیا، جس کا اس وقت عکس شائع کیا جارہا ہے[1]

---

[1] کوشش کے باوجود ہمیں اب تک اس کی کاپی نہیں مل سکی۔

Marfat.com

محمد اقبال مجددی

حکیم رحیم الدین احمد طرب دہلوی

مترجم معمولات مظہریہ

حکیم طرب انیسویں صدی کے دہلی کے اردو اور فارسی کے شاعر، مولف، مترجم اور صوفی تھے، وہ اصلاً تھانیسر کے تھے، ان کے نانا شیخ نور محمد قادری تھانیسری، تھانیسر سے دہلی منتقل ہو گئے تھے، [1] طرب فارسی و اردو کے معروف شاعر امام بخش صہبائی سے قرابت رکھتے تھے، صہبائی کی والدہ سلسلہ قادریہ کی خاتون تھیں، اس بنا پر خیال ہے کہ شاید طرب اور ان کے نانا شیخ نور محمد قادری کے نہالی رشتہ داروں میں ہوں۔ [2]

حکیم طرب کا سال ولادت معلوم نہیں ہے، انہوں نے خود لکھا ہے کہ "جوانی میں ہی طلب کی لگن کے تحت ۱۲۷۲ھ/۱۸۵۶ء کو خانقاہِ مظہری میں حاضر ہوا تھا" [3] اگر اس وقت ان کی عمر بیس سال فرض کر لی جائے تو حدود ۱۲۵۲ھ/۱۸۳۶ء (۱۲۷۲-۲۰ = ۱۲۵۲ھ) ان کا سال پیدائش قیاس کیا جا سکتا ہے، پھر جس سال وہ خانقاہ گئے تھے اُسی سال یعنی ۱۲۷۲ھ/۱۸۵۶ء کو خانقاہ میں شاہ ابوالخیر مجددی کی ولادت ہوئی تھی، [4] جنہیں حکیم طرب گود میں اٹھائے پھرتے تھے۔ [5]

حکیم طرب کا اصل نام رحیم بخش تھا لیکن وہ رحیم الدین احمد قادری کے عرف سے معروف تھے۔ [6] حکیم طرب آغاز جوانی میں ہی خانقاہ مظہری، دہلی میں حاضر ہو کر وہاں کے سجادہ نشین اور بزرگ عالم شاہ احمد سعید مجددی [7] سے بیعت ہوئے، اور ایک

Marfat.com

سال ودو ماہ تک دہلی میں ان سے منسلک رہے۔۸

اسی طرح حکیم طرب شاہ احمد سعید کے برادر صغیر شاہ عبدالغنی مجددی۹ محدث مدنی کی تربیت سے بھی دہلی میں ہی بہرور ہوئے ۱۰ اور ان سے خصوصی تعلق تاحیات رکھا۔۱۱

اس کے بعد حکیم طرب نے دہلی سے تھانہ بھون کا سفر کیا تو وہاں مشہور بزرگ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی (۱۲۳۳ھ۔ ۱۳۱۷ھ/۱۸۱۸۔۱۸۹۹ء) کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ۴/ربیع الاول ۱۲۷۳ھ/۱۸۵۶ء کو سلسلہ چشتیہ میں آپ سے بیعت کی، وہ دس ماں تک حاجی صاحب، حافظ شاہ محمد ضامن شہید (۱۲۷۴ھ/۱۸۵۷ء) اور مولانا شیخ محمد تھانوی (م ۱۲۹۶ھ/۱۸۷۸ء) کی صحبت سے بھی فیض یاب ہوتے رہے۔۱۲

پھر چند ماہ بعد ہی ہندوستان میں آزادی کی جنگ (۱۸۵۷ء) شروع ہوئی تو ہر طرف تباہی و بربادی کے آثار نمایاں ہونے لگے، اکابر علماء ومشائخ کی گرفتاریاں شروع ہوئیں تو شاہ احمد سعید مجددی، شاہ عبدالغنی مجددی اور حاجی امداد اللہ ہجرت کرنے پر مجبور ہوئے اور حرمین الشریفین جا کر مقیم ہو گئے۔

حکیم طرب بھی ان ایام میں دہلی سے دور پہلے موضع چھرولی اور پھر قصبہ بڑوت ضلع میرٹھ میں رہے، پھر چھرولی سے پانی پت جا کر مشہور عالم اور صوفی قاری عبدالرحمٰن پانی پتی (ف ۱۳۱۴ھ/۱۸۹۶ء) سے ۲۷ رمضان ۱۲۸۱ھ/۱۸۶۵ء) کو سلسلہ قادریہ میں بیعت کی اور ۳۳ سال چند ماہ تک کبھی وہاں حاضر رہ کر اور اکثر مراسلت کے ذریعہ ظاہری و باطنی فیض پایا، آپ ہی سے خلافت یاب ہوئے، مولانا

Marfat.com

شیخ محمد (ف ۱۲۹۶ھ/۱۸۷۸ء) سے بھی ملاقات ہوئی تھی۔

حکیم طرب کو حج کی سعادت بھی نصیب ہوئی تھی اور مذکورہ سنہ میں مدینہ منورہ میں معروف بزرگ شاہ محمد مظہر مجددی مدنی (ف ۱۳۰۱ھ/۱۸۸۳ء) بن شاہ احمد سعید مجددی سے بھی ملے تھے۔۱۳

حکیم طربؒ نے فارسی کی کتب درسیہ امام بخش مہبائی سے پڑھی تھیں۔۱۴ اور خوب تحقیق و تدقین کے ساتھ پڑھا۔۱۵ پھر اس عہد کے ماحول کے مطابق شعر گوئی کا آغاز کیا اور عبدالکریم سوز (ف ۱۲۷۲ھ/۱۸۵۶ء) بن صہبائی سے باقاعدہ تلمذ اختیار کیا۔۱۶

حکیم صاحب اردو اور فارسی دونوں زبانوں میں شعر کہتے تھے، طرب تخلص تھا، شعراء کے تذکرہ نویسوں نے ان کے کلام کو سراہا ہے، مرزا قادر بخش نے جب اپنا تذکرہ گلستان سخن ۱۲۷۱ھ/۱۸۵۵ء کو لکھا تو حکیم طرب جواں سال اور ان کے ہم شہر تھے، وہ طرب کے متعلق لکھتے ہیں:

> اگر مشقِ سخن کا سلسلہ یوں ہی دراز رہے گا تو یقین ہے کہ پایہ کلام ارتقا اور فرق سخن سنجی اعتلا بہم پہنچائے گا...... طبیعت تحقیق طلب اور سلامت ذہن رہنما ہے اور تاریخ گوئی میں تو مبداء فیاض نے ایسا یدطولیٰ عطا کیا ہے کہ اس کی مدح حز تقریر سے خارج ہے۔۱۷

اس کے علاوہ نساخ ۱۸ اور لالہ سری رام نے بھی طرب کا ذکر بحیثیت شاعر کیا ہے ۱۹، طرب تاریخ گوئی کے فن پر کامل دسترس رکھتے تھے، اپنی تمام تالیفات و

Marfat.com

مترجمات کے کئی کئی قطعات تاریخ لکھے، تکمیل الایمان کا ترجمہ منفذ العرفان کے نام کیا تو اس کے دو قطعات تاریخ ترجمہ کہے اور اسی سال ۱۳۱۱ھ کو یہ ترجمہ شائع ہوا، ۱۳۱۲ھ کو معراج المومنین کا ترجمہ نصائح العارفین کے نام سے ترجمہ کیا اور اس کے ۹۹ مادہ ہای تاریخ ترجمہ تجویز کیے جو اس کے آخر میں شامل ہیں۔

اسی طرح ۱۳۱۵ھ کو حکیم طرب نے معمولات مظہریہ کا اردو میں ترجمہ کیا تو اس کے اندرونی سرورق پر اس ترجمہ کی تاریخ کے لیے ۱۹ مادہ ہای تاریخ تحریر کیے اور اس کے خاتموں کے بھی تاریخی مادے الگ لکھے۔

ایک اور قابل توجہ امر یہ ہے کہ حکیم طرب فارسی منظومات کا اردو نظم میں بڑی مہارت سے ترجمہ کر لیتے تھے، معمولات مظہریہ میں بعض فارسی کے منظوم مناقب نقل ہوئے ہیں حکیم صاحب نے ان سب کا بڑی کامیابی سے اردو نظم میں ترجمہ کیا ہے۔

دہلی کی ڈیوڑھی صاحبہ محل میں حکیم طرب مشاعرہ بھی کرواتے تھے[۲۰]، طرب اردو اور فارسی کے علاوہ عربی میں بھی طبع آزمائی کرتے تھے، انہوں نے اپنے ترجمہ معراج المومنین کا ایک قطعہ تاریخ عربی میں بھی لکھا تھا۔

حکیم طرب اصلاً ایک صوفی منش بزرگ تھے، وہ تاحیات خانقاہ مظہری، دہلی سے وابستہ رہے ۱۸۵۷ء میں خانقاہ کے سجادہ نشین شاہ احمد سعید کی ہجرت سے پہلے اور پھر جنگ آزادی کے بعد جب دہلی کے حالات بہتر ہوئے تو طرب پھر سے وہاں جانے لگے، پہلے شاہ صاحب کے پوتے شاہ ابوالخیر مجددی کی کم سنی سے پرورش کرتے رہے، ان کے ایک معاصر عالم، صوفی و شاعر شیخ محمد معصوم رام پوری جن کے ساتھ ان کی محبت قدیمی و ارتباط' تھا، نے لکھا ہے کہ حکیم طرب کی ''ذات سے معموری

Marfat.com

خانقاہ متصور ہے ۲۱''۔ مطبع رضوی دہلی کے مالک اور معمولات مظہریہ کے ترجمہ طرب کے ناشر میر حسن نے ۱۸۹۷ء کو طرب کے متعلق صحیح لکھا ہے:

طرب صنادید دہلی سے ہیں اور اس وقت مشرب نقشبندیہ میں فرد اکمل ہیں۔ ۲۲

حکیم طرب کی کتابوں پر ان کے معاصر ادبا وشعراء نے قطعات تاریخ تالیف و طباعت بھی لکھے تھے، ۱۳۱۱ھ/۱۸۹۳ء کو انہوں نے تکمیل الایمان کا ترجمہ منفذ العرفان کے نام سے کیا تو اس پر منشی محمد ابراہیم خان، منشی محمد نظر علی ظہیری، منشی محمد علی خان (رئیس قصبہ بروت ضلع میرٹھ) نے قطعات لکھے تھے، اسی طرح طرب نے معراج المومنین کا اردو ترجمہ نصائح العارفین کے نام سے ۱۳۱۲ھ/۱۸۹۴ء کو کر کے شائع کروایا تو اس پر حکیم حافظ محمد عبداللہ (رئیس قصبہ بروت)، حافظ محمد اشفاق رسول (رئیس اعظم قصبہ بروت)، منشی محمد قیام الدین خان کلیم شاگرد طرب، حافظ محمد ظہیر الدین ظہیر بن طرب، حکیم مولوی محمد عبدالستار خان (ڈاکٹر شفاخانہ قصبہ بروت، تقریظ نثر اردو)۔

اس طرح طرب نے ۱۳۱۵ھ/ ۱۸۹۸ء کو معمولات مظہریہ کا ترجمہ مخزن حقیقت کے نام سے شائع کیا تو اس پر بھی بعض مذکورہ شعراء نے فارسی و اردو میں قطعات لکھے تھے۔

حکیم طرب کی اولاد کے بارے میں ہمیں زیادہ معلومات نہیں ہیں، ان کے ایک چھوٹے بیٹے حافظ ظہیر الدین ظہیر بھی اپنے والد کی طرح تاریخ گو شاعر تھے۔ ۲۳

حکیم طرب کے ایک برادر زادے محمد عبدالواحد خان بھی تھے۔ ۲۴

Marfat.com

حکیم طرب کا سال وفات ہمیں تا حال معلوم نہیں ہے، ان کے ایک ہم شہر اور شعراء کے تذکرہ نویس لالہ سری رام کو بھی جن کا انتقال ۲۵ر مارچ ۱۹۳۰ء کو ہوا تھا، خمخانۂ جاوید میں طرب کے حالات میں ان کا سال وفات نہیں لکھا بلکہ بتایا ہے کہ وہ غدر (۱۸۵۷ء) کے بعد بھی زندہ تھے، اس تذکرہ کے مرتب پنڈت کیفی بھی ان کا سال وفات معلوم نہ کر سکے، جیسا کہ ہم نے قیاسی طور پر طرب کا سال ولادت ۱۲۵۲ھ/ ۱۸۳۶ء لکھا ہے، ان کی آخری کتاب مخزن حقیقت ۱۳۱۵ھ/۱۸۹۷ء کو شائع ہوئی تو وہ اس وقت تخمیناً ۶۳ سال کے ہو چکے تھے، اگر پانچ سال مزید بقید حیات رہے ہوں تو قیاسی طور پر طرب کا سال وفات حدود ۱۳۲۰ھ/۱۹۰۲ء متعین کیا جا سکتا ہے۔

حکیم طرب کا دہلی میں مطلب بھی تھا[۲۵]، ان کی دہلی میں ایک مسجد بھی تھی، ۱۹۸۹ء کے ہندوستان کے ایک علمی سفر کے دوران خانقاہ مظہری (دہلی) کے سجادہ نشین مولانا ابوالحسن زید فاروقی نے مجھے بتایا کہ طرب کی مسجد کو ہندوؤں نے مسمار کر کے وہاں مندر تعمیر کر لیا ہے، حکیم طرب نے زیادہ تر فارسی کتابوں کے اردو میں تراجم کیے تھے، ان کی باقاعدہ کوئی تالیف ہمیں دستیاب نہیں ہو سکی ہے، انہیں شاعری سے جس قدر شغف تھا اور تاریخ گوئی کے فن پر جس طرح دسترس حاصل تھی اس سے گمان کیا جا سکتا ہے کہ انہوں نے اپنا کوئی کلیات بھی مرتب کیا ہوگا لیکن ہم تا حال اس کے وجود سے بے خبر ہیں، ان کے تراجم کی تفصیل حسب ذیل ہے:

ا۔ منقذ العرفان ترجمہ تکمیل الایمان

تکمیل الایمان شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی تالیف ہے، حکیم طرب نے

Marfat.com

۱۳۱۱ھ/۱۸۹۳ء کو ترجمہ کیا تھا، جس کی مترجم کے شیخ قاری عبدالرحمٰن پانی پتی نے ۱۳۰۸ھ/۱۸۹۰ء کو اصلاح کی تھی اور اس پر ایک تقریظ بھی لکھی تھی جس کا اردو ترجمہ مترجم نے اس کتاب کے آخر میں شامل کر دیا تھا، یہ کتاب ۱۳۱۱ھ کو ہی مطبع خادم الاسلام، دہلی سے طبع ہوئی تھی۔

۲۔ نصائح العارفین لھدایۃ المسلمین

طرب نے قاضی محمد بدل بلخی کی ایک تصوف کی کتاب معراج المومنین لارشاد السالکین کا ۱۳۱۲ھ/۱۸۹۴ء کو اردو میں ترجمہ کیا اور ۱۳۱۴ھ/۱۸۹۶ء کو مطبع رضوی، دہلی سے شائع کر دیا۔

۳۔ مخزن حقیقت (منشور طریقت)

یہ معمولات مظہریہ تالیف شیخ نعیم اللہ بڑائچی (ف ۱۲۱۸ھ) خلیفہ میرزا مظہر جان جانان شہید (۱۱۹۵ھ/۱۷۸۱ء) کی تالیف ہے جو حضرت مظہر کے احوال اور معمولات پر مشتمل ہے، حکیم طرب نے مذکورہ دونوں تاریخی ناموں سے اس کا ترجمہ کیا تھا، جن سے ۱۳۱۵ھ (سال ترجمہ) برآمد ہوتا ہے، یہ ترجمہ بھی مطبع رضوی، دہلی سے مذکورہ سنہ کو طبع ہوا تھا۔

چونکہ طرب شاعر تھے اور اسی مزاج کے تحت انہوں نے محمد حسین آزاد کی آب حیات میں سے میرزا مظہر کے حالات من و عن اس میں بطور ضمیمہ شامل کر دیئے، جب کتاب طبع ہو کر خانقاہ مظہری (دہلی) میں پہنچی تو اس کے سجادہ نشین شاہ ابوالخیر مجددی (ف ۱۹۲۳ء) نے جن کے مترجم (طرب) مربی بھی تھے، خانقاہ میں طلب کیا اور یہ

Marfat.com

ضمیمہ لگانے پر باز پرس کی، تو انہوں نے اس پر معذرت کی جسے شاہ صاحب نے قبول نہ کیا اور یہ امر فرمایا کہ تم اپنا توبہ نامہ لکھ کر شائع کرو چنانچہ انہوں نے توبہ نامہ طبع کروایا، یہ ایک ورق کا توبہ نامہ ہے جو مجھے اپنے سفر ہندوستان (۱۹۸۹ء) کے دوران مذکورہ خانقاہ کے کتابخانہ میں دیکھنے کا اتفاق ہوا تھا۔

(ماخوذ از ششماہی تحصیل، کراچی، نمبر۴)

Marfat.com

مآخذ

۱۔ انصاراللہ،۱۹۸۶ء،صہبائی،لکھنو،فخر الدین علی احمد میموریل اکیڈمی۔

۲۔ ترہٹی،محمد محسن،۲۰۱۶ء،الیانع الجنی من اسانید الشیخ عبدالغنی،مرتبہ ولی الدین تقی الدین ندوی،عمان،اردقہ

۳۔ سری رام،لالہ،۱۹۴۰ء،خمخانۂ جاوید مرتبہ دتاتریہ کیفی،دہلی لالہ امیر چند کھنہ (جلد پنجم)

۴۔ سنگین بیگ،۱۹۸۲ء،سیر المنازل،ترتیب و ترجمہ شریف حسین قاسمی،دہلی، غالب انسٹی ٹیوٹ۔

۵۔ صابر،قادر بخش دہلوی ۱۹۶۶ء تذکرہ گلستان سخن،مرتبہ خلیل الرحمٰن داؤدی، لاہور،مجلس ترقی ادب

۶۔ صمدانی،محمد عامر،۲۰۰۳ء،کاملان تھانیسر،علی گڈھ،مرکز ادب و تحقیق اسلامی

۷۔ ظل الرحمٰن حکیم،(س۔ن)،دلی اور طب یونانی،لاہور

۸۔ طرب،رحیم الدین احمد،۱۳۱۱ھ،مخزن حقیقت،دہلی،مطبع رضوی

۹۔ مدنی،محمد مظہر مجددی، ۲۰۱۱ء مناقب احمدیہ و مقامات سعیدیہ، لاہور دارالاسلام

۱۰۔ معصوم،محمد معصوم رام پوری، ۲۰۱۷ء، ذکر السعیدین فی سیرۃ الوالدین، گوجرانوالہ تنظیم الاسلام پبلی کیشنز

۱۱۔ نساخ،عبدالغفور خان،۱۲۹۱ھ،سخن شعراء،لکھنو،مطبع نولکشور

12- Chenoy, S.M, 1998, Shahjahanabad, Delhi,

Marfat.com

حواشی

۱۔ صمدانی، محمد عامر، ۲۰۰۳ء، کاملان تھانیسر، مرکز ادب و تحقیق اسلامی، علی گڑھ ص ۶۶

۲۔ انصار اللہ، ۱۹۸۶ء، صہبائی، فخر الدین علی احمد میموریل اکادمی، لکھنو ص ۲۳۔۲۴

۳۔ طرب، رحیم الدین دہلوی، حکیم ۱۳۱۵ھ، مخزن حقیقت (ترجمہ معمولات مظہریہ)، مطبع رضوی، دہلی، ص ۲۰۸

۴۔ زید، ابوالحسن فاروقی، ۱۹۷۲ء، مقامات خیر، شاہ ابوالخیر اکادمی، دہلی ص ۱۴۶

۵۔ معصوم، محمد معصوم مجددی رام پوری، شاہ، ۲۰۱۷ء، ذکر السعیدین فی سیرۃ الوالدین، تنظیم الاسلام پبلی کیشنز، گوجرانوالہ ص ۱۱۱

۶۔ طرب، رحیم الدین، ۱۳۱۱ھ منفذ العرفان ترجمہ تکمیل الایمان، مطبع خادم الاسلام، دہلی (سرورق)

۷۔ شاہ احمد سعید مجددی (۱۲۱۷۔۱۲۷۷ھ/۱۸۰۲۔۱۸۶۰ء) شاہ ابوسعید مجددی (ف ۱۲۵۰ھ/ ۱۸۳۵ء) کے فرزند اکبر، کئی کتابوں کے مؤلف اور معروف نقشبندی بزرگ میرزا مظہر جان جاناں شہید (۱۱۹۵ھ/۱۷۸۱ء) کی درگاہ مظہری، دہلی کے سجادہ نشین تھے، ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے جہاد کے فتویٰ پر اثباتی دستخط کیئے تو انہیں ہندوستان سے ہجرت کرنا پڑی اور وہ مدینہ منورہ جا کر مقیم ہو گئے، تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو۔

Marfat.com

(i) محمد مظہر مجددی مدنی: مناقب احمدیہ ومقامات سعیدیہ، لاہور

(ii) معصوم، محمد معصوم رام پوری، ذکر السعیدین فی سیرۃ الوالدین، تنظیم الاسلام پبلی کیشنز، گوجرانوالہ ۲۰۱۷ء

۸۔ طرب، مخزنِ حقیقت ص ۲۰۸

۹۔ شاہ عبدالغنی مجددی (۱۲۳۴۔ ۱۲۹۶ھ/ ۱۸۱۹۔ ۱۸۷۸ء) معروف عالم، محدث اور مدرس تھے، شیخ محمد عابد سندھی (ف ۱۲۵۷ھ/ ۱۸۴۱ء)، شیخ اسماعیل رومی (ف ۱۲۵۰ھ/ ۱۸۳۵ء) اور شاہ محمد اسحٰق محدث دہلوی (ف ۱۲۶۲ھ/ ۱۸۴۵ء) سے تحصیل، کی اپنے والد بزرگوار شاہ ابوسعید مجددی اور اپنے برادر بزرگ شاہ احمد سعید مجددی سے سلوک کی تعلیم لی، کئی کتابوں کے مولف تھے، ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے فتوی جہاد پر اثباتی دستخط کیے تو آپ کو ہندوستان سے ہجرت کرنا پڑی، آپ اپنے بھائی شاہ احمد سعید کے ساتھ مدینہ منورہ جا کر مقیم ہوگئے، جہاں آپ ۲۲ سال بقید حیات رہے، جہاں عالم اسلام کے علماء نے ان سے استفادہ کیا، حالات کے لئے دیکھیے:

۱۰۔ ایضاً

۱۱۔ ایضاً، ص ۱۱۱

(i) محمد محسن ترہٹی: الیانع الجنی من اسانید الشیخ عبدالغنی، مرتبہ ولی الدین تقی الدین ندوی، اروقۃ، عمان ۲۰۱۶ء

(ii) عبدالستار دہلوی مکی: المورد المنی فی اسانید الشیخ عبدالغنی، قلمی مخزونہ کتابخانہ خانقاہ مظہری، دہلی۔

(iii) معصوم، محمد معصوم رام پوری: ذکر السعیدین فی سیرۃ الوالدین،

Marfat.com

گوجرانوالہ ۲۰۱۷ء

۱۲۔ طرب، مخزن حقیقت ۲۰۸

۱۳۔ ایضاً

۱۴۔ سری رام، لالہ: خمخانہ جاوید مرتبہ برجموہن دتا سریہ کیفی، جلد پنجم، دہلی ۱۹۴۰ء ص ۴۴۱

۱۵۔ صابر، قادر بخش: گلشن سخن مرتبہ خلیل الرحمٰن داؤدی لاہور ۱۹، جلد دوم ص ۱۷۹۔۱۸۱

۱۶۔ سررام ۵/۴۴۱

۱۷۔ صابر، قادر بخش گلستان سخن مرتبہ خلیل الرحمٰن داؤدی ۲/۱۷۹۔۱۸۱

۱۸۔ نساخ، عبدالغفور: سخن شعراء ۳۰۴

۱۹۔ سری رام ۵/۴۴۱

یہ ڈیوڑھی ایک تاریخی عمارت تھی جو محمد شاہ بادشاہ (۱۷۱۹۔۱۷۴۸ء) کی ملکہ صاحبہ محل کی ملکیت تھی، ایسٹ انڈیا کمپنی کے دور میں یہ طویلہ داراشکوہ اور ڈاک خانہ کے قریب تھی (سنگین بیگ: سیر المنازل ۴۴) جو انیسویں صدی کے آغاز تک موجود تھی، جس کا اس زمانہ میں کوئی مالک نہیں تھا:

Chenoy, S.M: Shahjahanabad P.85

۲۰۔ ایضاً

۲۱۔ محمد، معصوم رام پوری، ذکر السعیدین فی سیرۃ الوالدین ۱۱۲

Marfat.com

۲۲۔ ابتدائیہ مخزن حقیقت ترجمہ معمولات مظہریہ، مطبوعہ مطبع رضوی، دہلی ۱۳۱۵ھ

۲۳۔ ظہیر نے طرب کے تراجم میں سے نصائح العارفین ص ۳۴۸ اور مخزن حقیقت (ص ۲۱۴) پر بھی قطعات تاریخ لکھے تھے۔

۲۴۔ عبدالواحد خان نے معمولات مظہریہ میں مشائخ کے سنین وفات کا جدول مرتب کرنے میں طرب کی مدد کی تھی۔ (ص ۲۰۵)

۲۵۔ سری رام ۴۴۱/۵، ظل الرحمٰن، حکیم، دلی اور طب یونانی ص ۳۰۰

Marfat.com

نوادراتِ سلسلہ نقشبندیہ

عکسیات مبنی بر مخطوطات و مصورات

ذخیرۂ محمد اقبال مجددی

(مخزونہ پنجاب یونیورسٹی لائبریری، لاہور)

Marfat.com

عکس مبنی بر نسخۂ خطی منحصر بفرد مخزونہ کتابخانہ رضا، رام پور (ہندوستان)

رسالہ رد شبہات مخالفین

برکلام

حضرت مجدد الف ثانی

تالیف

حضرت شاہ محمد یحییٰ (ف ۱۰۹۶ھ/ ۱۶۸۵ء)

بن

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی

بمقدمہ

محمد اقبال مجددی

Marfat.com

رسالۂ حاضر کی دریافت

۱۹۷۰ء کے آغاز کی بات ہے کہ راقم مسکین اسلامیہ کالج سول لائنز، لاہور میں بی اے (سال سوم) کا طالب تھا کہ حضرت مجدد الف ثانی کے دفاع میں ایک کتاب احوال و آثار عبداللہ خویشگی تالیف کی تو اس وقت اس رسالہ کا حوالہ مکتوبات حضرت میرزا مظہر جان جاناں شہید میں پڑھا اور اس کی جستجو شروع کر دی اور پھر ۱۹۷۴ء میں علم تاریخ کا لکچرر منتخب ہونے کے بعد مخطوطات کی تلاش میں کئی ملکی و غیر ملکی اسفار کیے، تو اس رسالہ کی کھوج لگا تا رہا لیکن کامیابی نہ ہوئی۔

۱۹۸۳ء میں مقامات مظہری کا ہمارے مفصل مقدمہ اور تعلیقات کے ساتھ پہلا اڈیشن منظر عام پر آیا تو حضرت مظہر کے مذکورہ مکتوب پر حواشی میں اس رسالہ کے وجود سے لاعلمی کا اظہار کیا۔

۱۹۸۸ء کو احقر نے حضرت مجدد الف ثانی کے دفاع میں لکھی جانے والی کتابوں کی فہرست رسالہ نور اسلام (شرقپور) کے حضرت مجدد الف ثانی نمبر میں شائع کی تو اس میں بھی اس رسالہ کے غیر موجود ہونے کا ذکر کیا، پھر خوش نصیبی سے ۱۹۹۵ء کو رضا لائبریری، رام پور کے فارسی مخطوطات کے رجسٹر کا عکس خدا بخش لائبریری، پٹنہ سے چھپ کر آیا تو اس کے ذریعہ پہلی بار اس رسالہ کے مذکورہ کتب خانہ میں موجود ہونے کا علم ہوا تو بے حد مسرت ہوئی، اس کی عکسی نقل حاصل کرنے کی سعی کرنے لگا، لیکن لائبریری مذکور میں عکس نقل کے ذرائع کے فقدان اور پھر لائبریرین حضرات کے عدم تعاون کے باعث اس کا حصول التوا کا شکار رہا۔

Marfat.com

آخر ۲۰۱۷ء کو میں نے اپنی مرتبہ تمام کتب کے دو بڑے پارسل کتب خانہ رضا، رام پور، ارسال کیے تو وہاں کے ڈائریکٹر جو نہ صرف میرے دوست ہیں بلکہ صحیح معنوں میں علم دوست بھی ہیں یعنی ڈاکٹر حسن عباس صاحب سے خط کے ذریعہ اس رسالہ دفاع کی عکسی نقل کی درخواست تو انہوں نے فوری طور پر عزیز القدر ڈاکٹر عارف نوشاہی کے ذریعہ ارسال فرمادی، جس کے لیے میں اپنے کرم فرما ڈاکٹر حسن عباس صاحب کا شکر گذار ہوں، چونکہ اس رسالہ کے اب تک ہمیں کسی دوسرے نسخہ کے وجود کا علم نہیں ہے، اس لیے فی الحال اس کا عکس شائع کیا جارہا ہے، بعد میں اگر اس کے اور نسخے معلوم ہوئے تو تقابل و تصحیح متن کے بعد ترجمہ کے ساتھ شائع کیا جائے گا، ان شاء اللہ تعالیٰ، اس طرح نصف صدی پہلے کی یہ علمی خواہش اب پوری ہورہی ہے۔

امام ربانی کانفرنس کے موقع پر شائع ہونے والے سارے مخطوطات کے مقدمات کے پروف کی تصحیح عزیز القدر رضاء الحسن قادری صاحب نے کامل توجہ سے کی اور جناب محمد راشد مگھالوی نے ان کی طباعت کا اہتمام پورے خلوص سے کیا، رب کریم سے ان کے لیے جزائے خیر کی دعا ہے۔

دار المؤرخین — مخلص

196 بی بلاک سبزہ زار، لاہور — محمد اقبال مجددی

۹ رمارچ ۲۰۱۸ء

Marfat.com

مقدمہ

نوشتہ

محمد اقبال مجددی

Marfat.com

حضرت شاہ محمد یحییٰ سرہندیؒ

(مولف رسالۂ حاضر)

حضرت شاہ محمد یحییٰ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی (ف ۱۰۳۴ھ/۱۶۲۴ء) کے فرزند اصغر، عالم، مدرس اور شیخ طریقت تھے۔

حضرت شاہ محمد یحییٰ کی ولادت سرہند میں ہوئی[1] گویا آپ اپنے والد گرامی کے وصال (۱۰۳۴ھ) کے وقت صرف نو دس سال کے تھے، آپ کی ولادت سے قبل آپ کو الہامی طور پر بتایا گیا کہ تمہارے ہاں جو فرزند تولد ہو اس کا نام یحییٰ رکھنا کہ وہ تمہارا نام زندہ رکھے گا، جب آپ شکم مادر میں تھے کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام نے حضرت مجدد الف ثانی کے خواب میں تشریف لا کر فرمایا کہ تیرے ہاں جو بچہ پیدا ہو اس کا نام میرے نام پر رکھنا، چنانچہ آپ نے ان کی ولادت سے پہلے ہی ان کا نام محمد یحییٰ رکھ دیا تھا[2]

---

[1] شاہ محمد یحییٰ کا سال ولادت دونوں معاصر تذکرہ نویسوں خواجہ محمد ہاشم کشمی اور شیخ بدر الدین سرہندی نے نہیں لکھا، البتہ ایک متاخر تذکرہ نگار کمال الدین محمد احسان نے روضۃ القیومیہ (۲۰۶/۱ قلمی) میں آپ کا سال ولادت ۱۰۲۴ھ لکھ دیا ہے، جو بالکل لایعنی ہے، شاہ سکندر کیتھلی کا سال وفات ۱۰۲۳ھ زبدۃ المقامات جیسی معاصر کتاب میں درج ہے، جس کی رو سے ان کے شاہ محمد یحییٰ کو گود لینے اور انہیں اپنا فرزند قرار دینے کی روایت کی تکذیب ہو جاتی ہے، مؤلف ہدیہ احمدیہ (ص ۸۶) نے ۱۰۲۷ھ لکھا ہے، شاہ یحییٰ کی اولاد میں سے آخری ذی علم بزرگ شاہ روف احمد رافت مجددی تھے، انہوں نے جواہر علویہ میں بھی آپ کا سال ولادت نہیں لکھا۔

[2] محمد ہاشم کشمی: زبدۃ المقامات ۳۲۴

Marfat.com

شیخ محمد یحییٰ کے نام کے ساتھ لقب ''شاہ'' لکھنے کی وجہ یہ تھی کہ حضرت مجدد الف ثانی اور شاہ سکندر کیتھلی (ف ۱۰۲۳ھ/۱۶۱۴ء) کے مابین اخوت ومحبت کے گہرے مراسم تھے، موصوف اکثر کیتھل سے سرہند آیا کرتے تھے، ایک مرتبہ آپ نے حضرت مجدد الف ثانی سے اپنی اس خواہش کا اظہار کیا کہ اپنا کوئی فرزند مجھے عطا کر دیں، تو آپ نے فی الفور اپنے فرزند اصغر شیخ محمد یحییٰ کو طلب فرما کر ان کے حوالہ کر دیا، انہوں نے بچہ کو پیار کرتے ہوئے فرمایا کہ آج سے سب لوگ انہیں شاہ محمد یحییٰ کہا کریں، اس وقت سے آپ اور آپ کی اولاد کے ساتھ لفظ ''شاہ'' لکھا جانے لگا۔[۱]

آپ نے نو دس سال کی عمر میں ہی قرآن مجید حفظ کر لیا اور بیس سال کی عمر میں اپنے دونوں بڑے بھائیوں حضرت خواجہ محمد سعید اور حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی کی خدمت میں مروجہ علوم کی تکمیل کر لی، شیخ بدرالدین سرہندی کی معاصر روایت ہے کہ آپ نے علم حدیث کی جید سند حاصل کی تھی۔[۲]

روضۃ القیومیہ میں تحریر ہے کہ شاہ محمد یحییٰ نے حضرت شیخ عبدالحق محدث (ف ۱۰۵۳ھ/۱۶۴۲ء) سے حدیث کی سند لی تھی۔[۳]

معاصر تذکرہ نویس شیخ بدرالدین سرہندی کا مشاہدہ ہے:

---

۱ زبدۃ المقامات ۳۲۵، حضرات القدس ۲/۲۹۶

۲ حضرات القدس ۲/۲۹۵

۳ روضۃ القیومیہ ۱/۲۰۷ (قلمی) شاہ محمد یحییٰ حدیث کی سند بھی دیتے تھے، روضۃ القیومیہ کے مولف کمال الدین محمد احسان کے دادا شیخ محمد ہادی نے موطا کی اجازت شاہ محمد یحییٰ سے ہی لی تھی۔ (ایضاً)

Marfat.com

درفقاہت دستگاہ کامل، الحال بدرس کتب عالیہ اشتغال دارندو
بقدرت ومتانت بطلبہ علم افادہ می نمایند[1]

تحصیل علم کے بعد شاہ محمد یحییٰ سلوک کی طرف متوجہ ہوئے اور اپنے برادر بزرگ حضرت خواجہ محمد سعید سے طریقت کی تعلیم کا آغاز کر دیا، آپ کے وصال (۱۰۷۱ھ/۱۶۶۱ء) کے بعد حضرت مجدد الف ثانی کے سب سے مشہور خلیفہ شیخ آدم بنوڑی (ف ۱۰۵۳ھ/۱۶۴۳ء) کی خدمت میں بنوڑ جا کر سلوک کی مشق کا آغاز کیا، یہ روایت بھی اس معاصر کی ہے جو شاہ محمد یحییٰ سے کئی بار مل چکے تھے[2] یعنی شیخ محمد مراد ٹنگ کشمیری (ف ۱۱۳۱ھ/۱۷۱۸ء)۔ اس سے صاحب روضۃ القیومیہ اور ڈاکٹر ایس ایم اکرام نے ان بزرگوں کے جو دو متحارب گروہ بنانے کی کوشش کی ہے کی تکذیب ہو جاتی ہے، شیخ آدم سے فراغت کے بعد شاہ محمد یحییٰ اپنے دوسرے بھائی حضرت خواجہ محمد معصوم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سلوک کی تکمیل کی۔[3]

---

[1] حضرات القدس ۲/۲۹۵، زبدۃ المقامات ۳۲۶ شاہ محمد یحییٰ بچپن سے ہی تحصیل علم کا شوق رکھتے تھے، حضرت مجدد الف ثانی ایک مرتبہ جب جہانگیر کے لشکر کے ساتھ رہنے کی پابندی کے بعد سرہند تشریف لائے تو صاحبزادگان اور خلفاء دو تین منزل تک آپ کے استقبال کے لیے حاضر ہوئے، ان میں کم سن شاہ محمد یحییٰ بھی تھے، وہ آپ سے ملے اور جلد ہی واپس مدرسہ جانے کی اجازت لے کر چلے گئے، جس پر آپ بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ ہمارا یہ فرزند طبقہ علماء میں سے ہے (زبدۃ ۳۲۵)

[2] اس روایت کی تنقیح کے لیے ملاحظہ ہو حسنات الحرمین، مقدمہ ۲۶۰۔۲۶۹

[3] حضرات القدس ۲/۲۹۵۔۲۹۶

Marfat.com

شاہ محمد یحیٰی کو دو مرتبہ حج کی سعادت نصیب ہوئی، پہلے اپنے دونوں بڑے بھائیوں کے ہمراہ ۱۰۶۸ھ/ ۱۶۵۸ء کو اور دوسری مرتبہ کچھ عرصہ کے بعد حرمین الشریفین کا سفر اختیار کیا۔[۱]

شاہ محمد یحیٰی کا نکاح حضرت عبید اللہ معروف بہ خواجہ کلاں بن حضرت خواجہ باقی باللہ کی دختر سے ہوا، آپ کی تمام تر اولاد انہی کے بطن سے ہے۔[۲] آپ کے تین فرزند اور ایک دختر زینت النساء تھیں، جن کا عقد نکاح شیخ محمد عابد بن شیخ محمد بن شیخ محمد صادق بن حضرت مجدد الف ثانی سے ہوا تھا، اس عروسی کے اخراجات ایک منصب دار کی زوجہ نے خواجہ محمد نقشبند ثانی کی وساطت سے دو سو روپے دیئے تھے۔[۳]

آپ کے بیٹے شیخ ضیاء الدین یوسف عرف میاں جیو، شیخ زین العابدین عرف میاں فقیر اللہ اور شیخ محمد امام تھے، پہلے دو فرزندوں کی اولاد کا سلسلہ اب تک موجود ہے۔[۴]

۱۔ محمد مراد ننگ کشمیری: تحفۃ الفقراء ۵۱۔۵۲

۲۔ روضۃ القیومیہ ۱/ ۲۰۸

۳۔ وسیلۃ القبول الی اللہ والرسول ۱/ ۸/ ۲۳، مقامات معصومی ۱/ ۱۹۹

۴۔ شاہ محمد یحیٰی کی اولاد کی تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو:

(i) روضۃ القیومیہ ۱/ ۲۰۸

(ii) ہدیۂ احمدیہ ۸۶۔۱۰۷

(iii) انساب الانجاب

۴۔ جواہر علویہ مؤلفہ شاہ رؤف احمد رافت مجددی

Marfat.com

شاہ محمد یحییٰ اور اورنگ زیب

حضرت شاہ محمد یحییٰ نے مندرجہ ذیل تین مغل بادشاہوں کا زمانہ پایا تھا:

(۱) نورالدین جہانگیر (۱۰۱۴۔۱۰۳۷ھ/۱۶۰۵۔۱۶۲۷ء)

(۲) شاہ جہان (۱۰۳۷۔۱۰۶۸ھ/۱۶۲۷۔۱۶۵۸ء)

(۳) اورنگ زیبؒ عالمگیر (۱۰۶۸۔۱۱۱۸ھ/۱۶۵۸۔۱۷۰۷ء)

جہانگیر کے زمانہ میں آپ کم سن تھے، شاہ جہان کے ساتھ آپ کے مراسم کا ہمیں تا حال علم نہیں ہے، البتہ اورنگ زیب عالمگیر کے ساتھ آپ کے قریبی تعلقات تھے، اورنگ زیب کے حضرت مجدد الف ثانی کے سارے صاحبزادگان کے ساتھ بہت ہی اچھے مراسم تھے، انہی حضرات نے جنگ نشینی میں اورنگ زیب کی حمایت کر کے اُسے تخت نشین کروایا تھا اور انہی حضرات کے زیر اثر وہ دین اسلام کا حامی و ناصر بن کر محی الدین کہلایا تھا۔

دراصل شاہ محمد یحییٰ حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی کے ایما پر ہی اورنگ زیب کی تعلیم و تربیت کے لئے مقرر کئے گئے تھے اور ان کا دہلی میں ہی قیام رہتا تھا، جہاں حضرت خواجہ کے صاحبزادگان اور خلفاء باری باری مرکز میں رہ کر ترویج شریعت کے لیے اورنگ زیب سے احکام جاری کرواتے رہتے تھے، یہ حضرات اورنگ زیب کے ساتھ مجالست کا حال باقاعدہ حضرت خواجہ کو لکھ کر آگاہ کیا کرتے تھے، جن کی تمام تر تفصیلات ہم نے مقامات معصومی کے مقدمہ میں جمع کر دی ہیں۔

شاہ محمد یحییٰ بھی خطوط کے ذریعہ اورنگ زیب کے ساتھ اپنی صحبتوں کا حال

Marfat.com

لکھا کرتے تھے، ایک خط کے جواب میں حضرت خواجہ نے مسرت کا اظہار کرتے ہوئے لکھا ہے:

''صحیفہ گرامی......رسیدہ مسرت بخش گردید، حمد اللہ سبحانہ کہ بعافیت اندواز خلیفہ عہد مہربانی ہا دیدند باعث خوشحالی ہمہ دوستان شد''

اسی مکتوب میں اورنگ زیب کے ''محبت ذاتیہ'' کے درجہ تک ترقی کرنے پر بھی اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے لکھا ہے:

حضرت امیر کہ بمحبت ذاتیہ رسید و مورد ممسوس فی ذات اللہ گردید اثر محبت حق بود جل وعلا کہ اورا بایں درجہ رسانید۔[1]

اورنگ زیب، شاہ محمد یحییٰ کو انعامات دیا کرتا تھا، معاصر مؤرخ کا بیان ہے:

مکرر بدرگاہ سلاطین پناہ (اورنگ زیب) رسیدہ، مورد مراحم و اعطاف شاہنشاہی شد۔[2]

اورنگ زیب نے مدد معاش کے طور پر بھی شاہ محمد یحییٰ کو بہت کچھ دیا تھا اور ان کی ثروتمندی کی شہرت تھی[3]، آپ نے سرہند میں ایک شاندار مسجد بھی بنوائی تھی جو حضرت مجدد الف ثانی کے روضہ سے شمال کی طرف تھی، اس کے مقابل حوض، حمام اور مدرسہ بھی تعمیر کروایا تھا۔[4]

---

[1] محمد معصوم، خواجہ: مکتوبات ۲/۱۱۱/۲۰۲-۲۰۳

[2] بختاور خان: مراۃ العالم ۲/۴۱۴

[3] روضۃ القیومیہ ۱/۲۰۸

[4] ایضاً

Marfat.com

شاہ محمد یحییٰ کا وصال ۲۷/ جمادی الثانی ۱۰۹۶ھ/ ۱۶۸۵ء کو ہوا، روضۂ حضرت مجدد الف ثانی کے جوار میں دفن کیا گیا، آپ کے مرقد پر ایک عالی شان گنبد بھی تعمیر کیا گیا،[۱] آپ کے برادرزادہ خواجہ عبدالاحد وحدت بن خواجہ محمد سعید سرہندی نے قطعہ تاریخ وفات لکھا:

سال وصالش چوں پرسند عزیزان
گو "بودہ ولی شیخ محمد یحییٰ"[۲]

تالیفات

حضرت شاہ محمد یحییٰ جو شب و روز درس و تدریس اور دعوت وارشاد میں مصروف رہتے تھے، کو تصنیف و تالیف کے زیادہ مواقع میسر نہیں آئے، اپنے دونوں بزرگ بھائیوں کے وصال کے بعد آپ ہی خانقاہ سرہند میں مرکزی شخصیت تھے، تاہم آپ کی صرف دو تالیفات سے ہم واقف ہیں:

۱۔ رسالہ در اثبات رفع سبابہ

۲۔ رسالہ در رد اعتراضات بر حضرت مجدد الف ثانی [۳]

یہاں رسالۂ اول در اثبات رفع سبابہ کا مختصر سا تعاوف کروایا جا رہا ہے۔

---

[۱] روضۃ القیومیہ، جواہر علویہ ۱۰۳

[۲] محمد مراد ننگ کشمیری: تحفۃ الفقراء مرتبہ سیدہ رقیہ ۵۲

[۳] ان دونوں رسائل کا ذکر شاہ رؤف احمد رافت مجددی نے جواہر علویہ (ص ۱۰۲) میں کیا ہے، نیز حضرت میرزا مظہر جان جاناں نے بھی اپنے مکاتیب (۱۴ اور ۱۵) میں ان رسائل سے استفادہ کیا ہے۔ (مقامات مظہری ۴۴۴، ۴۶۰)

Marfat.com

حضرت مجدد الف ثانی نے مکتوبات (۱/۳۱۲) میں نماز میں شہادت کی انگلی اٹھانے کی نفی کی ہے کیوں کہ اس وقت تک آپ کو رفع سبابہ کے اثبات میں واضح دلائل نہیں مل سکے تھے، اس لیے کمال احتیاط کے طور پر بعض اوقات نوافل میں رفع سبابہ کیا کرتے تھے (زبدۃ المقامات ۲۰۹) سب سے پہلے حضرت خواجہ محمد سعید نے حضرت مجدد الف ثانی کے حین حیات رفع سبابہ کی نفی میں ایک رسالہ لکھا تھا، جس کا آپ نے اپنے ایک مکتوب (۱/۳۱۲) میں ذکر کیا ہے، جس کی طرف زبدۃ المقامات (ص ۳۱۰) اور حضرات القدس (۲/۲۳۵) میں بھی اشارہ کیا گیا ہے، موخر الذکر کتاب کا ایک قلمی نسخہ حضرت شاہ عبدالغنی مجددی (ف ۱۲۹۶ھ/۱۸۷۸ء) کے مطالعہ میں مدینہ منورہ میں رہتا تھا جو اب کتب خانہ خانقاہ مظہری (دہلی) میں ہے، آپ نے اس کے حاشیہ پر رسالہ نفی رفع سبابہ مولفہ خواجہ محمد سعید پر لکھ کر اس پر تعجب کا اظہار کیا ہے کہ حضرت خواجہ کے دل میں معلوم نہیں کہ کیا آیا کہ سنت قائمہ کا مقابلہ قوت علمیہ سے کر بیٹھے ہیں، لکھا ہے:

> ''سوائے بخاری ہمہ محدثان روایت رفع سبابہ کردہ اندو سبابہ
> ازیں جہت مُسَبِّحَہ نام یافتہ، معلوم نیست چہ بہ خاطر آمدہ، بہ
> قوت علمی مقابلہ سنت قائمہ کردہ شد''
>
> یعنی بجز بخاری کے تمام محدثین نے التحیات میں انگشت شہادت اٹھانے کی روایت کی ہے اور اسی وجہ سے اس انگلی کا نام مسبحہ پڑ گیا ہے، معلوم نہیں کہ ان کی خاطر میں کیا آیا کہ ایک سنت کا مقابلہ علمی قوت سے کر بیٹھے ہیں [1]

---

[1] زید، ابوالحسن فاروقی: مقامات خیر ۷۸

Marfat.com

گویا حضرت شاہ محمد یحییٰ نے بھی اپنے حضرت والد اور برادر بزرگ خواجہ محمد سعید سے اختلاف کرتے ہوئے یہ رسالہ لکھا ہے۔[1] اسی طرح حضرت شاہ سراج احمد مجددی رام پوری (ف ۱۲۳۰ھ) نے شرح ترمذی میں شاہ یحییٰ کے مذکورہ رسالہ سے استفادہ کیا ہے۔[2]

شاہ محمد یحییٰؒ کا رسالہ اثبات رفع سبابہ تا حال ہماری نظر سے نہیں گزرا۔

۱۔ محسن ترہتی: الیانع الجنی ۶۷

۲۔ محمد حسن جان مجددی: رسالہ نفی رفع سبابہ قلمی بخط مولف، مخزونہ کتابخانہ مولانا حافظ محمد ہاشم مجددی، ٹنڈو سائیں داد (سندھ)، رفع سبابہ کے موضوع پر علماء و مشائخ کے اختلافات کے لیے ملاحظہ ہو: مقامات مظہری پر ہمارے حواشی ۴۹۷۔۵۰۰

Marfat.com

رسالہ ردشبہات شیخ عبدالحق دہلوی بر کلام حضرت مجدد الف ثانی

یہ رسالہ حضرت شاہ محمد یحییٰ (ف ۱۰۹۶ھ/۱۶۸۵ء) بن حضرت مجدد الف ثانی کی تالیف ہے، اس میں حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے ان اعتراضات کے جوابات دیے گئے ہیں جو انہوں نے حسن افغان کے حضرت مجدد الف ثانی کی تحریف شدہ تحریرات کی بنیاد پر کیے تھے، بعد میں جب حضرت مجدد الف ثانی نے اپنے اصل مکاتیب کی نقل حضرت شیخ محدث کو بھیجی تو آپ نے ان اعتراضات سے رجوع کر لیا۔[1]

رجوع کی یہ روایت بہت پرانی ہے، شیخ نور الحق مشرقی بن شیخ عبدالحق محدث کے ایک معاصر شیخ فتح محمد فتح پوری نے مناقب العارفین میں لکھا ہے کہ جب حضرت شیخ کو حسن خان کی تحریف کا واقعہ معلوم ہوا تو انہوں نے معذرت کر لی۔[2]

دوسرا قریب العہد بیان مخدوم محمد معین ٹھٹھوی (ف ۱۱۶۱ھ/۱۷۴۸ء) کا ہے کہ جب انہوں نے شیخ محدث کے اعتراضات کے جواب میں ایک ضخیم کتاب بہجۃ النظار فی براۃ الابرار لکھی تو یہ روایت درج کی کہ جب شیخ نور الحق سے پوچھا گیا کہ کیا رسالہ اعتراضات واقعی شیخ محدث کی تالیف ہے؟ تو اس پر انہوں نے ترددات کا اظہار کیا۔[3]

---

[1] رجوع کے سلسلہ میں شیخ محدث کا مکتوب اخبار الاخیار کے مطبع مجتبائی ایڈیشن کے آخر میں درج ہے۔

[2] محمد داؤد، ابوالبیان پسروری: سیرت امام ربانی، امرتسر ۱۹۲۵ء ص ۱۹۸

[3] محمد معین ٹھٹھوی، مخدوم: بہجۃ النظار، عکسی اشاعت لاہور ص ۲۳۹

Marfat.com

بہرحال شیخ محدث کے رجوع کے باوجود اہل علم حضرات ان کے جوابات اپنے اپنے طور پر لکھتے رہے، پہلا جواب یہی رسالہ حاضر ہے جو شاہ یحییٰ کی تالیف ہے، دوسرا جواب مخدوم محمد معین کی مذکورہ کتاب ہے، تیسرا جواب میاں شاہ فی الحال بن شیخ محمد اشرف بن خواجہ محمد معصوم کا ہے اور چوتھا قاضی ثناء اللہ پانی پتی کا رسالہ احقاق حق ہے۔[1]

پانچواں جواب حضرت شاہ عبدالعزیز محدث (ف ۱۲۳۹ھ/۱۸۲۴ء) اور چھٹا جواب حضرت شاہ غلام علی دہلوی (ف ۱۲۴۰ھ/۱۸۲۵ء) کا ہے۔[2] آخری جواب مشہور عالم مولانا وکیل احمد سکندر پوری (ف ۱۳۲۲ھ/۱۹۰۴ء) کا ہے جس کا نام ہدیہ مجددیہ ہے۔[3]

ہاں یہ سوال اہم ہے کہ شاہ محمد یحییٰ تو حضرت شیخ عبدالحق دہلوی کے شاگرد تھے، پھر انہوں نے اپنے استاد کے خلاف یہ رسالہ کیونکر لکھا؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ شاہ صاحب نے بڑی متانت اور احترام کے ساتھ شیخ محدث کے اعتراضات کے جوابات لکھے ہیں، ادب کا دامن کہیں بھی ہاتھ سے نہیں چھوڑا، اس میں کوئی حرف اعتراض نہیں ہے، شاہ صاحب نے نماز میں رفع سبابہ کے اثبات کے موضوع پر بھی ایک رسالہ لکھا تھا جس میں انہوں نے اپنے والد گرامی حضرت مجدد الف ثانی اور اپنے

---

[1] مشمولہ (کتاب) دفاع حضرت مجدد الف ثانی، ص ۲۵۴ - ۲۸۶

[2] یہ تمام تر رسائل ہمارے مرتبہ مجموعہ دفاع حضرت مجدد الف ثانی میں شامل ہیں۔

[3] ہدیۂ مجددیہ مشمولہ رسائل در دفاع حضرت مجدد الف ثانی مطبوعہ لاہور

Marfat.com

برادر بزرگ حضرت خواجہ محمد سعید سرہندی کے رسالہ نفی رفع سبابہ کا ادب کے ساتھ رفع سبابہ کا اثبات کیا حالانکہ حضرت خواجہ آپ کے استاد اور شیخ طریقت بھی تھے، دراصل اختلاف رائے کے یہ مسئلے علمی اور کشفی دونوں طرح کے تھے، ان میں استاد شاگرد یا شیخ ہونے کا کوئی سوال نہیں تھا۔

ایک اور امر قابل توجہ ہے کہ شاہ محمد یحییٰ نے دور وسطیٰ کے قاعدہ تصنیف و تالیف کے مطابق اس رسالہ کے آغاز وانجام میں کہیں بھی اپنا نام بحیثیت مؤلف نہیں لکھا[1] اور نہ ہی معترض حضرت شیخ محدث کا نام لیا ہے۔

لیکن ہمارے بزرگوں نے تواتر کے ساتھ شاہ محمد یحییٰ کے اس رسالہ دفاع سے استفادہ کا ذکر کیا ہے۔ حضرت میرزا مظہر جان جاناں شہید (۱۱۹۵ھ/۱۷۸۱ء) نے اپنے مکتوب[2] (نمبر ۵) میں اس رسالہ کا حوالہ دیا ہے، اسی طرح شاہ یحییٰ کی اولاد میں سے ایک بزرگ و عالم شاہ رؤف احمد رافت مجددی (ف ۱۲۴۹ھ/۱۸۳۳ء) نے بھی اس رسالہ کا انتساب شاہ یحییٰ سے کیا ہے،[3] اس لیے اس رسالہ کے آپ کی تالیف ہونے میں کوئی شبہ نہیں ہے۔

---

[1] جیسا کہ اس خطی نسخہ رضا لائبریری رام پور کے ترقیمہ کے ساتھ ایک نوٹ میں تحریر ہے کہ یہ رسالہ بنظر کیمیا اثر حاجی محمد افضل سیالکوٹی سے گذرا تھا اور اس کی نقل حضرت میرزا مظہر جان جاناں نے بھی حاصل کر لی تھی، ہمارے خیال میں حضرت شاہ یحییٰ کا یہ وہی نسخہ ہے جس کا حوالہ آپ نے اپنے مکتوب پنجم (مشمولہ مقامات مظہری) میں دیا ہے۔

[2] مکاتیب حضرت میرزا مظہر، مشمولہ مقامات مظہری ۴۴۳۔۴۴۵

[3] رافت، رؤف احمد: جواہر علویہ (اردو ترجمہ) ۱۰۳

Marfat.com

خطی نسخہ حاضر

رسالہ ردشبہات برکلام حضرت مجدد الف ثانی کا یہ قلمی نسخہ جس کا عکسی ایڈیشن آپ کے ہاتھوں میں ہے اس وقت رضا لائبریری، رام پور، ہندوستان میں ہے، جس کا نمبرم ۔ ۸۶۳۰ ہے، [۱] اوراق کی تعداد ۱۶ (صفحات ۳۲) ہے جسے عبدالباقی نے ۳ رمحرم ۱۱۸۹ھ کو اس کی یہ دوسری نقل تیار کی، ترقیمہ کے ساتھ محررہ ایک یادداشت بھی ہے، جس کے مطابق یہ نسخہ حضرت حاجی محمد افضل سیالکوٹی (ف ۱۱۴۶ھ) کی نظر سے گذرا تھا اور حضرت میرزا مظہر جان جاناں شہید (۱۱۹۵ھ/۱۷۸۱ء) نے اسی نسخہ سے اپنے لیے ایک نقل حاصل کی تھی، حضرت حاجی صاحب دہلی کے مدرسہ نواب غازی الدین خان میں مدرس تھے، آپ کا بڑا کتب خانہ تھا جس کے باقاعدہ متولی (کتابدار) بھی ہوتے تھے، حضرت حاجی صاحب، حضرت مرزا مظہر اور شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے استاد حدیث بھی تھے [۲] یقیناً نسخہ حاضر یہی خطی نسخہ ہے جو خوش نصیبی سے کتابخانہ رضا، رام پور میں محفوظ ہوگیا، یہ نسخہ خانقاہ مظہری دہلی کے کتب خانہ سے رام پور کیسے پہنچا؟ اس کی کوئی حتمی اطلاع ہمارے پاس نہیں ہے لیکن قیاس ہے کہ نواب کلب علی خان والی رام پور (۱۸۶۴ ـ ۱۸۸۷ء) خانقاہ مظہری کے بزرگ سجادہ نشین حضرت شاہ احمد سعید مجددی (ف ۱۲۷۷ھ/۱۸۶۰ء) کے فرزند شاہ عبدالرشید

---

۱ فہرست مخطوطات فارسی رام پور رضا لائبریری (رجسٹر مخطوطات) ص ۱۴۷، فہرست نسخہ ہای خطی فارسی کتابخانہ رضا ۱/۳۰۲

۲ مقامات مظہری (طبع سوم) ۲۳۱ ـ ۲۳۲، ۲۴۰ ـ ۲۴۱

Marfat.com

سے ۱۲۷۳ھ/۱۸۵۶ء کو بیعت ہوا، اس سے اگلے ہی سال ۱۸۵۷ء کو حضرت شاہ صاحب دہلی سے ہجرت کر کے مع اولاد مدینہ منورہ مقیم گئے، نواب اپنے شیخ شاہ عبدالرشید کی وفات ۱۸۷۰ء کے بعد حج کے لیے حرمین الشریفین حاضر ہوا تو آپ کے فرزند شاہ محمد معصوم مجددی سے رام پور تشریف لانے کے لیے اصرار کیا تو آپ ۱۲۹۱ھ کو رام پور پہنچے، جہاں آپ ۳۲ سال تک نہایت عزت واحترام کے ساتھ رہے، وہاں آپ نے خانقاہ معصومی کے نام سے ایک مرکز دعوت وارشاد بنایا، جس کی مسجد اب تک آباد ہے،[1] آپ کے والد گرامی شاہ عبدالرشید بھی اکثر رام پور جایا کرتے تھے، یقیناً یہ بیش بہا خطی نسخہ خانقاہ مظہری دہلی سے خانقاہِ معصومی (رام پور) منتقل ہوا اور پھر وہاں کے کتب خانہ کے منتشر ہونے کی صورت میں رضا لائبریری میں داخل ہوا ہوگا۔

نسخہ حاضر کے پہلے زائد ورق پر تین یادداشتیں بھی خاصی قابل توجہ ہیں، پہلی دائیں جانب کی تحریر دراصل حضرت مجدد الف ثانی کے خلاف لکھے گئے ایک فتویٰ کا اقتباس ہے، جو علامہ عبدالحکیم سیالکوٹی (ف ۱۰۶۷ھ/۱۶۵۷ء) کی خدمت میں رائے زنی کے لئے بھیجا گیا تھا، جس کے جواب میں علامہ سیالکوٹی نے واضح الفاظ میں لکھا کہ:

> قدح کردن درسخن بزرگان بی علم بمراد ایشاں جہل است ونتیجہ نیک ندارد کہ غیبت عوام گناہ است، چہ جایکہ غیبت خواص، پس ردکلام مشیخت پناہ عرفان دستگاہ شیخ احمد از جہل ونافہمیدگی است،
>
> کتبہ الفقیر عبدالحکیم

---

[1] مقامات خیر ۹۶

معارج الولایت (تالیف بسال ۱۰۹۶ھ) کے ایک اندراج کے مطابق حضرت مجدد الف ثانی کے خلاف چار فتوے لکھے گئے تھے، جن میں خویشگی نے موخرترین فتوی حدود ۱۰۹۰۔۱۰۹۴ھ/۱۶۸۰۔۱۶۸۲ء اپنی مذکورہ کتاب میں نقل کر کے محفوظ کرلیا تھا، [1] لیکن اولین تین فتوؤں کے وجود کا ہمیں تا حال علم نہیں ہے، یقیناً جو فتویٰ علامہ سیالکوٹی کی خدمت میں بھیجا گیا وہ آپ کی وفات ۱۰۶۷ھ/۱۶۵۷ء سے پہلے مرتب ہوا ہوگا، گویا رسالہ حاضر کی اس یادداشت کے ذریعہ ہمیں پہلی مرتبہ علامہ سیالکوٹی کے حین حیات اس استفتاء کا علم ہوا ہے۔

اسی ورق کے بائیں جانب کی تحریر سے تو واضح ہوتا کہ اس کے ناقل عبدالباقی نے یہ مخطوطہ حضرت حاجی محمد افضل کے کتب خانہ کے اس نسخہ سے نقل کیا ہے جو ان کی نظر سے گذرا تھا۔

اسی ورق کی تیسری یادداشت بھی خاص اہمیت کی حامل ہے، یہ دراصل وہ مکتوب ہے جو حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے اس وقت حضرت خواجہ حسام الدین احمد کو لکھا جب آپ کے حضرت مجدد الف ثانی کے مکشوفات پر اعتراضات رفع ہو گئے اور آپ کو حضرت مجدد الف ثانی کے متعلق اطمینان حاصل ہو گیا، حقیقت یہ ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی کا ایک مرید حسن افغان تھا جو کسی بات پر حضرت سے

---

[1] ہم نے اپنی کتاب احوال و آثار عبداللہ خویشگی قصوری میں یہ فتویٰ ایک تجزیاتی مطالعہ کے ساتھ بطور ضمیمہ شامل کر دیا ہے، بعض تفصیلات کے لیے ملاحظہ ہو ارمغان امام ربانی ۶/۲۴۱۔۲۴۴

Marfat.com

ناراض ہو گیا اور جاتے ہوئے آپ کی اجازت کے بغیر آپ کے مکتوبات میں سے چند مکاتیب کی نقل اپنے ساتھ لے گیا، وہ چونکہ آپ سے ناراض تھا، لہٰذا اس نے ان مکتوبات میں تحریف کر کے اسے ہندوستان کے اس وقت کے اکابر علماء و مشائخ کو دیکھایا، وہ حضرت شیخ محدث کی خدمت میں بھی حاضر ہوا، آپ نے بغیر تحقیق کے ان محرف معارف پر ایک ناقدانہ رسالہ لکھا جسے اس نے دیگر حاسدین کو ساتھ ملا کر خوب شہرت دی، جس کے نتیجہ کے طور پر اس وقت بہت شورش پھیلی تو حضرت مجدد الف ثانی نے اپنے اصل مکاتیب کی نقل اپنے خواجہ تاش یعنی شیخ محدث کو بھیجی جسے پڑھ کر آپ کے اشکال رفع ہو گئے، حضرت شیخ محدث کا یہ مکتوب (اخلاص نامہ) حضرت خواجہ حسام الدین احمد (ف ۱۰۴۳ھ/۱۶۳۳ء) کے نام ہے، آپ نے براہِ راست اپنا یہ مکتوب حضرت مجدد الف ثانی کے نام نہیں لکھا بلکہ اپنے شیخ حضرت خواجہ باقی باللہ کی درگاہ کے سب سے معتبر خادم خواجہ حسام الدین احمد کے نام تحریر فرمایا، اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ حضرت محدث نے ایسا کیوں کیا؟

اس کا سادہ جواب یہ ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی کے فیض کا سرچشمہ حضرت خواجہ باقی باللہ کی یہی مبارک خانقاہ تھی جس کے ارکان میں سے سب سے موثر اور معتبر یہی حضرت خواجہ حسام الدین احمد تھے، اسی لیے مخالفین کا سب سے زیادہ یہی نشانہ بنے، یہاں تک کہ حضرت شیخ محدث کی طرح خواجہ حسام الدین احمد کے دل میں بھی حضرت مجدد الف ثانی کے متعلق ''غبار کدورت'' حائل ہو گیا، آپ نے خود اپنے سوانح نگار خواجہ کلاں بن حضرت خواجہ باقی باللہ کو بتایا تھا کہ

Marfat.com

''میرے اور میاں شیخ احمد (مجدد الف ثانی) کے مابین بعض متشابہات پر گفت و شنید ہوئی تھی اور ان امور کے باعث ہمارے ''دل آئینہ مصفا'' میں ''غبار کدورت'' حائل ہو گیا تھا...... میرا دل چاہتا تھا کہ ان کے روحانی مشاغل کو غلو سے تشبیہ دوں لیکن میرا دل کسی طرح بھی یہ کرنے کے لیے راضی نہیں ہوتا تھا، میں ہمیشہ ان ''متشابہات'' کی توجیہ کے لیے اللہ تعالیٰ کے کرم کا منتظر رہتا تھا کہ انہی ایام میں حضرت مجدد الف ثانی کی طرف سے ''واضح بیان'' آ گیا، جس سے وہ مقام ''کدورت و ملالت'' دور ہو گیا اور اب اس کا نشان تک نہیں ہے''[1]

ہمیں حضرت خواجہ کلاں کے بیان سے ایسا اندازہ ہوتا ہے کہ جب حضرت مجدد الف ثانی کے خلاف ''شورش'' بہت بڑھ گئی تو آپ نے اپنے اصل مکاتیب بھی خواجہ حسام الدین احمد کے ذریعہ حضرت شیخ محدث کے ملاحظہ کے لیے ارسال کیے جنہیں پڑھ کر شیخ محدث اور خواجہ حسام الدین مطمئن ہو گئے اور پھر حضرت شیخ محدث نے اپنے رسالہ اعتراضات سے رجوع کے سلسلہ کا مکتوب بھی انہی خواجہ حسام الدین احمد کو لکھا، حضرت مجدد الف ثانی نے اپنے اصل مکتوبات کے ساتھ خواجہ صاحب کو ایک مکتوب بھی ارسال کیا جس میں آپ نے شیخ محدث کا نام لیے بغیر برادرانہ شکوہ بھی کیا ہے کہ انہوں نے مجھے براہ راست لکھنے کی بجائے محض اشتباہ کی بنیاد پر اعتراضات کر کے مشتہر کیا اور ''شہر شہر منادی'' کرائی، یہ کہاں کی دین داری ہے؟ اگر کوئی ایسا لفظ مجھ

---

[1] خواجہ کلاں: زاد المعاد ۳/۷۹ ملخصاً

Marfat.com

سے صادر ہو بھی گیا تھا جو ظاہر علوم شرعیہ سے مطابقت نہیں رکھتا تھا تو تھوڑی سی توجہ سے اس کی شریعت کے مطابق تاویل کر لیتے ......[1]

اب سوال یہ ہے کہ حضرت شیخ محدث کا اپنے اعتراضات سے رجوع کرنے کا یہ مختصر سا مکتوب کہاں سے آ گیا؟ جب کہ یہ تو آپ کے مجموعہ مکاتیب میں بھی نہیں ہے، اس کا بھی سادہ سا جواب یہ ہے کہ آپ کا رسالہ اعتراضات بھی تو آپ کے مکاتیب ورسائل کے مجموعہ میں نہیں ہے، حقیقت یہ ہے کہ آپ کو جب حضرت مجدد الف ثانی کی طرف سے واضح دلائل مل گئے تو اپنے اعتراضات سے رجوع کرتے ہوئے ان دونوں خطوط کو اپنے مجموعہ میں شامل کرنا کسی طرح بھی مناسب نہ سمجھا۔

رجوع کے مکتوب بنام خواجہ حسام الدین احمد کا پہلا حوالہ ایک موخر تذکرہ روضۃ القیومیہ کے ذریعہ سے منظر عام پر آیا۔[2]

اس سے پہلے جب حضرت خواجہ حسام الدین احمد نے خواجہ کلاں کو اپنے نام ملنے والے اہل علم و دل کے مکاتیب مرتب کر کے مجموعہ کی شکل دینے کا امر فرمایا تھا، یقیناً یہ مکتوب بھی اس کا حصہ ہوگا، خواجہ کلاں نے اسے کلیات کے نام سے ترتیب دیا تھا، آج ہم اس کے وجود سے بے خبر ہیں، یقیناً اس کا قلمی نسخہ حضرت میرزا مظہر جان جاناں شہید کے پاس ہوگا، اور آپ نے وہاں سے پڑھ کر اس کا ذکر اپنے مخلصین سے کیا، جو آپ کی سب سے مستند سوانح بشارات مظہریہ تالیف مولانا نعیم اللہ بہرائچی میں

---

[1] مکتوبات امام ربانی ۳/۱۲۱/۵۶۶

[2] روضۃ القیومیہ ۱/۲۱۱ (اردو ترجمہ)

Marfat.com

اخلاص نامہ کے عنوان سے درج ہے۔[1]

ڈاکٹر ایس ایم اکرام کے سامنے اس اخلاص نامہ کے معتبر ہونے کے دلائل موجود تھے لیکن انہوں نے اپنی مخالفانہ روش کے تحت اس کے باوجود اسے رد کر دیا۔[2] دراصل ڈاکٹر اکرام علماء وصوفیہ کے احوال کے بارے میں چند عمومی متعارف کتب سے زیادہ نہیں جانتے تھے، اس لیے وہ اس حقیقت سے انکار کر بیٹھے، اُن میں سے بعض امور کی ہم نے زادالمعاد کی پہلی جلد میں تفصیلات بیان کی ہیں۔[3]

بشارات مظہریہ میں اسے ''اخلاص نامہ طولانی'' لکھا گیا ہے، یقیناً رجوع کا یہ مکتوب طویل ہوگا لیکن ناقلین نے اسے مختصر کر دیا ہے، اخبار الاخیار (طبع مطبع مجتبائی، دہلی) میں تو محض چند سطور ہی ہیں۔[4]

---

[1] بشارات مظہریہ، قلمی ورق ۳۴۔ا،ب (نسخہ کتابخانہ برٹش میوزیم، لندن)

[2] رودکوثر ۳۶۳ و بہ بعد

[3] زادالمعاد ۱/۱۳۶۔۱۳۷، ۲۷۹۔۲۸۵

[4] اخبار الاخیار ۳۲۵۔۳۲۶

Marfat.com

رساله در جواب شبهات شیخ عبدالحق دهلوی
که بر کلام حضرت ایشان کرده رحمة الله تعالی علیه

نقل دستخط مولانا حکیم سیالکوتی بر محضر اعتراضات میرکی

قدح کردن در سخن بزرگان بی علم مراد این جماعت است
و شیخ باک ندارد که غیبت عوام گناه است چه جای غیبت خواص
پس رد کلام مشیخت پناه عرفان دستگاه شیخ احمد از جهل و فهم
است لفه کتبه الفقیر عبدالحکیم

اخلاص نامه که شیخ عبدالحق دهلوی بجانب حضرت خواجه حسام الدین احمد نوشته

حامی عارف کامل خدا آگاه حضرت خواجه ... نامه قدس سره ... طولانی که با والد ... در بار ... ارشاد
حضرت ... مجدد الف ثانی بجهت مضمون رسیده اند که آنچه مسودات اعتراضات که بر کلام قدسی آیات حضرت مجدد
رضی الله تعالی عنه نوشته ام همه اوراق محو شوند غبار بشریت بصحبت حضرت مجدد رضی الله عنه ... رسید ...
بعضی انجامید این اخلاص نامه ایست ... شیخ ... الله و العالم علی ... المحقق
و از این ... احوال شریف ... با جهت قصوری که در جبلت بشریت ... آنچه از آن ...
ضعف ... شده باشد تا بخیر حضرت از صحت کلی و عافیت تام مشرف و مسرور گردد و ...
با علام آن مشرف گردانند و دیده محبت در راه انتظار وصول اخبار بهجت آثار حضرت میان شیخ احمد
دوچار است امیدوار است که دعای محبان باجابت رسیده اثر عظیم آورده است این فقیر در این ایام
... بحال ایشان از حد متجاوز است و اصلا رده ... بشریت و غشاوه ... در میان
نمیماند که از آنجاست تا قطع نظر از رعایت طریقه انصاف و حکم عقل که با چنین عزیزان و بزرگان نباید
نمود ... بطریق ذوق و وجدان و غلبه چیزی افتاده است که ... از ادراک ... است
مقلب القلوب و مبدل الاحوال شاهد که ظاهر ... درین استبعاد گشته من ... کم ...
... است زیاده چه نویسد ...

Marfat.com

۱

بسم الله الرحمن الرحیم

بعد الحمد لله سبحانه والصلوة علی رسوله نموده می آید که چندی از اهل عناد و فساد
بر کلمات حضرت ایشان قدس سره از روی تعصب بعضی اعتراضات و شبهات ایراد
نموده اند بنا بران جواب و حل آن بر وجهی که موافق عقل و نقل بود جمعی از مخلصان آن حضرت
قدس سره نیز رقم نمودند و بعضی از آن شبهات که من بعد ظاهر شد نا چار در جواب
آنها نیز کلمه چند رقم نموده شد و تحقیق مغالطه آنها کرده آمد آنست که شیخ در مکتوب
هفتاد و هشتم از جلد ثالث نوشته اند که انبیا که بتوسل نبی بحضرت ذات تعالی رسند
آن نبی در میان ذات و در میان آن انبیا حایل نیست و ایشان را بالاصالة از حضرت ذات
نصیب است بخلاف امت نبی که بتوسل او رسد آن پیغمبر در میان او حایل است مگر آنکه
فردی از افراد امت را بالاصالة از حضرت ذات تعالی نصیب بود آنجا نیز حیلوله نبی مفقود
است و تبعیت موجود اینجا گوییم که این کدام فرد امت که او را بالاصالة از حضرت ذات
نصیب است با آنکه در همه کتب یافته میشود که اصالة انبیا راست دیگران را توسل
و تبعیت است و آنچه در حق فرد امت می نویسند باید که از روی شریعت غرا اثبات کنند
تا همه کس قبول کنند و گرنه عندنا بپا اعتبار نیست جواب ازین شبه آنست که اصالت را
دو اطلاق است اطلاق اول آنکه نبی را علیه الصلوة والسلام فی توسل و تبعیت
احدی از حضرت ذات تعالی نصیب بهره بود و حیلوله دیگری در شهود ذات نیز مفقود
باشد و این اصالت اتم و اکمل است و مخصوص بخاتم الرسل علیه و علی آله الصلوة
والسلام و اطلاق دیگر آنکه عارف را در شهود و وصول ذات تعالی حیلوله نبی مفقود
باشد و توسل و تبعیت نبی کاین بود و فرق بین الاطلاقین واضح است زیرا که در اطلاق

اول

Marfat.com

۲

اول رفع تبعیت و توسل است و در اطلاق ثانی اثبات توسل و تبعیت است و رفع
حیلوله در شهود ستّان ما بینهما و معترض اطلاق اول که مخصوص بخاتم الرسل
است علیه الصلوة و السلام با طلاق ثانی که در غیر نبی نیز یافته میشود مشتبه شده
است لهذا طلب شاهد از شریعه بر اصالتی که عارف را ثابت است مینماید میگوید
که در همه کتب یافته میشود که اصالت انبیا راست و دیگرا را توسل و تبعیت است و
و ظاهر است که در کتب شریعه انچه ذکر کرده و تعرض نموده اند نفی اصالت بمعنی ثانی است
یعنی فقدان حیلوله نبی مر عارف را در شهود ذات آن را هیچ تعرض و ذکر در کتب شریعه
نیست نه باثبات و نه بنفی و ما نیز میگوییم که اصالتی که بی توسل و تبعیت باشد بخاتم الرسل
علیه الصلوة والسلام مخصوص است و افراد امت را البته توسل و تبعیت در کار است
و نفی توسل و تبعیت در حق افراد امت الحاد و زندقه و اصالت که بمعنی نفی حیلوله نبی است در
شهود ذات افراد امت را اثبات مینماییم و ظاهر است که ما یعتمد من کشفی و الهامی
و ذکر آن در کتب شرع کم است تا شاهد آن از شرع طلبیده شود با آنکه گوییم که
آنحضرت قدس سره در غیر این باب تمسک بحدیث کرده اند باین عبارت که در حدیث صحیح آمده
که بنده چون نماز داخل میشود حجابی که در میان بنده و خداست جل شانه مرتفع میگردد
چنانکه عنقریب می آید ان شاء الله تعالی و شواهد آن از کلام صوفیه که صاحب کشف و الهام اند
بسیار است شیخ محی الدین ابن عربی که مقتدای اکثر متاخرین صوفیه است در فصوص
تصریح نموده است که خاتم الاولیاء اخذ فیض بی توسط از ذات تعالی مینماید و عبارت
فصوص و شرح مولوی جامی بعینه اینست خاتم الاولیاء الولی باعتبار باطنه ذا الورث لخاتم
الرسل فی شرائعه و احکامه فانه لوراثته فیه بمنزلة الرسالة و لاخذه عن الاصل بلا واسطة.

Marfat.com

دلیل این مضمون ترجمه داده
میان عاشق و معشوق رمزیست
کراماً کاتبین را هم خبر نیست

فیصح ان یاخذ منه من غیر واسطه و عین القضاة همدانی در مکاتیب خود از کلمات
خویش این عبارت آورده الشرعی و بین عبدی لا یطلع علیه ملک مقرب و لا نبی
مرسل و فی منبع الکمالات تصنیف الشیخ مراد ارومی الحنفی نقلا عن بعض العارفین
ان الرجل لا یکمل عندنا فی مقام العلم حتی یکون علمه عن الله سبحانه بلا واسطة
کما اخذه الخضر علی نبینا و علیه الصلوة والسلام و قطب ربانی عارف سبحانی
امام شعرانی قدس سره در کتاب یواقیت و جواهر در مبحث سادس اربعین در بیان وحی اولیا
که بالهام است و بیان فرق در میان وحی اولیا و در میان وحی انبیا علیهم الصلوة والسلام
آورده است و بسط کلام در بیان الهام اولیا که بتوسط ملک باشد و بی توسط ملک هم ایست
که ایراد آن درین مقام بتطویل می انجامد و از جمله کلمات او قدس سره این عبارتست
فان قلت فهل یکون الالهام بلا واسطه لاحد فالجواب نعم قد یلهم العبد من الوجه الخاص
الذی بین کل انسان و بین ربه عز و جل فلا یعلم به ملک الالهام لکن علم هذا الوجه ضاع
الناس الی انکاره و منه انکر موسی علی الخضر علی نبینا و علیهم الصلوة والسلام و عذر موسی
فی انکاره لان الانبیاء ما تعودوا اخذ احکام شرعهم الا علی ید الملک انتهی از بین نقلها
از کلام صوفیه علیه ایراد نموده شد ظاهر میشود که قول مخالف که عند یا شیخ ذا الاعتبار
نیست باطل و فاسد است و ناشی از عدم تتبع کلام صوفیه و جواب تفصیلی ازین شبهه در
مواضع متعدده از مکاتیب شریفه ایشان ظاهر و واضح میشود چنانچه ارباب
انصاف را صحیح شیوه و ریب در آن نمینماید بلکه ایمان می افزاید و اهل تعصب از مبحث خارج
اند از جمله آن مواضع مکتوب صدویکم است از جلد ثالث که بیان بتفصیل فرموده
اند و ملخص آن ایراد نموده می آید قال قدس سره حقیقت توسط و عدم توسط بیان منها

Marfat.com

بیان استماع فرمایند طریق جذبه چونکه کشش از جانب مطلوبست ناچار قبول وسائط نمیکند
و در طریق سلوک چونکه انابت از جانب طالب است از وجود وسائط چاره نبود و در نفس جذبه
هرچند سلوک در کار نیست اما تمامی جذبه منوط بسلوک است اگر سلوک که عبارت از اتیان
شریعت است با جذبه منضم نگردد جذبه ناتمام و ابتر است و در طریق جذبه اگر توسط متابعت
شریعت که عبارت از سلوک است در وصول بمطلوب میسر شود بی واسطه و بی تحصیل امری خواهد بود
ولکن الله لو تسلیم بدین لو قیض علی الله تعالی یعنی اگر گفته شود که حضرت حق سبحانه
رسانیده شود بما نطق البطون هر آینه در میان شاهد در حق حلاج علی حیلوله و حجاب امری
نخواهد بود و شاید که بخاطر شریف شما هم مانده باشد که حضرت خواجه ما قدس سره منقول است
که وصولی که از راه معیت حق را حاصل سلطان بامانده است اگر میسر شود ناچاری توسط
امری خواهد بود که مناسب معیت است و راه معیت یکی از طرق جذبه است استماع فرمایند
هر ظل را با اصل خود شاهراه است و هیچ چیز در میان ایشان حائل نیست اگر بعنایت خداوندی
جل شانه ظلی را با اصل خود میلی پیدا شود و کششی باو پیدا گردد و بدولت متابعت صاحب شریعت
علیه و علی آله الصلوة و التسلیمات آن ظل را تا آن اصل وصول و الحاق حاصل آید
هر آینه بی حیلوله امری خواهد بود و چون آن اصل اسمی است از اسماء الهی جل شانه
ناچار در اسم و مسمای او حایلی نخواهد بود و وصول ظل ازین راه با اصل الاصل که مسمی آن اسم
است بی توسط امری خواهد بود و ایضاً هر که داخل حضرت ذات تعالی بوصول تحولی
بتوسط حیلوله امری در حق او مفقود است بسا که توهم ازین عدم توسط که در طریق
جذبه و غیره گفته شده است استغنائی از بعثت خیر البشر علیه و علی آله الصلوة و السلام
اگرچه نسبت ببعض بود توهم نکنند و عدم احتیاج بمتابعت او علیه السلام گمان نبرند که آن کفر و الحاد

Marfat.com

زندقه است و انکارات از شریعت حقه و بالا گذشته است که خود را بی توسط
عبارت از اتیان شریعت است ابتر و ناتمام است و نقص است که بصورت نعمت اورده
و حجت را بر صاحب خود ناتمام تمام کرده بالجمله بکشف صحیح و الهام صریح مرتقی شده است
که هیچ دقیقه از دقایق این راه و هیچ معرفتی از معارف این قوم بی واسطه بودن بی توسط
متابعت او علیه و علی آله الصلوة و السلام میسر نیست و منتهی را در رنگ مبتدی در توسط
فیوض و برکات این راه بی تبعیت و بی طفیل او حاصل نه محال است سعدی که راه صفا
توان رفت جز در پی مصطفی و مقصود ذاتی و مدعو اولی ازین دعوت اوست علیه و علی آله
الصلوة و السلام و دیگران را بطفیل او طلبیده اند لولاه لما خلق الله الخلق و لما اظهر الربوبیة
کما ورد و چون دیگران همه طفیلی او باشند و او مقصود اصلی ازین دعوت بود ناچار هم
محتاج او باشند و بتوسط او فیوض و برکات اخذ نمایند علیه و علی آله الصلوة و السلام اکمل
در مانند مکتوب گشته است که محبوبیت او علیه و علی آله الصلوة و السلام با آن محبت واجبی
جل شانه کاین است که بذات بحت او تعالی فی ملاحظه شیون و اعتبارات تعلق گرفته
است و حضرت ذات تعالی با آن محبت محبوب گشته بخلاف محبوبیت دیگران که با آن محبت
کاین است که تعلق بشیون و اعتبارات دارد یا متلبس باسماء و صفات است یا بظلال
اسماء و صفات علی تفاوت الدرجات فان فضل رسول الله لیس له حد فیعرب عنه ناطق بفم
تحصیل این مقام آنست که توسط آنسرور علیه و علی آله الصلوة و السلام بدو معنی تواند بود
یکی آنکه او صلی الله علیه و سلم حایل و حاجب بود در میان سالک و در میان شهود مطلوب
و معنی دوم آنست که سالک بطفیل او و بتوسط تبعیت او علیه الصلوة و السلام بمطلوب
واصل گردد و در طریق سلوک مانعی از رسیدن بحقیقت محمدی توسط بهر دو معنی کاین است و بعد از

الوصول

رسیدن بحقیقة الحقایق توسط بمعنی ثانی است که طفیل و تبعیت است نه حیلوله
و حجاب که پرده شهود و مشاهده بود و گفته شود که ازین عدم توسط اگرچه بیک معنی بود قصوری
بجناب حضرت خاتمیت علیه و علی آله الصلوة والسلام لازم می آید گوئیم که این عدم توسط
مستلزم کمال انجذابست نه مستلزم قصور بلکه قصور در وجود توسط است زیرا که
کمال متبوع آنست که تابع او بطفیل و تبعیت او بجمیع درجات کمال برسد و هیچ دقیقه
فرو نگذارد و این معنی در عدم توسط کاین است نه در وجود توسط از شوکت عظمت
مخدوم است که خادم وی در هیچ مقامی از وی تخالف نکند و تبعیت او شریک دولت
او گردد ازینجاست که آنسرور فرموده علیه و علی آله الصلوة والسلام علماء امتی کانبیاء
بنی اسرائیل و در حدیث صحیح آمده است که بنده چون بنماز داخل شود حجابی که در میان
بنده و خداست جل شانه مرتفع میگردد لهذا صلوة معراج مومن آمد و حظ وافر ازان
نصیب منتهی واصل گشت چه رفع حجاب مخصوص بواصل منتهی است پس ارتفاع توسط
و حیلوله تابعیت این معرفت از خواص معارف لدنیه این فقیر است که محض فضل
و کرم آنرا عطا فرموده اند مشایخ طریقت در توسط و عدم توسط آنسرور اختلافها دارند
علیه و علی آله الصلوات والتسلیمات جمعی بتوسط رفته اند و گروهی بعدم توسط و
بیکدام شان تحقق توسط و عدم توسط نموده است ارباب ظواهر نزدیکست که عدم
توسط را که کمال است کفر دانند و قایل آنرا نادانسته تضلیل کنند و توسط را از
کمال ایمان تصور نمایند و حالانکه عدم توسط منبی از کمال متابعت است و توسط منبی از
قصور متابعه کما مر کل ذلک منهما لعدم الدرک عن حقیقة الحال قال الله تعالی بل کذبوا بما
لم یحیطوا بعلمه ولما یاتهم تاویله کذلک کذب الذین من قبلهم هذا خلاصه کلامه قدس سره

Marfat.com

في ذلك المكتوب و در مكاتيب ديگر نيز تحقيق اين مطلب فرموده اند ليكن ايراد مطول بحا
و براى ارباب انصاف كه اجتناب دارند از اعتساف اينقدر هم كافيست ختم
بدين عبارت آورده و در همون مكتوب نيز در يك از محبوبين چه مطلوب از دعوت محبوبيت
ديگر از بطفيل او خوانند و به تبعيت او طلبند اما همه جليس يك سفره اند و در يك مجلس على تفاوت
الدرجات استيفاء لذات و نعمات مينمايند اما مانند كه دله بردار ايشان اند و
از نوشخوار ايشان مگر فردى از افراد امت ايشان كه بكرم خداوندى جل شانه مخصوص بود و
جليس مجلس اكابر گردد چنانكه گذشت هيچ با كريمان كارها دشوار نيست انتهى بحا
كه همه را بطفيل آنحضرت صلى الله عليه وسلم خوانند و به تبعيت او طلبند مگر فردى از افراد امت
را كه بكرم خويش طلبند و در نقل اول افراد امت را جليوله نى مفقود بود و تبعيت موجود و درين
نقل چنان معلوم شد كه اين فرد امت را تبعيت هم نيست و طفيليت نيز نيست مگر بكرم خداى تعالى
مخصوص است و در اين مسئله كتاب ديده نشده است كه افراد امت را جليوله نى مفقود باشد
و ديگر از بطفيل او طلبند و به تبعيت او خوانند مگر افراد امت را كه بكرم خويش مخصوص دانند
درين نقل نه جليوله ماند نه تبعيت و نه طفيليت پس اين افراد كدام امت باشند بايد كه اين
از شريعت اثبات كنند يا بر معتقد شيخ اعتقاد كرده شود جواب از اين شبهه آنست كه اين طاعن
معنى كلام آنحضرت را نا فهميده اعتراض كرده است و در فهم معنى كلام آنحضرت خطاى صريح
كرده زيرا كه محصول كلام ايشان كه در بيان افضليت انبيا بر افراد امت واقعه است
راجع بچند حكم است حكم اول آنكه مقصود به دعوت محبوبيت است و انبيا ديگر بطفيل
آنحضرت مدعو اند اما همه جليس مجلس اويند على نبينا و عليهم الصلوات والتسليمات
و بعد از تمام شدن اين كلام حكم ديگر ايراد كرده باين عبارت كه امتان مرتبه هم دارند از

ان كه

الت اند یعنی جامع مجالس آن ذات نیستند مگر فردی از امتان که بطفیل آنحضرت مدعو شوند و در مجلس
آن ذات بار گردند پس ظاهر است که این استثنا راجع باین حکم و کلام نیست که بامثال متعلق است
بحکم اول که بما متعلق زیرا که درمیان استثنا و کلام اول فصل باجنبی واقع شده است
و از حکم متصل گذشته بحکم منفصل راجع نمیتواند شد و نیز مخالف است بعرضی که سوق کلام
برای آنست و افضلیت انبیا بر خود امت است و هر که صاحب ادنی تمیز است آن را فهم میتواند
کرد و معترض ناتراشیده از سوء فهم خود خیال کرده که استثنا راجع بکلام سابق است لهذا
حکم کرده که ازین نقل بر حیلوله مانده تبعیت پس این در دامن کدام روایت باشد و این توهمی است
باطل و خیالی فاسد و اعتراضی که بر خیال خام خود انشا کرده نیز فاسد است الله تعالی طاعن را انصاف
دهد و عقل و تمیز روزی کناد و عجب تعجب آنست که آنحضرت درین مکتوب و در مکاتیب دیگر که در ان
در جواب شبه اول گذاشته است چندین تحقیقات برای همین مطلب یعنی اثبات تبعیت و طفیلیت
بافراد امت نموده اند و کلمات محکمه بعبارات متنوعه آورده و این بی انصاف کلمه استثنا را
بر حسب خیال خود محمول داشته فهم معنی که خلاف مراد ایشان است نموده از تمام تحقیقات
و ادله چشم پوشیده است و عقل و فراست خود را بر باد داده و خود در ورطه ضلالت افتاده
جرات بطعن آنحضرت نموده آنست که شیخ در مکتوبات نود و دوم از جلد ثالث نوشته اند
که تعین اول مر حضرت ذات را تعالی و تقدس تعین حضرت وجود است و میگویند این مکتوب
ساخته که این تعین اول وجودی رب جلیل الرحمن است و اکثر مشایخ علیه آن را عین ذات گفته اند
و شیخ زیادتی بر ذات نموده و هم غیر آن را ابتدای رسیده اند و این مرحق از مادون در تی بود که
این گفتگو پیش بنده ذخیره داشته بودند این قول شیخ شاهد میخواهد از کلام مشایخ که در رسیده
و حقیقت معلوم میشود که تعین اول حقیقت محمدی است و قول شیخ مخالف احادیث است و خلاف اجماع

Marfat.com

جواب از این شبهه آنست که چندگاه مکشوف آنحضرت همچنان بود که تعین اول تعین وجودی
رب حضرت خلیل است لیکن در آخر کار از این مکشوف رجوع کرده اند و جزم نموده که تعین اول
حقیقه محمدیست چنانکه در مکتوب یکصد و بیست و دوم از جلد سوم مرقوم نموده اند که آنچه در آخر کار بعد از
طی مراتب ظلال منکشف شده آنست که تعین اول تعین حبی است که حقیقه محمدی است و حقیقة الحقایق
است بآن معنی که حقایق دیگر چه حقایق انبیاء کرام و چه حقایق ملائکه عظام علی نبینا وعلیهم الصلوة
والسلام کالظلال اند مر او را و او اصل حقایق است کما قال علیه السلام اول ما خلق الله نوری
پس ناچار آن حقیقه واسطه باشد میان سایر حقایق و میان حق جل و علی و وصول مطلوب بدون
توسط او محال باشد از اینجاست که انبیاء اولوا العزم با وجود اصالة بمتابعت او منجر شده و آرزو
داخل امتان او میکردند و چون اصل واسطه است در وصول ظل بمطلوب لاجرم حضرت خلیل نیز
توسط حضرت حبیب را درخواسته است و آرزو نموده آن برده که داخل امتان او شود و مرکز گردیده
که مرکز این تعین حبی محبیت است که حقیقت محمدیست و محیط آن که بمنزله ظل است مر آن مرکز را
خلت است که حقیقه ابراهیمی پس حب اصل آمد و خلت کالظل و تحقیق این مقدمات در مکتوب
بشرح و بسط آورده اند که مزیدی بر آن متصور نیست و ظاهر است که بر این تحقیق آن شبهه مخالف
معترض که بر مکشوف اول مبنی است مندفع میشود و تعصب بخاید را علاج نیست ها عن عبارت
موهم شبه است ایراد نموده اعتراض میکند و عبارتی که حل و دفع آن شبهه مینمایند از آن اغماض
مینمایند بر تقدیر تسلیم جواب میگوئیم که آنچه معترض ذکر کرده که قول شیخ مخالف حدیث صحیح است
ساقط مطلق است زیرا که آنحضرت در همان مکتوب حدیثی که مخالف تمسک آن نموده در بیان
تعین وجودی که مکشوف اول است ایراد نموده اند و جواب آنرا بوجه شتی ذکر کرده بنوعی که محل
ریب اشتباه نماند و ایراد آن در مقام تطویل حاجت نیست هر که تفصیل آن خواهد بآن مکتوب
رجوع نماید و آنکه مخالف گفته که قول شیخ خلاف اجماع است جوابش آنست که معترض حقیقی
اجماع را نفهمیده است زیرا که در کتب اصول اجماع را که از جمله ادله اربعه شرعیه است باتفاق
مجتهدان

Marfat.com

مجتهدان هم بجهت عدم علمی از احکام شرعیه تغییر کرده اند و اتفاق علما یعنی غیر مجتهدین هیچ منظور نشده اند
و ظاهر است که اصطلاح تعینات خمسه و مرتبه لا تعین و تعین اول و حقیقه محمدی و بعد آن و
امثال آن که مبنی بر قاعده توحید وجودیست از شیخ محی الدین ابن عربی قدس سره و اتباع او
مقرر شده است و از زمن صحابه تا انقراض زمان مجتهدین که اهل اجماع اند هیچکس از علما
فرق اسلام تکلم بآن ننموده است خواه مجتهدین باشند یا غیر ایشان از فقها و متکلمین و مفسرین و
محدثین بلکه اگر اجماع علما بر خلاف آن گفته شود هم وجه دارد پس بر مصطلحات متاخرین
صوفیه دعوی اجماع امت کردن جهالت صرف است اگر اجماع صوفیه را بر این اصطلاحات دعوی
کنند هم غلط است زیرا که قدمای صوفیه باین اصطلاحات اصلا تکلم ننموده اند و نیز مخالف
بر عبارت مذکوره ایراد نموده است که شیخ میگوید که اکثر مشایخ توحید وجودی عین ذات گفته اند
و این تصریح از ما دون او دولتی بود که برای این مسکین ذخیره داشته بودند گویم تا هزار سال ائمه
بزرگان گذشتند هیچ یکی تصریح از ما دون نکرده پس ایشان مومن مخلص بوده باشند که
در حق ایشان وارد شده است کنتم خیر امة و علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل قول شیخ
هیچ معنی ندارد میدهد که مسلمین یکی آنکه تا هزار سال کسی بر قدم انبیا نرفته که تصریح از ما دون سپارد
دیگر آنکه اگر بر قدم انبیا بوده نفی مشارکت غیر معبود نکرده این گفتگوی جای دیگر مسکین ننمود
با همه منها اگر بمعنی از روی شریعت ثابت کنند فبها و الا در حق خیر امت بطلان صریح است که
تصریح از ما دون نکرده باشند تجوز است از این شبه آنست که مجتهدان امت و علمای اهل سنت
از صدر اول تا زمان انقراض مجتهدان غیر از شیخ ابو الحسن اشعری هیچکس وجود را عین نگفته است
بلکه هم زاید بر ذات گفته اند چنانچه در شرح مواقف و غیر آن از کتب کلامیه مفصل تصریح آن نموده اند
و قدمای صوفیه نیز تعرض بزیادتی و عینیت وجود ننموده اند بلکه شیخ محی الدین عربی و متابعان او
بنفی زیادت وجود اند بعینیت وجود بذات تعالی حکم کرده اند و منع زیادتی نموده همان یک وجود
را در جمیع مراتب تعینات ساری ساخته و از متاخران صوفیه هم جمعی کثیر بوحدت وجود عقیده

Marfat.com

آن بذات تعالی قایل شده اند مثل شیخ علاء الدوله سمنانی و تابعان او و شیخ روزبهان
بقلی و شیخ شهاب الدین سهروردی و غیر ایشان از مکشوفات آنحضرت درین مسئله مواقف مذهب
علمای اهل سنت است بلکه جمیع متکلمین است یعنی وجود زاید است بر ذات تعالی پس آنچه
گفته که هر که تا هزار سال همه بزرگان مجتهدان تمیز حق از ما دون نکرده باشند پس چگونه آنها
مومن مخلص بوند کلام لغو و باطل است و نارسائی است بمذهب اهل حق و عدم اطلاع بر
کتب اسلامیه تحقیق کرده اند پس مذهب آنحضرت موافق شریعت است و مراد ایشان از مشایخ
در جائیکه فرموده اند که اکثر مشایخ متاخرین اند که قایل بتوحید وجودی و مخالف اهل سنت و جماعت
ظلمت شاهد از شرح بر مذهب ایشان می نمایند و نمیدانند که مذهب ایشان عین مذهب متکلمین است و ما را
علم و وقوف نشد و مقصدی اعتراض بر کلام اولیا اجل گردیده الله تعالی و برا انصاف دهاد
ششم آنکه در مکتوب نود و چهارم از جلد ثالث می نویسند که ولایت این فقیر هر چند مربای ولایت
محمدی و ولایت موسوی است علی صاحبهما الصلوة والسلام و بطفیل این هر دو ولایت
هر یک از نسبت محبوبی و نسبت محبی است که رئیس محبوبان حضرت رسالت است صلی الله علیه وسلم
و رئیس محبان حضرت موسی علیه السلام اما بوسیله متابعه حضرت خاتم الرسل صلی الله علیه وسلم
بولایت من کار و بار دیگر است و معامله علیحده با آن مربوط اگر چه اصل این ولایة ولایة پیغمبر
خود است صلی الله علیه وسلم که ولایة محمدی باشد که منشا آن یا لاصالة محبوبیت صرف است
لیکن چون فنا و لایة موسوی که بالاصالة ناشی از محبیت صرفست با ین ضم گشته و منصبغ
آن برنگ صفات دیگر پیدا کرده بلکه توان گفت که حقیقة دیگر گشته و ثمره دیگر داده و نتیجه
دیگر آورده شیخ اینجا صریح دعوی بیشقدمی میکند اگر از روی شریعة ثابت شود فبها و الا معلوم نیست
که چه حظ دارد جوابش از این شبه آنست که دعوی بیشقدمی و فضل وقتی لازم می آید که ولایت ممتزج
را افضل دانند از ولایة محبوبیته که مخصوص بخاتم الرسل علیه الصلوة والسلام و محبیته که مخصوص
بحضرت کلیم است علیه السلام و نیز اثبات نمایند که فرد امته مخصوص است بولایة ممتزجه و در انبیاء

آن ولایة یافته محمدیه دو دیثم دو مقدمه خلاف واقع است و مخالف است تخصیص و تصریح آنحضرت
چنانچه در مکتوب نود و نهم تصریح کرده اند که محبوبیت صرف بذات تعالی نزدیکتر است و از جمیع ولایات
ضعیف دارد و بتفصیل آن در آن مکتوب و عبارتی که درین مکتوب ایراد نموده اند هیچ دلالة بر
افضلیت ولایة محمدیه بتفضیل کلی بر سایر ولایات ندارد زیرا که انوار ولایت بسبب مزج و ترکیب
از نسبت دیگر پیدا کند و حقیقت دیگر شود و نتیجه و ثمره دیگر دهد لازم نمی آید که افضل از سایر
ولایات گردد غایة الامر توهم فضل جزئی ازین کلمات می آید و آن از بحث خارج است
و بر افضلیت ولایت محبوبیت بر سایر ولایات تصریح کرده اند چنانکه گذشت و نیز در
مکتوب تصریح کرده اند که ولایت محمدیه دایره است که حقیقه محمدی محیط و حقیقت احمدی
مرکز آن و برتر از آن و نیز در مکتوب یکصد و بیست و دوم از جلد ثالث نوشته اند که در آخر
کار منکشف ساخته اند که تعین اول حقیقت محمدیست و حقیقة الحقایق است که همه حقایق ظلال
اویند چنانکه در جواب شبهه سوم گذشت پس ثابت شد که فضل کلی مرتبه محبوبیت راست که
حقیقة ولایت احمدیست و نیز ثابت شد که ولایت محمدیه در اصل حقیقت محمدیست و مزج
و ترکیب که نسبت حسن و جمال است نیز در مرتبه اصل کائن است و نیز ثابت شد که حقیقه محمدی
حقیقة الحقایق است و حقایق دیگر ظلال وی پس حقیقه فرد امته و ولایة او نیز ظل باشد مر حقیقة الحقایق
را و ظاهر است که هر حسن و جمال که در ظل ثابت است مستفاد و مستعار از اصل است نه در ذات
انوار از خانه خود نیاورده است و ظل چون برابری با اصل خود که حقیقه محمدیست تواند کرد پس
ظاهر است که بولایة احمدی فوق ولایت محمدیست و برتر از آنست بطریق اولی ... و کی
نخواهد بود افضلیه و فوقیه خود چه گنجایش دارد پس آنچه معترض گفته که شیخ صریح دعوی تقدمی
نموده ... باطل و بیوجه است و نیز آنچه اعتراض کرده است که جامع جمیع کمالات حقیقت محمدیه
نگیری که این دعوی در سر دارد از عقد یا قسمت موافق شرع نیست منشا او آن سوء فهم و قلت تدبر
است زیرا که آنحضرت نفی ولایة محمدیه در جامعیت آن مکیفیت و محبوبیت از ولایة محمدی و

Marfat.com

هرگز نموده اند حاشا ثم حاشا غایة الامر اثبات ولایة ممتزجه که جامع محبیت و محبوبیت است گفته
بخود نموده اند و اصل این ولایة در حقیقة محمدی اثبات نموده پس نفی جامعیة ولایة ممتزجه از
حقیقت محمدی بهیچ وجه از کلام ایشان مفهوم نمیشود و معترض شاید از کلام ایشان جائیکه گفته اند
که بوسیلهٔ متابعة حضرت رسالة با ولایة من کار و بار دیگر است و حقیقت دیگر پیدا کرده الخ
فهم نموده که چون ایشان این ولایة را بخود منسوب ساخته اند ناچار نفی آن از دیگران نموده و
نیز خیال کرده که ولایة خود را بهتر از ولایة انبیا دانسته اند لهذا گفته که شیخ دعوی تفضیل میکند
و این هر دو توهم باطل است چه هرگاه تخصیص و تصریح نموده اند که اصل این ولایة در جناب
کائنات و حقیقه محمدی حقیقة الحقائق است چنانکه بالا گذشت پس نفی آن ولایة از آنجناب چگونه خواهند نمود
و ایضا مختار و معتقد آنحضرت افضلیت ابی بکر صدیق است بر اویس قرنی که خیر التابعین است و
نیز معتقد ایشان است که اخص خواص اولیاء امة از انسان ترقی نماید سر او تا پای ادنی صحابی نه
خواهد رسید پس معتقد می خود را از خاتم الرسل چگونه بهتر خواهند نمود انصاف در کار است و نیز
در همان مکتوب نوشته اند که بطفیل این دولت جامعیت مذکوره حاصل شده است و بوسیلهٔ
حضرت خاتم الرسل با ولایة من کار و بار دیگر است و ظاهر است که طفیلی و تابع مطلق چگونه
برابری به متبوع مطلق و مدعی اصلی خواهد نمود این سخن مخالف بیان ایشان است بلکه بعضی ملاحده
برده اند که حضرت موجود چون در مراتب تعینات تنزل فرموده مرتبه اطلاق هیچ نماند تعالی
عما یقول الظالمون علوا کبیرا و نیز مخالف در این مقام اعتراض مینماید که رئیس محبان و محبوبان حضرت
خاتم الرسل است پس حضرت کلیم چگونه رئیس محبان باشند از حضرت مولوی جامی و شیخ ذکر در این
باب نقلها می آرد جوابش آنست که حضرت رسالت را در مقام محبیة و محبوبیة ریاست مطلق است
و حضرت کلیم را در مقام محبوبیت ریاست نسبت سایر مخلوقات است فلا منافاة و آنچه نقل آورده
که محبت را صد جزو است یک جزو از آن تمام عالم را است و نود و نه جزو بحضرت رسالت مخصوص است
پس از اینکه حضرت کلیم را چه قدر رسیده باشد تا رأس محبان توانند شد جوابش آنست که تخصیص
تعلیق تقسیم اجزای محبت نموده است ظاهر است که بکشف خود حکم کرده است و اگر به نص

Marfat.com

خود بر عبارات او ذکر شده تا حجت بر دیگری شود و آنحضرت بکشف خود معلوم کرده از دید بر آیات
بوجهی در مقام محبت حضرت کلیم را ثابت است اگر چه نسبت سایر مخلوقات گشته و کشف
یکی بر کشف دیگری حجت نیست و آنچه معترض از بحر المعانی نقل کرده که ای دریغا اگر موسی رب ارنی
در آینه محمدی خواستی ضرب لن ترانی نخوردی و آنرا هیچ اصلی در شرع موجود نیست و این همه
از مکشوفات انور خواهد بود لیکن در حق پیغمبر اولو العزم بمجرد کشف خود این طور حکم کردن منجر بسوء
ادب است و همچنین حدیثی که نقل کرده قال علیه السلام لو ادرکنی موسی و عیسی و لم یومنا بی لاکبهما
الله سبحانه فی النار هیچ اصل آن در کتب حدیث پیدا نیست و آثار وضع بروی هویداست و
تمام سوء ادب است در حق پیغمبران اولو العزم ... آنست که در مکتوب شصت و ششم نوشته
که سلسله ارادت من بی توسط با الله تعالی متصل است و ید من نایب مناب ید آن سبحانه ارادت
من بمحمد رسول الله صلی الله علیه وسلم بوسایط کثیره است و ارادت من با الله تعالی قبول وساطت
نمی نماید پس مرید محمد رسول الله صلی الله علیه وسلم و هم همپیره وی پس بوده این عبارت نیز در شرح کتاب
در نظر نیامده است که کسی حضرت رسالت را صلی الله علیه وسلم هم پیر گوید این عبارت را از
روی شریعت ثابت شود فبها و الا صریح بی ادبی می نماید ... از این شنیده آنست که معنی هم پیر
آنست که سلسله ارادت دو کس بیک مرشد منتهی گردد و چون از حدیث نبوی و کلام مشایخ
که در جواب شبهه اول گذشت معلوم گردید که بعضی منتهیان را اصالة بالطفیل و متابعة آن سرور علیه
السلام نصیبی بهره از ذات تعالی حاصل است و حیلوله احدی در آن میان مفقود است هرچند
توسل و تبعیت در این استفاده نیز کار است ولی توسل او علیه السلام حصول آن محال
پس صادق آمد که این اصل منتهی هم مرید آنسرور است هم همپیره پس او بود و در این اطلاق
هیچ محذور بحسب شرع عاید نمیشود و هرگز سوء ادب نمیکرد و هیچ خلاف شرع لازم نمی آید و محال لطف
بجز زعم خود دعوی بی ادبی در این اطلاق می نماید و آنچه از زعم او هیچ حجت بر خصم قائم نمیشود
آنچه گفته است که در آخر این مکتوب منقول است که ارحم الراحمین در تربیت من علاوه علی عمر از فضل خود خاصة
و غیرتی که در حق من دارد و تجویز نفرماید که فعل دیگری را در تربیت من دخلی باشد یا من با دیگری

Marfat.com

در بعضی متوجه کردیم مربای الهی اعم جل شانه و مجتبی کرم ما متقضای او تعالی ازین نقل شیخ هیچ توسط
و تبعیت ثابت نمیشود چنانچه دیگر تحقیق دو مقام نوشته اند مگر فردی از افراد امت را که بکرم خویش
مخصوص گردانید الی بس عزیزان درین فکر تمام کنند ما ازین کلام چه بوی ایشان می آید اگر این بعضی از راه
شریعت ثابت شود فبها والا دعوی بیدا میشود [illegible] ازین شبهه آنست که حاشا ثم حاشا که مراد از
این کلمات نفی توسل و تبعیت حضرت خاتم الرسل بود علیه الصلوة والتسلیمات و چگونه این
توهم در شان آنحضرت نموده آید و تجویز کرده شود زیرا که تمام مکاتیب شریفه ایشان در اثبات
تبعیت و توسل حضرت رسالت صلی الله علیه وسلم مملو و مشحون است و مبالغات عظیمه و تحقیقات
بلیغه درین باب نموده اند و چون بعضی اهل عصر از عبارات این مکتوب در مقام حیرت آمده
میرزا حسام الدین مرحوم آنرا نوشته فرستاده بودند در جواب آن مکتوب بالقصد و بیست و یک از جلد سوم
تحریر فرموده اند و حل مواضع مشتبه را بنوعی نموده اند که مزیدی بر آن متصور نباشد چنانچه
پاره از آن در جواب شبهه اولی و غیر آن گذشته است مع با وجود آن عبارات محکمه که در باب
اتباع و متابعت نوشته اند عجب بی انصافیست که نافهمیده طعن و تعرض بکلام ایشان
نمایند و از صراط مستقیم انحراف ورزند غایة الامر آنکه از صوفیه علیه در غلبه حال و مزج سکر
بسبب استغراق در مشاهده جمال لایزال و حصول ترقیات در مدارج کمال بعضی کلمات موهمه حسب
متشابهه صادر میگردد و در آن وقت تحمل آن نمیتوانند و خود را ضبط از آن نمیتوانند ساخت
مسلک ارباب عقل و تمیز و اصحاب عدل و انصاف است کلام ایشان را محمول بر محامل نیک میدارند و کلمات
سکریه ایشان را [illegible] و بلاغات صحیحه فرود می آرند و هرگز براه انکار نمی پویند با آنکه از کلام این بزرگان
آن با وجود هیچ مفهوم میگردد و آنحضرت هر جا که کلمات موهمه و متشابهه نوشته اند تفسیر و توجیه
آنرا نیز خود مرقوم فرموده اند بنوعی که مظنه اجمال و ابهام در آن کلام نمانده و آنحضرت قدس سره
در آخر مکتوبی که بمیرزا حسام الدین نوشته اند این عبارت ایراد فرموده مخدوما ازین قسم سخنان که
مبنی از دقائق اسرار باشد و از ظاهر مصروف بود در هر وقتی از مشائخ طریقه قدس الله اسرارهم
بظهور آمده است و عادت مستمره این بزرگواران گشته لعمری نیست که این فقیر آغاز نموده

اختراع نموده پس بدانند اول قاروره کسرت فی الاسلام پس اینهمه شور و غوغا برای چیست اگر
خطی صادر شده باشد که ظاهرش مشابه بعلوم شرعیه نداشته باشند آنرا باید که توجیه
از ظاهر صرف نموده مطابق باید ساخت و مسلمانی را متهم نباید کرد اشاعت فاحشه و تفضیح
فاسق هر گاه در شریعه حرام و منکر باشد تفضیح مسلمانی بمجرد احتمال چه مناسب بود
و شهرت دادن آن منادی کردن کدام تدین است طریق مسلمانی و مهربانی آنست که کلمه
ظاهرش مخالف علوم شرعیه است اگر از شخصی صادر شود باید دید که قائل آن کلمه اگر ملحد
و زندیق بود رد آن باید کرد و در اصلاح آن نباید کوشید و اگر قائل آن کلمه از مسلمانان
بود و ایمان بخدای عز و جل و رسول علیه السلام داشته باشد در اصلاح سخن او باید کوشید
و محمل صحیح از برای آن پیدا باید نمود یا از آن قائل حل آن باید طلبید و اگر از آن عاجز
آید نصیحتش باید کرد و امر معروف و نهی منکر رفق اولی است که باجابت نزدیک است
ربنا آتنا من لدنک رحمة و هیئ لنا من امرنا رشدا آنست که در مکتوب بوده بهم
از صلاح شوم بنویسند هر چند درین دولت خاصه محمدی دیگر را شرکت نیست اما اینقدر
می باید که از آن دولت خاصه او صلی الله علیه و سلم بعد از تخلیق و تکمیل او نقیه مانده بود
که در جدان دولت ضیافت کریمان زیاده تنها لازم است که اولش کریمان بضیافت خادمان بود
و آن نقیه را ملکی از دولتمندان امت او صلی الله علیه و سلم عطا فرموده اند و آنرا خمیره
ساختند و بخمیر طینت او نموده و بتبعیت و وراثت او را نیک دولت خاصه او گردانیده اند
عجب است که بعضی جانب تبعیت با دیگران میکنند و فراموش از اکرم مخصوص نیست
و بعضی جا برای شرکت خاصه او صلی الله علیه و سلم بتبعیت و وراثت پیدا نمایند بطریق
بعضی را اگر از روی شریعه اثبات نمایند فبها والا معلوم است که دعوی شرکت باطل کردن

Marfat.com

چه قباحت دارد و شریعت را سه رکن است آیت و حدیث و اجماع بعضی قیاس هم
منقول میدارند جواب ازین شبه آنست آنچه معترض گمان برده که تبعیت و طفیلیت مکان
منسوب میباید و خود را ازین تبعیت مستثنی ساختند باطل محض است چنانچه تحقیق آن
از کلام این شان مفصلاً و مکرراً بالا ذکر کرده شده است و آنچه نوشته که دعوی شرکت با صاحب
کردن چقدر قباحت دارد جوابش آنکه در حدیث صحیح آمده که گرامی دارید نخل را که عمه شما
که از بقیه طینت آدم علیه السلام مخلوق شده است هرگاه اشجار را این فضیلت ثابت
شده که از بقیه طینت انسان مخلوق گردد اکرام انسان که در احسن تقویم مخلوق گشته
است نیز درین فضیلت شریک نخل شود چه محذور لازم می آید و نفی این که از نفس شده
ازمات حجت باین داده آید با آنکه در جلد رابع از عینی شرح صحیح بخاری از کتاب الجنائز
آورده قال محمد بن سیرین لو حلفت حلفت صادقا بارا غیر شاک ولا مستثن
ان الله تعالی ما خلق نبیه صلی الله علیه وسلم ولا ابا بکر ولا عمر الا من طینة واحدة
و اورد الامام الشعرانی فی طبقاته فی احوال قطب الاقطاب الشیخ ابو الحسن الشاذلی
قدس الله تعالی اسراره تعالی منه قدس سره من الاولیاء طائفة انفردوا بالمادة
من رسول الله صلی الله علیه وسلم یشهدونها بعین الیقین وهم قلیلون لکن من
الاولیاء من یشهد عینه ومنهم من یخفی علیه عینه وما ذهب فیخفی عیانه علیه ولا
یطلب ما دام هو مستغرق بحاله و نیز ظاهر است که در صورتیکه از کشش خادمه بخادم
عنایت شود و بطفیل و تبعیت مخدوم آن خادم نیز شریک دولت مخدوم گردد هیچ
برابری و همسری آن خادم را با مخدوم لازم نمی آید و شرکت با نبیا آنچه بحث عقل
نقل مذموم است آنست که باستقلال باشد و تبعیت و طفیل نبی متحقق گردد و جمیع مرا

Marfat.com

و کمالات و خصوصیات که نبی با آن ممتاز است شریک گردد و از شرکت در بعضی امور
خاصهٔ نبی متحقق شود و از آن تهم تطفیل و تبعیت نمی باشد در این صورت هیچ قباحت لازم
نمی آید و مخالف نقل و شرع نمی افتد. انکه در جلد اول از مکتوب یازدهم
می نویسند که محاذی مقام صدیق رضی الله تعالی عنه مقام نورانی بس شگرف که
هرگز مثل آن در نظر نیامده بود ظاهر شده اند لیکن از آن مقام ارتفاع داشت چنانچه صفه
از روی زمین بلند می سازند معلوم شد که آن مقام مقام محبوبیت است و آن مقام رنگین
و منقش بود خود را با انعکاس آن نیز رنگین و منقش یافت باز در جواب و حل این
مکتوب مقصود بوده در آن می نویسند که مقرر این طریقه است هرچه از وقائع او می‌بینند
بی تحاشی به پیر خود اظهار می نمایند چه در غیر صحیح نیز احتمال تأویل و تعبیر است
در ما نحن فیه بملاحظه این معنی هیچ محذور لازم نمی آید گوییم جای سوال باقیست که چون
مجدد مست هر آنچه اظهار نموده اند از دو حال بیرون نیست سقیم گفته باشند یا صحیح اگر سقیم
گفته باشند لایق نگاه داشتن نبود و اگر صحیح گفته باشند موافق شرع نیست
که مقام کسی بالای مقام حضرت صدیق بود و جواب دیگر در همان مکتوب معلوم
که تجویز نموده اند که اگر در جزئی از جزئیات فضل جزئی متحقق شود باکی نیست
چنانچه در مادهٔ شهدا و زیادتی ها واقع شده است که در انبیا نیست با آنکه فضل کلی
مر نبی راست جای سوال باقی است که این فضل جزئی نیست که مقام خود را
بالای مقام صاحب فضل مطلق یابد پس فضل فضل مطلق گردانیده شود
از این شبه آنست که در اصطلاح آنحضرت و سایر مشایخ عبور و سیر اسافل را که
مقامات اعالی حیز باشند عروج می نامند و حیز اصلی و مکان طبیعی که هر سالک را

Marfat.com

موافق استعداد او مقرر شده است تعبیر بمقام میکنند و آنچه بحسب عقل و نقل
است حصول مقام اصلی و استقراری مر عارف را فوق مقامات جمعی که ا
افضلند اما عبور و سیر اصاغر بمقامات اکابر که عبارت از عروج ایشان است
ممتنع نیست چنانچه حضرت غوث الثقلین نوشته اند که چون من بمقام ا
واحی عیسی رسیدیم الخ مراد ایشان بسبب این عروج با نبیا لازم نمی آید و تحلیل
مشایخ که از عروجات خود بمقامات عالی نوشته اند هیچ مساوات آنها بصاحب
آن مقامات ثابت نمیشود چه مدار افضلیت بر تفاوت مقامات اصلیه است
و صاحب مقام عالی افضل است از صاحب مقام سافل هر چند این سافل در عروج
خود سیر و عبور در مقام عالی نماید و باز رجوع بمقام اصلی او را متحقق شود و تحقیق
در آن مکتوب که به پیر بزرگوار خود نوشته اند نیز از عبور و سیر خود نوشته اند
مقام اصلی خود را فوق مقامات آن اکابر ثابت کرده باشند و تحقیق عبور
عروج و مقام اصلی و امکان عروج اسافل بمقام اکابر و استحاله استقرار و اثبات
اصاغر بمقامات اکابر از مکتوبات آنحضرت مفهوم و معلوم میگردد و اراده
تطویل می انجامد و در عالم ظاهر نیز لیست که صاحب منصب قلیل عبور و سیر
مقامات صاحب مناصب عالیه مینماید لیکن مقام اصلی او همانست که موافق منصب
او مقرر کرده اند و از این عبور و سیر هیچ فضل و مساوات با بزرگان لازم نمی آید
لهذا بزرگواران ایشان هیچ انکار برین وارد نموده اند و تسلیم آن اشارت نموده
و محو ساختن آن امر کرده اند یاران در مکتوبات نگاه داشته اند
آنکه در مکتوبات دو صد و شانزدهم از جلد اول می نویسند افعد زجرا بق کم

Marfat.com

محبوب سبحانی ظاهر شد از هیچکدام ظاهر نشد حق سبحانه تعالی سر این معما ظاهر
ساخت که عروج ایشان از اکثر اولیا بلندتر واقع شده است و در جانب نزول
تا مقام روح فرود آمده اند عجب است که در حق محبوب ربانی چنین خیال کرده اند
مگر قول حضرت محبوب سبحانی در نظر ایشان نیامده است که شعر لکل ولی له قدم وانی
علی قدم النبی بدر الکمال پس کسی که بر قدم نبی باشد او چگونه در مقام روح ماند
انصاف در کار است و بزرگی حضرت غوث اجماعی است و در حق واحد آمده
است که الشیطان مع الواحد ازین شبه آنست که مقصود حضرت
قدس سره از ایراد مکشوف خود که نزول حضرت غوث تا مقام روح است بیان
نمودن سر کثرت خوارق است از غوث الثقلین نه اظهار منقصت ایشان
حاشا و کلا چه در نزول بمقام روح هیچ نقصان و کمی لازم نمی آید و در آن وقت
چون مکشوف همانقدر شده بود که رقم نموده ناچار اختصار بر همان مقدار نموده
اند و در آخر کار چون کمالات خاصه ایشان زیاده تر از سابق مکشوف گردید
بنابران در مکتوب اخیر از جلد ثالث قبل ارتحال بچند روز آنرا شرح حمید
و بیان نمودند و ملخص آنست که نزول و وصول جمیع فیوض و برکات از جناب
قدس او تعالی تا آنوقت که معامله توسط بر ایشان است بعد از انقراض زمان ائمه
اهل بیت بهر کس که باشد از اقطاب و اوتاد بتوسط او است رضی الله تعالی عنه و
ازینجاست که فرموده اند افلت شموس الاولین و شمسنا ابدا علی افق العلی لا تغرب
و هر که تفصیل آن خواهد تا آن مکتوب رجوع نماید و حضرت غوث الثقلین در قصیده
مختصر ایشان اشاره نموده که معنی این شعر عربی ما را شرح و بیان نماید و حضرت ایشان

Marfat.com

در آنوقت باین بیان ملهم شدند و آنرا در معرض تحریر آوردند تا کافه برایا
بهره مند شوند و کمال خاصه ایشانرا بشناسند و مخالف شاید از مضمون این
مکتوب غافل مانده است یا دیده و دانسته اغماض مینماید چنانچه طریقه اوست
در امثال آن پس آنچه طاعن گفته که بزرگی حضرت غوث اجماعی امت است گوییم که
منکر آنرا کدام کس تصور نموده تا بروی حجت می آری آنحضرت قدس سره
و اتباع ایشان بجان و دل انقیاد و اطاعت حضرت غوث مینمایند و بفضل
و علو شان ایشان قایل و کمالات نرا زیاده از آنچه تواند دانسته
باشی اثبات مینمایند [illegible] آنکه در جلد اول از مکتوب سی و ششم می نویسند
باید دانست که منصب نبوت ختم بر خاتم الرسل است اما از کمالات منصب آن
بطریق تبعیت متابعان را نصیب کامل است این کمالات در طبقه صحابه
بیشتر و در تابعین نیز این دولت بر سبیل قلت سرایت کرده بعده روی
باستتار آورده و غلبه کمالات ظلی جلوه گر گشته اما امید است که بعد انقضای
الف این دولت از سر تازه گردد و غلبه پیدا کند و کمالات اصلی رو بظهور آرد
و ظلی استتار پیدا کند و حضرت مهدی علیه الرضوان بظاهر و باطن مروج این
نسبت علیه باشند بنا بر اینجا فرموده علیه الصلوة والسلام اولهم خیر ام آخرهم
نفرموده اند اوسطهم و فرموده که بهترین این امت اول اوست یا آخر و در
آخر کدر است آری در متاخرین این امت اگرچه علو است اما قلیل است بل
اقل و در متوسطان هرچند نسبت آن علو نیست لیکن کثیر است بل اکثر و
لکل وجهة گوییم چون تبعیت او علیه السلام متابعان را آن کمال حاصل است

بعضی

و یقین است که در خیر الامة تبعیت باقی است پس سبب روی باستتار آوردن
چه باشد و در تابعین که بر سبیل قلت سرایت کرده چه آن چه بود با وجود آنکه
حضرت خواجه اویس قرنی داخل تابعین است و هر چهار امام و امام زادها و مجتهدان
بسیار و اولیا را بسیار داخل تابعین و تبع تابعین اند و بحدیث آمده علماء امتی
کانبیاء بنی اسرائیل و حضرت غوث اعظم فرموده لکل ولی له قدم و انی
علی قدم النبی بدر الکمال پس بدانم معنی شیخ میگوید اگر بوحی کسی خبر دیگر
داند باید که عاجز را اجر دارکند وگرنه بقول شیخ اعتبار نکند که خلاف شریعت
است سارپیما از این شبه آنست که آنحضرت قدس سره از کشف و وجدانات
خود نوشته اند که ظهور کمالات نبوت در طبقه صحابه بیشتر و در تابعین از آن کمتر
یافته میشود لهذا شخصی از اوساط امت که دعوی این کمال کرده باشد معلوم شده
است و بعد هزار سال بار غلبه مینماید و موید کشف خود حدیث ایراد نموده اند
که بهترین این امت اول اوست یا آخر و در میان کدر است اما ظاهر است که
طریق فیض الهی هیچگاه مسدود نشده است اگر احیانا شخصی دیگر نیز ادعای آن
کمالات نماید هیچ محذور شرعی و عقلی لازم نمی آید غایت الامر آنکه در کشف و وجدانات
ایشان نیامده است و این مستلزم انتفاء مطلق نمیشود با آنکه در بعضی مواضع
از کلام ایشان نیز یافته میشود که قلیلی از اولیا امت از این کمال بهره مندی
دارند لیکن چون نحالت نیست و قلیل کالمعدوم است ناچار در بعض مواضع
حکم بعدم و استتار آن نموده اند و از اولیا امت مثل این مقالات بسیار
بظهور آمده و هیچکس بسبب آن طعن ایشان ننموده بلکه حمل بر افتخار و مباهات تفضیلات

Marfat.com

نعم الهی نامتناهی که در حق آن بزرگواران مختص شده می‌نمایند و بر طریق انقیاد
و تسلیم می‌پویند مثلاً حضرت غوث الثقلین که فرموده‌اند قدمی هذه علی رقبة
کل ولی الله دلالت تمام بر افضلیت ایشان از سایر اولیاء امت دارد و همچنین قطب زمان
شیخ ابوالحسن شاذلی قدس سره فرموده‌اند امرت ان اقول بحضور الکاملین
قدمی هذه علی جبهة کل ولی لله تعالی و قال ذلک ممتثلاً للامر معطیاً للتقدم
مقراً بالعبودیة ولا فخر کذا فی منبع الکمالات لمراد الرومی و طبقات الصوفیة
للامام الشعرانی و کرامات اولیاء دیگر ازین امت نیز دعوی این نوع کمال تام
بحسب عقل و شرع ممنوع نیست زیرا که بزرگان این کمال خود را بتحقیق و اثر ثابت
ساخته‌اند بلکه بکشف و الهام حکم نموده و شیخ محی الدین ابن عربی خود را خاتم
الولایة المحمدیة داده است و نص و حدیث بر آن نیاورده هرچند اولیاء دیگر در
حکم توقف کرده‌اند لیکن طعن و رد بر شیخ نیاورده و این خارقی است خطیئه که
بر مکشوف اولیاء طعن نموده منکر مطلق گردند و ظاهر است که در کشف و الهام
مظنه غلط و خطا واقع است اما بسبب این توهم و مظنه انکار بر اولیاء روا نیست
و آنچه طاعن درین مقام تمسک بمطلب خود باین آیت نموده کنتم خیر امة اخرجت للناس
ناتمام است زیرا که مراد جمیع افراد امت هر جزء نیست بلکه این حکم باعتبار بعضی افراد
امت است و آن بعض متعین نیست و احتمال دارد که آن بعض صحابه و تابعین باشند
و اگر بعض معین بود مخالفت آن گنجایش نداشت در تقدیر تسلیم گوییم که خیریت این
امت نسبت امم سابقه است و ظاهر است که علما و اولیا و مجتهدان این امت هرچند
نسبت اولیای که سابق اند مفضول باشند لیکن نسبت امم سابقه فاضل بوده‌اند و بر آن محکم

Marfat.com

بیان بردہ اند کہ حدیثی کہ شیخ بآن تمسک نمودہ کہ در میان کذا است مخالف این
آیت است فلا اعتداد بہ زعم باطل و خیال فاسد است زیرا کہ ظاہر شد کہ کذر بودن
وسطہ نسبت القان و خیر امۃ بودن بنسبت امم سابقہ جایز است پس ہیچ منافی
و مخالف آیہ نباشد بلکہ خیریت و کدورت ہر دو بر جای خود است و بانی فتنہ از مدلالات
واہیہ و کلمات مزخرفہ میخواہد کہ مقتدی طعن اکابر دین و مقتدای شرع متین گردد
فاتلہ اللہ سبحانہ فانا اسوء فہمہ و ما اکثر تمیزہ شبہۂ ہفتاد و دوم آنکہ در جلد اول از مکتوب دو صد و نہم
می نویسند کہ حقیقت کعبۂ ربانی مسجود حقیقت محمدی است میان عارف نوشتہ اند کہ
کشف شیخ در حقیقت کعبۂ ربانی کہ فوق حقیقت محمدی گفتہ اعتباری ندارد و بر کشفی
کہ کتاب و سنت شاہد او نیست او دانند و ہر کہ اعتقاد کند کہ مسجود کعبہ است کافر گردد فلنعبدوا
زیرا کہ ہمین است آیہ لا یعلمکم بالسراذا الاعظم الواحد مع الشیطان و در جمع الجوامع
حدیث آمدہ است کہ المؤمن افضل من الکعبۃ و شیخ با توجہ حل این اشکال منماید
کہ حقیقت کعبۂ ربانی بعینہا حقیقت احمدیست کہ حقیقت محمدی ظل اوست پس ناچار
مسجود حقیقت محمدی باشد و معترض بر این نیز اعتراض نمودہ است کہ بر این تقدیر لازم
می آید کہ حقیقت محمدی ساجد مر خدا را نبود بلکہ حقیقت احمدی را و این جلوہ اعتقاد
نقصان کرد در حق رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ مر خدا را ساجد نبود و آنچہ شیخ
نوشتہ تعقل ما در نمی آید اگر بحرمی بود کہ کسی در پایہ این عاجز را نیز از آن بہرہ مند سازد
انتہی باید دانست کہ محض کلام طاعن راجع بدو شبہہ میگردد اول فوقیت حقیقت کعبہ بر
حقیقت محمدی دوم مسجود بودن کعبہ و از شبہہ اول جواب از کلام آنحضرت نقل کردہ
میگویم تمام عبارت شیخ وردہ تا تشفی تمام از این شبہہ حاصل گردد و آن عبارت اینست اگرچہ

Marfat.com

گفته‌اند که کعبه بطوف اولیاء امت می آید واز برکات ایشان مستفید میشود چون حقیقت او
تقدم باشد بر حقیقت محمدی این معنی چگونه راست آید در جواب گوئیم که حقیقت
نهایت مقامات کمل محمد است علیه الصلوة والسلام از اوج تنزیه و تقدیس
وحقیقت کعبه ربانی نهایت مقامات عروج کعبه است و زینه اول مر عروج حقیقت
محمدی را از تبه تنزیه حقیقت کعبه است و نهایت عروجات او را غیر حق سبحانه
و تعالی هیچکس اطلاع ندارد و چون اولیاء کمل امت او را از عروجات آن سرور
صلی الله علیه وسلم نصیب تمام است اگر کعبه از برکات این بزرگواران در نورده
چه عجب ٭ زمین زاده بر آسمان تاخته ٭ زمین و زمان را پس انداخته ٭ و نیز در مکتوبی
مکتوب مرقوم فرموده اند که از کمل اولیاء را سیر بالاتر از حقیقت کعبه واقع شود و اوان
بالا از کعبه مراتب خود که شبیه احاطه ظلیات ایشان است فرود آیند ناچار کعبه از
برکات ایشان بحظ خواهد بود پس محقق شد که حقیقت کعبه از حقیقت احمدی تفوق
نیست بلکه حقیقت احمدی و محمدی بحسب عروجات خود که اطلاع از آن غیر حق سبحانه
کسی ندارد فضل و تفوق بر حقیقت کعبه دارد و کعبه از برکات آنها در نورده منها
بلکه افراد کمل امة نیز درین فضیلت بعد لحوق بحقیقت محمدی شرکت دارند و حدیثی
که طاعن نقل کرده المؤمن افضل من الکعبه صحیح منافی تحقیق آنحضرت قدس سره نمیشود
بلکه موید مطالب ایشان است کما لا یخفی علی ارباب البصائر و جواب از شبهه
یعنی مسجود بودن کعبه آنست که عبارت آنحضرت درین مکتوب برین نهج است
که صورت کعبه همچنانکه مسجود صور اشیاست حقیقت کعبه نیز مسجود حقائق اشیا است
پس مراد بسجده درین عبارت معنی لغوی سجده دارند که عبارت از خشوع و خضوع است

وارد

Marfat.com

در سجده حقایق همین معنی ظاهر است و اطلاق سجده باین معنی بسیار آمده است
پس بدیهی است که هیچ محذور لازم نمی آید زیرا که تعظیم و توقیر صورت کعبه بر کافه
انام لازم است لهذا تقبیل ارکان کعبه بلکه تقبیل عتبه ابواب حرم سنت آمده
است و مد رجلین و جلوس برای استنجا بطرف کعبه مکروه شده و مجرد نظر کردن
بصورت کعبه عبادت گشته والله تعالی در شان او فرموده مبارکا و هدی للعالمین فیه آیات
بینات مقام ابراهیم و من دخله کان آمنا پس حقیقت کعبه که نور ذات است تعالی
هیچ و جای حقایق کائنات بطریق اولی خواهد بود و در خشوع و رجوع حقایق بوی
هیچ خفیه نیست و اگر مراد بسجده در آن کلام وضع جبهه و انف بر زمین است که
صورت در شرع است و این معنی هرچند در سجده حقایق ظاهر نگفته اند در سجده
اشیا واقع است پس بر تقدیر مسجود بودن کعبه یا معنی است که کعبه مسجود الیه است
یعنی بطرف او سجده میکنند و فی الحقیقه سجده مر خدا راست جل شانه و کعبه محل
جبهه سجده است هرچند کعبه را فی حد ذاته امتیاز و شرافت از جهات و اماکن دیگر
حاصل است لیکن سجده و عبادت بوی کاین نیست بلکه بحق است جل شانه و این معنی
را هر عامی و جاهل نیز فهم مینماید و اگرچه در عبارت اذکی تسامح واقع است که بر لفظ مسجود
بدون کلمه الیه اقتصار فرموده اند اما معنی کلام واضح است و مراد بمسجود بودن محض سجده نیست
آنچه طاعن ناهموار یعنی عارف فی انصاف و اسم بی مسمی متعریض گفته که هر که اعتقاد کند
مر کعبه مسجود است کافر گردد و آیت را استدلال خود آورده فلیعبدوا رب هذا البیت در
نیز سواد اعظم را بحق نقل این قول انگاشته والشیطان مع الواحد گفته سراسر باطل است
و ناشی از جهالت و تعصب است و خود مرکوب شیطان شده تعریض و طعن بر بزرگان دین

Marfat.com

مینمایند و نیز آنچه گفته که لازم می آید که حقیقت محمدی ساجد مر خدا را حاصل شده نبود
بلکه حقیقت احمدی را زعم فاسد است و خیال باطل زیرا که سجده در حق فوق الاشیا
وضع جبهه بر زمین نیست تا بغیر حق سبحانه روا نبود بلکه بمعنی رجوع و انابت است و
در رجوع و انابت حقیقت محمدی بحقیقت احمدی هیچ محذور شرعی و عقلی نیست
و برین تقدیر هیچ لازم نمی آید که رجوع و انابت او بحق نباشد جل شانه زیرا که در رجوع و
انابت انحصار و اختصاص ثابت نمیشود تا توهم انتفاء او بحق سبحانه نموده آید و
اگر تسلیم نمائیم که در حق او نیز معنی متعارف شرعی از سجده مراد است پس گوئیم که مر
بمسجود مسجود الیه است نه مسجود له تا قباحت لازم آید کما مر سابقا فی صور الاشیاء و نیز
حقیقت کعبه ربانی چون فوق تعینات است و نور صرف باقی از مرتبه لاتعین لیس بحد
و رجوع باو عین سجده و رجوع بحق است جل شانه و چون معانی مذکور باین شایان اعم
گردید و بعقل و شرع مطابق گشت باید که منکر از شایبه انصاف دارد بهره مند شود و معتقد
و مستغفر گردد چنانکه خود گفته که هر عزیزی که اعتقاد مراد را بداین عاجز را بهره تمنا رسد
آنکه در مکتوب دوصد و بیست و یکم از جلد اول می نویسند که درین طریق در ابتدای حلاوت
و وجدان است و در انتهای بیمزگی و فقدان که از لوازم یاس است بخلاف طرق دیگر
که در ابتدای بیمزگی و فقدان است و در انتهای حلاوت و وجدان و همچنین درین طریق
در ابتدای قرب و شهود است و در انتها بعد و حرمان بخلاف طرق دیگر تفاوت طرق
ازینجا قیاس باید کرد چه قرب و شهود و حلاوت و وجدان را از دوری و مهجوری خبر دهند بد
بعد و حرمان و بیحلاوتی و فقدان از نهایت قرب فهم من فهم و نیز نوشته اند
کافر فرنگ را از خود بهتر میدانند زیرا که چه کافر فرنگ نورانیتی است بواسطه امتزاج

Marfat.com

و بعالم حقیقی رود عارف این امتزاج زایل شده و آن نورانیت نمانده گوییم که از شیخ
گفته در کتب شیخ مطر نیامده است مگر بطریق خود اشارت کرده باشند این کمال از
کجا که آخر وی بعد وجدان باشد و فقدان و تمیز کی هستی لا وقی بود خواجه اویس قرنی
گفته اذا تم العبودیة یکون عیشه کعیش الله تعالی و نیز قول شیخ مخالف این قول است
که ارواحنا اجسادنا و اجسادنا ارواحنا ازینجا معلوم میشود که چون عارف بکمال
میرسد جسد او نیز بصبغه روح متصف میشود و آنگاه تمام نور میگردد بحکم این آیت
یخرجهم من الظلمات الی النور و نیز نقل مشهور است که روزی از نور آن سرور علیه الصلوة
والسلام تمام خانه منور شده و نیز مادر او علیه السلام در وقت تولد نوری دید که مشرق
و مغرب از آن منور گردید و قالب آن سرور از نور بودی سایه نداشتی پس یا فلان او را
نیز نصیبی از آن بود [illegible] از این شبهات آنست که این طاعن مطعون معنی حرمان و فقدان
و تمیز نفهمیده است زیرا که این بدیهی است مشابه بذم عمر حضرت اشارت بمعنی
نموده که فهم من فهم عقل و فهم مرزا [illegible] و رقاصی با این معرفت نمیرسد و اینجا از حضرت
صدیق منقول است که العجز عن درک الادراک ادراک نیز از این مقام خبر میدهد
زیرا که ذوق و وجدان در مراتب ظلال و تجلیات است چون معامله از ظلال بگذشته
بذات تعالی می افتد اینجا تمام عجز و حیرت و جهالت است و استهلاک و اضمحلال
زیرا که در سطوات ذات و سبحات جلال سالک را غیر از اضمحلال نصیب نیست صوفیه
متقدمه بیان عجز و استهلاک اشارت نموده اند آنچه مأمور شده است الی تمام عبارات
تحت معرفتک نیز موید همین مطلب است و ایضا در افادات صحیح آمده که در وقت
نزول [illegible] نقل و شدت یافتن [illegible] علیه الصلوة والسلام آنقدر غالب میشد که طاقت نشستن

Marfat.com

نمیماند و سر بر زمین می نهادند و در ایام زمستان عرق از جبین انور جاری میشد
و دیگر در وقت نزول وحی زانوی آنسرور بر فخذ صحابی افتاده بود نقدر شد
و ثقل بغیره وی رسید که توهم انشقاق فخذ آن صحابی رو پیدا داد کاهی رعشه بر
اندام مبارک میشد و بحضرت خدیجه میفرمودند که زملونی و حضرت علی نفسی
و آنحضرت تحقیق عجز از ادراک در مکتوب هفتاد و هفتم از جلد ثالث نموده اند و
ایراد آن درین مقام بتطویل می انجامد و درین مکتوب هم اشارتی بتحقیق این حالت
و فقدان نموده اند بنوعیکه منصف را ارشاد باین مطلوب می نماید باین عبارت
که هیچکس از نفس خود بخود نزدیکتری ندارد و نسبت قرب شهود و حلاوه و وجدان
در حق نفس خود او را مفقود است و نسبت بغیر خود که با و مباینت دارد آن نسبتها موجود
فالعاقل یکفیه الاشاره انتهی و مثل آن در عالم ظاهر آفتابیست که انتفاع آن نور
و ضیا و حرارت او جائیکه از دور حاصل است در قرب و شعاع او میسر نیست بلکه
حرارت و احراق و بیرنگی آنجا نقد وقت است و در نفحات الانس از شیخ الاسلام
هروی نقل مینماید که محصل او آنست که در وجود لذت نیست بلکه در وجود شکست
واقع است و نیز در نفحات نقل میکند که غزنی همراه سلکیان بصحرا میرفت چون
وهل آن برسیدند گفت ساعتی از بار وجود رهائی یابم و نیز نقل میکند که ابو
نهاوندی گفته همه مردم در آرزوی آنند که حق تعالی یکساعت ایشانرا بود و من در آرزوی
آنم که حق تعالی یک ساعت مرا من دهد تا ببینم که خود چه چیزم و کجا ام و نیز
پیرزن نقل میکند که گفته اند ما را طرفة العین با باز مگذار من خود دعا میکنم و
زاری که یارب مرا طرفة العین من باز گذار تا خود بدانم که کجا افتاده ام و آنچه عشق

Marfat.com

و نیز از جلد اول منقول شد که اصحاب کرام نبی همراه نبوت رفته اند و جذب
تعلق کار ندارد و باز جای دیگر نوشته اند که مراد از سلوک اثبات
زهد و غیر آنها و نیز رقم نموده اند که انبیا محتاج اند علی نبینا و علیهم
که تقلبات جذب محبت کشان کشان ایشان را می برند چون وجود
شریعه نموده اند و معنی کشش از جانب حق جل شانه پس این دو
تا به نفی کردن یکدام وجه درست باشد باید که بوجه یک آنرا خلل نیارند

تابان همراه کریم جواب از این شبهه آنست که هر چند صحابه در اتیان شرایع از همه متقدم
اند و مراتب سلوک را از توبه و غیرها از همه بالا تر برده اند لیکن کمالی که ایشان را در
اول صحبت حاصل گشته موقوف بر سلوک و جذب متعارف نبود بلکه در اول
صحبت جذبی یافته که افراد امت بعد از مجاهدات شاقه و تحصیل جذبه متعارف هم
نیابند و جذبی که انبیا را حاصل است غیر جذبه متعارف است که صوفیه بآن قایلند
بلکه ایشان راست پس محقق شد که نفی توقف حصول کمال انسان است بر جذبه متعارف
حصول نفس جذبه و سلوک ثابت نه فاتضح المرام و ارتفع الاشکال

تمام نقل دوم از رساله حضرت شاه یحیی صاحب
که بعضی از علما بر کلام حضرت مجدد الف ثانی
رضی الله تعالی عنهما شبهات گرفته و شاه صاحب
رد شبهات معترضان نموده مسمی برد شبهات
کرده از دست خاص عبد الله ... غلام محمد
[illegible]
علی صاحبها الصلوة والسلام
[illegible]

Marfat.com

معدن الجواہر

احوال حضرت خواجہ صبغۃ اللہ سرہندی (۱۰۳۳-۱۱۲۲ھ)

بن حضرت خواجہ محمد معصوم بن حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہم

تالیف

میر صفر احمد معصومی

مولف مقامات معصومی

عکس مبنی بر نسخۂ خطی مملوکہ حافظ محمد ہاشم جان مجددی

(ٹنڈو سائین داد، سندھ)

(مقدمہ ماخوذ از مقامات معصومی جلد اول)

Marfat.com

خطی نسخہ کی بازیافت

۱۹۷۶ءکوامریکہ کی آرزونا یونیورسٹی کے شعبہ تاریخ کے ایک استاد پروفیسر ڈاکٹر رچرڈ ایٹن[1] جنہوں نے بیجا پور (دکن) کے صوفیہ پر پی ایچ ڈی کا مقالہ لکھا تھا، پنجاب کے صوفیہ پر مواد جمع کرنے کے لیے لاہور آئے تو ہفتہ میں ایک دو مرتبہ اپنے مواد کی جمع آوری کے لیے میرے ذخیرۂ کتب سے استفادہ کے لیے میرے ہاں آتے تھے، جون کے شدید گرم موسم میں وہ مزید مآخذ سے استفادہ کے لیے ہندوستان جانے لگے تو میں نے ان سے درخواست کی کہ خانقاہِ مظہری دہلی کے سجادہ نشین حضرت ابوالحسن زید فاروقی کے ہاں حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی کے احوال پر آپ کے نواسہ میر صفر احمد معصومی کی کتاب مقامات معصومی کا مخطوطہ موجود ہے[2]

اس کی فوٹو کاپی بنوالائیے، موصوف نے یہ کام کرنے کا وعدہ کرلیا، جب خانقاہ پہنچے تو حضرت زید نے یہ مخطوطہ خانقاہ سے باہر لے جانے کی اجازت نہیں دی، جس پر وہ بے چارے جون کی جھلسا دینے والی دھوپ میں خانقاہ کے صحن میں بیٹھ کر اپنے کیمرے پر اس کی فلم بناتے رہے، مخطوطہ خاصا ضخیم (صفحات ۴۹۲) تھا، تاہم وہ اس کی عکس بندی میں کامیاب ہوگئے، اس طرح اس نادرالوجود قلمی نسخہ کی نقل میرے نصیب

---

[1] Dr. Richard Max well Eaton, prof. of History, Arizona Univesity, U.S.A

[2] ۱۹۷۲ءکو حضرت زید کی کتاب مقامات خیر طبع ہو کر دہلی سے آئی تو اس کے ذریعہ پہلی مرتبہ مقامات معصومی کی علمی اہمیت کا اندازہ ہوا۔

Marfat.com

میں ہوئی، اس کے مؤلف نے وضاحت کی تھی کہ معدن الجواہر نام کا ایک رسالہ میں نے اپنے مرشد اور ماموں وخسر حضرت خواجہ محمد صبغۃ اللہ بن حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی کے حالات پر لکھا ہے جو اس کتاب یعنی مقامات معصومی کا ذیل بھی ہے۔

میں معدن الجواہر کی تلاش میں متردد رہا لیکن کہیں سے بھی اس کا سراغ نہ مل سکا، البتہ موسم گرما کی تعطیلات (۱۹۷۸ء) کے دوران جون ہی کے مہینے میں کوہ سلیمان کے دامن میں واقع خانقاہِ احمدیہ سعیدیہ، موسیٰ زئی شریف کا کتب خانہ دیکھنے کے لیے پہنچا تو وہاں مقامات معصومی کا ایک خوش خط نسخہ دیکھا، تو خانقاہ کے کتب خانہ کے مہتمم حضرت صاحبزادہ پروفیسر محمد سعد سراجی نے بڑی فراخ دلی سے اس کا نسخہ لاہور لے جانے کی اجازت دے دی[1]، اس دوران ۱۹۸۱ء کو اسی خانقاہ کے مکتبہ سراجیہ کی طرف سے حسنات الحرمین کا وہ ایڈیشن شائع ہوا جو اس احقر نے مفصل مقدمہ اور اردو ترجمہ کے ساتھ مرتب کیا تھا، اس کے مقدمہ میں مقامات کے حوالے بھی دیئے، لیکن معدن الجواہر تک رسائی نہ ہو سکی۔

اس دوران ۱۹۸۰ء کو اندرونِ سندھ کے طویل علمی سفر کے بعد کراچی پہنچا تو حضرت محمد ابراہیم خلیل مجددی کے ہمراہ حضرت حافظ محمد ہاشم جان مجددی مرحوم کا

---

[1] ۱۹۷۸ء کو ہی مقامات معصومی پر تحقیق کے کام کا آغاز کر دیا ایک جلد میں اس کا فارسی متن تقابل کے ساتھ مرتب کیا، ایک میں اس کا اردو ترجمہ ہوا، پھر اس کے متن پر تعلیقات لکھنے کا آغاز کیا تو پوری جلد بن گئی، اب اس پر ایک مفصل مقدمہ لکھنے کی ضرورت تھی، مقدمہ اتنا طویل ہو گیا کہ اسے بھی الگ جلد کی صورت دی گئی، گویا یہ کتاب چار جلدوں میں ۲۰۰۴ء کو طبع ہوئی۔

Marfat.com

کتب خانہ دیکھنے کے لیے ان کے گھر گیا، حضرت خلیل کے جانے سے مرحوم کی بیوہ نے میرے لیے کتب خانہ کی ایک الماری کے دروازے کھول دیئے، جس میں سے جو نوادرات ملے ان میں سے ایک رسالہ معدن الجواہر کا قلمی نسخہ بھی تھا، جو ناقص الآخر ہونے کے باوجود میری توجہ کا مرکز رہا، محترمہ کی اجازت سے بعض مخطوطات کی فوٹو سٹیٹ بنوالی، اس طرح یہ نادر خطی نسخہ عکسی صورت میں میرے نصیب میں آیا اور آج اس کی عکسی اشاعت ممکن ہوسکی۔

دار المورخین

196۔ بی بلاک سبزہ زار، لاہور

مخلص

محمد اقبال مجددی

یوم عید الفطر ۱۶ر جون ۲۰۱۸ء

Marfat.com

شیخ صفر احمد معصومی

شیخ صفر احمد حضرت خواجہ محمد معصوم کے نواسے، حضرت مجدد الف ثانی کے نواسے میر محمد فضل اللہ کے بیٹے اور حضرت شیخ صبغۃ اللہ بن حضرت خواجہ محمد معصوم کے داماد و خلیفہ تھے۔

آبا و اجداد

شیخ صفر احمد حضرت مجدد الف ثانی کے برادر حقیقی شیخ عبدالرزاق بن مخدوم عبدالاحد کی اولاد میں سے تھے انہوں نے اپنا نسب اس طرح لکھا ہے:

(شیخ صفر احمد) بن شیخ محمد فضل اللہ بن قاضی شیخ عبدالقادر بن شیخ محمد امین بن شیخ عبدالرزاق بن مخدوم عبدالاحد (۱) قدس اسرارہم

مولف نے اپنے اجداد کے حالات مختصر اور اپنے والد گرامی شیخ محمد فضل اللہ (۱۰۵۰-۱۱۱۷ھ/ ۱۶۴۰-۱۷۰۶ء) کے مفصل حالات مقامات معصومی میں لکھے ہیں (۲) نیز انہوں نے اپنے والد کے حالات پر اپنی دو مستقل کتابوں کا بھی ذکر کیا ہے (۳)۔

حضرت مجدد الف ثانی کی وصیت تھی کہ ہم نے سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق ہر عمل کرنے کی کوشش کی ہے، البتہ ایک عمل ہم نہیں کر سکے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نواسوں کو اپنے کندھوں پر اٹھایا ہے اگر ہماری وفات کے بعد ہمارے ہاں نواسہ تولد ہو تو اسے ہماری قبر پر بٹھایا جائے تا کہ یہ عمل جو ہم اپنی زندگی میں نہیں کر سکے وہ وفات کے بعد ہو جائے چنانچہ اس اہم مقصد کے لئے حضرت مجدد الف ثانی کے جس نواسے کا انتخاب ہوا

---

(۱) ۱۸-۱۹، ۳۶۲-۳۶۳ (متن) یہاں صاحب عمدۃ المقامات کو سہو ہوا ہے اور انہوں نے قاضی عبدالقادر کو براہ راست شیخ عبدالرزاق کا فرزند سمجھ لیا ہے (۲۴۳) یعنی ان سے مندرجہ بالا نسب میں ایک نام شیخ محمد امین رہ گیا ہے گویا شیخ عبدالقادر شیخ عبدالرزاق کے پوتے تھے بیٹے نہیں۔

۱۲ مقامات معصومی ۲۶۲-۴۰۰ (متن)

(۳) تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو مقدمہ ہذا کا عنوان "تالیفات میر صفر احمد"

Marfat.com

وہ یہی میر محمد فضل اللہ تھے(۱)۔

حضرت میر فضل اللہ کے والد یعنی مولف کے دادا شیخ عبدالقادر سرہند کے قاضی تھے، جب ۱۰۶۸ھ/ ۱۶۵۸ء میں ان کا انتقال ہوا تو اورنگزیب نے مولف کے والد میر محمد فضل اللہ کو ان کے بجائے قاضی مقرر کیا(۲) اورنگزیب اس وقت تخت نشین ہو چکا تھا۔

اسی سال حضرت خواجہ محمد معصوم کی دختر صفیہ سے انہی میر محمد فضل اللہ کا نکاح ہوا(۳) لہٰذا مقامات معصومی کے مولف حضرت خواجہ کے نواسے ہوئے۔

مقامات معصومی کے مولف شیخ صفر احمد مادری طور پر صحیح النسب سادات میں سے تھے، مولف کی نانی یعنی حضرت خواجہ محمد معصوم کی زوجۂ محترمہ روم کے سادات میں سے تھیں۔

اس خانوادے کے ایک فرد میر رمضان روم سے ہندوستان تشریف لائے اور لاہور میں سکونت اختیار کر لی(۴) انہی کے فرزند میر صفر احمد رومی کی دختر ثانی رقیہ سے حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ کا نکاح ہوا(۵)۔ مولف نے خود وضاحت کی ہے کہ ان کی کوئی نرینہ اولاد نہیں تھی اس لئے ان کے نام پر میرا نام صفر احمد رکھا گیا(۶)

یہی میر صفر احمد رومی (ف ۱۰۳۸ھ/ ۱۶۲۸ء) حضرت مجدد الف ثانی کے مکتوب الیہ(۷) اور خلیفہ تھے(۸) اس مبارک شادی کی تحریک لاہور کے نامور عالم اور حضرت مجدد الف ثانی کے خلیفۂ نامدار حضرت ملا محمد طاہر لاہوری نے کی تھی اور انہیں کی سعی جمیلہ سے یہ عقد مسنون ہوا، اس کار نیک کے سلسلے میں حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی عرصہ

---

(۱) مقامات معصومی ۳۶۵ و تعلیقات متن ۳۶۲/ ۱۲-۱۴ (۲) مقامات معصومی ۳۶۹

(۳) کمال الدین محمد احسان: روضۃ القیومیہ ۲/ ۲۳۳ احمد ابوالخیر: ہدیۂ احمدیہ ۳۶

(۴) مقامات معصومی ۷۱/ ۱۶-۱۷ مولف روضۃ القیومیہ (۱/ ۱۱۹) نے لکھا ہے کہ میر صفر احمد رومی روم سے ہندوستان آئے تھے جو صحیح نہیں ہے مولف مقامات معصومی کی اس خاندانی روایت کے مقابلہ میں روضۃ القیومیہ کا اختلاف چنداں قابل توجہ نہیں ہے۔ (

(۵) مقامات معصومی ۷۳، روضہ ۲/ ۴-۵ (حضرت خواجہ کی تمام تر اولاد اسی خاتون کے بطن سے تھی)

(۶) تفصیل کے لئے مقدمۂ ہذا تحت "مولف کا نام" (۷) مکتوبات ۱/ ۱۲۷، ۳/ ۶۵

(۸) مقامات معصومی ۷۲/ ۴-۵

Marfat.com

تک لاہور میں مقیم رہے(۱) انہی خاتون جنت نشان رقیہ بنت میر صفر احمد رومی کے بطن سے جو آخری صاحبزادی صفیہ تولد ہوئیں ان کا نکاح مولف کتاب مقامات معصومی کے والد سے ہوا۔

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کی تین صاحبزادیاں تھیں اول رقیہ جو شیر خوارگی میں ہی فوت ہوگئیں دوم ام کلثوم صرف پندرہ سال کی عمر میں حضرت مجدد الف ثانی کے حین حیات فوت ہوئیں اور سوم خدیجہ جو بقید حیات رہیں (۲) حضرت مجدد الف ثانی کی تمام تر دختری اولاد انہی کے بطن سے ہے۔

انہی بی بی خدیجہ بنت حضرت مجدد الف ثانی کا نکاح حضرت مجدد الف ثانی کے وصال کے چھ ماہ بعد حضرت قاضی عبدالقادر سے ہوا (۳) اس خاتون عفت مآب کے بطن سے حسب ذیل اولاد ہوئی:

خواجہ محی الدین (محرم بارگاہ سلطنت اورنگزیب) (۴)، حاجی میر محمد فضل اللہ (والد مولف مقامات معصومی متولد بسال ۱۰۵۰ھ) اور شیخ عبداللطیف (متولد ۱۰۵۵ھ مصاحب اورنگزیب) (۵)، بیٹوں کے علاوہ ان کی سات بیٹیاں (۶) بھی تھیں یعنی خاتم جیو، رشیدہ، ام سلمٰی، دختر (نام نامعلوم) (۷)

---

(۱) ایضاً ۷۱-۴۷

(۲) کشمی: زبدۃ المقامات ۳۲۶ (صاحبزادیوں کے نام روضۃ القیومیہ (۱/۳۱۷) سے ماخوذ ہیں)

(۳) مقامات معصومی ر ۳۶۳

(۴+۵) تفصیل کے لئے دیکھئے مقدمہ ہذا بعنوان "بنائے حضرت مجدد الف ثانی اور نگزیب کی مصاحبت میں" مولف روضۃ القیومیہ (۱/۳۱۷) نے خواجہ غلام محی الدین کا نام غلام محمد لکھا ہے جو صحیح نہیں ہے۔

(۶) کمال الدین محمد احسان: روضۃ القیومیہ ۱/۳۱۷ (اس کتاب کے مولف نے حاجی میر محمد فضل اللہ کی اولاد کی جو تفصیل اور ترتیب بتائی ہے وہ مقامات معصومی سے متفاوت ہے۔ ظاہر ہے اپنے خاندان کے بارے میں جو تفصیل صاحب مقامات معصومی نے بتائی ہے وہ روضہ کے مقابلہ میں صحیح ترین ہے۔ مولف مقامات معصومی نے لکھا ہے کہ میرے والد کے برادر بزرگ کا نام خواجہ محی الدین ہے (۳۶۶) اور یہ بھی وضاحت کی ہے کہ میرے والد اپنے والدین کے فرزند اوسط تھے (۳۶۵)

(۷) روضہ ۱/۳۱۹ ان سب حضرات کی اولاد کیلئے ملاحظہ ہو مقدمہ ہذا سے منسلک شجرۂ مولف

Marfat.com

ان میں سے حاجی میر محمد فضل اللہ کا عقد مسنون صفیہ بنت خواجہ محمد معصوم سے ہوا یہی مولف مقامات معصومی کے والد محترم ہیں۔

حاجی میر محمد فضل اللہ کی اولاد میں سے چار لڑکوں اور ۲ لڑکیوں کا ذکر ملتا ہے سب سے پہلے فرزند کی ولادت سے صرف دو روز بعد ہی وفات ہوگئی (۱) ان میں بڑے شیخ عزالدین احمد (۲) (۱۰۷۳-۱۱۰۰ھ)، دوسرے شیخ حسام الدین احمد (۳) (۱۰۷۹-۱۱۱۹ھ) اور تیسرے مجد الدین احمد میر صفر احمد (مولف کتاب مقامات معصومی) ہیں صاحبزادیوں میں سے حفصہ منسوب بہ شیخ روح اللہ (۴) بن خواجہ محمد اشرف بن حضرت خواجہ محمد معصوم اور اسماء منسوب بہ شیخ محمد عثمان بن خواجہ سیف الدین بن حضرت خواجہ محمد معصوم (۵)۔

شیخ عزالدین احمد بن شیخ محمد فضل اللہ حضرت خواجہ سیف الدین کے داماد تھے ان کی صاحبزادی بی بی زہرہ ان سے منسوب تھیں، بی بی زہرہ کے انتقال کے بعد حسن النساء بنت حضرت مروج الشریعت سے ان کا نکاح ہوا (۶)۔ شیخ عزالدین احمد لاولد ہی فوت ہو گئے (۷)۔

شیخ حسام الدین احمد بن شیخ محمد فضل اللہ کے تین بیٹے اور ایک بیٹی تھی بیٹوں میں نظام الدین، جلال اور وجیہ الدین یہ تینوں لاولد تھے، ان کی بیٹی شیخ نور الحق بن حضرت وحدت سے منسوب تھی (۸)۔

حفصہ بنت شیخ محمد فضل اللہ (شیخ روح اللہ بن شیخ محمد اشرف سے منسوب تھیں) کے بطن سے ایک بیٹا نور احمد اور ایک بیٹی سارہ (منسوب بہ محمد کرامت اللہ بن محمد سالم) تھی نور احمد کی صرف ایک بیٹی معصوم النساء تھی (۹)۔

بی بی اسماء کے بطن سے کوئی اولاد نہیں ہوئی (۱۰)۔

---

(۱) کتاب حاضر ۱۷ (۲) کتاب حاضر ۳۸۶-۳۹۱ (۳) ایضاً ۳۹۱-۳۹۲
(۴) ایضاً ۳۳۰، ۳۳۲، روضۃ القیومیہ ۱/۳۱۹ (۵) ایضاً
(۶) مقامات معصومی ۳۹/۷-۸ (۷) ہدیۃ احمدیہ ۳۶ (حاشیہ)
(۸) مقامات معصومی ر ۳۹۲/۲ (۹) ہدیۃ احمدیہ ۶۹ (۱۰) ایضاً ۷۰

Marfat.com

میر صفر احمد معصومی

کتاب حاضر کے مولف ہیں ان کے حالات زندگی متعارف اور مطبوعہ تذکروں میں نہیں ملتے ہم نے صرف ان اشارات کی بنیاد پر ان کے حالات مرتب کئے ہیں جو کتاب حاضر اور معدن الجواہر میں جا بجا ملتے ہیں۔

ولادت

مولف نے خود وضاحت کی ہے کہ ان کی ولادت ۱۵ ذی قعدہ ۱۰۸۶ھ/ ۳۱ جنوری ۱۶۷۶ء کو ہوئی:

ولادت ایں آوارہ در سال ہزار و ہشتاد و شش ہجری و پانزدہم شہر ذی قعدہ دست داد(۱)

اس کے علاوہ مختلف واقعات کے اندراج کے دوران جا بجا اپنے سال ولادت کی طرف اشارات کئے ہیں:

مولف نے بتایا ہے کہ آغاز تالیف (۲) (۱۱۳۲ھ) کے وقت میری عمر ۴۵ سال ہے (۳)۔

اس طرح مولف کا سال ولادت ۱۰۸۷ھ (۱۱۳۲-۴۵) برآمد ہوتا ہے۔

مولف نے لکھا ہے کہ حضرت خواجہ محمد معصوم کے وصال (۱۰۷۹ھ) کے وقت میری عمر آٹھ سال تھی (۴) یعنی (۱۰۷۹+۸=۱۰۸۷ھ) گویا ایک سال کو جاری برس کے طور پر شمار کیا ہے۔

حضرت حجۃ اللہ محمد نقشبند ثانی بن حضرت خواجہ محمد معصوم کے وصال ۱۱۱۵ھ کے دوران مولف ۲۸ سال کے تھے (۵) یعنی ۱۱۱۵-۲۸=۱۰۸۷ھ

مولف نے مزید اشارہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ حضرت خواجہ سیف الدین بن حضرت

---

(۱) مقامات معصومی ۳۹۵/۲۲

(۲) ایضاً ۱۲/۴-۵ (گویا ایک سال رواں سال کے طور پر شمار کیا گیا ہے) (۳) ایضاً ۴

(۴) ایضاً ۱۷/۲۰ (۵) ایضاً ۲۹۷

Marfat.com

خواجہ محمد معصوم کے وصال ۱۰۹۶ھ کے وقت میری عمر صرف دس سال تھی (۱) اس طرح (۱۰۹۶-۱۰)۱۰۸۶ھ ہی برآمد ہوتا ہے۔

اپنے سال ولادت کی طرف اشارات کے دوران چند مقامات پر مولف سے سہو بھی ہوا ہے، ایک مقام پر لکھا ہے کہ میری ولادت سے پہلے حضرت مروج الشریعت کا وصال ہو چکا تھا (۲) حالانکہ مولف خود ہی اس فصل میں حضرت مروج الشریعت کا سال وصال ۱۰۸۳ھ لکھ چکے ہیں (۳) گویا (۱۰۸۶-۱۰۸۳=۳) مولف اس وقت صرف تین سال کے تھے۔

بحث کا حاصل یہ ہے کہ مولف کا صحیح سال ولادت ان کی اپنی تحریرات کی بنیاد پر ۱۰۸۶ھ ہے۔

مولف کا نام

مولف نے مقامات معصومی کے آغاز میں اپنا نام یوں لکھا ہے:

اما بعد برخوشہ چینان ارباب ولایت...... مخفی نماند کہ بندۂ دوراز کار......صفر احمد فضلی معصومی بن معرفت و ولایت دستگاہی ...... شیخ محمد فضل اللہ العمری الاحمدی......(۴)

اپنے والد گرامی حضرت شیخ محمد فضل اللہ کے حالات کے ضمن میں اپنے خودنوشت حالات میں اپنا پورا نام یوں تحریر کیا ہے:

عاجز شکستہ بال...... جامع ایں مقامات فرخندہ نکات مجدالدین احمد ابوالبرکات حلقہ بگوشان اولیاء صحبت صمیمی صفر احمد معصومی عفا اللہ......(۵)

مولف نے وضاحت کی ہے کہ حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ کا لقب ''مجدالدین'' تھا (۶) اس لئے میرا ایک نام اس مبارک لقب پر مجدالدین احمد رکھا گیا اور حضرت

---

(۱) ایضاً ۳۳۶، ۳۴۷ (۲) ایضاً ۳۱۱/۱۰-۱۱
(۳) ایضاً ۳۲۱ (۴) مقامات معصومی ۳-۴
(۵) ایضاً ۳۹۲ (۶) ایضاً ۵۵/۱۰

Marfat.com

مجدد الف ثانی علیہ الرحمتہ کی کنیت ''ابوالبرکات'' (۱) تھی اس لئے میری کنیت بھی یہی مقرر کی گئی، لیکن ساتھ ہی یہ بھی کہا گیا کہ ان کا مشہور نام صفر احمد ہوگا کیوں کہ یہ نام ان کے جد مادری میر صفر احمد رومی کا تھا چونکہ ان کی کوئی نرینہ اولاد نہیں تھی اس لئے ان کے نام پر میرا نام صفر احمد رکھا گیا تا کہ دنیا میں ان کی یادگار رہ جائے:

مجد الدین ...... کہ لقب حضرت ایشاں بودہ وکنیت ابوالبرکات معین فرمودہ کہ کنیت حضرت مجدد الف ثانی است رضی اللہ تعالیٰ عنہ وگفتند کہ اشہر نام ہای صفر احمد باشد کہ نام جد شریف مادریٔ ما است وایشاں راولاد پسری نماندہ پس بایں تقریب نام ایشاں نزد اہل روزگار باشد (۲)

مولف کی والدہ کو مولف کی ولادت سے پیشتر عالم رویا میں حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری قدس سرہ کی زیارت ہوئی تو انہوں نے فرمایا کہ تمہارے ہاں جو فرزند تولد ہو اس کا نام میرے نام پر رکھنا، چنانچہ مولف کا ایک نام معین الدین بھی رکھا گیا تھا (۳)۔

اس طرح مولف کے اسماء معین الدین، مجد الدین احمد اور صفر احمد رکھے گئے لیکن ان میں جس نام کو شہرت ہوئی وہ موخر الذکر یعنی ''صفر احمد'' تھا مولف نے اپنی کتاب معدن الجواہر میں اپنا نام صرف مجد الدین احمد ہی لکھنے پر اکتفا کیا ہے (۴)۔

مولف کی تعلیم

مولف نے مروجہ علوم کی تحصیل کا آغاز اپنے والد گرامی کی خدمت میں کیا ان کے والد اس عہد کے درجہ اول کے مدرسین میں تھے، انہوں نے اپنے بزرگوں (۵) کے علاوہ حدیث کی سند حضرت سید زین العابدین مدنی سے بھی لی تھی (۶) انہوں نے مدتوں درس دیا

(۱) زبدۃ المقامات ۳ (۲) مقامات معصومی ۳۹۵

(۳) ایضاً ۳۹۴-۳۹۵ (۴) معدن الجواہر ۲

(۵) شیخ میر محمد فضل اللہ نے شرح وقایہ حضرت خواجہ محمد معصوم سے پڑھی (مقامات معصومی ۳۶۸) اس کے علاوہ حضرت خواجہ محمد سعید، علامہ محمد فرخ، ملا بدر الدین سلطانپوری اور اپنے والد قاضی عبدالقادر سے تحصیل کی (ایضاً)

(۶) ایضاً ۳۲/۱۶-۱۷

Marfat.com

مولف کا سال وفات

افسوس کہ مولف مقامات معصومی کے سال وفات سے ہمارے پیش نظر تمام کتب تاریخ اور تذکرے خالی ہیں البتہ ان کے ایک خاندانی تذکرے تحفۃ المرشد کے مولف نے مصنف مقامات معصومی کے پوتے میر فضل احمد پشاوری کا ایک رسالہ ''در تاریخ ہای عرس بزرگان'' من وعن نقل کر دیا ہے، اس رسالے میں مولف مقامات معصومی کی تاریخ وصال ۱۷ جمادی الاول درج ہے:

در ہفدہم ماہ جمادی الاول وصال معین حضرت میر صفر احمد علیہ الرحمۃ کہ جد شریف ایں فقیر فضل احمد اند(۱)

لیکن اس تاریخ کے ساتھ سال وفات موجود نہیں ہے تاہم قیاس آرائی کے لئے مندرجہ ذیل قرائن کا سہارا لیا جا رہا ہے، ہمارے مولف حضرت خواجہ محمد زبیر بن شیخ ابوالعلی بن حضرت خواجہ محمد نقشبند ثانی بن حضرت خواجہ محمد معصوم قدس اسرارہم کے عزیز دوستوں میں سے تھے مقامات معصومی میں جہاں کہیں انہوں نے خواجہ محمد زبیر سے روایت کی ہے یا ان کا ذکر آیا ہے وہاں بڑے احترام سے ان کا نام لیا ہے مثلاً ''عارف سریع السیر خواجہ محمد زبیر......(۲)'' روضۃ القیومیہ کے مولف کمال الدین محمد احسان نے جو ہمارے مولف کے بیٹے شیخ نیاز احمد کے دوستوں میں سے تھے حضرت خواجہ محمد زبیر کے وصال کے ایام (۱۱۵۲ھ) میں تقریباً تمام متعلقین سلسلہ کی دہلی میں حاضری کا ذکر کیا ہے(۳) لیکن مولف مقامات معصومی کو اس موقع پر حاضر نہیں بتایا گیا بلکہ ان کے فرزند شیخ نیاز احمد نہ صرف حاضر تھے بلکہ انہوں نے حضرت خواجہ محمد زبیر کے وصال کے جو بہت سے مادہ ہای تاریخ وصال تجویز کیے تھے نقل کیے ہیں وہی تدفین کے سلسلے میں مولف روضۃ القیومیہ کے ہمراہ سرہند گئے تھے(۴)۔

---

(۱) تحفۃ المرشد ۸۲ (۲) رک مقدمہ ہذا ''راویان مقامات معصومی''

(۳) روضۃ القیومیہ ۴/ ۲۶۳-۲۷۷ (۴) ایضاً ۴/ ۲۷۱-۲۷۲-۲۷۶،۲۷۲

Marfat.com

اس سے قیاس کیا جاسکتا ہے کہ مولف مقامات معصومی حضرت خواجہ محمد زبیر کے وصال ۱۱۵۲ھ سے قبل ہی حدود ۱۱۵۰ھ میں فوت ہوگئے ہوں گے۔

اس طرح مولف مقامات معصومی کا قیاسی سال وفات ۱۷ جمادی الاول ۱۱۵۰ھ/ ۱۷۳۷ء تصور کیا جانا چاہئے، مولف کی ولادت جیسا کہ ہم بتا چکے ہیں ۱۰۸۶ھ ہے گویا ان کی عمر حدود ۶۴ سال تھی (۱)۔

ہمیں یہ بھی معلوم نہیں ہوسکا کہ مولف کا مدفن کہاں ہے؟ البتہ یہ قیاس کیا جاسکتا ہے کہ انہیں ان کے والد گرامی حضرت میر محمد فضل اللہ کے قریب یعنی روضۂ منورۂ حضرت خواجہ محمد معصوم درون تہ خانہ (۲) دفن کیا گیا ہوگا۔

مولف کی اولاد

معلوم ہوتا ہے کہ مولف کی تمام تر اولاد اس زوجۂ محترمہ یعنی ماریہ بنت حضرت شیخ صبغۃ اللہ کے بطن سے تھی مولف نے اپنے دونوں بیٹوں یعنی محمد معشوق اور نیاز احمد کے اسی خاتون کے بطن سے تولد ہونے کا ذکر کیا ہے (۳)۔

مولف کے صرف دو بیٹے ایک محمد معشوق اور دوسرے نیاز احمد تھے، ان کے علاوہ تین بیٹیاں معز النساء، عزیز النساء اور ہدایت النساء تھیں (۴)۔

مولف کے فرزند اکبر شیخ محمد معشوق کا سال ولادت و وفات تو معلوم نہیں ہے، مولف کے شیخ بزرگوار اور خسر حضرت شیخ صبغت اللہ اس فرزند عزیز کی باطنی استعداد کے مداح تھے، مولف خود لکھتے ہیں:

> مقبول نظر قبولیت ایشاں است و عنایت خفی دربارۂ آں فرزند واقع است کہ در سائر نوائس ممتاز می نمایند و ہموارہ از زبان درخشاں مدح علو استعداد اومی فرمایند و اکثر آں فرزند را دیدہ ایں حروف را می فرمایند کہ روز قیامت صدیقان آرزو خواہند کرد کہ کاش کہ خاک بودی و محمد معشوق براں خاک می گزشت و نیز ایں را

---

(۱) اعنی ۱۱۵۰-۱۰۸۶=۶۴ سال (۲) مقامات معصومی ر ۳۸۶، ۲۵۱

(۳) مقامات معصومی ر ۲۷۹/ ۲ (۴) روضۃ القیومیہ ۱/ ۳۱۸-۳۱۹

Marfat.com

حضرت شیخ فضل احمد حضرت مجدد الف ثانی کی دختری اولاد میں سے ہونے پر اس طرح فخر کیا کرتے تھے:

ایں فقیر فضل احمد بن بنت بنت حجۃ اللہ حضرت خواجہ محمد نقشبند بن حضرت عروۃ الوثقی ...... ایں فقیر بن بنت بنت عارف زکی شیخ محمد نقی بن ...... حضرت وحدت ...... نیز می فرمودند کہ جد ما حضرت شیخ میر صفر احمد قدس سرہ (مولف مقامات معصومی) ابن بنت عروۃ الوثقی حضرت خواجہ محمد معصوم ...... والد شریف من حضرت ابوداؤد دنیاز احمد بن بنت قدوۃ اہل اللہ حضرت شیخ محمد صبغۃ اللہ ...... بن عروۃ الوثقی ...... بن حضرت مجدد الف ثانی ...... (۱)

(۱) تحفۃ المرشد ۶

Marfat.com

خانوادۂ مولف

- حضرت مخدوم عبدالاحد
  - شیخ عبدالرزاق
    - شیخ محمد امین
      - قاضی شیخ عبدالقادر (ف ۱۰۶۸ھ/۱۶۵۸ء) [داماد حضرت مجدد الف ثانی]
        - خواجہ محی الدین
          - فرزند [کم سنی میں فوت ہوا (روضہ ۱/۳۱۷)]
        - میر محمد فضل اللہ (والد مولف)
          - فرزند
          - عزالدین احمد (لاولد) (داماد خواجہ محمد سیف الدین و حضرت مروج الشریعۃ)
          - حسام الدین احمد (منسوب بہ ابن شیخ نور الحق بن حضرت وحدت) (روضہ ۱/۳۱۸)
            - نظام الدین (لاولد)
            - جلال (لاولد)
            - وجیہ الدین (لاولد)
          - میر صفر احمد (مولف)
          - حفصہ (منسوب بہ روح اللہ بن خواجہ محمد اشرف)
            - نور احمد
              - معصوم النساء
            - سارہ (منسوب بہ محمد کرامت اللہ بن محمد سالم)
          - اسماء (منسوب بہ محمد عثمان بن خواجہ سیف الدین) [لاولد- ہدیۂ احمدیہ ۷۰]
        - شیخ عبداللطیف
          - عبدالحئی (مرشد مولف)
        - خاتم جیو (منسوب بہ شیخ صبغۃ اللہ)
        - رشیدہ (منسوب بہ حضرت حجۃ اللہ)
        - ام سلمی (منسوب بہ شیخ محمد صادق)
        - دختر (منسوب بہ شیخ سلطان)

- شیخ عبداللطیف بن قاضی عبدالقادر
  - محمد موسی
    - سراج الدین (لاولد)
    - دختر (لاولد)
  - عبدالحی
    - محمد امام (روضہ ۲/۲۸۶)
      - فرزند
      - فرزند
      - اعز النساء (منسوب بہ شیخ عبدالحی روضہ ۱/۳۱۸)
    - فدا احمد (روضہ ۴/۲۸۶)
  - زین العابدین
  - راشدہ (منسوب بہ برکت اللہ)

Marfat.com

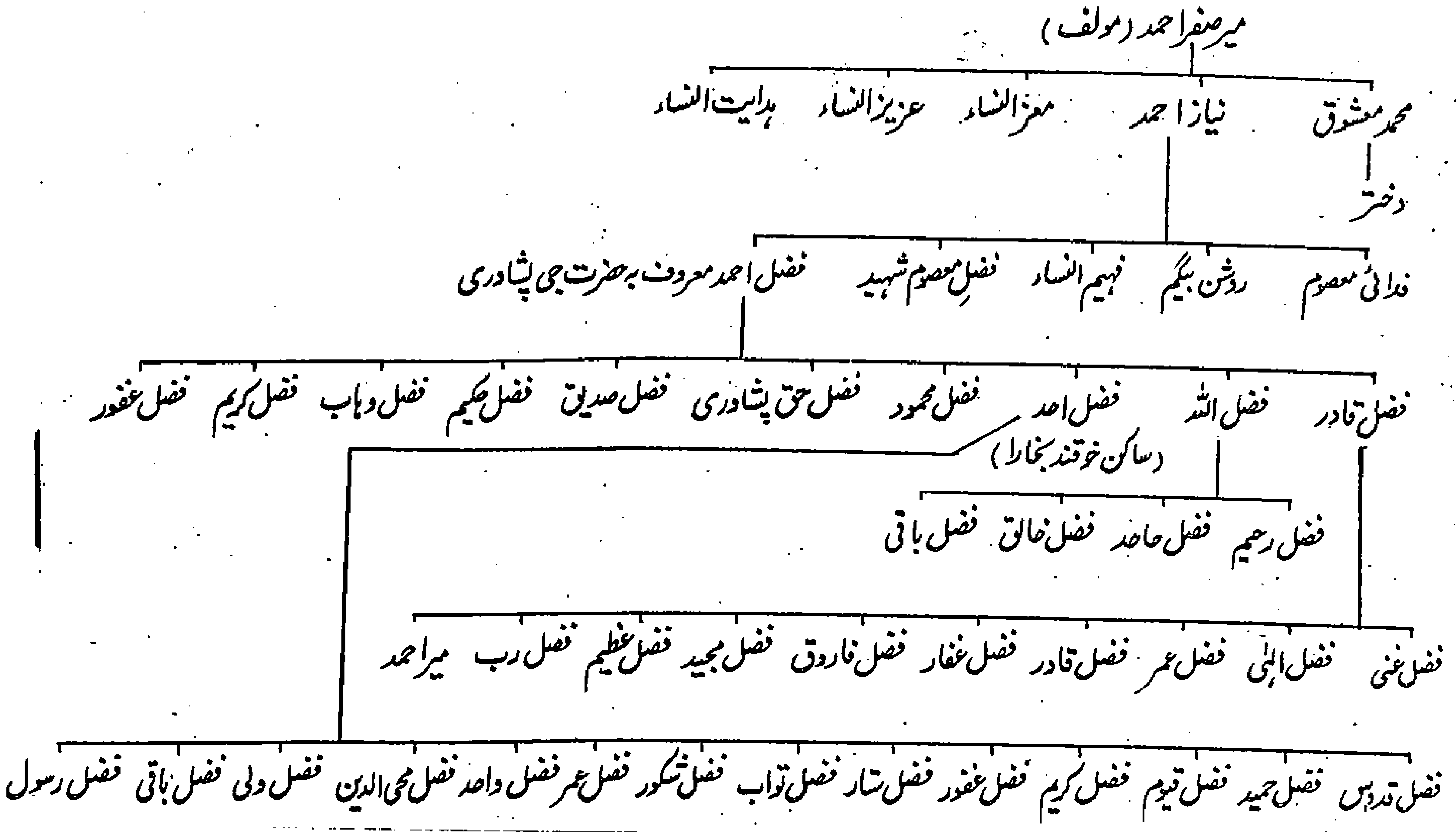

(ماخوذ از روضۃ القیومیہ، روضۃ الاولیاء، تحفۃ المرشد، گلہای چمن)

Marfat.com

شیخ فضل حق معروف بہ حضرت جی پشاوری بن شیخ فضل احمد مذکور

- فضل ہادی
  - فضل حی
    - فضل صمد
    - فضل خالق آغا جان
    - فضل مالک گل بادشاہ
    - فضل رحیم عرف کوکو جان
      - عبداللہ جان فاروقی (مولف گلہای چمن)
  - فضل غفار
    - فضل ستار
      - فضل مغنی
  - فضل غفور
  - فضل اکبر
    - امیر بادشاہ
    - شیریں بادشاہ
- محمد فضل
- فضل مہدی
- فضل حسین
- فضل عظیم
- فضل لطیف
  - فضل رشید معروف میاں جی (داماد اخوند عبدالغفور صاحب سوات)
    - فضل معبود
  - فضل عمر
    - شہزادہ
  - فضل منعم عرف بادشاہ گل

(ماخوذ از گلہای چمن)

Marfat.com

تالیفات میر صفر احمد معصومی

مقامات معصومی کے مولف میر صفر احمد کئی کتابوں کے مولف تھے جن کی کل تعداد معلوم نہیں ہے، ان کے والد گرامی نے کہ ابھی وہ کمسن ہی تھے انہیں بشارت دی کہ وہ مصنف بنیں گے، چنانچہ مولف نے کتاب حاضر سمیت اپنی ان تصانیف کو اپنے والد گرامی کی بشارت کا مظہر قرار دیا ہے(۱) ان کی صرف مندرجہ ذیل تصانیف کا علم ہو سکا ہے:

۱- معدن الجواہر

۲- منظر اولی الالباب

۳- مظہر ابواب فضل

۴- رسالہ در حالات خواجہ محمد زبیر سرہندی

۵- فارسی اشعار

۶- مقامات معصومی (کتاب حاضر)

معدن الجواہر

معدن الجواہر مولف نے اپنے ماموں، خسر اور شیخ طریقت حضرت شیخ صبغت اللہ بن حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہما کے احوال، ملفوظات اور کرامات پر لکھی ہے خود وضاحت کرتے ہیں:

> بذکر برخی از مقامات و پارہ از ملفوظات و بعضی از کرامات و خرق عادات کہ ایں فقیر خود مشاہدہ نمودہ ویا از رواۃ ثقات شنودہ بہ یاد ماندہ در قید کتابت می آورد......(۲)

مولف نے اس رسالے کا آغاز ۷ محرم ۱۱۲۱ھ/ ۷ مارچ ۱۷۰۹ء کو بلدہ اجین میں کیا جہاں مولف خلد منزل بہادر شاہ محمد معظم کے ہمراہ لشکر میں تھے(۳)، خود لکھتے ہیں:

---

(۱) کتاب حاضر ۳۸۵ (۲) معدن الجواہر ۴

(۳) رک مقدمہ ہذا "مولف کے مختلف اسفار"

Marfat.com

امانظر برعنایات وتوجہات واستخارات نمودہ وسئل حضرت کریم وثیقہ خودرا ساختہ درعبارت فارسی مبرا از تکلفات رسمی رسالہ درشہر عاشورہ کہ محرم الحرام باشد بتاریخ ہفتم سنہ ہزار وصد و بیست و یک از ہجرت مقدسہ...... سال سیوم از جلوس سلاطین اسلام ظل اللہ...... ابونصر قطب الدین محمد معظم شاہ عالم بہادر بادشاہ غازی...... دربلدۂ دارالفتح اجین شروع نمودہ شد...... ایں رسالہ را مسمی بہ معدن الجواہر گردانیدہ......(۱)

گویا معدن الجواہر کے صاحب سوانح حضرت شیخ صبغت اللہ (ف ۱۱۲۲ھ) اس کی تالیف کے دوران بقید حیات تھے، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مولف نے رسالہ تالیف کر کے حضرت شیخ صبغت اللہ کی خدمت میں سرہند بھیجا تو انہوں نے اس پر تحسین فرمائی اور مولف کے حق میں دعائے خیر بھی کی لیکن مولف کے سرہند پہنچنے سے نو ماہ پہلے حضرت شیخ کا وصال ہو گیا تھا، مولف کے الفاظ ملاحظہ ہوں:

رسالہ معدن الجواہر درحالت حیات عالی حضرت جمع نمودہ حقیقت آں بزبان قلم معروض داشتہ چہ تصنیف آں رسالہ دربلدۂ دارالفتح اجین اتفاق یافتہ بود وتشریف عالی حضرت در دارالارشاد حضرت سرہند بودہ، ہم چنیں جواب سرافرازی یافتہ دعا خیر درحق احقر بدستخط انور نگارش یافتہ و بعد از رسیدن فدوی درو طن اگرچہ ملاقات صوری دست نہ دارد چہ وصال آں قبلہ ارباب کمال پیش از رسیدن احقر بہ نہ ماہ روداد اما از باریابان حضور عنایات غائبانہ بر تصنیف آں رسالہ بسیار شنودہ......(۲)

گویا مولف حضرت شیخ صبغت اللہ کے وصال سے نو ماہ بعد سرہند پہنچے یہاں یہ وضاحت کر دی جائے کہ مولف کے اشارات سے یہ واضح نہیں ہوتا کہ آیا وہ اجین سے براہ راست سرہند پہنچے یا سانبھڑ سے کیوں کہ مولف اس وقت لشکر کے ساتھ نواح اجمیر کے

---

(۱) معدن الجواہر ۱۰-۱۱ (۲) مقامات معصومی ۲۶۷

Marfat.com

گاؤں سانبھڑ میں تھے جہاں انہیں حضرت شیخ صبغت اللہ کے وصال کی اطلاع ملی (۱) گویا اس دوران مولف کبھی سانبھڑ میں اور کبھی اجین میں رہے۔

معدن الجواہر تین معدن (باب) پر مشتمل ہے ہر معدن کے مندرجات کو جوہر قرار دیا ہے، لکھتے ہیں:

ایں رسالہ مشتمل بر سہ معدن ایست و ہر معدن محتوی بر جواہر کثیرہ، معدن اول در بیان بشاراتی کہ حضرت مجدد الف ثانی و حضرت ایشاں رضی اللہ تعالیٰ عنہما در حق آں عالی حضرت دادہ اند معدن دوم در بیان عبادات یومی ولیلی ...... و عادات و ملفوظات آں عالی حضرت۔ معدن سوم در ذکر تصرفات و کرامات و خرق عادات آں عالی حضرت (۲)

معدن الجواہر کے محفقات کا ان الفاظ میں ذکر کیا ہے:

دریں رسالہ آں حضرت را بہ عالی حضرت (شیخ صبغۃ اللہ) بیان مقرر نمودہ شدو والد ایشاں بحضرت ایشاں (خواجہ محمد معصوم) وجد ایشاں بحضرت مجدد الف ثانی مبادا در وقت خواندن یکی را بہ دیگری خلط (نہ) نمائی...... (۳)

مولف نے مقامات معصومی کی طرح معدن الجواہر کی تالیف میں بھی طرز تالیف کے سلسلے میں جامعین مقامات حضرت مجدد الف ثانی کا اتباع کیا ہے، وضاحت فرماتے ہیں:

مادریں مقامات شریفہ رعایات یک لطیفہ...... مولفان مقامات حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ شروع کلام از نماز تہجد می فرمایند وایں عاصی و دور از کار ہم بہ تبعیت ایں اعزۂ عالی مقدار در رسالۂ معدن الجواہر در احوال عالی حضرت ...... بہ ہمیں راہ رفتہ...... (۴)

مولف نے یہ بھی وضاحت کی ہے کہ بعض اسرار جن کا معدن الجواہر کی تالیف کے دوران علم نہیں تھا وہ معارف جدیدہ کے طور پر مقامات معصومی میں درج کیے گئے ہیں نیز

---

(۱) رک مقدمۂ مقامات معصومی،، (۲) معدن الجواہر ۱۱

(۳) معدن ۱۱-۱۲ (۴) مقامات معصومی ۲ ۱۳ / ۸-۱۳

Marfat.com

مولف نے معدن الجواہر کو مقامات معصومی کا ایک جز بھی قرار دیا ہے(۱)۔

مقامات معصومی میں مولف نے کئی مقامات پر معدن الجواہر کا ذکر کیا ہے(۲)اور بعض مجمل امور کی تفصیل کیلئے معدن الجواہر سے مراجعت کرنے کے لئے کہا ہے(۳)۔

معدن الجواہر کے کسی مکمل خطی نسخے کا ہمیں تا حال علم نہیں ہے۔اس کے ابتدائی ۳۲ صفحات پر مشتمل ایک قلمی نسخہ مولانا حافظ محمد ہاشم جان مجددی مرحوم کے کتب خانہ کوئٹہ میں ہماری نظر سے گزرا ہے۔

منظراولی الالباب

مولف نے یہ کتاب اپنے والد گرامی شیخ محمد فضل اللہ قدس سرہ کے حالات پر تالیف کی تھی،اس کا سال تالیف معلوم نہیں ہے لیکن مولف نے بتایا ہے کہ انہوں نے مقامات معصومی کی تالیف (۱۱۳۲-۱۱۳۴ھ) سے چند سال قبل اس کتاب کی تکمیل کی سعادت حاصل کی ہے(۴)۔ہم اس رسالے کی تالیف حدود ۱۱۳۰ھ/۱۷۱۷ء قرار دے سکتے ہیں۔

ایک مقام پر مولف نے اپنے والد گرامی کا ذکر کرتے ہوئے اس رسالے کے بعض مندرجات کی طرف سے اشارہ کیا ہے:

> ہر کہ را پیش از وصول مفتاح ہشتم (مقامات معصومی)......شوق ملاحظہ حالات فخیمہ وکرامات عظیمۂ ایشاں دامن گیر گردد بہ مطالعہ کتاب منظراولی الالباب کہ از مصنفات ایں فقیر کثیر التقصیر است استعجال فرمایند و در منظر ششم او جویان مقصد خود بود اگر بہ تمام نسخۂ را سیر کند از قصص اکابر ما با خوائد روائد اطلاع خواہد یافت......(۵)

---

(۱) ایضاً ۲۸۰/۲۰-۲۲ (۲) ایضاً ۴/۲۰، ۲۶۴/۵، ۱۸۰/۷، ۳۸۵

(۳) ایضاً ۲۷۰/۱۷-۱۹، ۲۸۰/۱۹، ۲۸۶/۱۵-۱۸، ۲۹۰/۱

ایک مقام پر تو اس کا ایک طویل اقتباس بھی دیا ہے ۱۸۳-۱۸۵، نیز عمدۃ المقامات ۳۴۸-۳۵۱

(۴) کتاب حاضر ۳۶۰ (۵) ایضاً ۱۹/۴-۶

Marfat.com

معدن الجواهر

في بيان مقامات

نقشبندی

Marfat.com

۲

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله العلي الاعلى حمداً كثيراً طيباً مباركاً فيه ومباركاً عليه كما يحب
ربنا ويرضى والصلوة والسلام الاتمان الاكملان على عباده الذين
اصطفى خصوصاً على سيد الورى امام التقى شمس الضحى بدر
الدجى محمد المصطفى صاحب قاب قوسين او ادنى
وعلى آله شموس التقى وصحبه نجوم الهدى واتباعهم الى يوم
الجزاء كما يليق بعلو شأنهم ويحرى ما تعاقب الظلم
والضيا بعد از ذكر و شكر ... مجد الدين احمد اسير
... نفس الاوفا و قدوة اهل ... الشيخ محمد فضل الله
قدس الله سبحانه سره الاقدس السرهندي الفاروقي النقشبندي
المجددي المعصومي ...

Marfat.com

مفارقت صوری و مهاجرت ظهوری از حضرت [illegible]

بجبت فیض موهبت عالیحضرت متعالی منقبت قطب الاولیاء

[illegible] الاصفیاء حجة العرفاء برهان العلماء قطب الاقطاب شیخ

الشیوخ وارث [illegible] خازن النور الهدایة والمعرفة [illegible]

[illegible] صاحب منصب القیومیة المنیف

[illegible] الاصفیاء وارث الانبیاء

[illegible]

رسول الله صلی الله تعالی علیه وآله وسلم [illegible]

[illegible] سید المرسلین [illegible] الله [illegible] احسن

من الله صبغة ونحن له عابدون مشتاقون [illegible]

[illegible] السرهندی [illegible] الحنفی [illegible]

النقشبندی [illegible] والعمری [illegible] والاحمدی [illegible]

[illegible] الامام الربانی [illegible] الالف الثانی [illegible]

Marfat.com

من الملک القیوم سیدنا و قبلتنا الشیخ محمد المعصوم
ادام الله تعالی ظلال برکاته الی یوم المعلوم
نبی نیست لیکن برنگ نبی ؛؛ بجوشد ز گوشش هزاران
ابن امام الربانی و الاویسی الرحمانی کاشف اسرار
سبع المثانی و المجدد الالف الثانی مسمی خاتم اهل
بشارت باسمی کرمیجا شد اشارت الشیخ احمد رضی
تعالی عنه در حق حضرت ایشان فرموده داده ایام شیوع را
مبدل بحیای مظله کرد اینست مثال اخبار از دست
داده است ذکر بعضی از مقامات و پاره از ملفوظات
و بعضی از کرامات و خرق عادات که این عقیر خود
نقش بسته نموده و پاره از روایات ثقات شنوده و بیان
ساخته در قید کتابت می آورد و آنرا وسیله صلاح
و فلاح دنیوی و اخروی خود میسازد و رجا و اثق
از فضل

۵

بخیال مرهم شفائی جراحت شان در دل کریمش توجه بهمت عالیه

و بجز احسن در وطن مألوف بسبب بدعت بدی بر اجرا

تصرف کرده و بعضی از دوستان جهت حضور و مدد بیان

عقیدت بودند بسبب موانع و عوائق که بتصرف تقدیر

رسیده نمیتوانستند و مستغرق ملکهٔ احراق آتش هجران

ایشان مرا بانی و خصوصیات انحضرت سلمه ربه میرسیده کرده

محبت ایشان زیاده شد و غائبانه محبت بان عبد

حق جل و علا نزدیک تا از ظلمات نفس نجات یافته

و ثناء آن شیخ حاصل شده رتبه بعد رتبه لقاء الرجال

و ثنای الله حاصل شود و از هر دو جا که حضرت

احوال از معبود تقدیر قسمت اول آن بر شیخ عنایت

عدالت و جود وقت ایشان از مطالعه ابد

از مزید بعضی معارف لا ریب حاصل شود

Marfat.com

اثر ادعا و فاتحه دستگیری فرمایند که مقصود ازین جم

بیعت آخرت است هرچند که طریقه اینهم و نمود

آنحضرت تستر حال و اخفاء احوال است

نداد از کمال حمود و کمال دیگر است جهت پوشید

حال از اجمال دیگر است القصه معامله تستر و خف

آن عالیحضرت وا مست برکاته باقی شما به دلیست

کرد به تمام حیات قبله و دولت ایشان و امام

حضرت ایشان قدس سره که والد ماجد و شیخ

آن عالیحضرت صدور می یافتند عالیحضرت در آن

تناول می فرمودند و تحقیق است که اظهار اینمعنی نمودی

خدمتی در حیات حضرت ایشان قدس سره با

آن عالیحضرت سلمه به نسبت کرد بیت الله از ابن قسمت

کرد شدن از سعید ایشان مخلصان نقل اکتفا بر دو شد

Marfat.com

ے

بعضی از یاران منتسبان باختصاص و مخلصان اهل این صحبت
و محققان زمان متقال اند و فقرا در نیافته بودند حضرت اقدس
رسیده بودند که با شیخ کشف اسرار بود و وارث انبیا بود
شعر را مجیب باشد فرموده اند که آنچه حق کشف در نوشتن
بود حضرت مجدد الف ثانی و حضرت ایشان گفته اند
نوشته اند دیگری که اگر بهتر از خود بگوید خود درین عصر
[illegible] که تحصیل حاصل کرده باشد [illegible] زبانی
[illegible] آورده [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] از اخبار [illegible]
[illegible] آورده [illegible]
[illegible] بعد از [illegible] اهل [illegible]

Marfat.com

در رنگ تحقیق هست فکرتی از محبت خارج اند و بخود
عند الناظر فی کلامهما الواقف علی اطوارهما و شناسای
باسرار هما دیگر پیدا نمی شد که خوب و خیال خود را برابر کشف
و مشاهدات این حضرات عالیه درجه تصور نموده چرا که
چو نوشتن اقدام نماید خلص کلام آنکه خاطر عاطر آن
عالیحضرت مایل بر کمال استغراق او دست اما از نی
کم [illegible] بی پروا کی خواهد هیچ نیابت معنوی
[illegible] کرده بود باعث رنگ تخریب آنانکه
کرامت [illegible] در [illegible] محبت مرتبه اند و اما
[illegible] اطراف تنها در [illegible] فیض [illegible]
خود دانسته بیسر می جویند البته کلمات معرفه که محقق
عشاق [illegible] از زبان [illegible]
[illegible] چون این [illegible] وجود [illegible]

Marfat.com

[illegible]

قرابت قریبه بجناب آنحضرت صلی الله علیه وسلم متحقق است اکثر را
[illegible] حفظ [illegible] و حکایات ثقات و قصص
کرامات و تصرفات ایشان بدرجه اشتهار [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

Marfat.com

جمع این توانم شد و در زمان امیر جلیل القدر اقلیم توانم نمود
ما ناظر بر عنایات و توجهات و استمدادات نموده و فضل
حضرت کریم را رفیقه خود ساخته در عبارت فارسی
مبرا از تکلفات رسمی این رساله در شهر عاشورا که محرم الحرام
بود بتاریخ هفتم سنه هزار و صد و بیست و یک از هجرت
مقدسه حضرت سید الابرار خیر الاخیار صلی الله علیه و آله و سلم
بسال سوم از جلوس سلطانی اسم اعظم ظل الله علی الانام
بسط مهاد العدل و الاحسان ناظم اساس الشرع و الدین
الملک الاعظم الخاقان الاکرم مالک رقاب الامم خلیفة الله
العالم خلیفة ملک المعانی بحکومته و الحق کان مراد آبا
بحول حمل داره الوالمون کما هی الصحیح سیف الله معرکها
سلطان ابن السلطان الخاقان ابن الخاقان صاحب
الفتوح و المغازی ابو نصر قطب الدین محمد معظم شاه

تمام

Marfat.com

ذخیره

11

بالهام پادشاه غازی خلد الله ملکه و سلطانه و افاض

علینا و علی العالمین بره و احسانه و بلغ دار النعیم اجمعین

شروع نموده شد ازانجا که معارف و تصرفات ایشان

در کوه کنان جبل معرفت از تیشه ریاضت بدل لب لقمه [illegible]

[illegible] این مسکین نجم این رساله را مسمی بمعدن الجواهر کرد

[illegible] این رساله مشتمل بر سه معدن است و هر معدن [illegible]

[illegible] معدن اول در بیان نسب آنحضرت [illegible]

[illegible] حضرت [illegible] رضی الله تعالی عنها در حق آن عالیجناب

[illegible] معدن دوم در بیان عبادات [illegible]

و عادات و ملفوظات آن عالیحضرت معدن سوم در

ذکر و تصرفات و کرامات [illegible] آن

[illegible] و در شرح [illegible] آن حضرت [illegible]

Marfat.com

بیان نمود مقرر نموده شد و والد ایشان حضرت ایشان
و جد ایشان حضرت مجدد الف ثانی مبادا در وقت
خواندن یکی را بدیگری خلط نمائی هرچند که از راه فنا
و بقا همه اینها یک اند اما هر یک مرتبه از وجود حکمی
دارد که حفظ مراتب نکنی زندیقی [illegible] اینجا کار باید
نمود و غیرتها انا الشرع فی المقصود و ما توفیقی الا بالله
علیه توکلت و الیه انیب معدن اول در بیان ان
حضرت مجدد الف ثانی و حضرت ایشان که در حق ایشان
عالیحضرت داده اند از مدت ولادت آن عالیحضرت
تا مختتم وصال حضرت ایشان بدانکه و آگاه باش که ولادت
با سعادت آن عالیحضرت در ماه ربیع الثانی تاریخ یازدهم
ششم هزار و شصت و سه در حالت حیات حضرت مجدد
الف ثانی در بلده متبرکه حضرت سرهند اتفاق افتاده

Marfat.com

حضرت مجدد الف ثانی در ایام قیام در بلدهٔ دار الخیر اجمیر شریف به
سلطان وقت که از ایشان نزاع میگذاشت تشریف داشتند
و حضرت ایشان نیز بجهت استقبال والد بزرگوار خویش
تشریف برده بودند و والدهٔ ماجدهٔ عالیحضرت از راه اد
...ام الشانی نیکو داشته اند و موقوف تشریف حضرتین مذکورین
گشتند و حضرت مجدد الف ثانی از سلطان وقت مرخص
گردیده متوجه وطن مألوف بوده اند که در اثنای راه خبر ولادت
آن عالیحضرت بشنیدند مسرت شکر بتقدیم رسانیدند زیرا که آن
عالیحضرت اکبر ابنای حضرت ایشان و اعظم نبیرهٔ حضرت مجدد
الف ثانی اند چون هر اول آن عالیحضرت متعالی منقبت درامرت
بزرگانه وظائف صحابه و دیگر فاتحه بوده اند که حضرت مجدد الف
ثانی و حضرت ایشان از سفر مراجعت اثر بوطن اصلی داخل
شده اند و در خانقاه فیض کاشانه آن عالیحضرت بوده اند تشریف

Marfat.com

آورده اند بمجرد دیدن آن فرزند برومند باواز بلند فرمودند

که السلام علیکم یا صبغة الله بعد از آن روی مبارک خود را

نزدیک بگوش سراپا هوش ایشان آورده کلمات خفیه در میان

آوردند که هیچ یکی از حاضران بدان اطلاع نیافته و باسرار

خاصه و معارف غامضه خویش نواختند که هیچ محرمی حقیقت

آن را نشناخت ازین سخن بزرگی ایشان را باید دریافت

که حضرت مجدد الف ثانی که با چنین همه اسرار و معارف را

با طفل رضیع تقدیم سلام فرمایند و از معارف مخصوصه

با اخفاء خویش اطلاع بخشند قیاس کن ز گلستان من بهار

حضرت مجدد الف ثانی رضی الله عنه با حضرت ایشان

شفا الله سبحانه بسواد الاقدس خط نبشته فرمودند که درین نزدیکی

فرزندی از اصحاب یا عشم [illegible] نام آنرا محمد صبغة الله کرده است

الحمد لله [illegible] علی که در ایام آن حالیه [illegible] محمد معصوم [illegible]

بیان

۱۵

بابی از ازل بر او آمده بشریت صحیح سایه ازلیت
بر پیشانی سعیدیت، ذلک فضل الله یؤتیه من یشاء و
الله ذو الفضل العظیم. چون آنحضرت عالیحضرت دامت
برکاته پنج شش ماهه بودند که با مرض قوی مبتلا گردیدند
چنانکه مردم بسیار در هر جا با قدر ارادت دعا بالحاح الثانی
مشغول شدند و حیات جاودان مرضات شمرده بپاس گلی
خود گرفتند تا بگرفتن نفس و حرکت انقطاع از هم
اثبات حیات الثانی پیدا نبود در تمام قبائل
و شورش افتاده خصوصاً والده ماجده ایشان با وجود
کثرت شکیبائی گریه و اندوه کرد از مقتضای بشریت
بی اختیار گردید و اسباب تکفین و تجهیز را مهیا گر
دانیده بودند که ناگاه این خبر مسموع مقدس حضرت مجدد
الف ثانی رسید خود بنفس نفیس تشریف آوردند

Marfat.com

معشوقانه از دست مبارک برداشته و دست شریف
بر رخساره آن عالیحضرت گذاشته تبسم فرمودند که
بابا این چه خوش طبعی است که با ما در حضور خود میکنید
و آنها را فرزندان حبیب رسید بر خیزید تا اینها خوش و
شوند و بآرام بخورند و بخسپند فی القرآن عالیجاه
در حرکت نشسته و گریه نموده و حضرت عالی یافته
گویا از اعراض اثری نبود و الحمد لله سبحانه علی ذلک
و مع حبیب سبحانه تعالی بعد از آن حضرت الف [illegible]
کرده فرمودند که مردم ازین طفل با هوش میشوند
بوقت حیات بر میدارند و من این از نیز [illegible]
صفید [illegible] مسند نشسته [illegible] هشت سنه [illegible] و عالم
[illegible] زیر [illegible] جمله کنان گشته [illegible]
[illegible] رضی الله عنه [illegible] شریف

[illegible] ۱۲۱

صحبت خود را در میان نمی‌آورند و نام مشایخ حضرت ایشان

می‌گیرند و عرس حضرت مجدد الف ثانی هر سال مشترکاً می‌نمایند

و عرس حضرت ایشان اصالةً می‌نمایند بیست ثنائی لائق

طرح رسا از من نمی‌آید صحبت گردید ... حضرت ایشان خرقه

شجره با پیرِ کسب الواصف المطری خصائصه و آن

فی فضائل ... وصف ... بر اخوات و بنات ...

... و اهل حقوق ...

مستفید ... و جمیع اولاد ... از ...

...

... میسر ...

... آن کار ... می‌کنند ...

می‌بینند و ...

مگر ...

Marfat.com

دین بود [illegible] علمای [illegible] نسبتهم دارند و در فروع مذهب حنفیه گرفته

و امام ابو حنیفه را رحمة الله تعالی در رتبه تحقیق میدانند و بنای مجتهدانه

مثل اظهار قصور مینمایند و در بعضی مسائل عمل بموافق شافعیه مینمایند و

امام ابو حنیفه رحمه [illegible] میدانند و بعضی علماء اهل حق را [illegible]

[illegible] و [illegible] بیزارند [illegible] کنم خود [illegible] این

[illegible] کردیم اگر [illegible] ربنا لا تؤاخذنا ان نسینا او

اخطأنا حضرت حق [illegible] عبادات [illegible] خلاص

[illegible] تحقیق کرده اند و بحصول مرادات [illegible]

[illegible] بحضرت [illegible] تعالی [illegible] کریم آمین [illegible]

[illegible] کاهی [illegible]

[illegible] ارباب [illegible] بحضرت [illegible] تعالی [illegible] صلی الله علیه [illegible]

[illegible] مینمایند و صفای دل و خلوص روح که از کثرت [illegible]

[illegible] از باطن [illegible]

۱۹

پیر کرم در مسلک حضرت خلیل جلیل علی نبینا و علیه السلام نازل گشته
دل بر بیان جوشش همی زند از رایحه آیت اذ جاء ربه بقلب سلیم
این مسکین بی تمکین در شبی از شبها سعادت افزای عروس انجمن
جمال جهان آرای حضرت شمس فلک حقیقت بدر
الذی مسند رسالت خاتم بارگاه نبوت صاحب مقام لولاک لما خلقت
سید رسل امام انبیا علیه وعلی آله وعلیهم من الصلوات
انقضایا المنتهی ... واز مقامات
علیه وعلی آله الصلوة والسلام ... بدها انکه آن ...
علیه وعلی آله السلام ... حضرت ... ان هذا ...
... علی آله الصلوة والسلام ...
... در مکتوبات قدسی آیات حضرت
مجدد الف ثانی ... الشان ... قدسنا الله بسره ...
... جناب ... آن ...

Marfat.com

معمول بود که منصب خلافت غوثیت آن عالیحضرت و ولایت بنگاله از

شیخ پیر فتوح غوث الثقلین کریم الطرفین الحسنی الحسینی الجیلانی قدس

سره الشیخ محی الدین سید عبدالقادر دریافته و در آن ایام که زیارت [illegible]

شریف [illegible] بوده‌اند و در آن وقتی که عالیحضرت در [illegible] حضرت الشیخ

[illegible] [illegible] [illegible] و وقت مراجعت الثانی [illegible] [illegible]

[illegible] خویش [illegible] آمده بودند و در اثنای راه [illegible] [illegible]

[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

زیارت شیخ [illegible] صاحب نور قدس الله سره [illegible] آورده [illegible]

[illegible] و [illegible] آگاه معارف [illegible] [illegible] شیخ زین العابدین

[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

شیخ [illegible] اسمعیل [illegible] [illegible] بودند و در آن ایام عبارت [illegible]

که [illegible] [illegible] آن عالیحضرت [illegible] و عبارات این

[illegible] [illegible] [illegible] بود که [illegible] [illegible] [illegible] آن عالیحضرت

Marfat.com

واقعهٔ اولی بسبب نسیان از خاطر رفته است واقعهٔ ثانیه اینکه احقر بجامع

خجند بعضی امتعهٔ دنیاویه بود می بایست که [illegible] [illegible] الفقر که

در آنجا خیر چنانچه میان ضعف الله خیور است یا چنانچه ایشان در [illegible]

[illegible] [illegible] کلاه را قیم [illegible] که [illegible] شیخ ذکر [illegible]

[illegible] بود [illegible] شباهی [illegible] وقت [illegible] عالیجناب کلاه است

[illegible] خود [illegible] شیخ محمد اسمعیل می فرمودند که [illegible]

[illegible] [illegible] از [illegible] [illegible]

[illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] [illegible] اختیار نمودن [illegible]

[illegible] در باب این مخلص [illegible] شما [illegible]

[illegible] فرمودند [illegible] از این آباد گذشته در سرای خانم [illegible]

[illegible] [illegible] [illegible]

Marfat.com

صاحب قوتی که از مدتی در انجا تمکن داشت و همواره عریان
می بود از لباس ساتر عورت قبول نمیفرمود بمجرد دیدن صورت شیخ
فالک دیگر از هر طرف جمع نموده خواست که خود را در [illegible]
کشد و ستر عورت خویش نماید از روی تعجب از ان مجذوب
صاحب جذب استفسار نمودم و گفتم که یا شیخ امروز خلاف
عادت که ستر عورت باشید از ان فانی فنا [illegible] فرمایم
که فلک پای مبارک عالیحضرت هم قریب رسیده بود در وی
وجود گفت که مردی بینائی از این راه عبور میفرماید از او
حجاب میکشم و ستر عورت مینمایم و دیگران که از نابینا باشند کو بباشید
[illegible] قدر [illegible] که شاید [illegible] چون [illegible]
سالکی خدا آگاهی بلند عارف بکمالات الهی باستقبال آن عالیحضرت
داشت [illegible] دست خود دانسته بر آمده و آن حضرت خدا آگاه
از [illegible] تشریف می آوردند [illegible] دام الاجتماع [illegible]

Marfat.com

رسیده‌اند از آنجا که در مکاتیب سعادت مردم بسیاری بوده و از اینجا
جمع کثیر مستعجلان برآمده شتابان شتافته حتی چند بار کرده‌اند اول خیمه‌ها
[illegible] را [illegible] خفته [illegible] ایشان را [illegible] کرده‌اند [illegible]
چنین [illegible] قسم جواهر خوب [illegible] که مرا [illegible] بخشیده
[illegible] یکی از بس [illegible] بیاورد [illegible]
[illegible] خدمت استقبال نموده باشند [illegible]
[illegible] بطفیل [illegible] صبغة الله [illegible] بخشیدم و داخل [illegible]
کرده‌ام [illegible] از جمله مریدان حضرت [illegible]
[illegible] بعرض اقدس رسانیدم تبسم فرموده [illegible]
[illegible] آمده [illegible] این ضعیف [illegible]
[illegible] داخل [illegible] دار الملک [illegible]
[illegible] از اهل بازار و تاجران [illegible] که [illegible] حقیقت [illegible]
بی‌اختیار [illegible] استقبال می‌نمود و بعضی [illegible]

Marfat.com

چندا و لے نشست و صحبت دیگر برآں بودند کہ این عزیز حضرت
الحق [illegible] خاص و عام بلکہ مذکورۂ ازل [illegible] بموافق الف
[illegible] خود در صحبت آں پیر روشن ضمیر [illegible] حال و قال [illegible]
ها کشوده بودند و اکثر [illegible] برآں بودند کہ حضرت یوسف
علیه و علی نبینا افضل الصلوٰۃ و اکمل التحیۃ [illegible] مصر گفته
بودند ما هذا بشرا ان هذا الا ملک کریم [illegible] از
طریقہ [illegible] عالیہ [illegible] داشت [illegible]
قرآن مجید کہ [illegible] خفی [illegible] فرمایند [illegible]
وقت را [illegible] بعرض [illegible] ولایت رسانیده کہ آیا [illegible] حکمت
[illegible] زلیخا را [illegible] خفی [illegible]
[illegible] گشته فرمودند کہ [illegible] حضرت [illegible]
[illegible] را [illegible] خفی اختیار فرموده بودند
[illegible] فرمودند کہ [illegible]

Marfat.com

فتوحات آنجا تعالی نشانه شریک میشوند و نمیگذارند که [illegible]

[illegible] بلند توانند خواند از این سبب آهسته خواندن [illegible]

[illegible] این بیمار شدند از آن عالیحضرت باین اذن فرمودند

[illegible] مغفرت پناهی میرزا [illegible] که [illegible] ایشان [illegible]

[illegible] و از محبان خاص و بسیار [illegible] با [illegible] آن عالیحضرت

[illegible] ایشان [illegible] بلکه [illegible]

[illegible] و اطفال خورد بوده [illegible]

[illegible]

[illegible] شریف آن عالیحضرت [illegible]

[illegible] بتقریب [illegible]

[illegible]

[illegible] داشت [illegible] و عرض کردیم که [illegible]

[illegible]

Marfat.com

مشغول روح او خواهند قبول فرمودند تشریف فرمودند و فاتحه ...

تا در خواندند بعد از آن بمراقبه پرداختند و در اثنای مراقبه فرحی و سروری

بر جبهه شریف یافته شد چون از آن مقام برخاستند فقیر با کمال ...

گرفته در اثنای راه عرض نمود که سبب ... مبارک ... چه بود

لطف ... فرمودند که در این ... ساختند و بعد ... داد اند

که حضرت ایشان ولی ... [illegible] ... الی یوم القیم

... المراة منهم ... عنایت ... بر خود ...

... و ... با وجود ... این حکم ...

... و شکرانه ... [illegible]

... [illegible] ...

... [illegible] ... مقامات ایشان ...

... این ... [illegible]

... [illegible] ...

Marfat.com

بجا رحمه الله تعالی حضرت [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] از [illegible]

[illegible] و اسطه ظهور آید که انوار او تمام عالم را فرا گیرد بلکه هر ذره از ذرات

عالم مظهر [illegible] گردد چنانکه آفتاب [illegible] حضرت خود [illegible]

باید که روز بازار او [illegible] آن [illegible] [illegible]

[illegible] در معارف [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] شیخ

[illegible] [illegible] [illegible] آن [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] [illegible] ظاهری و باطنی [illegible] [illegible]

[illegible] [illegible] آن [illegible] [illegible] این [illegible]

[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible]

[illegible] [illegible] [illegible] عالی [illegible] [illegible]

[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible]

Marfat.com

دختری شائیحضرت تعالی یافت می تعوذ بی مقبول نظر عنایت ایشان

و عنایات خفی درباره آن فرزند ارجمند بود که بسا گریه التماس محتاج می نمود

روزبال درخشان مدح علوی استعداد او معلوم شد و اگر آن فرزند را بیش

می دید که روز قیامت است چندان آرزو خواهد کرد که کاشکی خاک شدی

و محبوبی معشوقی بدان خاک می گذشت و بیزاری را اکثر بعد ازین همه

ان صدق العقول بمجرد الحس مشتاق جمع به سرور ها عاشق

حکمند که اگر شود حضرت حق سبحانه و تعالی آن فرزند را بسر کند تسبیح

این مرتبه حضور و انکار بسیار آمد جمع بسیر و هم عزیزی شده است

و بعضی از محبان آن خدا آگاهی بیش از مخصوصان خیابانی

مشهور که آن حضرت تعالی منقبت و صفت برکات در طی ...

لیکن کمال تشریف داشته اند و ایشان ناظم الی الله امیری خلق ...

گرامی مجلس که ایشان رضوان الرضی علیهم از زبان آن ناظم ...

و اولیا مجازی او ... آن علی ... سخن ...

۱۱

Marfat.com

مشتمل بر تنبیہات بناظم نگارش عزحود ... یک فقرہ
مکتوب شریف ... ۲۹/۵

[illegible]

Marfat.com

انت السلام کردم آن صاحب عزت متعالی منزلت دامت برکاته گشته بجانب المجالس

نگاهی بقبا ثبت تمام آورده فرمودند که بعد از نماز فرض اول استغفر ... سلام ...

نموده باشند بعد از آن کلمه مذکوره میخوانده باشند عمل ماجرا بود که شایان قبول

آنحضرت صلی الله علیه باشد الحمد و استغفر ... سوال ... جواب ...

هرچه کردیم بحث ... زیبا بود ... معارف آگاهی

حضرت ... کرامت ... مندان خاص و قدریان مخصوص

جناب قطب الاقطاب و صاحب کشوف و کرامات و خدیو

عهد سلوک و مقامات روایت میکند که شبی در خواب واقعه

دیده بودم با عداد ... آن صاحب عزت رسانیدم فرمودند ...

... قدس سره العزیز ... واقعه خود

بود در خواب این بیت خوانده بودند ... عظیم افتاد

... آفتاب گویم ... که حدیث خواب گویم

هرچه در یقظه ... ازان ... موافق ...

تجدد اشیا نمی شود [illegible] [illegible] ثبات

و نهایات است و [illegible] و [illegible] پادشاه شده ایم و خدم

و حشم خود را به عالم اشیا [illegible] لطیف شده ایم و عالم [illegible]

[illegible] در عالم [illegible] [illegible] که عالم [illegible] [illegible]

[illegible] کمالات [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] [illegible] آنست که [illegible] [illegible] و [illegible]

[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] و [illegible] [illegible]

[illegible] در عالم [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] که در عالم [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

در عالم [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] [illegible] [illegible] که در عالم [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

Marfat.com

قوت ظهوری باید انتهی کلام الامام الربانی مجدد الف ثانی
قدسنا الله تعالی بسره الاقدس چون هر شخص را ایضا مکاشفات
الهی صوفی محمد رفیع کابلی که خود حجی از مخلصان حضرت
فرمود که ربنی وقت سحر هنگام نماز تهجد بطرف عالم حضرت
غیب و امت هر کلمه و طالب حیات را با خدم را کرام
حرف نفاذ باید کرد نفی و اثبات الفاظ با هم ذکر حکم
رفته بیان نخیم شم و انکر بخششی در نماز نوافل با تحمید بیان
شد درست قرآن مجید را اشغال با هم در ره حصر که قربا
بیشتر باید بیان اطلاع کشید بیست سال جمعی سپاهیان
گرست سپه معان که بر آنکه کسب الک بخیر خود از راه
... فرمودند در مجلس صحبتی که هنگام ادای آن
... باید پرداخت و مجوز و وسیله قربا
خود باید ساخت زیرا که عمل که نیست صالح نیست

باز ... نیست صالح که
ارا روز ... بعام ... الهی

Marfat.com

مکتوبات

حضرت خواجہ غلام محی الدین قصوری

وحضرت صاحبزادہ عبدالرسول بن خواجہ غلام محی الدین قصوری (ف ۱۲۹۴ھ)

بنام

مولانا محمد صالح کنجاہی (ف ۱۳۰۷ھ/۱۸۸۹ء)

عکس مبنی بر سلسلۃ الاولیاء تصنیف محمد صالح کنجاہی

خطی نسخہ بخط مصنف مملوکہ ڈاکٹر قریشی احمد حسین احمد، گجرات

Marfat.com

حضرت خواجہ غلام محی الدین قصوریؒ

مکتوب نگار

حضرت خواجہ غلام محی الدین قصوری (ف ۱۲۷۰ھ/۱۸۵۴ء) حضرت شاہ غلام علی دہلوی (ف ۱۲۴۰ھ/۱۸۲۴ء) کے خلیفہ اور پنجاب کے اکابر علماء وصوفیہ میں سے تھے، خواجہ قصوری نے اپنے مرشد کے ملفوظات جمع کیے تھے، حضرت خواجہ قصوری کے بہت سے خلفاء تھے، جن میں سے اٹھارہ کے اسماء ملتے ہیں، خواجہ قصوری کی تصانیف میں سے شرح گلستان، رسالہ علم میراث، تحفہ رسولیہ، زادالحاج، رسالہ نظامیہ، رسالۃ المبرورۃ فی تجویز اسماء المشہورہ، حلیہ مبارک، الفاظ چند، دیوان قصوری، اسرار الحقیقت، حواشی مشکوہ، حواشی تفسیر حسینی وغیرہ دریافت ہو چکی ہیں۔

آپ کے مکتوبات کے کئی مجموعے بھی مرتب ہوئے تھے، ایک مجموعہ آپ نے خود مرتب فرمایا، جس میں آپ کے اپنے شیخ حضرت دہلوی کے نام عریضوں کے علاوہ دیگر احباب کے نام مکاتیب بھی شامل ہیں، مکتوبات بنام خلیفہ خود مولانا غلام نبی للٰہی، یہ دونوں مجموعہ ایم فل فارسی کے لیے محترمہ رضوانہ خالق نے مرتب کئے اور جی سی یونیورسٹی، لاہور کے شعبۂ فارسی نے انہیں مذکورہ سند عطا کی۔

مکتوبات بنام مولانا محمد صالح کنجاہی، (مشمولہ مجموعہ حاضر)

مکتوبات بنام مولوی غلام محمد مرالی (عکس مشمولہ اشاعت ہذا)

حضرت خواجہ قصوری کے حالات ہم نے اپنی مندرجہ ذیل کتابوں میں لکھے ہیں:

(۱) ملفوظات چہل روزہ

(۲) مقامات مظہری (احوال حضرت میرزا مظہر جان جانان شہید) تالیف شاہ غلام علی دہلوی

(۳) تذکرہ علماء ومشائخ پاکستان وہند (جلد دوم)

Marfat.com

مولانا غلام محمد مرالی

(مکتوب الیہ)

پہلے حضرت خواجہ غلام محی الدین قصوری سے بیعت ہوئے، خلافت یاب ہو کر اپنے علاقہ مرالی[1] (من مضافات ڈیرہ اسماعیل خان) جو شہر سے صرف ایک میل کے فاصلہ پر ہے، میں سالکین کی تربیت میں مصروف رہے، اپنے شیخ سے بہت محبت تھی، گریہ وزاری میں وقت گذارتے تھے۔

اپنے شیخ خواجہ قصوری کے وصال (۱۲۷۰ھ/۱۸۵۴ء) کے بعد حضرت شاہ احمد سعید مجددی (ف ۱۲۷۷ھ/۱۸۶۰ء) کی خدمت میں رجوع کیا، اور آپ کے ہجرت حرمین الشریفین (۱۲۷۳ھ/۱۸۵۷ء) کے دوران آپ سے فیض یاب ہوئے اور آپ کی کئی طرح سے خدمت بھی کی۔[1]

حضرت شاہ احمد سعید مجددی مذکورہ سفر کے دوران موسیٰ زئی شریف جاتے ہوئے ڈیرہ اسماعیل خان میں ٹھہرے تھے اور محلّہ پونگراں کی مسجد میں قیام کیا تھا، ممکن ہے مولانا مرالی کی آپ کی خدمت میں پہلی حاضری وہیں ہوئی ہو اور پھر کئی مرتبہ صحبت کا شرف حاصل رہا ہو۔

---

[1] محمد مظہر مجددی مدنی: مناقب احمدیہ و مقامات سعیدیہ ۲۳۷
اس کتاب کے متن میں مولانا غلام محمد کی علاقائی نسبت ملتانی سہواً لکھی گئی ہے کیونکہ مرالی غیر معروف نسبت ہے اور ملتانی مشہور و متعارف نسبت ہے۔

Marfat.com

مولانا مرالی کا انتقال وہیں اپنے قصبہ میں ۱۶ رجب ۱۲۹۷ھ/۱۸۸۰ء کو ہوا، آپ کی صاحبزادی غلام زہرا کو آپ سے اجازت حاصل تھی، جو وہیں خواتین کی تعلیم و تربیت کرتی تھیں[1] بی بی غلام زہرا نے اپنی آخری عمر میں اپنی املاک (مرالی) صاحبزادہ سید محمد قصوری (نواسہ حضرت خواجہ عبدالرسول قصوری) کے نام لکھ دی تھی، جس کی سند میں نے ۱۹۷۴ء کو حکیم سید ارشاد حسین (قصور) کے پاس دیکھی تھی۔

حضرت خواجہ قصوری کے یہ ۱۵ مکاتیب بنام مولانا مرالی خود خواجہ قصوری کے ہاتھ کے لکھے ہوئے ہیں جو اس وقت ہمارے ذخیرہ (مخزونہ پنجاب یونیورسٹی لائبریری، لاہور) شمارہ MS.44 کی زینت ہیں، جن کی عکس اشاعت پیش کی جا رہی ہے۔

---

[1] شبیر احمد شاہ بخاری: انوار محی الدین ۲۶۶، اس کے بزرگ مؤلف نے سہواً یہ لکھ دیا ہے کہ شاہ محمد مظہر نے مولانا مرالی کے تفصیلی حالات لکھے ہیں، حالانکہ وہاں تو صرف ایک سطر ہے، اصل میں مؤلف غلام محمد مرالی اور غلام محمد ساکن چودھواں (خلیفہ حاجی دوست محمد قندھاری) دونوں کو ایک ہی سمجھے ہیں۔

Marfat.com

مولانا محمد صالح کنجاہی

(مکتوب الیہ)

مولانا محمد صالح بن مولوی محمد یار کنجاہ (ضلع گجرات، پنجاب، پاکستان) کے رہنے والے تھے، حضرت قصوری سے بہت ارادت رکھتے تھے اور آپ سے خلافت یاب بھی تھے، مولانا محمد صالح کنجاہی ایک کہنہ مشق خطاط اور شاعر تھے، ان کا سارا خانوادہ علماء وصوفیہ کا تھا، ان کے ایک ہی فرزند تھے، حافظ غلام محی الدین کنجاہی (ف ۱۲۸۴ھ/۱۸۶۷ء) جو اپنے والد کی طرح تاریخ گو شاعر تھے، وہ نوجوانی میں ہی فوت ہو گئے تو ان کے قطعات تاریخ ان کے والد نے جمع کر کے ایک مجموعہ بنا دیا جو مجمع التواریخ کے نام سے بہت عمدہ طور پر کتابت کر کے حضرت صاحبزادہ عبدالرسول قصوری کی خدمت میں قصور بھیجی تھی، یہی خاص نسخہ ہمارے ذخیرہ (مخزونہ پنجاب یونیورسٹی لائبریری، لاہور) میں ہے، جس کا عکس ہم نے ارمغان امام ربانی (جلد ہشتم) میں شائع کر دیا ہے، مولانا محمد صالح کنجاہی کا انتقال کنجاہ میں ۱۳۰۷ھ/ ۱۸۸۹ء کو ہوا۔

آپ کی تصانیف میں سے سلسلۃ الاولیاء صوفیہ کا ایک عمومی منظوم فارسی تذکرہ ہے، جو قطعات تاریخ وفات کی صورت میں ہے، متقدمین اور متوسطین اولیاء کے مناقب میں کوئی قابل توجہ امور درج نہیں ہیں البتہ متاخرین اور معاصرین کے منظوم مناقب اور سنین وفات کے لیے اسے درجہ اول کی اہمیت حاصل ہے۔

اس کے آخر میں مصنف نے اپنے نام خواجہ غلام محی الدین قصوری اور

Marfat.com

صاحبزادہ عبدالرسول قصوری کے مکاتیب بطور تبرک و یادگار یک جا کر دیئے ہیں، جن کا عکس کتاب حاضر میں شامل کیا گیا ہے، یہ پروفیسر قریشی احمد حسین (سابق استاد زمیندار کالج، گجرات) کے مملوکہ قلمی نسخہ پر مبنی ہے جو مصنف کا خودنوشتہ نسخہ ہے، اس میں آٹھ مکتوبات خواجہ قصوری کے، بارہ مکاتیب صاحبزادہ قصوری، نو خطوط پیر کرم شاہ محلانوالہ اور ایک مکتوب شیخ محمد عمر بن حضرت شاہ احمد سعید مجددی کا ہے۔

ہم نے مولانا محمد صالح کنجاہی اور ان کے خانوادہ کے مفصل حالات ملفوظات چہل روزہ کے مقدمہ میں لکھے ہیں۔

Marfat.com

صاحبزادہ عبدالرسول قصوری

(مکتوب نگارومکتوب الیہ)

خواجہ قصوری کے ایک فرزند صاحبزادہ عبدالرسول اور دو صاحبزادیاں تھیں، صاحبزادہ کی ۱۲۳۵ھ کو ولادت ہوئی، علوم متداولہ کی تحصیل اپنے والد بزرگوار کے علاوہ دیگر علماء سے بھی کی تھی، والد کے حین حیات ہی درس وتدریس اور ارشاد وتلقین کا سلسلہ شروع کر دیا تھا۔

صاحبزادہ عبدالرسول قصوری کا بعمر انسٹھ سال ۱۲۹۴ھ/۱۸۷۷ء کو انتقال ہوا، آپ کی نرینہ اولاد نہیں تھی، صرف دو بیٹیاں تھیں، ایک صاحبزادی حیات بی بی کا نکاح سید غلام حسین بن گل شیر شاہ سے ہوا، جن کے بطن سے دو فرزند سید محمد شاہ اور سید احمد شاہ تولد ہوئے۔[1]

سید محمد شاہ قصوری ایک ذی علم بزرگ تھے، ۱۲۹۴ھ کو ان کے نانا حضرت عبدالرسول کا وصال ہوا تو انہیں آپ کا جانشین بنایا گیا، اس موقع پر خواجہ قصوری کے داماد وخلیفہ حضرت مولانا غلام دستگیر قصوری نے نذرانہ اور اس کی وصولیابی اور تدفین کے اخراجات پر ایک یادداشت تیار کی جو ان کے ہاتھ کی لکھی ہوئی ہمارے ذخیرہ (مخزونہ پنجاب یونیورسٹی لائبریری، لاہور) کی زینت ہے، یہ دستاویز مجھے حکیم ارشاد حسین صاحب مرحوم نے عنایت کی تھی، جس کا عکس مجموعہ حاضر میں شامل ہے۔

---

[1] ہم نے ملفوظات چہل روزہ کے مقدمہ میں صاحبزادہ عبدالرسول قصوری اور آپ کی اولاد کی کچھ تفصیل دی ہے۔

Marfat.com

مفتی غلام دستگیر قصوریؒ

(مکتوب نگار)

آپ خواجہ غلام محی الدین قصوری کے داماد، شاگرد و خلیفہ تھے، غیر مقلدین اور قادیانیوں کے خلاف کئی کتب لکھ کر خود طبع کروائیں، جن سے پاکستان و ہند میں حنفیت کو تقویت نصیب ہوئی، عزیز القدر محمد ثاقب رضا قادری نے آپ کے تمام رسائل تین جلدوں میں رسائل محدث قصوری کے نام سے جمع کر کے جلد اول پر مفصل مقدمہ لکھ کر مؤلف کے احوال و آثار و خدمات دینیہ کو اجاگر کیا ہے، جن میں سے پہلی دو جلدیں طبع ہو چکی ہیں، مولانا غلام دستگیر کا انتقال ۱۳۱۵ھ/۱۸۹۷ء کو ہوا۔[1]

---

[1] تذکرہ علمائے حال، تعلیقات ۲۲۲

Marfat.com

الحمد [illegible] معلوم [illegible]

حضرت [illegible]
[illegible]

اما بعد از خدمت [illegible] برادر دینی [illegible]

[illegible] فقیر [illegible] احمد [illegible] حضور [illegible]

[illegible] مسرور [illegible]

[illegible] مسرور گردیده [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] افغانان [illegible]

بیست [illegible] ماه رجب المرجب برادر دینی میان محمد [illegible]

[illegible] رسیده مسرور [illegible] گردانید

[illegible] شب معراج مبارک [illegible]

[illegible] فاتحه [illegible]

بیست [illegible]

[illegible] در خدمت [illegible]

[illegible]

[illegible] ملاقات [illegible]

Marfat.com

۲

بسم الله الرحمن الرحیم

۲

سلمه الله الاحد
غلام محمد
مخلص حضرت مولوی
مقبول درگاه الله الصمد
نافع الناس فیوضات اساس

بعد الحمد والصلوٰة در خدمت فیضدرجت مولوی صاحب منبع المواهب
از فقیر غلام محی الدین الحنفی عفی عنه بعد از السلام علیکم ورحمة الله وبرکاته معروض آنکه
الحمد لله جریان امورات اینجا بصحت و عافیت و سلامتی بکرامات آن مخدومی مت
حلاوت صحیفه بهجت مدیح بصورت التزام گشته سر از مزید خیریت خود
اطلاع بخشیدند بلکه مکاتبات مکررات این استفسارات را مستلزم یک گره
جواب ارشاد فرمایند صدور این مقدمه سر صد هزار بار عقل است
از آن مورد عنایات بی منت بکرم جناب عظیمه ازین صاحب قربت
لیمه رسیده که باین عقوبت قومیه مبتلا گردیده چون سجیه مرضیه
آن جناب حلیمه صفح و عفو است بکرم عفو ذنوب فرموده
فتح الواب ارسال و ترسیل نموده باشند خود میدانند که المکتوب نصف
الملاقات مسلم الثبوت نزد خواص و عوام است وارسال مکاتیب را
درباب تفریح الاحباب الاعداء دخل تام است الحمد لله که گاه گاه
قلم را تحریک داده باشند بعید از اشفاق کریمانه نخواهد بود سلمکم الله ودام ظلکم
اراده تفرجت زیارت آن مخلص خطیر بعد ز التزام لسال الشکال
صورت استقلال داد اگر این اراده حادثه مرنج اراده تدبیر است

[illegible]

Marfat.com

۳

باسمه سبحانه عز برهانه و جل سلطانه

مولوی علاء...

مخلص ارشد مولوی [illegible] احمد

برادر دینی و مخلص یقینی مقبول الهی موصول بارگاهی

از فقیر غلام محی الدین احمدی بعد از سلام مسنون [illegible] دعوات [illegible] سلام اسم [illegible]

جمیع [illegible] منکشف باد که [illegible] التحاف [illegible] یک روپیه نقد از دست میان

دین محمد خان صاحب رسیده مسرور گردانید جزاکم الله تعالی خیر الجزاء اگرچه [illegible]

آن صاحب [illegible] جلیه محتاج با [illegible] این [illegible] لیکن [illegible]

بظاهر این [illegible] در [illegible] از این جانب [illegible]

واقع [illegible] و [illegible] دل کار [illegible] نمی شوند چگونه [illegible]

[illegible] تمام [illegible] گرفته [illegible] و [illegible] تقاضا [illegible]

[illegible] از [illegible] [illegible] بسند اما شنیده [illegible]

[illegible] [illegible]

[illegible] دعاها [illegible]

[illegible] دعا و [illegible] یارب [illegible]

[illegible] داشته باشند [illegible] داشته باشند

[illegible] احوال [illegible] داشته باشند و السلام [illegible]

[illegible] غلام [illegible] را دعاها بار در خدمت جمیع [illegible]

[illegible] والسلام [illegible]

[illegible]

Marfat.com

3/B

[illegible]

Marfat.com

٥

الحمد لله وسلام علی عباده الذین اصطفی

اما بعد در خدمت فیض درجت حضرت [illegible] واهب الآیات حقایق آگاه محبت پناه برادرم [illegible] غلام محمد سلمه الصمد

از فقیر غلام محی الدین احمد عفی عنه بعد از سلام علیکم وعلی جمیع من لدیکم معروض آنکه فقیر از خدمت شما

مرخص گردیده در عرصه دو ماه تا بلد لاهور رسیده در راه چندان تقاضا [illegible] [illegible]

[illegible] الاولی است چنانچه [illegible] [illegible] مخالف عقل ونقل است حضرت [illegible] [illegible]

[illegible] تسلیم [illegible] [illegible] [illegible] بوده شد هر قدر [illegible] [illegible]

ودر بلده لاهور [illegible] [illegible] پناه معروف گشته آخر [illegible] [illegible] داخل دار [illegible]

[illegible] [illegible] در طریق [illegible] عقل وفکر [illegible] فلعل هذا اخیر [illegible]

[illegible] الاسرار ولکن [illegible] [illegible] [illegible] واجلا ما است [illegible]

یا مولانا [illegible] [illegible] الکریم الرحیم [illegible] [illegible] [illegible]

آخر کار [illegible] [illegible] باید [illegible] قیام [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] ظلمت [illegible] [illegible] سید مختار [illegible] [illegible]

ودر تعلیم علوم ظاهریه [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] قسمت

[illegible] علم ظاهری وباطنی مشرف گردد معلوم باد که قصد فقیر که کتاب مشکوة [illegible] [illegible]

[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] فقیر [illegible] [illegible]

[illegible] [illegible] گشته رفته [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کتاب [illegible]

[illegible] [illegible] هرگاه که اتفاق افتاد [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] تقبل [illegible] [illegible]

[illegible] سید [illegible] [illegible] [illegible] فقیر با اکثر اوقات یاد [illegible] [illegible]

[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] [illegible] غلام [illegible] [illegible] والده [illegible] [illegible]

٦

مولوی غلام محمد سلمه الصمد

داماد دینی حضرت میان

وحید الآفاق

عظیم الله صدق

[illegible] ملک [illegible] علیهم الله اشفاق

از [illegible] فقیر غلام محی الدین [illegible] عفی عنه بعد از السلام علیکم [illegible]

معروض [illegible] از تحریر احوال [illegible] اطلاع [illegible] نموده اند

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

اکنون عزم [illegible] همراه [illegible] محمد سکندر [illegible] اتفاق

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

Marfat.com

۹۷

[illegible]

الحمد لله وسلام علی عباده الذین اصطفی

السلام علیکم

برادرم حضرت حاجی [illegible]

برادر دینی و [illegible] بقیه معتقد آکبری در حصول ارکان این مجموعه معارف احمدیه

از فقیر عبد میر الدین احمد کان الله له کما کان لاسلافه [illegible]

اسلوب آن برادر از دست اخوان صاحب میان فضلی محمد دو عدد جگر رسید

مسرور گردانید الحمد لله جانبین از حادثه های عظیمه که در هر دو طرف

حادث شده بودند در حفظ الهی بودیم واقعه اینجا از صدمه که مقابل

فرنگیان و سکهان [illegible] شهر [illegible] آمدی [illegible]

[illegible] ان [illegible] بود [illegible] ضرورت الهی الحمد لله

[illegible] تمام [illegible] فقط [illegible] محفوظ [illegible] حادثه اینجا

[illegible] از این حادثه هم بالاتر گذشت قادر کریم بفضل عمیم

[illegible] محفوظ [illegible] حفظ [illegible] الحال

و قصد فقیر [illegible] ملاقات آن مخلص [illegible] نیز [illegible]

آن [illegible] خواسته [illegible] جمعیت [illegible]

قصد ملاقات [illegible] باید [illegible]

[illegible] باشند [illegible] حضرت [illegible]

[illegible]

Marfat.com

٨

[illegible]

والسلام اعز ... موجب حلاوت قرکی ... محمد ... بیحد و بعده

اما بعد در حدیث و خدمت برادر دینی و مخلص یقینی ... سرار سعیده

... ابدا کلمات ... بعد از ... بسلام ... الله ... دوستان ... برادر

... آن ... ان ... شد و شنید ... خوانم الله تعالی ... برادر

... باشد ... و ... براد ... ترباشد و انت

کی با علم ... علم حضور ... در راه عشق مرحله ... قرب ... نیست می ... حیرت ... الوادی

... و دعا ... بارک الله تعالی ... و ... کل ... که ... هزار ... بار ... مدد

... بیوست ... حاصل مقصود ... جامع مقصود ... نمود

جهت وصول ... والله مقصود حقیقی جز یکی نیست و در تعدد او ... نیست

از بس گفته اند العلم نقطة کثرها الجاهلون ... کثیر ... نسبت

... در ... نصیحت ... امیرالمؤمنین کرم الله تعالی

وجهه المبین فرموده اند انا نقطة با بسم الله ... عارف ... تام

حقیقت الحقایق ... حقیقت ... صفت ... است ... پس ... صحیح

... قال مولانا الرومی چونکه حق ... بدیدن ... ایشان

... آن ... که ... گرد ... دار ... شد ... از آن

... برادر ... که ... یکدیگر ... پس ...

... معقول ... دعا ... که ... کرم

این ... که ... مستند است ... حیات

... تمام ... ترباغ ... نماید

۹

سلام

برادرم مولوی حضرت [illegible]

السنی

دارای الدرجات

حامی المقامات العلیه

[illegible] خدمت فیض درجت برادر دینی و مخلص یقینی کامل [illegible]

از [illegible] دوام [illegible]

[illegible] مبتهل الباطل [illegible] از دست [illegible]

[illegible] بسر [illegible] استطلاع [illegible]

[illegible] مشتاق گردید [illegible]

[illegible] حکومت [illegible] رسیده اند در ماه [illegible]

[illegible] حکومت [illegible] وغیره [illegible]

[illegible] سالم بودند [illegible]

[illegible] سالم است [illegible]

[illegible] اگر [illegible]

[illegible] والعلم عند [illegible]

مرحوم مغفور [illegible]

[illegible] خاطر [illegible]

[illegible] اللهم [illegible]

[illegible] حمید مجید عزیز [illegible] در خدمت جمیع [illegible]

السلام علیکم [illegible] مخصوص [illegible]

الحمد لله وسلام علی عباده الذین اصطفی — سلمه الله الصمد

حضرت مولوی غلام محمد

مقرب بارگاه رب [illegible]

صاحب حضور و آگاهی

راغب لقای سبحانی

طالب رضای رحمانی

اما بعد در خدمت فیض درجت حضرت مولوی القاب [illegible] ملک [illegible]

از فقیر غلام محی الدین قصوری [illegible] الحمد لله بعد از السلام علیکم ورحمة الله وبرکاته موده [illegible] انکه

[illegible] از [illegible] طاهریه [illegible] نه [illegible] [illegible] بار

در جواب بعض مراسلات [illegible] ازین خاکسار [illegible] لقا عندی والتقصیر

رونی داده است اگر این سبب [illegible] تشریف گذرانیده [illegible]

کرامت [illegible] مزاج [illegible] [illegible] ان [illegible]

الله [illegible] اسوه [illegible] باین طریقه [illegible]

و [illegible] کثر الله تعالی [illegible] لکم وحصل [illegible] لکم واصلح احوالکم

از نصف شعبان فقیر از قصور در لاهور رسیده است و عزم بالجزم کرده

بود لذا [illegible] ایام صیام [illegible] زیارت [illegible] الکرام مشرف

[illegible] ان شاء الله تعالی وما توفیقی الا بالله علیه توکلت والیه انیب

فقیر از [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] دارند والسلام [illegible] در خدمت [illegible] دعا [illegible] تاکید

[illegible] اوقات [illegible] عبادات [illegible] وقت [illegible] [illegible]

[illegible] که تا [illegible] رسیده است والسلم عند الله [illegible] حضور [illegible]

[illegible]

Marfat.com

الحمد لله وسلام علی عباده الذین اصطفی

[illegible]

مخلص حضرت [illegible]

مصدر [illegible]

لامعه [illegible] برادر دینی و مخلص یقینی مقرب الحضره [illegible]

[illegible] السلام علیکم و رحمة الله [illegible]

[illegible]

[illegible] دل [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] دعاگو [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

سلطان احمد [illegible]

[illegible]

[illegible] انا العبد [illegible]

یا مقلب القلوب والابصار ثبت قلبی علی دینک ربنا لا تزغ قلوبنا

بعد اذ هدیتنا [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

Marfat.com

۱۳

Marfat.com

۱۳

الحمد لله وسلام علی عباده الذین اصطفی

[illegible]

غلام محمد

نحمده ونصلی ... [illegible]

ذاکر ... [illegible]

سید ... [illegible]

در خدمت اخند حضرت ... [illegible] مقصود ... [illegible]

از ... [illegible] السلام علیکم و ... [illegible]

... [illegible] مقصود

... [illegible] صحبت ... [illegible]

چراکه ... [illegible] طریقه ... [illegible] صحبت ... [illegible]

... [illegible]

... [illegible] رسول الله صلی الله علیه وسلم

من رضی بالله ربا و بالاسلام دینا و بمحمد صلی الله علیه وسلم رسولا و نبیا فقد استکمل

ایمانه او کما قال ... [illegible] رحمة الله علیه و قت ... [illegible]

او ... [illegible] مبارک ... [illegible] ارشاد فرمودند ... [illegible]

... [illegible]

... [illegible] بلکه حقیقت رضا

جز در وقت فنا نفس صورت نمی بندد ... [illegible]

از رضا ... [illegible] اللهم ارزقنا و جمیع اخواننا ... [illegible] من هذا المقام

بحرمة نبینا علیه السلام روزی احقر در حضور ... [illegible] تیمارداری ... [illegible]

... [illegible] سوال داشت

[illegible]

Marfat.com

14

Marfat.com

15

12

بعد الحمد والصلوة ... [illegible]

[illegible]

[illegible] مکاتبه آن مقبول [illegible]

[illegible] تاریخ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

Marfat.com

١٦

13

الحمد لله و سلام علی عباده الذین اصطفی

الله الصمد

مسلمه

نور دیده ها جناب مولوی علی محمد

برادر دینی و مخلص یکتا

میان ملک [illegible] معقول [illegible]

اما بعد از خدمت فیضدرجت مولوی [illegible]

از ضعیف عاجز الی الله الغنی [illegible] السلام علیکم و علی

جمیع اهل بیتکم ایها [illegible] مکتوب شما فیض ختام [illegible] از ارزانی الطاف

نامه و [illegible] تا هر ما [illegible] مواصلت [illegible] و [illegible] رسید

مسرور گردانید از وقت [illegible] خوش [illegible] وقت ها خوش گردید

[illegible] از [illegible] عاقبت [illegible] زمان [illegible] لطف [illegible]

[illegible] از [illegible] [illegible] انتظار [illegible]

از [illegible] بجلد [illegible] تا [illegible] صحت و عافیت

ان نور چشم [illegible] انتظار [illegible] باشند

[illegible] فقیر [illegible] [illegible] زیارت [illegible]

[illegible] بیمان [illegible] در [illegible] از [illegible] بلده [illegible]

[illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] توقف [illegible] انشاء الله [illegible] بعد از

[illegible] ان [illegible] از ان ملک [illegible]

[illegible]

Marfat.com

۱۲

13/B

[illegible]

[illegible]

Marfat.com

۱۸

۱۶

الحمد لله وسلام علی عباده الذین اصطفی

حضرت خواجه غلام محمد سلمه الصمد
صاحب زاده در بلند مقامات

آنجا در حضرت برادر دینی و متقی نقشبندی مقبول الهی موصول بارگاه

از فقیر غلام محمد ... حمد الله تعالی و آنحضرت محمد و سلام مسعود
منتظر خط ... برادر ... محمد ... سلام ... نامه
نوشته ... معتبر ... مقصود ...
دان ... رسید ... محمول
دینی ... علما ...
آن جا ... کتب معتبره ...
... معلوم شده ...
... تمام ...
و تمام ...
... مبارک ...
نسخه ...
... طالب ... مشغول ...
... تمام ...

[illegible]

Marfat.com

۱۹

15

سلمه ربّ الدارین

مخلصی میان غلام حسین

متبع شریعت سید الکونین

برادر دینی و مخلص یقینی جامع اخلاص ساطع اختصاص

از فقیر غلام محی الدین قصوری عفی عنه. دوام حضوری کان الله عوضا عن کل شیء.

بعد از السلام علیکم و رحمة الله و برکاته معلوم نمایند محمد یونس از پاکپتن

آمده اظهار نمود که آن برادر برای زیارت فیض بشارت

مزار مبارک حضرت قطب الاقطاب بابا شکر گنج در پاکپتن آمده بود.

موجب تعجب گردید که با وصف قرب جوار به قرب شریف نیامده بود در قصور

تشریف فرما شدند این عاجز را [illegible] توان نمودند که بهم

تخلف از قافله سالک راه شده است لیکن چون قافله شوق

و محبت همراه باشد به دیگر قافلها جدا افتادن چه عجب اما بابت مزار فیض

مدار حضرت شکر گنج نور علی نور است اما در [illegible] آن

قصور در فتور است در تمام کتب فقهیه اصولیه و فروعیه این مسئله

موجود است و اختلاف درین مسئله مفقود است هر جا که

سنت و بدعت جمع شود ترک سنت باید نمود تا ارتکاب

بدعت لازم نیاید مسئله زیارت قبر بر نیت سفر رفتن

مختلف فیها است نزد بعضی فقها حرام و نزد بعضی مباح

کما قال الشیخ عبد الحق فی ترجمة المشکوة الشریفة و در حق [illegible]

و لکثرة سیئات منهیه در آنجا [illegible] کرده باشند

پس امید قوی است ازین سفر داشتن تخم در شوره کاشتن است والعلم عند الله

Marfat.com

(۲۰)

الحمد لله وسلام علی عباده الذین اصطفی

۱

سلمه الصمد
مولوی غلام محمد
مخلصی اخلاصی حضرت
منبع حضور واگاهی
ذاکر غیر ساهی

اما بعد در خدمت اخلاص نسبت مقبول درگاه الهی مقرب بارگاه رسالت پناهی
اخص الخواص واخص الخواص از المنیبین غلام محی الدین رزقه الله تعالی کمال التوکل والیقین
بعد از السلام علیکم وعلی جمیع من لدیکم انها میشاید الحمد لله که از طریق مخوف
سالم غیر ما وف بمسکن معروف رسیده شد قبل از رسیدن دراینجا
واقعه کبری و بلیه عظمی گذشته است از وفات همشیره در تورع وتقوی بی نظیره است
خانه سیاه غمی رسیده که ماهی رسیده لیکن الحمد لله که کار از کرب بصبر کشید
واز صبر بجزع نه انجامید کرم در بلائی کبری مبتلا نخستم صبوری داده اکه بلاء
محققان را که از هوا نفس وارسته اند واز کمین اغوای شیطانی
برجسته اند در دل خود چنین نقش بدلسته اند که بلا از عطا فاضل است
که در عطا اکثر غفلت است و در بلا تذکر مذهب سید التارکین حضرت ابو ذر
غفاری همین است لیکن سید العارفین سبط الرسول سیدنا حضرت امام
حسن رضی الله عنه ارشاد فرموده اند که ما نه بلا را دوست داریم ونه عطا را هر چه او برای ما
پسندد ما را پسند است واین مذهب بس عالی است که مشارالیه را بنا
تام است رزقنا الله تعالی وایاکم وجمیع اهل الله شربا من هذا الرحیق المختوم
چون قلم در اینجا رسید بی اختیار این ابیات حضرت مولانا بر زبان جاری گردید
در محبت [illegible]

[illegible]

Marfat.com

17/B

17/B

[illegible] محمد دعا گوی [illegible] زند

در خدمت خاله صاحب خود والده [illegible] دیدیا بوسیدند [illegible] بودیم

نور چشم [illegible] [illegible] حاصل [illegible]

[illegible] تصنیف [illegible] [illegible]

[illegible] در خط [illegible] [illegible] دنیا [illegible]

[illegible] والسلام [illegible] عالم [illegible] رسید والسلام

السلام علیکم [illegible] حافظ [illegible] رسید والسلام

[illegible] در [illegible]

از خط خاله صاحب حضرت [illegible]

در اینجا [illegible] باشند [illegible]

السلام علیکم رسانند

[illegible] بسیار [illegible]

[illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] [illegible] رضا [illegible]

[illegible] [illegible] [illegible]

نعمت [illegible] محمد صلی الله علیه وسلم [illegible]

[illegible] نفس [illegible]

[illegible] احکام [illegible]

Marfat.com

۲۴

الحمد لله خالق الارض و السماء . و الصلوة علی خیر ابنیا
و علی آله و اصحابه الحنفاء . و علی الاولیاء و الاتقیاء

مخدوم مشفقی
مقبول درگاه الله الصمد
موصول بارگاه حضرت [illegible]
الهوس [illegible] حضور [illegible]

[illegible]

[illegible]

18/B

Marfat.com

۲۳

الحمد لله وسلام علی عباده الذین اصطفی

19

اما بعد از حضرت ... مقبوله الی وصول یادگاری مجموعه مبارک ... برادرم ... غلام محمد سلمه الصمد
از فقیر غلام محی الدین ... السلام علیکم و علی جمیع ... و اهل بیتکم
... الحمد لله ... اینجا ... خالی ... برادر و
مع جمیع ... از وقت ... حرارت و ... یا ... دیار ... رب
البرایا وقوع یافته ... خبر ... بفقیر رسیده ... الله ... گردید الله ...
خویش ... [illegible] ... از ... ملاقات
این ... [illegible] ... باحسن ... میسر گرداناد
... بمحمد رسید ...
تا تمام ... [illegible]
... محمد ... برادر ...
... [illegible] ...
... [illegible] ...
... [illegible] ...
احوال ... [illegible]
... [illegible] ...
و ... [illegible] ... تمام ...
چنانچه ... [illegible] ...
تمام ... [illegible] ...
... [illegible] ...
... [illegible] ...
... [illegible] ...
... حضرت محمد مصطفی صلی الله علیه وسلم ...
... [illegible] ... محمد ... الهی

۳۴

الحمد لله و سلام علی عباده الذین اصطفی

سلمه الله
[illegible] غلام محمد
الله [illegible] مشفق
نور علی نور مقرب بارگاه
[illegible] اکابر [illegible] حضور

[illegible]

ارادت [illegible] صاحب [illegible] مقرب درگاه رحمن

[illegible] عالم [illegible] بر زبان دعا گوی [illegible] فرموده بودند

[illegible] برد [illegible] شفا [illegible] از

[illegible] قدم [illegible] فرموده اند [illegible] روان

[illegible] سید المرسلین خیر الناس [illegible]

[illegible] فرموده اند

[illegible] اوحی قال در دل

[illegible] می آمد

[illegible] بسیار

[illegible] عالم [illegible] می بینید

[illegible] از علم [illegible]

[illegible] دیدند

[illegible] الهی [illegible]

در درگاه سید الانبیاء [illegible]

Marfat.com

۲۵

[illegible]

در خدمت جمیع حاضران محفل منیف تحف خلوص برخوردار

سعادت اطوار رحمان غلام محمد مدرس پسر محمد شاه

دعاها رسانند حفظ علمی با بهم و نوشتی بجد بیکن تا حصر

فرصت تحصیل حاصل باشد [illegible] کرده [illegible]

بموجب آن از ما سوا باشند [illegible]

Marfat.com

٢١   ٢٦

[illegible]

Marfat.com

۲۷

الحمد لله وسلام علی عباده الذین اصطفی

غلام محمد سلمه الاحد
مولوی
منصور خلف حضرت

اما بعد در خدمت فیضدرجت برادر دینی و مخلص یقینی مقبول الله مولوی محمد صدیق
از فقیر غلام محی الدین احمد بن که ان الله عو شاء بحال ... بعد از سلام الله علیکم
و علی جمیع من لدیکم معروض آنکه ... برادر ... فرحت ... بعد مدت
ارقام ... انتظار ... در باب ... داشته
منتظر ... تعالی ... قصد فقیر برای ملاقات
آن برادر ... محبت ... ادر ... مقصود حضرت
اگر ... خواهد رسید والدم ... تحقیق
الله ... توکلت والیه انیب فقیر پانزدهم ماه رجب المرجب از
... در ... رسیده ... مبارک در اینجا گذرانیده
ماه مبارک رمضان ... صفا ... و ... داشته
... رجوع ... عید فطر در ... خوانده حال تا حال
... ماه شوال المکرم ... انشاء الله ... بعد روز دوشنبه
... آید ... در ... قصد الله ...
داشته ... تا روز ... باشد
اللهم ... و ... و ... حمد ... لک ...

Marfat.com

الحمد لله و سلام علی عباده الذین اصطفیٰ

سلمه الصمد

علامه محمد
مولانا حضرت مرکز
دارای العوارف

اما بعد در خدمت برادر دینی و مخلص یقینی صاحب المعارف
از فقیر غلام محی الدین احمد عفی عنه بعد از السلام علیکم و علی جمیع
من لدیکم معروض آنکه فقیر از آن برادر از ملتان رخصت شده
بخیر و عافیت قریب موضع کوروت [illegible] دیار جهلم ملبوس
نموده در شاه پور رسیدن قدرت الله تعالی جان
ظهور فرموده مخلصان [illegible] جان تلف هاکرده شده
نمودند گرد [illegible] که احمد ماندن دو شب [illegible] شده
آن وقت نمودیم در یک ماه تا به بهره رسیده شده [illegible]
اسید [illegible] شش روز محله قریب یکجا ماندن [illegible] در [illegible]
در خدمت حضرت صاحب مشرف شدیم قصد [illegible]
مواضع [illegible] دادند [illegible] جان تلف ها [illegible]
آنجا توجه رسید [illegible] مواضع هم درانی [illegible] تاریخ
چهاردهم ماه شعبان المعظم از راه سیالکوت در [illegible]
[illegible] رسید با وجودیکه [illegible] مردم
[illegible] آمده [illegible] صاحب [illegible]

3 B

مشابه به عقیده امام رازی است . در اوراد طریقت حضرت جاوید
که بیت احمد و اکسیر اعظم مشتمل تمام [illegible] و قرب [illegible]
محبت سرکار اند هستند امکان و امتناع و وجوب مثل خاتم
الانبیاء صلی الله تعالی علیه وسلم و علی آله و اصحابه وسلم
عرض است که [illegible] بتوفیق تمام فرموده اند که هر که گوید
که مثل محمد صلی الله علیه وعلی آله و اصحابه وسلم ممکن الوجود است
او کافر است . و فرموده اند که محمد علیه الصلوة والسلام واحد
لا شریک است [illegible] و [illegible]
حمد نموده و [illegible] با وجود ضعف [illegible]
محمد [illegible] در خدمت [illegible] عالم [illegible] استفتا [illegible] رسیده شد
موافق نوشته ایشان در [illegible] چون در [illegible]
[illegible] مولوی احمد الدین که مدرس [illegible] است
در [illegible] رساله مستقله تالیف نموده و امتناع
امکان و وجود مثل محمد صلی الله علیه وسلم [illegible]
[illegible] استفتا [illegible] جمیع علما
[illegible] رجوع [illegible]
مولوی احمد الدین [illegible] اتفاق [illegible]
[illegible] را از ان [illegible]
[illegible] که بر عقیده اهل حق ثابت باشند [illegible]
[illegible] ثبتنا الله و ایاکم [illegible] اهل
الایمان علی عقیدة اهل الحق آمین یا رب العالمین

[illegible]

Marfat.com

ر ۳۴۰

الحمد لله و سلام علی عباده الذین اصطفی

بسم الله

برادر غلام محمد

اما بعد در خدمت برادر دینی و مخلص یقینی مقبول و موصول برادر
از فقیر غلام محی الدین العمری کان الله له بعد از سلام السلام علیکم و علی اهل بیتکم
و من لدیکم معروض آنکه دو نامه [illegible] عنایت نامه آن [illegible] رسیده مسرور گردانیده
بود بسبب عدم تیسر [illegible] جواب نرسیده معذور دارند الحال بموجب طلب
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]

Marfat.com

۳۱

2

الحمد لله و سلام علی عباده الذین اصطفی

برادرم حضرت مولوی غلام محمد سلمه الصمد

اما بعد در خدمت برادر دینی و مخلص یقینی مقبول اهل وصول [illegible]

از فقیر غلام محی الدین احمد عفی عنه بعد از سلام مسنون [illegible] مشهود [illegible]

مکتوب فرحت اسلوب آن برادر عزیز [illegible] در [illegible] دلهی

رسید مسرور گردانید الحمد لله که حوادث زمان [illegible] جمیع

متعلقان و مخلصان در حفظ [illegible] اند [illegible] بالنوع [illegible]

از غایت اشتیاق مطالعه حضرت بخاری شریف [illegible] الحمد لله [illegible]

[illegible] اتفاق [illegible] و مقابله [illegible] آن [illegible] چند اجزا [illegible]

[illegible] نوشته [illegible] از [illegible] کمال الدین [illegible]

[illegible] طلبید [illegible] تمام کس [illegible] نصف [illegible] تمام

[illegible] تا [illegible] نصف [illegible] بجهه [illegible] حسن [illegible] سبحانه و تعالی

نصف [illegible] از [illegible] نماید [illegible] جلد [illegible]

[illegible] فتح الباری [illegible] شرح بخاری [illegible] شرح [illegible]

[illegible] تمام [illegible] حضرت [illegible]

مرحوم [illegible] محبت بخاری شریف [illegible]

از [illegible] شرعی [illegible] وصیت [illegible] این کتب [illegible]

آن [illegible] محبت [illegible] کلام [illegible] الا [illegible]

[illegible]

Marfat.com

۳۲

الحمد لله و سلام علی عباده الذین اصطفی

بسم الله الصمد

برادرم مولوی غلام محمد

کان الله لهما

برادر دینی و مخلص یقینی مصدر الاحسان منبع العرفان

از فقیر غلام محی الدین احمد عفی عنه بعد از سلام سنت الاسلام مستکشف آنکه

قبل ازین خطی بدست برادر میاں نیاز دین محمد صاحب مرقوم ارسال

رسالہ مرقوم شده آن برادر رسیده باشد الا فقیر فردا بسر فرزند

برای زیارت فیض آثار حضرت بابا فرید الدین گنج شکر متوجه هست

و بعد از فراغت از آنجا باز خواهم آمد فقط و اطلاعاً برای

محبت تقاضا با فرزند محمد صاحب مرحوم و شیخ علی حسن حیات میرسند

شاید از قصد آنطرف هم واقع شوند هر کاه از ریاست و احوال مستفسر آید

اگر اتفاق افتاد چند روزی در آنجا تشریف آورید اینجا از راه لک

جانب برادر ز رسالہ آنکه بر بلدی چیزی مانده اما برادر تقاضا قلبی از عهد

اسلامی خود بر قرار با بالرضا و الحال مستکشف شریف نما

حسن تحریر و قبول تا تشریف آوری در سفر بهمراه خود لطف ساخته میباشد

در صحبت شما حج ظاهر آمد حجر اکثر کتب کلان کم با آن مقبول

رجوع فرستادن مقرر کرده بودم بر درستی مقابله مقرر ایشان را تا اینجا مطلوب

از آن مبلغ از سال آن توقف اجازه داده شد هرگاه تیار شود ارسال نمایند

25

Marfat.com

26

الحمد لله و سلام علی عباده الذین اصطفی

اما بعد در خدمت برادر دینی و مخلص یقینی حضرت میان [illegible] محمد [illegible] سلمه الله

از فقیر علاء الدین احمدی قدس الله تعالی اسراره و حسن اعمالهم بعد از تسلیم السلام علیکم

و دعا جمع [illegible] معروض آنکه فقیر بجا به شوق شما در روز [illegible]

[illegible] حضرت مولوی محمد اشرف همراه فقیر آمده و بسبب [illegible] البورک

زحمت [illegible] سال [illegible] که از محمد [illegible] کلام

مرکب [illegible] تا سور [illegible] بدانجا برسند و در کدام

سوار [illegible] میسر نشود آن هزار [illegible] کرده ارسال داراند

و الله خیر در [illegible] تمام [illegible] السلام علیکم [illegible] والسلام

از محمد اشرف [illegible] و میان [illegible] السلام علیکم

[illegible]

حامداً و مصلیاً 27 [illegible]

اما بعد در خدمت فیض درجت برادر دینی و مخلص یقینی مقبول الحق موصول بالله میان برادرم غلام محمد

از فقیر عبد الله بعد از حمد و صلوٰة [illegible] انهٰی آنکه در قواله موضوع آنکه فقیر از ملتان اول در

ماه ربیع الاول وارد احمد آباد گشته نجم [illegible] آن برادر [illegible] رسید [illegible]

رسیده باشد چند روز در ملتان مانده باز لطریق [illegible] مقصود [illegible]

در ماه ربیع الثانی بخیر و عافیت در اینجا رسیده آنکه ملاقات برادر دینی میان

محمد خان [illegible] اول در ملتان [illegible] در اینجا [illegible] رسیده [illegible]

آن برادر [illegible] مقصود [illegible] تاریخ دوازدهم ماه جمادی الاول

نزد فقیر رسیده [illegible] مسرور گردید [illegible] تحفه [illegible]

و ذکر [illegible] آنکه [illegible] این لطیفه [illegible]

در حضور [illegible] از [illegible] تحفه مسرور [illegible]

شکر گذار آن جناب بسیار میکند [illegible] توجهات

شریف خواهند [illegible] بلاد [illegible]

[illegible] رسیده [illegible] داکه

[illegible]

Marfat.com

28

حضرت مولوی غلام محمد سلمہ الصمد

برادر دینی و مخلص یقینی [illegible] صاحب متعلقان درگاه [illegible] سلمہ ربہ

از فقیر [illegible] احمد عفی عنہ بعد از سلام السلام علیکم و علی [illegible]

معروض آنکه [illegible] از [illegible] حضرت [illegible] ارقام [illegible]

[illegible] احوال [illegible] حسن [illegible] ملاقات [illegible]

در ضمن آن [illegible] خلاصة الکلام آنکه [illegible] با خدا

[illegible] و از ما سوا [illegible] و هر کار [illegible]

[illegible] باشند [illegible] والسلام

[illegible] دعا [illegible]

در خدمت [illegible] دار السلام [illegible]

[illegible] محمد صاحب [illegible]

[illegible] السلام [illegible]

[illegible]

[illegible] ارقام [illegible] والسلام [illegible]

[illegible]

[illegible]

Marfat.com

۳۰۶

۲۹ بسم الله الرحمن الرحیم

حضرت مولوی غلام محمد سلمه الله

در خدمت [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] والسلام [illegible]

[illegible] والسلام [illegible]

Marfat.com

الحمد لله وسلام علی عباده الذین اصطفی

30

لا بعد در خدمت برادر دینی و مخلص یقینی صاحب ... بعد از سلام ... حضرت

مولوی ... علیکم ... محمد ... للافادة المسلمین ... از فقیر غلام محی الدین احمدی ... زنده آنجا

دوام ... بعد از سلام ... علیکم و دعا ... جمیع ... معروض آنکه الحمد لله که ... تاریخ

چهاردهم ماه رجب شریف ... گردید ... دراهی با ... حضرت ...

در تمام راه ... خاطر ... از طرف آن ... مقبول ... الحمد لله ... از

نوشته برادر ... محمد ... صحت و شفا ... الحمد لله ...

با سعادت ... مبارک ... کیفیت ... از جانب ... ا

... گردد در خدمت ... جمیع ... و دعا ...

در خدمت ... صاحب ... حفظ ... در ... عزیز ... در

... برادر ... واضح ... چونکه ... عزیز ... لطف ...

... از احوال ... ایشان ... از ... معرفت ...

برقرار ... الله ... علیهم ... و السلام ...

... صحبت ... الله ... در ...

... و دیگر ... و اله و امام ...

... سلام الله ... صاحب

... صاحب ... در ...

31 ۳۰۸

الحمد لله و سلام علی عباده الذین اصطفی

سلمه الرحمن

حضرت دوست مخلص محمد [illegible]
معتقول الله [illegible]

بعد دعوات [illegible] برادر دینی و مخلص یقینی

از فقیر [illegible] احمد عفی عنه بعد از تسلیم مسنون و [illegible]

مکشوف آنکه [illegible] از طرف آن برادر خبر نمانده

انتظار در انتظار می‌باشد قادر کریم بطفیل [illegible] و لطف

حضرت رسول اکرم صلی الله علیه وسلم [illegible] زمان [illegible]

هر وقت خبر [illegible] آن برادر جمع [illegible] مخلصان

امسال [illegible] بسیار [illegible] حضرت

محفوظ دارد [illegible] دریافت جمیع مخلصان

و [illegible] ادعیه [illegible] بنده [illegible] وقت [illegible]

[illegible]

در خدمت حضرت [illegible]

[illegible]

[illegible]

۳۹

32

الحمد لله وسلام علی عباده الذین اصطفی

[illegible]

حضرت مولوی علاء محمد

در خدمت برادر حبیب و مخلص بالیقین مقبول اکبر موصول بارگاه رب

از مستغفر [illegible] احمد [illegible] بعد از سلام [illegible]

الحمد لله والمنة که تا دم تحریر [illegible] طبیعت فقیر [illegible]

صحت [illegible] برادر [illegible]

[illegible] احوال طبیعت و متعلقان [illegible]

انتظار [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] شیخ عبدالحق [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

Marfat.com

۴۰

الحمد لله وسلام علی عباده الذین اصطفی

33

میان محمد خان سلمہ [illegible]

ملک مغل احمد ملان

برخوردار مقبول سعادتکار موصول امیرا کبار حافظ محمد [illegible] صاحب

از فقیر غلام محی الدین قادری نقشبندی [illegible] بعد از دعوات [illegible]

رسیده [illegible] بجهت [illegible] بوقوع [illegible]

در برخوردار مقبول سعادتکار حافظ عبد الرسول را [illegible] مخلص

موضع [illegible]

[illegible] در رخصت دو ماه داده‌ایم تمام [illegible]

[illegible] صاحب [illegible]

[illegible] نوشته بودیم [illegible] تعویذ [illegible]

[illegible] بعد [illegible]

[illegible] تعویذ [illegible]

نوشته [illegible]

[illegible] برخوردار [illegible]

[illegible] نوشته [illegible]

تمام مخلصان را [illegible] برخوردار [illegible]

[illegible]

Marfat.com

الم

رقیمه ... صادق
وحفت ... ابن ... و ... [illegible]
و ... [illegible] ... سید ... [illegible]

اما بعد در خدمت برادر دینی ... مشتمل بر ... موصول ... [illegible]
34 از فقیر ... محی الدین ... احمد ... سلام ... علیکم ... [illegible] ... حمد سلم ...
الحمد لله والمنة ... [illegible] ... تاریخ ... ماه ... [illegible]
... [illegible] ... مذکور ... [illegible]
... برادر ... [illegible] ... عالم ... [illegible]
... تمام احوال حضرت ... [illegible]
... [illegible] ... بفقیر ... [illegible] ... در خدمت ... [illegible]
... [illegible] ... و ... [illegible] ... تمام ... سلام ... [illegible]
... والسلام ... [illegible] ... والسلام [illegible]

Marfat.com

سلام علی عباده الذین اصطفی ... [illegible]

... و العرفان ... [illegible]

[illegible]

Marfat.com

۳۴

36

... الرحمن ...

الحمد لله و سلام علی عباده الذین ... [illegible]

[illegible]

Marfat.com

۴۲

37

[illegible]

… حضرت شیخ عبدالرحمن صاحب …

[illegible]

Marfat.com

۵م

38

[illegible]

Marfat.com

۴۶

39

الحمد لله و سلام علی عباده الذین اصطفی

سلمه الرحمن

مخلص با اخلاص میان محمد خان

اضمحلال [illegible]

برادر دینی و مخلص یقینی مقبول آمد موصول [illegible]

از [illegible] علم [illegible] فقیر [illegible] زاده الله دوام [illegible]

[illegible] سلام الله [illegible] حفظ [illegible]

آن مخلص صحیح [illegible] سلسله [illegible]

و [illegible] بود [illegible] ارسال

از [illegible] نسبت [illegible] فقیر [illegible] مخلصان

[illegible] ماه رجب شریف [illegible]

[illegible] شب [illegible] شریف [illegible]

[illegible] زده [illegible] حضرت [illegible]

[illegible] ماه مبارک رمضان [illegible]

ماه شعبان المعظم [illegible]

[illegible] فقیر [illegible] ارسال [illegible] السلام [illegible]

تشریف کرده اند [illegible] آن [illegible]

[illegible]

Marfat.com

بحلم

در خدمت فضیلت حضرت [illegible] ربیع [illegible] صاحب [illegible] محمد صاحب

[illegible] صاحب [illegible]

[illegible]

[illegible] عظم

[illegible] مبارک

[illegible] از رحمت الله [illegible] ماه [illegible]

[illegible] و الله [illegible] جمیع

[illegible] رمضان [illegible] صلی الله علیه و آله [illegible]

حضرت محمد مصطفی صلی الله [illegible]

[illegible]

و دیگر [illegible]

8/b4

۴۸

الحمد لله وسلام علی عباده الذین اصطفی ۶۵ سلمه الله تعالی

[illegible]

از [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] [illegible] والسلام

Marfat.com

۹۷

Marfat.com

50

42

بسم الله

برخوردار مقبول [illegible] میان غلام محمد

از فقیر غلام محمد [illegible] قصوری [illegible] بعد از سلام [illegible]

که فقیر از تقریر بتقریب تعزیت [illegible] مغفرت [illegible]

حضرت حافظ محمد [illegible] علیه الرحمة والغفران رسید [illegible]

[illegible] برخوردار [illegible] خوشوقت [illegible]

[illegible] برخوردار [illegible] برخوردار

[illegible] محمد [illegible] برخوردار [illegible]

[illegible] از قدیم [illegible] الله [illegible]

قطع علاقه قدیم نمودن [illegible] دور [illegible]

[illegible] دیدن رقعه فقیر [illegible]

[illegible] خود را [illegible] حاضر [illegible] باشند

[illegible]

[illegible] قبول [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

Marfat.com

[illegible] ان

43

مخلصی حضرت [illegible]
مقرب بارگاه الله الصمد
مقبول موصوف

جناب مولویت مآب صاحب حضور و آگاهی ذات [illegible] و استباهی

لهذا [illegible] مسکین غلام محی الدین [illegible] بعد از تسلیم [illegible] و رحمة [illegible]

[illegible] در [illegible] نقشبندیه

[illegible] باشد [illegible] یاد الله [illegible]

[illegible] در راه عشق مرحله قرب و بعد نسبت

[illegible] و مولی تعالی

مستغرق الاحوال باشند و در تدریس علوم دینی [illegible]

[illegible] مشغول بکمال باشند [illegible]

[illegible] باشند که [illegible] کمال [illegible] استواری

[illegible] مراقبه کمالات [illegible] سرمایه کمال سعادت داشته [illegible]

[illegible] بدان مشغول داشته باشند و [illegible] مکتوبات [illegible]

[illegible] ترقیات [illegible] فرموده اند [illegible]

[illegible] خبر [illegible] اتفاق ملاقات [illegible]

[illegible] تا کسی خواهند [illegible] تفسیر [illegible]

Marfat.com

۵۲

حضرت مولوی غلام محمد

۴۴ و عارف حقانی

الا عبد بخدمت فیضدرجت مقبول الهی در حصول بار کا بیحد و درود

از فقیر غلام محی الدین احمد عفی الله عنه تسلیمات عبودیت مطالعه نمایند ابد الآباد

مروح باشد چند است مکاتبات مسرت آیات از آن جناب

و توجها در وجه مسعود آن جناب بنشی رسانیده بوده از

سبب کاهلی و عدم تیسیر رافع در جواب تاخیر انجامیده بعد

مسدود برادر محمد مقصود از مرشد زاده با عقد

نامه ... الله تعالی ما را و شما را و جمیع امت

حضرت محمد مصطفی را صلی الله تعالی علیه وسلم با این عنایت ممتاز

فرمایند آمین یا رب العالمین میان ... خط ارسال

... و در ... اول ...

مقصود و از شیخ علی حسن ... نظام

... نوشته رسیده است ... اراده ...

از حیات ... اراده ... سال آمده

عزم ... آن برادر ...

Marfat.com

۵۳

بسم الله الرحمن الرحیم

45

حقائق آگاه خلافت انتساب مخلصی اخلاصی حضرت مولوی غلام محمد سلمه الصمد

از فقیر غلام محی الدین نقشبندی بعد از سلام السلام علیکم و علی جمیع من لدیکم [illegible]

بعد رقیمه [illegible] رسیده امروز روانه [illegible] [illegible] رسانید

میان احمد صاحب را اجازت تلقین [illegible] داده [illegible] و اجازت [illegible]

[illegible] هم [illegible] [illegible] نقل [illegible]

گفته [illegible] در خدمت [illegible] رسیده نقل [illegible] و تمام [illegible]

باشند [illegible] والسلام علیکم [illegible] و [illegible] میان [illegible] محمود [illegible]

[illegible] محمود [illegible] میان [illegible] محمد [illegible] والد [illegible]

[illegible] والسلام [illegible] محمد [illegible] صاحب و میان [illegible] و میان [illegible]

و میان [illegible] و [illegible] [illegible] السلام علیکم [illegible]

Marfat.com

46

نمبر ۵

الحمد لله وسلام علی عباده الذین اصطفی

سلمه الرحمن
[illegible]
برادرم حضرت مولوی [illegible]
[illegible]

اما بعد در خدمت فیض‌درجت برادر دینی و مخلص یقینی
از فقیر [illegible] احمد [illegible] سلام مسنون السلام علیکم و علی جمیع اهل بیتکم
[illegible] گرامی‌نامه [illegible] آن جناب [illegible] رسید [illegible]
[illegible] خود را [illegible] بجلد [illegible]
[illegible] جلد [illegible] بالنون [illegible]
[illegible] درجات [illegible] سلامت [illegible]
[illegible] در [illegible] برادر [illegible]
[illegible] چونکه برادر دینی [illegible] محمد [illegible]
[illegible] در حق او [illegible]
[illegible] سعادت [illegible]
[illegible] صحبت [illegible] مشرف [illegible]
[illegible] گردد [illegible] و بفضل الله [illegible]
[illegible] صحبت [illegible]
جمیع اهل بیت [illegible] جمیع [illegible] سلام [illegible]
[illegible] عبد الرسول [illegible] دنیا [illegible]

والسلام علیکم [illegible]

Marfat.com

۵۵

الحمد لله وسلام علی عباده الذین اصطفی

[illegible]
برادرم حضرت مولوی غلام محمد
کامل دین [illegible] [illegible]

بعد در خدمت فیضدرجت برادر دینی و مخلص یقینی مقبول الحق عز و جل بالکلیت
از فقیر غلام محی الدین احمد حمد الله جمیع اقواله و افعاله بعد از تسلیم السلام علیکم اینکه
نامه نوشته آن فائق خلائق [illegible] رسید شفقت نامه نامی بر [illegible] دل
شگفانیده جزاکم الله تعالی خیر الجزاء برادر مخلصا چون قرب قیامت است
انواع فتن و فتور میباشند باید در کرم حضرت حبیب صلی الله علیه وسلم خود در ایمان [illegible]
خاتمه برایمان عطا فرماید آمین یا رب العالمین از مدت شوق مطالعه بخاری شریف
[illegible] میسر شد الحمد لله در زمستان گذشته نصف اول بخاری شریف
از [illegible] نقل کرده بودم تمام زمستان به مقابله
و تصحیح و حل آن مشغول ماندیم فواید عجیبه حاصل شدند و در اتفاقات
حسنه آنکه [illegible] فتح الباری شرح صحیح البخاری از [illegible]
در تصحیح روایت و بیان فواید حدیث بدلیل است [illegible] کند که تمام حلاوت
حدیث [illegible] برادر را باید که بعضی اوقات هم به تفسیر و حدیث
مشغول داشته باشند عجب فیض ورود مینماید توفیق رفیق باد بالنون والصاد
در خدمت [illegible] غلام [illegible] و دیگر ملاهای و مخلصات دعا بایشان
باشند [illegible] بر حاجی محمد عبد الرسول و ملا جار الله و دیگر فقرا
و درویشان [illegible] والسلام خیر الختام

٥٦

الحمد لله و سلام علی عباده الذین اصطفی

برادر دینی و مخلص یقینی مقبول الهی بوده [illegible] بارگاهی صاحب دوام آگاهی برادرم محمد خان سلمه الرحمن بالنور والنوان
از فقیر غلام محی الدین احمد تصدیق رفته الله تعالی دوام الحضور بعد از سلام الله علیکم و علی اهل بیتکم منکشف آنکه
فقیر بتاریخ بیست و هفتم ماه ذی الحجه بجاذبه شوق زیارت فیض بشارت قطب الاقطاب حضرت شیخ فرید الدین
شکرگنج رحمة الله علیه از قصور کوچیده با حراز آن سعادة مشرف گردیده بطریق رجوع القهقری راز ای معاودت
گشته تاریخ بیستم محرم الحرام باز بقصور رسید خط فرحت نمط آن برادر که از راه داک فرستاده بودند
و نزد برخوردار حافظ عبد الرسول سلمه بود بدید بشری فرحت بر فرحت افزود الله تعالی بیاد خود محفوظ دارد و در پناه
و در پناه محفوظ داراد قلم یوسف یعقوب باز امیدوار در خانه ایشان شده است الله تعالی فرزند نرینه طویل العمر صالح
عاقبت و زاهد حلیم بخوبید آنست [illegible] برادر زند هرچه خواسته خدا تعالی باشد بظهور خواهد رسید
و هو حسبی و نعم الوکیل دیگر آنکه ضعف طبیعت بر فقیر مستولی است در زمستان قصد اقامت در قصور است اگر بعد از آن
حیات باقی باشد انشاء الله تعالی طرف [illegible] مخلفان کوچک [illegible] تقاضا ها میدارند دیدنی ایشان
اراده است چگونه [illegible] نوشته بودند هرگاه که [illegible] در دین یابند رخصت یافته قصد [illegible] نموده آید
[illegible] با شوق [illegible] و چندان [illegible] اگر [illegible] در [illegible] الله تعالی
با حسن الوجوه [illegible] و زاهد [illegible] شیخ احمد نام [illegible] حضرت [illegible]
مرحوم مغفور [illegible] و علمای [illegible] ملاقات [illegible] گفتگو [illegible]
چه فایده کارکن کار بگذر از گفتار [illegible] در این راه کار دارد کار گفتگو کردن [illegible]
با ید بعون الله تعالی [illegible] از خیال عیر [illegible] در خدمت [illegible]
و دیگر [illegible] طریقه [illegible] حقیقه تام [illegible] احوال [illegible] محمد خان
[illegible]

[illegible]

از برخوردار حافظ عبد الرسول [illegible]

[illegible]

۵۷

[illegible]

Marfat.com

٥٨

بسم الله الرحمن

50

بیاض مهر [illegible]

برادر دینی و مخلص یقینی [illegible]

از فیوض علامه مجد الدین [illegible]

معلوم نمایند [illegible]

انچه از وفات [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] عبد الرحمن [illegible]

[illegible]

[illegible] ماه ربیع الاول [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] والسلام [illegible]

Marfat.com

51

بسم الله الرحمن الرحيم

Marfat.com

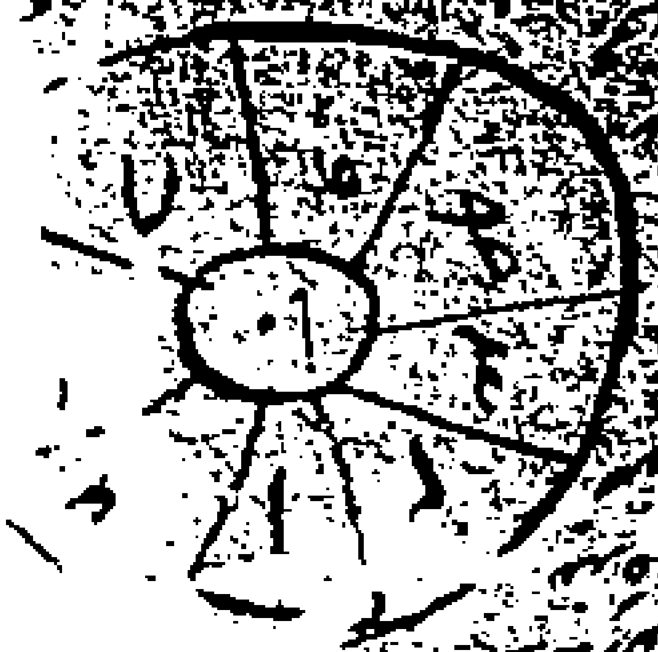

Marfat.com

٦١

مکتوبات خواجہ غلام محی الدین قصوری بنام احباب

از فقیر غلام محی الدین
سلام [illegible] قبول باد
[illegible]
[illegible]

از سید کرم شاہ مکتوب [illegible] در [illegible] معلوم شد
شنیده [illegible] بعد عجز و نیاز السلام علیکم می رساند و [illegible]
که اراده ارادت دارد [illegible] می شود باید [illegible]
و توجه باطنی بایشان [illegible] دل دارند [illegible] اذکار یا اوراد [illegible]
[illegible] ارزانی فرمایند [illegible]

۶۲

گفتن کار ... [illegible]

[illegible]

برخوردار نجیب ... [illegible]

از نفیر عظیم ... تا ... [illegible]

برخوردار نجیب ... مقبول ... وصول ... [illegible]

از نفیر عظیم ... [illegible] ... دوام الحضور ...

دعا ... [illegible] ... اخوص

[illegible] ... مسرور ...

[illegible] ... اکنون که برخوردار

شیخ فتح محمد ... [illegible] ... برخوردار

[illegible] ... حضرت ...

[illegible]

[illegible]

تا ... [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] ... دیگر ... برخوردار ...

[illegible]

[illegible]

[illegible] ... حضرت ...

[illegible]

وقت ... [illegible]

[illegible]

Marfat.com

۶۳

بسم الله الرحمن الرحیم

برادر [illegible] محمد لطفی [illegible] سلمه [illegible]

از فقیر غلام محی الدین احمد عفی عنه بعد از السلام که سنت اسلام است مرقوم آنکه

از رسیدن مکتوب [illegible] با نغمات [illegible] که آن برادر [illegible] آورده اند علم [illegible]

[illegible] بعد از [illegible] برادر

در [illegible] علم [illegible] تکلیف [illegible] علم [illegible]

[illegible] بعد از [illegible]

[illegible] تکلیف آوردن علم [illegible]

[illegible] جمع [illegible] که تکلیف

[illegible] دل [illegible]

هر جا که [illegible] کار [illegible]

[illegible] الصحبت [illegible]

Marfat.com

الملک

برخوردار سعادت آثار مغفرت رحیم میرابراهیم

عزت و عظمت غفرانه [illegible] اکبر

عزیز و عمده [illegible] غفر عنه بعد از دعا [illegible] و علاوه [illegible] و رسم

[illegible] در جواب تعزیت و شکایت نامه نفقه در [illegible] و [illegible] ان

تحریر و [illegible] رسالت [illegible] برخوردار [illegible] حال [illegible] محبوس کرده

محل [illegible] الحال الحمد لله محبوس [illegible] کار عظیم است [illegible]

[illegible] کم [illegible] [illegible] تعالی [illegible] بسیار [illegible] ما ذر [illegible] شنیده

[illegible] تعیین [illegible] و [illegible] [illegible] [illegible] عوران [illegible]

ز [illegible] و [illegible] از جناب رب الارباب مشرف باشند

به [illegible] [illegible] [illegible] شود از جانب [illegible] دست

دیگر [illegible] خاطر [illegible] ملاقات آن برخوردار [illegible] تقاضا [illegible] طبعا

[illegible] و عدم حصول مراتب [illegible] و [illegible] توفیق الله تعالی

کثرت [illegible] و سلامت [illegible] حاصل [illegible] [illegible] و کرم

Marfat.com

[illegible]

Marfat.com

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

بسم الله الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمین الرحمن

الرحیم مالک یوم الدین والصلوة

والسلام علی رسوله محمد وآله اجمعین

هزاران هزار حمد و ثنا بر خالق الارض

والسما که از خاک صورت انسان

آراسته و دلش از نور ایمان و عرفان

Marfat.com

خویش پیراسته وبخلعت ولقد کرمنا بنی آدم ورا
ممتاز ساخته وبتاج لقد خلقنا الانسان فی احسن
تقویم سرش برافراخته است وحده سبحان جل جلالهٗ
واہب للکل عم نوالہٗ قادر حی تعالی شانہٗ
مالک سبحانہٗ سبحانہٗ جائیکہ شاہ سخنوران
صاحب انا افصح العرب والعجم صلی اللہ علیہ وسلم
زبان بکلمہ لا احصی کشادہ دیگری راچہ یارا کہ دم در
ثنائیش زند لہذا ازان ساکت شدہ بمناجات
می پردازم الٰہی این بیزارا نوا ایمان خود ببخشا
واین بی سروپارا سروپای عرفان خویش عطا
فرمای رب بی سبب نواز این بندہ را بطفیل
محمد صالح سازد

Marfat.com

فقیر محمد صالح کنجاہی اصلحہ اللہ تعالیٰ فی الدارین میخواہد
که شمه از احوال حضرت سید المرسلین و صحابه راشدین
و ائمه معصومین و اولیا و صالحین بمقتضای حدیث
ذکر الصالحین تنزل الرحمة بیان نماید لهذا بتجسس تمام
یاد کردن نیکوکاران فرود می آید رحمت
از کتب معتبره هریک سلسله علیحده جمع نموده بسلسلة الاولیا
موسوم گردید الحمد لله تعالی و تقدس که این حقیر بجمع نمودن
این مجموعه توفیق یافته بمنه و کرمه ربنا اتنا من لدنک
رحمة و هیئ لنا من امرنا رشدا

سر دفتر آفرینش شاه ارباب
دانش و بینش والی هر دو سرا بادشاه روز جزا آفتاب و خدمت
ماهتاب حضرت احمد مجتبی محمد مصطفی صلی الله علیه و سلم
بن عبدالله بن عبدالمطلب بن هاشم بن عبدالمناف

Marfat.com

بن قصی بن کلاب بن مره بن کعب بن لوی بن غالب

بن فهر بن مالک بن نضر بن کنانه در معارج النبوت و

آورده که ولادت با سعادت سید الانام علیه افضل الصلوة والسلام

بعد از طلوع صبح روز دوشنبه دوازدهم یا هشتم از ماه ربیع الاول

در سال فیل واقع شده چهل و دو سال از حکومت نوشیروان عادل

گذشته بودند و هشتصد و هشتاد و دو سال از سلطان سکندر رومی

رفته بودند و ششصد سال از حضرت عیسی علیه السلام منقضی گردیده

بودند و هم در روی است که والد آن سرور علیه السلام قبل از ولادت

آن بدو ماه وفات یافته بود و چون به شش ساله رسید مادر آنحضرت

علیه السلام از جهان رحلت نمود و آنحضرت از جانب پدر و مادر شرف

از قبیله قریش است و هم در روی است که ابتدای وحی بر آن سید علیه السلام

روز دوشنبه بر کوه حرا هشتم از ماه ربیع الاول بعد سال چهلم

Marfat.com

مکتوبات از حضرت پیر روشن ضمیر قصوری سلمه الله تعالی در جواب عریضات که این فقیر فرستاده بودند

مکتوب اول

بسم الله الرحمن الرحیم الحمد لله وسلام علی عباده الذین اصطفی اما
بعد در خدمت اخلاص نعمت برادر دینی و مخلص یقینی مخلصی خصوصی حضرت
محمد صالح رزقه الله تعالی کمال الصالح از عبد مسکین فقیر غلام محی الدین
قصوری رزقه الله بحبه و اتباعه دوام الحضوری بعد از سلام الله و اکرام الله بذکره
رقعه محبت بعد آن اشفاق شفقه معه قصیده مدح در حق این سراپا قبح
رسال فرموده بودند رسیده بفرح و خوشی و ترجیح رسانیده بجهت ازدیاد شوق شاد نمود
بسبب تضییع اوقات در امر لاطائل بلکه در امر محظور که مدح کسی که مستحق
مدح نباشد مادح را زبان دارد که غیر مطابق باشد و ممدوح را که خود را مستحق حرام
آن داند و در ورطه پندار و استکبار هلاک میگردد لهذا آنحضرت صلی الله علیه وسلم
درباره چنین مادح ارشاد فرمودند قطعت عنق اخیک پس باید که
بعد ازین بمدح جناب رب الارباب جل شانه و بمدح سید اولو الالباب
صلی الله علیه وسلم اشتغال داشته باشند که موجب برکات دارین و سعادت کونین است
و در ذکر و مراقبه سرگرم و محو باشند که سبب قبولیت دارین است والسلام

Marfat.com

۲

بود هم علیدا و منفقیا اما بعد در خدمت اخلاص نهمت حضرت
محمد صالح رزقه الله تعالی کمال الصالح از فقیر غلام محیی الدین احمدی عفی عنه
بعد از سلام الله و اکرام الله معلوم کنند که رقیمه کریمه آن مصدر اشفاق حکیمه سعیده
مسرور گردانید آنچه طلب القاب و کنیات پیران کبار فرموده‌اند میرزا بابا مقدم
موقوف بر تحسین کتابهاست ان شاء الله تعالی با آهستگی ثابت کرده خواهد شد می باید
که هر دو شجره طیبه را در نظم فصیح منظوم کرده باشند که موجب اجر جزیل خواهد شد
و فقیر را از دعا بخیر فراموش نساخته باشند فقیر شما را ان شاء الله تعالی
فراموش نخواهد ساخت خدا تعالی کند که وقت مراجعت اتفاق ملاقات افتد
آمین یا رب العالمین برخوردار سعادت و اطوار میان غلام محیی الدین سلمه تحیه
کردن سبق باد والسلام مکتوب سوم در آن جمع که از فقیر مرقوم است
الحمد لله و سلام علی عباده الذین اصطفی برادر دینی و مخلص یقینی
طالب رضای کبریا راغب صفای مصطفی حضرت میان محمد صالح جیو اصلحه الله
از فقیر غلام محیی الدین احمدی عفی عنه بعد از السلام علیکم مکرر چون ارادت

فقیر

۳

فقیر علی الصباح بجانب سیالکوٹ رفت و بشوق ملاقات ایشان
ہم بسبب اینکہ آدم معتبر مسمی بشیر عالم بخدمت ایشان ارسال داشته
باید که بمجرد رسیدن نوشته امروز فی الحال قدم رنجه فرمایند والسلام علی من تبع الہدی

مکتوب چہارم

بسم اللہ الرحمن الرحیم برادر دینی و مخلص یقینی حضرت
میاں محمد صالح رزقه اللہ تعالیٰ کمال الصلاح از فقیر غلام محی الدین قادری
قریشی قصوری غفر اللہ تعالیٰ له و دام الحضور بعد از السلام علیکم و رحمة اللہ
و برکاته منکشف آنکه مکتوب محبت اسلوب آن برادر دینی در باب تعزیت
رسید و مسرت بخشید جزاکم اللہ تعالیٰ خیر الجزاء آنچه از عارضه چشمان خود مرقوم
قلمی فرموده اند موجب پریشانی گردید قادر کریم بجلدی شفاء عاجل فرماید
که ہفت بار درود شفاء و ہفت بار سورة الہٰکم التکاثر باز ہفت بار درود
شریف خوانده بر چشم ها دم کرده باشند انشاء اللہ تعالیٰ شفا خواہند شد
تسلی دارند و آنچه از مژده تشریف آوردن خود در قصور بعد انصرام ایام
برسات رقم فرموده اند سرور بر سرور افزوده باید که وفاء وعده مذکوره نموده شود

مکتوب بنام ... درویش ... ورشید

و برادران مصحوبه مواظبت دارند و جمیع مخلصان و اهل طریقه

و غیره به دعوات و ادعیه مخصوص اند والسلام. مکتوب بیست و ششم الحمد لله

و سلام علی عباده الذین اصطفی اما بعد در خدمت فیض درجت

برادر دینی و مخلص یقینی مقبول درگاه الهی موصول بارگاه رسالت پناهی

معدن المصالح شیخ محمد صالح وفقه الله تعالی بالفتوح از فقیر

غلام محی الدین قادری قریشی قصوری رزقه الله تعالی دوام الحضور بعد از تسلیم

مشحونه بالالف اشواق مشحونه واضح و لائح آنکه نمیقه انیقه آن

اشفاق سلیقه از دست فقیر محمد ثابت قدرداد قصوری رسیده در ورود

گردانیده از وقت تو خوش که وقت ما خوش کردی آنچه از قصد

قصور مسطور بود فقیر را هم این انتظار بود که وفات و عدت بندوز

چون عوارض جسمیه مانع شده اند معذور اند الخیر فیما صنع الله تعالی

فقیر چهارم جمادی الثانی از قصور ارتحال نموده است ... روز خمیس

هفدهم ماه مذکور است از آنجا داخل مرزگان خواهد شد اگر حق سبحانه تعالی

خواهد

Marfat.com

۳

٥

خواسته باشند و ریح چند روز اقامت نموده شب معراج مبارک در قصبه

خواهند شد اگر آن برادر را در آن عمر صغر از عوارض جسمیه و روحیه فرصت و فتح باشد

حصه قصور حضور خواهند فرمود که دل فقیر را از ملاقات آن مخلص کبیر مخدوم

بأحسن الوجوه مخصص باد بالنون و الصاد و از اظهار میان ... شاد حرم

شد که آن برادر به تصنیف کتاب سلسلة الاولیا مشغول اند بسیار خوب خاطر

بهم رسید جناب مبارک حضرت شاه صاحب حسن دهلوی مرحوم مغفور بوده‌اند که در ...

هیچ عملی برای تصفیه قلب مانند شغل مطالعه کتب که در آن ذکر اولیا باشد نیست

الحمد لله که آن برادر بآن عمل مشغول شده اند که عند ذکر الصالحین

تنزل الرحمة قطعی است هیچ شکی نیست در آن کتاب فقیر را از دعای

خیر خاتمه و حسن عاقبت فراموش نساخته باشند و آنچه از ارادت رسیده اند — غائبانه

مهربانا ارادت غائبانه مقبول است او در طریقه باطن معمول بسیار طالب حق

بارادت غائبانه بمقصود رسیده اند چنانچه در تذکرها مسطور است لیکن ارادت

اینکه کامل مرشد الحال است و ارادت شخص ناقص و بال در ذو ... و السلام و الاکرام

... و خواسته بگرت

کرادیمیری کند

٦

مکتوب ششم

بجمیع مخلصان یقینی و دوستان دینی نام بنام و اسم باسم السلام علیکم باد
بالنبی و آله الامجاد — بعد الحمد والصلوة در خدمت فیضدرجت
منقبت آلی ... وصول بارگاه معدن المصالح مخلص خلیفه حضرت محمد صالح سلمه الله تعالی
از فقیر غلام محی الدین احمدی نقشبندی مجددی رزقه الله تعالی دوام الحضور
بعد از سلام اسلم الله و اکرام الله مشهود آنکه خط فرحت نمط آن مخلص صحیح
بی غلط از دست میان حسن محمد حجام رسیده مسرور گردانید ای وقت تو
خوش که وقت ما خوش کردی برای ملاقات ایشان خاطر ما هم در زیارت
خلیفه خراسان ابا حسن الوجوه میسر باد و از استماع تشویش مزاج شما
بسبب عارضه جسمانی خاطر فقیر هم مشوش شد الله تعالی بکرم و فضل خویش از جمیع
امراض ظاهریه و باطنیه شفا ارزانی فرماید انه علی ما یشاء قدیر
در عین تیاری ارتحال جانب خانه این چند حروف قلمی شدند معروف دارند و بر خود انشاء الله
از تحریر احوال خیریت مآل خود فرحت افزا بوده باشند برخوردار غلام حافظ محی الدین والعباد
و دیگر دوستان دینی و مخلصان یقینی را اسلام و منونه مع اشتیاق تحویل پذیرا باد الباقی

مکتوب هفتم

Marfat.com

الحمد لله وسلام علی عباده الذین اصطفی اما بعد محبت

اشفاق بہت مخلص اخلاص معدن المصالح حضرت شیخ محمد صالح سلمہ اللہ تعالی

بالمصالح از فقیر غلام محی الدین قادری قصوری رزقه الله تعالی دوام الحضور

بعد از سلام الله علیکم و علی جمیع من لدیکم انہ ارقمہ محمد کہ نسخہ

کثیر و نیز فرزند داخل حلقه گردیده فردا که روز شنبه خواهد بود قصد متوکل

آن مہربان باید که در آنجا تشریف بیارند و توقف تجویز ندارند

که نقیت فقیر یک شب آنجا بمانند و در آنجا ایستاده اند که زیارت ایشان

میسر شود والسلام خیر الکلام برخوردار میاں غلام محی الدین و دیگر

محبان را السلام مع اشواق مشحونه پذیرا باد آمین یا رب العالمین

الحمد لله وسلام علی عباده الذین اصطفی برادر دینی

و مخلص یقینی مقبول الہی موصول بارگاہی معدن المصالح حضرت محمد صالح

سلمہ رب العالمی والطالح از فقیر غلام محی الدین قادری قصوری

رزقه الله تعالی دوام الحضوری بعد از سلام الله و اکرام الله مشهود

Marfat.com

۸

نمیقه انیقه آن صاحب اخلاق لمیقه رسید مسرور گردانیده از
وفات یافتن استاد صاحب آنمهربان حیرت افزا معلوم گردید
که امثال اینچنین رجال درین زمانه ظلمانی یافته نمیشوند انا لله
وانا الیه راجعون الله تعالی ایشان را بخشد و بر باقی ماندگان
برکت کند فقیر را از دعا گوئی خود غافل نگذارند و مدام از تحریر
احوال خیریت مآل خود ممنون میساخته باشند که اطمینان آنحضرت شده
در خدمت والد ماجد ایشان و برخوردار شاه محی الدین و دیگر
السلام علیکم بالاکرام

این خط بنام حضرت کرم شاه مجدد زبدة الفضلا میان محمد صالح احمد حفظه الله تعالی
از فقیر کرم شاه بعد سلام سنت اسلام واضح باد خط ایشان رسید
کوائف معلوم شد آنچه از قرض نوشته اند می باید که سوره فاتحه را
بسیار خوانده باشند بی عدد انشاء الله تعالی از قرض خلاص خواهند شد
بر بلاها صبر باید کرد که کلید فرحت خواهد گردید چنانچه مولانا روم فرموده
ای که هستی از حوادث در حرج
صبر کن الصبر مفتاح الفرج
والسلام

طاہر محمود

Marfat.com

۷۹

۹

مکتوبات حضرت مولینا جامع کمالات ظاهری و باطنی جناب [illegible]

فرزند حضرت مولینا [illegible]

فخر الدین حافظ عبد الرسول قصوری سلمه الله تعالی در جواب این حقیر عریضه [illegible]

و قصیده مدح [illegible] آن فیض مآب فرستاده بود حسب ۱۲۸۱ هجری مقدس مکتوب

برادر دینی مخلص یقینی اتحاد آگین شفیقی حافظ غلام محی الدین [illegible]

ازل و ابد حضرت صالح محمد سلمهما الله الاحد از فقیر عبد [illegible]

بعد از سلام شوق و غرام و دعاهای صبح و شام [illegible] مکرم

مکتوب شریف منثور و منظوم رسید موجب [illegible] فرحت و سرور گردید

عجب فصاحت و ملاحت و شیرینی و نمکینی بود بشعر متقدمین مشابهت

تمام دارد لیکن فقیر لائق این نسبت [illegible] حسن ظن را کار فرموده [illegible]

بصدق دل و سوز و نیاز برای آن محب ممتاز [illegible] الله تعالی

کمالات ظاهر و باطن نصیب فرموده بمتابعت کامل حبیب خود

مخصوص گرداناد در خدمت تمام دوستان و حاضران سلام شوق

و دعاها باد مکتوب دوم حضرت ایشان در سنه ۱۲۸۲ هجری [illegible]

Marfat.com

در خدمت عمدهٔ خلان الوفا و زبدهٔ اخوان الصفا مقبول بارگاه پروردگار
مشمول عنایات بی‌پایان کردگار اعزی احبّی حضرت محمد صالح حصل الله آماله و جعل
الی کل خیر مآله از فقیر مهجور مکسور مشتاق موصول عبد الرسول بعد تحیهٔ مقرونه بالقبول
بعد السلام المسنون اشواق مشحونه و دعوات اجابت مقرونه مشهود آنکه الحمد لله
و المنه که فقیر بتاریخ اوّل ماه صفر بعد مقاسات شداید سفر که نمونه ایست از
سقر بخیر و ظفر داخل مسکن و مقر خود گردیده عزم بود که بوقت معاودت
از صحبت کثیر البرکت حظی و نصیبی وافر خواهد اندوخت چون مقسوم نبود
محروم ماند بسبب آنکه در مقام سیاه پیوال خبر پر ملال ظهور کثرت تپ و وبا
در فصول اعتدال کمال نور چشمی رسید با اضطرارات قلبی تمام با وجود
شدت حر و ضعف تام طی منازل طویله در مدت قلیله نموده وارد
قصور گردیده شد اضعاف مضاعفه از شنیده دیده شد قافله قافله اهل
اسلام هر دو از مرد و زن صلاحیت انجام و دوستان اخلاص ارتسام
شهر ایشان دار السلام گشته اند انا لله و انا الیه راجعون از انتقال

چنی کرده

چنین کسان مقبولان تصور بی برکت ولی افزوده رفیضان بحمد

الله تعالی حالی بفضل الله تعالی بلا روبار ازو باید فارغ است و جمعیت

عاجزه فقیرا هم بعافیت تسلی دارند در خدمت تمام دوستان خصوصًا

مشفقی میان فیض احمد و غلام احمد و میان رمضان و نور الهی و محمد

سلام اشتیاق رسانند ابنهم متصل بعد در خدمت برادر یحیی برادر محمد

زبدة اولو الالباب مورد عنایات الهی موصول بارگاه حضرت

با همنام و غلام قبله گاهی حفظه الله عن الدواهی بعد سلام اشتیاق

نا متناهی معلوم آنکه شوق دیدار فرحت آثار آن محبت شعار چندان

که در تحریر راست آید نیست سوا از اینکه قند اصیلی فرستاده شد اگر تصدیع

حضرت والد ماجد خود در یابند همراه خوشی محمد بعد مفتی موسوم یاد رمی قدم

در کلبه احزان این ناتوان دهند و بار احسان بر گردن این بی سامان

نهند جزاکم الله خیر الجزاء مکتوب سیوم در ماه سنه ۱۲۸۲ هجری مقدس

در خدمت مخلصان با وفا و محبان با صفا مشفقی حضرت محمد صالح

Marfat.com

۸۴

۱۳

واجبی حافظ غلام محی الدین سلمهما الله تعالی و اوصلهما الی اعلی
مراتب الیقین از فقیر عبد الرسول عفی عنه بعد از سلام علیکم و اشتیاق
مالا یطاق و دعاهای بی ریا که ترقی باشتیاق مشهود گشته رقیمه
کریمه شما در اسعد ساعت رسیده مسرور و مبتهج گردانید و بسبب ضعف قوای طبعی
و ضعف کمال که تا حال طاقت تحریر نیست تاخیر در جواب واقع شد معاف
دارند فقیر از دعاگوئی و خیرخواهی آن محبان چگونه غافل است الله تعالی
عافیت دارین نصیب فرموده خاتمه شما بخیر و خوبی سر انجام فرماید
و میان فیض احمد بسعادت زیارت خانقاه شریف مشرف شده امید
قوی است که مقصود یاب دارین خواهند شد در خدمت تمامی خویشان خصوصا
میان حسام الدین و میان نور الهی و میان غلام احمد و احمد حیدر و غیرهم سلام
و دعاها برسانند و طرف رحیم بخش صاحب جدا نوشتن نیست او را سلام
و دعای فقیر رسانند و با خدا تعالی سپارند و الله یهدی من یشاء
الی صراط مستقیم از خویش محمد سلام قبول باد مکتوبه ایام در سنه ۱۲۸۳ هجری

Marfat.com

درخدمت عمدة الاحباب وزبدة المخلصین مکرمی معظمی حضرت
محمد صالح واجبی واعزی میان غلام محی الدین اوصلهما الله تعالی الی
اعلی مراتب الیقین از فقیر عبد الرسول بعد از سلام مسنون واشواق مشحون
ودعوات خلوص مقرون مشهود آنکه الحمد لله والمنة که از مرض طریق تحصیل خلاص یافت
[illegible]
مکتوب [illegible]
درسته [illegible]
درخدمت عمدة الاوداء
نخبة الاخلاء عین صدق و صفاء [illegible]
عاشق اولیاء حضرت محمد صالح اصلح الله [illegible]
شأنه و صانه عما شانه ونتیجه وداد وثمره فؤاد [illegible]
محبوب جناب رب العالمین مقبول حضرت سید المرسلین روحی وبصری
میان غلام محی الدین احیاه الله بحیات طیبة از مشتاق مهجور مکبول
عبد الرسول رزقه الله القبول بعد ابلاغ اسلمه مسنونه واشواق مکنونه

Marfat.com

و دعوات خلوص ضمیر و ند منکشف اند محبت نامه سامی در ساعت گرامی
رسید انواع ابتهاج و اذواق بخشید موجب تضعیف اشتیاق گردید در قصد آن حجاب
با خطوط فضیلت بشارت مسرت افزود اگر این آرزو حاصل شود نعمت عظمی است
فیض مزید از انوار قطب المدار نصیب شما باد مقصود حیات مستعار همین است
لیکن بعد رمضان مبارک فقیر یک رقعه بآن عزیزان خواهم فرستاد
اگر حاجت سواری باشد درویش معه مرکوب در آنجا خواهد رسید ارشد
حضرت سعادت و حضرت و کتاب مکتوبات شیخ حزب البحر که خود ضمیمه غیبی است حسب
طلب آن مخلص بی ریا فرستاده شد کتاب مبین وقیع نسبت تمام تشریف در نجوم
میخواهد الله تعالی آسان فرماید و از برکات او منتفع خواهند شد ان شاء الله
بر وقت ملاقات مواضع مشکل او فهمانیده خواهد شد مشکور زده باشند
در خدمت تمام مخلصان خصوصا سعادت و ارشاد پناه میان غلام احمد شفیق احمد
و محبت آگین میان حسام الدین و احمد زنگریزه و نور الهی و دیگر دوستان سلام
و دعاها رسانند. مکتوب ششم در سنه ۱۲۸۳ هجری مقدس در حضرت بابرکت
مخلصی اخلصی حضرت محمد صالح و احبی اعزی میان غلام محی الدین حفظهما
الله تعالی بالقبائحین الکاملین و رزقهما حلاوت کمال الایمان و الیقین
از مشتاق مهجور علی قرب بتن و دور عبد الرسول بعد الوصول ادراک

Marfat.com

۸۵

۱۵

آنکه اشفاق نامه مرسله ذاک رسید موجب اطمینان گردید فقیر را تمنای
زیارت آن محبان چندان است که از تحریر و تقریر مستغنی است ولیکن موانع
و موانع گوناگون سد راه مقصود اند میان شیخ محمد ظاهر خود میدانند
موسم گرما سخت است تکلیف سفر کردن فی نفسه سقر است و چندان که
اگر ایشان همراه خود شیخ محمد تشریف می آورند یقین همراه است لیکن در موسم
طغیانی آب و حرارت شدید است تکلیف آمدن و رفتن تحمل نمیتوانند کرد
فقیر از دعا گوئی گاهی غافل نیست الله معکم اینما کنتم و افوض امری الی الله
ان الله بصیر بالعباد و چند نقش برای میان فیض احمد فرستاده شده
باو برسانند یک نقش هر روز بنویسند انشاء الله تعالی کامل النصیب فرمایند
سلام و دعا باو رسانند بتمام دوستان خصوصا میان غلام احمد و میان
احمد و میان حسام الدین و نور الهی و رمضان سلام و دعا رسانند

[illegible]

Marfat.com

۸۶

۱۶

تا ملتان آمد و از آنجا برتبل در قصور رسید ازین سبب از حصول
ملاقات آن مخلص ایمانی و دیگر دوستان آن نواحی محروم ماندیم
الله تعالی بفضل عمیم خویش سببی سازد که بخیریت جانبین ملاقات
حاصل شود والله علی کل شیء قدیر و بالاجابة جدیر در خدمت تمام
دوستان خصوصاً منبع فیض احمد و رمضانی و عزیز ... تمام اقربا و
آشنایان فقیر سلام و دعا رسانند ۞ مکتوب ششم در ... الاول

[illegible]

۸۷

۱۷

نیست چاره و ناچار بصبر گرایند الله تعالی آنمهربان را استقامت
ارزانی فرموده به نعم البدل محظوظ العافیت و محفوظ العاقبت
آمین یا رب العالمین و از وفات میان فیض احمد مرحوم مغفور بسیار خجلی حسرت
داده الله تعالی آن هردو زهردوان عالم اخروی را مسرور جاودان
جنان ساخته ملوشمار او مرضیات خویش معروف دارا د و السلام بر خدا
بخدمت تمام دوستان خصوص میان غلام احمد و شمال الدین و ...
و احمد حیدر دیا و نور الهی و غیرهم اسلام مسنونه و دعا ها رسانند

[illegible]

Marfat.com

۸۸

۱۸

[illegible]

مکتوب دوم

در شعبان ۱۲۹۸

بحر مقدس

در خدمت اشفاق مرتبت

و اخلاص و اتحاد منزلت صدیق حمیم

و محب صمیم حضرت محمد صالح اصلح الله بالہ بجمیعہ و آلہ

از مہجور مکسور محزون ملول عبد الرسول رزقه الله الحصول بجد

تبلیغ ابلاغ سلام مشتاقانہ و اشواق و احزان مکشوفه و ادعیۂ خالصۂ مقروره

معروض آنکه رقیمۂ کریمۂ حمیده موجب فرح و ترح گردید از شکست حالی و توحّش

آن مقبول لا یزال ملال و کلال بجاد آمد این فقیر بیکال بجسجو اینجا مید

الله تعالیٰ با همہ هموم و غموم این مقصود و آن برادر بر طرف فرموده بمهر و

محبت ذات پاک خویش واداد و مشغول یاد و حضور خود گرداناد

غم زمانه که هیچش کران نمی‌بینم دوائش جز می ارغوان نمی‌بینم

الله یحکم ایتام و افوض امری الی الله شوق زیارت ایشان خدمت اند اختیار بدست ما

Marfat.com

٨٩

١٩

جهت مشغولی خدمت حضرت والده و اینه المرض از هر طرف باز داشته

به کارها و هر اراده را گذاشته بخدمت ایشان مشغولم و تنها گذاشتن ایشان

درین حال نمی توانم عاقبت با و شما بخیر و عافیت باد و در خدمت تمام دوستان

خصوصاً مشفقی میان احمد و غلام احمد و میان حسام الدین و احمد جعفر و نادر و نور محمد

سلام و دعا باد [illegible]

[illegible]

مکتوب دوازدهم

در جمادی الاخر سنه ۱۲۹۳ هجری

[illegible] اخلاص و اختصاص پناه

[illegible] اتحاد و ارشاد دستگاه اخی عزیز

[illegible] حضرت محمد صالح اصلح الله تعالی احواله

[illegible] و حصل آماله و جعل الی خیر ماله بحرمة النبی و آله

از مهجور [illegible] بعد [illegible]

مجمع التواریخ

از کیفیات و اشتیاقات مغفرت و دعوات حصول مرادات مشحون [illegible]

رقیمهٔ کریمه و نسخهٔ مجمع التواریخ از دست میان غلام احمد و [illegible] بخیر [illegible]

رسید از دیدن حسن خط مبارک و کلام الهام ترجمان حبیب الرحمان [illegible]

حضرت حافظ غلام محی الدین اسکنه الله فی اعلی علیین نور چشم

و سرور [illegible] حاصل گردید لیکن [illegible] خبر [illegible]

کمال [illegible] در دل [illegible]

دعا بالفعل [illegible] صلاح دارین [illegible]

الله تعالی بفضل خود [illegible]

خود و محبان خود [illegible] گرداند [illegible]

[illegible]

Marfat.com

۹۱

[illegible]

الحمد لله تعالی علی کل حین
والصلوة والسلام علی رسوله محمد
سید المرسلین و علی آله الطاهرین

هدایت قدسی سرایت ذی نخلبند گلشن طریقت
قافله سالار شاهراه حقیقت سیاح بیدای ناسوت
سباح دریای لاهوت صاعد مصاعد عرفانی
عارج معارج ربانی بنور طالبان صدق و یقین
پیرو آموز رهنمای مستفیدان ارادت آیین باد
معتقد حمیمی محمد صالح کنجاهی بعد تقدیم آداب تسلیمات
و تتمیم مراسم کورنشات متوقعات سرنوشت
مریدان مشید پرست بعرض مستفیضان طوائف
عتبه صحیح عرفان مشتاقان میرساند احوال این نیازکل
در هر حالی بفضل الهی به نهج آنچه باید آمد
قرین خیریت است و نوید صحت جاوید آن ذات مقدس حسنات
از درگاه واهب العطیات بالعشی والاشراق مسئلت میرود
صورت برینوال که مفاوضه عظامی مخبر پرداز کرامت طراز

[illegible]

Marfat.com

Marfat.com

بسید غلام حسین شاه سلمه الله

سیادت و سعادت پناه شرافت و نجابت دستگاه

از فقیر محمد عبدالرسول بعد سلام الله و دعا معلوم گردد

رقیمه کریمه آن عزیز القلوب سید رفیع احمد واضطرار دیده

بر مافیها اطلاع دست داد آنچه نوشته اند که در ماه نکیدر باید

خواهم آمد کارها ضروریه در پیش است صاحبزادها معصومه اگرچه از مرض

در سال لطافت است لیکن از یاد شما نهایت بیقرار است و درین

طول فراق نهایت تنگ خواهند شد باید که در ماه اسوج عاشقه

ارادهٔ قدوم دو نشاند و از سیاحت باز قصد

هل این مستهام نهایت اشتیاق است چون در

۹۲

بعونہ تعالی خط ہذا در مقام [illegible] صوبہ [illegible] متصل دروازہ

بخدمت سیادت مآب سید محمد حسن [illegible] فرزندان [illegible] مرحوم [illegible]

ارسال شد فقیر عبدالرسول از قصور [illegible]

۱۶ [illegible]

٩٥

[illegible]

برادر دینی مخلصان نقشبندیه شاه نور محمد و شاه ... سلمهم

از فقیر عبید درویش بعد سلام مسنون دارم و دعاها و شوقها

معلوم دیگر احوال اینجا مقرون به عافیت صوری و معنوی باشی

مطلب ... تکلیف بارش که در حضور ... قابل ...

اما الحمدلله که جاهای ... خانقاه مبارک

... شکسته گردیده الله تعالی بفضل خود باز درست گرداند

هر وقت بدعاهای شما مشغولم عاقبت بخیر باد

لازم که تشریف آرند به عرس مبارک تاریخ

بیستم ماه ذوقعده حاضر شوند

[illegible]

این مکتوب ... حافظ عبدالرسول ... بنام ... دل محمد

... ۱۳۹۵

بسمه الله الصمد

برادر دینی اشفاق ابن ادیب میا دل محمد

از فقیر عبد الرسول بعد سلام السلام و دعاها و شوق ملاقات ... دیگر

حالا اینجا مقدور حمد عافیت و جمع برادران کابل را ...

مدام مطلوب. تکالیف بارش که در قصور رسیده از حد زیاده ...

این هم غنیمت که جان ها سلامت ماند خانه ها خراب ...

کمال تکلیف رسید با دعا فرمایید که باز درست شود

فصل خریف بر لب دریا رباد شده و در ماهیچه قصر خوب است

اگر ...

۹۷

جناب ...
در سپیدی ...

بجناب افاضت مآب قبله مقاصد دو جهانی کعبه آمال و امانی ملجای ...

از بس یادگار تشنه دیدار حضرت متحصل [illegible]

بعد از تقدیم لوازم عبودیت و تمهید مراسم [illegible]

در اینجا مستقل الحیات بیمن توجهات عالیات حضرت [illegible]

ذات مجسم برکات را بر سر ما مخدومان ما [illegible] قائم

سلامت باکرامت دوام و بالیت آثار الاجلاد تا بنیاد عرض اینکه [illegible]

از دو سه روز در قصور وارد است نزد [illegible] این اطلاعات

که چند کس از مخلصان من از افغانان [illegible] رخصت خانه یافته [illegible]

اگر شمار ایشان رسیدن که کدام چیز ضرور منظور است کدام آدم [illegible]

در شمار [illegible] روانه سازند بشرطیکه در اینجا روز قبل از [illegible]

ما [illegible] حال ذوران مکان بر سد زیرا که [illegible] بر ایشان [illegible]

Marfat.com

۹۸

Marfat.com

در خدمت بابرکت مظهر الطاف و کرم مخدوم مکرم حضرت مولانا مولوی [illegible] محمد

از فقیر عبدالرسول عفی عنه . بعد تسلیمات و تعظیمات . و دعوات مشفقانه آنکه

رقیمه کریمه در باب استفسار حال فقیر رسید و بسبب کسالت و عطلت

که حالا بر حضرت [illegible] در جواب دیر رو داد معاف فرمایند و [illegible]

معذور دارند حضرتا طبیعت فقیر بالکل ناکاره گردید تحمل سفر [illegible]

و موانع دیگر هم رو داده که ذکر آنها موجب تشویش است شوق زیارت

حضرت [illegible] بکمال است که [illegible]

که حصول آن [illegible] والسلام [illegible]

صورت [illegible] خط [illegible] در علاقه [illegible] اسماعیل خان بموضع [illegible]

در خدمت کمالات مرتبت حضرت مولوی صاحب غلام محمد [illegible]

مدظله العالی

[illegible] ماه ذوالحجه

الراقم فقیر عبدالرسول
از قصور

DERA ISMAEL KHAN FEB

LAHORE G.P.O. FE 9

Marfat.com

۱۰۰

صلی اللہ علیہ وعلی آلہ

بحرمت صفوۃ انبیائہ

وشرفنا بدوام حصول لقائہ

متعنا اللہ تعالی بطول بقائہ

حضرت پیر و دستگیر حقیقی

سیدنا ومولانا وہادینا

بحضور رحمت گنجور قبلہ حاجات کعبہ مرادات غوث الاسلام مرشد الانام

از مہجور بکسور محروم مہموم ناکام مسکنت مجبول عبد الرسول بعد از تسلیم عتبہ بوسی والا الکرم

بتقدیم سجدات تحیۃ وتعظیم معروض بصد عجز و نیاز آنکہ حامی نمیقۂ شریفہ

در اسعد ساعات عز ورود یافتہ مستعد مفتخر فرمود ایزد سبحانہ عز شانہ

آفتاب ذات فیض آیات کمالات را از کسوف خسوف حوادثات و مکروہات

محفوظ داشتہ بر مفارق ما ملتجیان خاک روب ذرہ ہای بیمقدار پایندہ آن

اشاعت انوار علی کر الایام والدہور والاعصار درخشان و پایندہ دارد

Marfat.com

١٥١

کابل محمد خان صاحب سلمه الله الرحمن

کابل الا بابان خان صاحب

در خدمت خانصاحب مهربان اشفاق نشان مشتمل احسان
در خدمت خانصاحب محمد زمان اشفاق نشان

از داعی با خیر فقیر عبد الرسول حنفی قادری نقشبندی احمدی عفی عنه بعد ابلاغ

ابلاغ السلام سنت الاسلام و اظهار شوق ملاقات فرحت انجام اعلام آنکه

احوال اینجا الحمد لله بخیریت و صحت و فرحت است و جمعیت آن صاحب [illegible]

لسماع پیوسته [illegible] حافظ غلام مصطفی خان [illegible] خانصاحب سلمه الله الرحمن

لطف [illegible] [illegible] [illegible] ان دعاء [illegible]

الله تعالی بفضل و کرم خویش آن خیراندیش یگانه و خویش را از حوادث [illegible]

در کنف حمایت خود نگه دارد و در هر دو جهان معزز و مکرم فرماید

Marfat.com

اجازت نامه‌ای صاحبزاده عبدالرسول قصوری

۱۰۲

بسم الله الرحمن الرحيم

يقول العبد المسكين الفقير عبد الرسول الحنفي القادري القريشي الصديقي القصوري غفره الله تعالى وستره في الدارين انه قد اجازني بمشكوة المصابيح شيخنا واستاذنا ووالدنا خاتم المحدثين وخاتم المفسرين الفاضل الاوحدي مولانا حضرت غلام محي الدين قال انه قد اجازني شيخنا واستاذنا خاتم المحدثين وخاتم المفسرين الفاضل الاوحدي مولانا حضرت شاه عبد العزيز المحدث الدهلوي الاحمدي رحمه الله قال اجازنا به شيخنا واستاذنا ووالدنا الشيخ شاه ولي الله المحدث قال قرأت جميعه على الشيخ عبد الرحمن الا ابوابا من كتاب البيع الى كتاب الاداب فانه بالاجازة عن امير زاهد الهروي عن ملا فاضل باسانيده وقرأت بعض احاديثه على ابي طاهر بروايته عن القشاشي عن الشناوي عن شيخه السيد غضنفر والسيد جعفر النهرواني عن شيخ الحرم المكي في وقته محمد سعيد المشهور بمير كلان سماعا عن لفظه عن نسيم الدين ميرك شاه وقراءة عليه عن والده المحدث جمال الدين عطاء الله ابن السيد غياث الدين فضل الله بن عبد الرحيم بن عبد اللطيف قراءة عليه عن عمه السيد اصيل الدين عبد الله بن عبد الرحمن بن عبد اللطيف بن جلال الدين يحيى الشيرازي الحسيني قراءة عليه عن المحدث البارع شرف الدين عبد الرحيم الجرهي الصديقي قال اخبرنا العلامة امام الدين مبارك شاه الصديقي الساوجي قال اخبرنا مؤلفه الامام ولي الدين محمد بن عبد الله بن الخطيب التبريزي رحمة الله عليهم اجمعين وعلينا معهم يا رب العالمين

صحيح مسلم شريف

يقول العبد المسكين الفقير عبد الرسول الحنفي القريشي الصديقي القصوري غفر الله تعالى وستر عيوبه في الدارين انه اجازني بالصحيح للامام مسلم بن حجاج القشيري النيسابوري رحمة الله عليه شيخنا واستاذنا ووالدنا حضرت غلام محي الدين قال انه اجازني به شيخنا واستاذنا ومولانا حضرت شاه عبد العزيز الدهلوي الاحمدي قال

Marfat.com

۱۰۴

۲

اجازنا به شیخنا و والدنا الشیخ ولی الله المحدث قال قرأت بعضه علی الشیخ ابی طاهر واجازنی بسائره
قال اخبرنا به والدی الشیخ ابراهیم الکردی بقراءته علی الشیخ الصالح المقری سلطان بن احمد المزاحی بطرف
منه واجازة بسائره قال اخبرنا به الشیخ شهاب الدین بن احمد بن خلیل السبکی بقراءتی قطعة کبیرة
منه علیه واجاز بسائره عن النجم الغیطی عن الزین ذکریا انا اخذه عن ابی الفضل الحافظ ابن حجر عن الصلاح
بن ابی عمر والمقدسی عن علی بن احمد البخاری عن المؤید الطوسی عن الفراوی ثم الفراوی رواه سماعا
بجمیعه عن الامام ابی الحسین عبد الغافر بن محمد الفارسی النیسابوری قال اخبرنا به ابو اسحاق ابراهیم
بن محمد بن سفیان الفقیه الزاهد سماعا قال اخبرنا به سماعا سوی ثلثة ابواب معلومة خیالا مؤلفه امام
السنة الحافظ احد اعلام ائمة هذا الشان وکبار اهل الحفظ والایقان الرحال فی طلب الحدیث الی الآفاق
والبلدان ذو فی تخلیص طرقه بغیر زیادة ونا نقصان ابو الحسین الامام مسلم بن الحجاج بن مسلم بن الحجاج
بن مسلم القشیری النیسابوری تغمده الله تعالی برحمته واسکنه فردوس جنته آمین آمین آمین

سند بخاری شریف

الحمد لله رب العلمین والصلوة والسلام علی رسوله محمد شفیع المذنبین وعلی آله واصحابه الهادین اما بعد
میگوید بنده [illegible] غلام محی الدین قصوری عفی الله عنه که عبد الرسول صاحب را اجازة خواندن
وتعلیم احادیث رسول رب العلمین بشرط مراجعت بطرف شروح وحواشی وتراجم کتب حدیث وقت
تدریس دادم ونیز اجازت تفاسیر کلام مجید دادم وسند کتاب حدیث که اصح است حدیث صحیح
بخاری است نوشته دادم وسنده هذا اخبرنا شیخنا ومولانا [illegible] حضرت عبد العزیز الدهلوی الخ

قال

١٠٢

قال اخبرنا شیخنا واستاذنا ووالدنا الشیخ ولی اللہ بن شیخ عبدالرحیم الدہلوی قال اخبرنا شیخنا ابوطاہر محمد بن
ابراہیم الکردی المدنی قال اخبرنا ابی قال انا احمد القشاشی قال نا احمد الشناوی قال نا الشمس الرملی
قال نا الزین زکریا قال نا الحافظ بن حجر العسقلانی قال نا البرہان ابراہیم التنوخی انا ابی نا
احمد الحجار نا السراج الحسین الزبیدی نا ابوالوقت السجزی انا الداودی نا الحموی
نا الفربری نا الحافظ ابوعبداللہ محمد بن اسمٰعیل البخاری رح

سند حصن حصین

یقول الفقیر المسکین عبدالرسول انہ قد اجاز لی علامہ محی الدین الحنفی القرشی الصدیقی ساکن القصور
رزقہ اللہ دوام الحضور قال انہ اجازنی ثقۃ بقراءۃ حصن الحصین من کلام سید المرسلین شیخنا و
مولانا حضرت شاہ عبدالعزیز المحدث الاوحدی الدہلوی الاحمدی قال اجازنا بہ شیخنا ووالدنا الشیخ
ولی اللہ قال اجازنا بہ وبسائر تصانیف الشیخ ابی طاہر عن ابیہ عن القشاشی عن الشمس الرملی عن الزین زکریا
عن الحافظ تقی الدین محمد بن فہد الہاشمی المکی عن مولفہ ابی الخیر محمد بن محمد الجزری الشافعی رحمۃ اللہ علیہم
اجمعین ونفعنا بہم یارب العالمین آمین آمین آمین

انی کذلک اجزت بقراءۃ ہذہ النسخۃ المتبرکۃ للعالم
الفاضل النحریر الاوحد الشہیر الجامع للفروع والاصول
الحاوی للمعقول والمنقول اعنی بہ الشیخ عبدالرسول کما اجازنی
شیخنا ومولانا وسیدنا الشیخ محمد عابد سندی ثم المدنی ومولوی شجاع الدین محمد دراباکی
وانا الفقیر الی ... محمد امام ابن نعمت ...

Marfat.com

١٠٥

قطعات تاریخ وصال صاحبزاده عبدالرسول قصوری

مصنفه مولوی غلام قادر [illegible] نگری

[illegible]

قطعه مصنفه شیخ غلام حسین (داماد صاحب

تاریخ طبع زاد فقیر غلام حسین عفی عنه

رفت در این عالم سوی دار بقا — آن فقیری با اصل صافی سرشت

[illegible] آن [illegible] — اشتر غم بیان [illegible] ریشت

[illegible] عبدالرسول — ز تحت [illegible] بالور [illegible] بهشت

[illegible] — نمان ولی این [illegible] بهشت

[illegible] — چشمه [illegible] الهی [illegible]

١٢٩٤

[illegible]

تا فقط عبدالرسول آن مرد حق — از وفاتش روشنا [illegible] دوش

[illegible] تاریخش — ابتشار از اجل [illegible] رحمت حق

١٢٩٤

Marfat.com

۱۰۶

بسم اللہ الرحمن الرحیم

[illegible] در مدح خانقاہ شریف حضرات سید صاحبان قصوری [illegible] تقریض

[illegible] انوار حضرت صاحبزادہ صاحب مولانا حافظ عبید اللہ رحمۃ اللہ علیہ

[illegible] آبائہ الکرام — طبع زاد حقیر عبد السلام دستگیر ہاشمی کان اللہ لہ

[illegible] خانقاہ با فلاک سر [illegible]

[illegible] دنیا ای فیض [illegible] وطن و انداز [illegible]

[illegible]

Marfat.com

١٠٧

تاریخ تصنیف علامہ ... لاہور

حضرت عبدالرسول آن اوحدی

صاحب حسن و صفا اہل قبول

صاحب ... زرفیع

اے جمال حق ... در وصول

اصحاب ... راہ ...

... اہل حصول

طالب ... اہل ...

... نزول

... [illegible]

... سال ... باحوال طول

Marfat.com

تاریخ انتقال حضرت مخدوم علیہ الرحمۃ مولانا مولوی الحاج [illegible] صاحب

مدرس للطالب تخلصگا

[illegible] ایوان جنت

اللہ [illegible] رضوان جنت

[illegible]

Marfat.com

۱۰۹

بخدمت فیض گنجور جناب نواب ... کلان الامراء

بعد سلام سنت السلام — معروض آنکہ وظیفہ سید حیدر شاہ

جو آپ نے مقرر کیا ہے [illegible] ... ہے

کسی غریب و مستحق کو مقرر کریں تو ... [illegible]

[illegible] صاحب نے اس بہانے سے صرف کر دیا ... جان

تو تمہاری حق ... دعا کریں [illegible] شخص کا وظیفہ

کا کچھ ثواب نہیں ہے یہ سبب آپ کی خیر خواہی

ورنہ کچھ حاجت نہیں ہے + اور ایسے فضول خرچی سراسر

بیہودگی ہے فقط

الراقم

مولوی غلام ... محمد قصوری

[illegible] نومبر ۱۹

Marfat.com

110

[illegible]

Marfat.com

جو تاریخ وصالش جست شید
ندا و بد چراغ زمین بر آمد

زمه شوال بود ... ت دو ...
بروز چارشنبه بد نخش خیم

جناب شاہ صاحب مکرم زید سلامت باشند

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ تاریخ وصال مولینا مولوی خدابخش جو آپکی طرف سے
اخبار الصدیق میں چھپ چکی ہے اوس سے ۱۳۰۷ عدد حاصل نہیں ہوتے بلکہ ۱۳۰۸
باسے تاریخ پایا جاتا ہے البتہ یقینہ نکہ جی مدغم اور حافظ کی فا مدغم جو لی جا
تو حسب اقرار جناب کے ۱۳۰۷ پورے حاصل ہوتے ہیں مگر عدد مدغم کی لینی نقط
خلاف قاعدہ واتفاق ماہران اس فن کے کیا گیا چنانچہ حضرت ... کی
میں مفتی غلام سرور صاحب تاریخ وصال حضرت غلام ... شاہ صاحب کی تصنیف
شاہ ... نقل فرماتی میں تو تیرا ... صفحہ جس میں ایک بیتا و ...
۱۳ ۴
اور شاہ رؤف صاحب کی رباعی تاریخیہ کا مصرعہ ... گفت او ...
جناب کا ایک ... مولوی عبد ... جو ۱۳۰۴ ہیں
... چو ... کے ... اور ...

Marfat.com

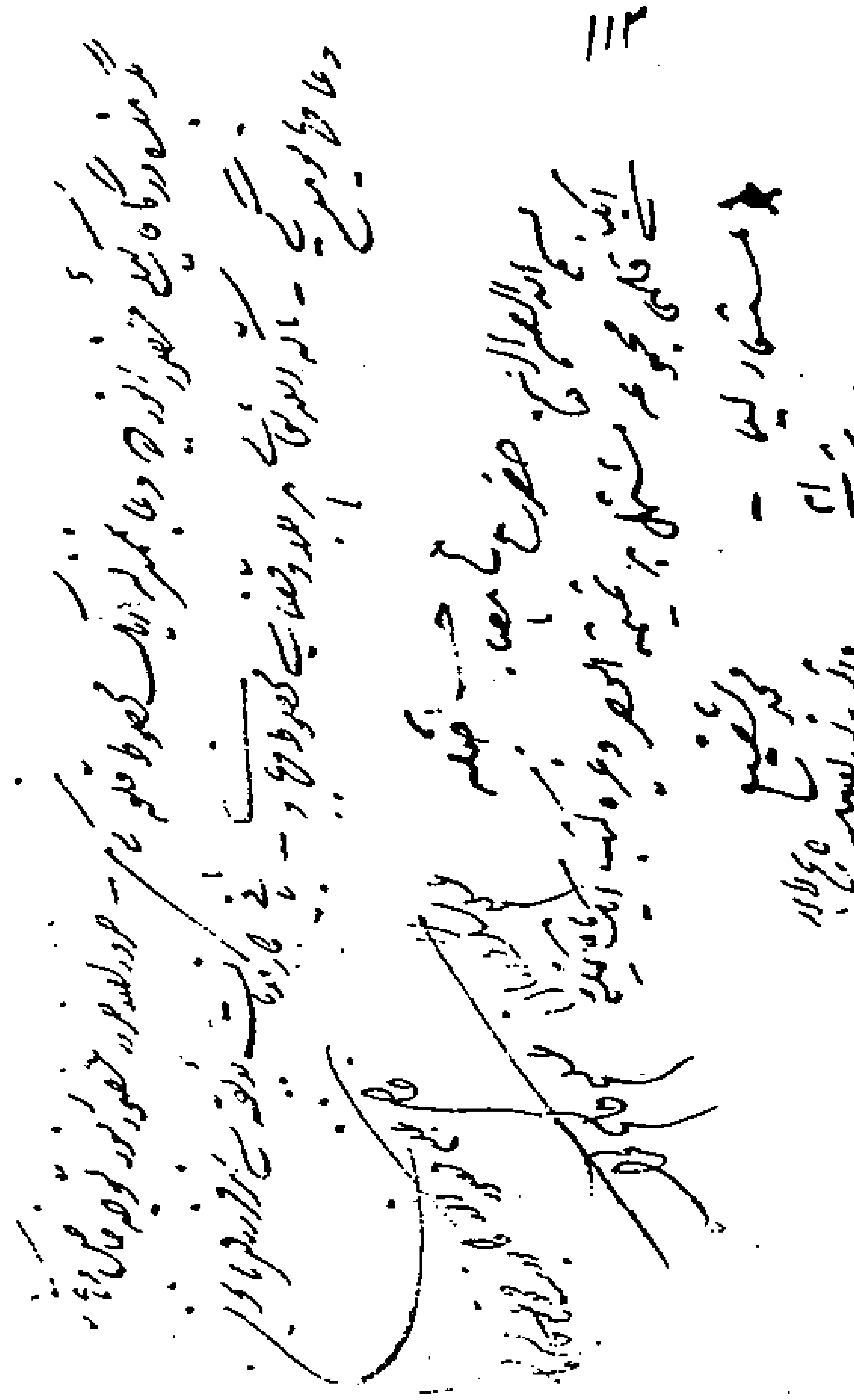

(عکس رسید) ڈاکٹر محمد شفیع سابق پرنسپل اورینٹل کالج، لاہور نے حافظ سید محمود قصوری سے ۱۲ ستمبر ۱۹۲۱ء کو ایک قلمی مجموعۂ یتیمۃ الدہر مستعار لیا تھا، جو کبھی واپس نہیں دیا، ڈاکٹر صاحب کی عادت تھی کہ وہ اپنی کتاب کسی کو نہیں دیتے تھے اور کسی سے کتاب مستعار لے کر واپس نہیں کرتے تھے اُن کے ذخیرہ میں جو بعض قصور کے جس قدر مخطوطات تھے وہ انہیں سے لیے گئے تھے، یتیمۃ الدہر للثعالبی کئی بار طبع ہو چکی ہے، محررہ محمد اقبال مجددی

Marfat.com

مکتوب بسید غلام حسین (داماد صاحبزادہ عبدالرسول قصوری) بنام حافظ نور حسین

[illegible]

حضرت مولوی حافظ نور حسین صاحب [illegible]

بعد اشتیاق [illegible] اخلاق و نیع اشتیاق

[illegible]

Marfat.com

١١٥

Marfat.com

۱۱۶

[illegible]

ابتدای از ماه محرم [illegible]

[illegible]

بابت جمع [illegible]

[illegible]

Marfat.com

به نام خداوند جان و خرد

عنوان رساله جهت دریافت درجه دانشوری

"مکاتیب شریفه"

تألیف

غلام محی الدین قصوری

"تصحیح و تدوین متن مع تحشیه و تعلیقات"

COURAGE TO KNOW

به کوشش

رضوانه خالق

به راهنمایی

پرفسوردکترمحمداقبال ثاقب

۳۰۷-MPH-۲۰۰۵

گروه زبان وادبیات فارسی

دانشگاه جی سی لاهور

Marfat.com

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتًا

دریں وقت ملو بہجت کتاب عالی منزلت اسمی بسم تاریخی

بستان معرفت

۱۳۰۳ھ

بسعی بندہ خاکسار محمد باقر عفا عنہ بجناب مردان آنحضرت

در مطبع گلزار محمدی طبع گردید

Marfat.com

بسم الله الرحمن الرحیم

اللهم لک الحمد علی جزیل آلائک والشکر علی جمیل نعمائک
والصلوٰة والسلام علی من خصص بخیر الدلیل وعلی آله واصحابه
المهدیین الی سوآء السبیل اما بعد می گوید فقیر حافظ
سید محمد شاه قصوری رزقه الله دوام الحضوری که سوانح عمر اکثر بزرگان
بسیار مردمان در مجلدات بتمنای حصول سعادت مرقوم نموده اند لهذا فقیر را
اسحاح بعضی دوستان دلی والتجاء بعضی محبان قلبی مجبور میکرد که زیر قلم آورم سوانح
عمر قطب زمان غوث دوران مجمع فیوضات منبع حسنات بلیغ البیان فصیح اللسان حافظ
قرآن فصیح مقال احادیث صحیح ابر احسان و عطا بحر امتنان و سخا معدن افضال مخزن منوال
امام الاتقیا مقتدای الانقیاء سرور انجمن محبان الٰهی مظهر کرامات نامتناهی نقاوه دودمان
عالیشان قدوه مریدان خادمان غواص بحر حقیقت حباب شریعت طریقت محبوب
ومقبول بارگاه رسول صلعم محب اولاد وسجاده تولا

مصدق و مسندنشین حضرت ناصر الصالحین و کاسر الطالحین مولانا غلام محی الدین ابقا
رحمهما الله رب العلمین. اللهم ابد ظل امدادهما علینا و ابقهما و ثبت
ارشادهما علینا و ادمهما الی یوم الدین آمین چونکه مخلص مخبر
انصاف مراحم ایشان ندیدم اما در ارقام نمودن سوانح اکثر عمر بسیار وقت
می باید لهذا برای استفاده عام عبارت را از لطافتهای شاعرانه آزاده و
از بلاغتهای بلیغانه ساده کرده اکتفا بر حالات اخیر عمر تا وفات کرده موجب
سعادت ابدی دانسته زیر قلم آوردم والله الموفق و المعین و علیه
التکلان ؛ تنبیه در وقت رحلت آنتعالی منزلت این فقیر پانزده سال عمر
داشت بعضی حالات آنوقت بچشم خود دیده و بعضی از اشخاص معتبران شنیده
این اوراق را گنجینه نموده است و بعضی کرامات که در وقت وفات
آنحضرت بظهور رسیده بودند اقل از ان برای معتقدین و مومنین کرامات
مسطور شد معترضان عنان تعصب از این سو باز دارند والله
الهادی الی سواء السبیل هانا اشرع فی المرام بعون الملک
العلام حضرت ما در عنفوان جوانی و وقت موجودگی والد شریف
خود بحمایت طبع لطیف نازک می داشتند و تدریس و حفظ کلام الله و
کتب معقولات و منقولات بسیار میکردند و از جهت توجه طالبان هدایت را
نعمات محظوظ میفرمودند و از تصانیف کتب بسبب غنا و زمانه اکثر محنت میبود

Marfat.com

اما وعظ و نصیحت را تا دم وفات ترک نکردند و چند خطبجات جمعه و عید از
تصانیف انتخاب شده مشهور و مستفیض علمای زمانه اند و در زنجیر عمر زید دریا و حضرت نفس
کشتی را بر همه اسوه مقدم کرده بودند و داد خود از استغنا بنوی علیه السلام
مصروف می شدند چنانکه بعضی گویند ایشان اسم مکرر شنیده اند و دیگر سخنهای که
اکثر مشایخ کبار از آن بهره محروم مانده بودند با تمام رسانیدند و از اوقات فتوحات
بود که سخاوت را در پرده می کردند و ظاهر آرای خلق نفی بیت الله الاکرم و
اخفا می فرمودند چنانچه از زبانی حاجی امام بخش صاحب مرحوم معلوم شده که
تاریخ عرس حضرت کلان مرحوم و مغفور قریب آمده و نزد انجناب حضرت شیخ
یعنی الدماجد آنحضرت علیه الرحمه
زر جنس نقد نبود بنده را ارشاد فرمودند که در توشک خانه یک لنگی طلائی نزد
ما موجود است باید که این را در لاهور فروخت کرده شود و قیمت او برای
خرچ عرس شریف ضرور است بنده بموجب رضا و تشریف لنگی مذکور در
لاهور بقیمت مبلغ چهل روپیه فروخت بعد سه روز حاضر خدمت گردید
در آن وقت آنحضرت بعد فراغ نماز تهجد بر مصلی تشریف داشته بودند
و نزد آنحضرت یک شخص سفید ریش حاضر خدمت بود بنده را از دور دیدند
فرمودند که حاجی امام بخش هر چه همراه خود آورده نذر این شخص
کن بنده اشاره چهار انگشت کرده یعنی که چهار روپیه داده شود باز دیگر
فرمودند که هر چه همراه آورده تمام بدهند بنده اشاره دو انگشت ...

Marfat.com

دور و سه داده شوند بار سوم آنحضرت خشمناک شده همچنان فرمودند
که هر چه آورده هست بدهند این شخص صاحب بخشیده گردد و شما صاحب
شکور الصدور را فرمودند که این شخص صاحب نصیب صاحب است و حاجات
خود را نیز به شما قدری قلیل عطا کند قبول فرموده رخصت شوند بعد
چند روز حسب ارشاد شریف نقد مبلغ چهل روپیه حواله شما صاحب موصوف
گردیده [illegible] شریف شده شرف قدم بوسی حاصل نموده التماس
کرد که [illegible] خیال عرس شریف از صفحه خاطر محو شده بود که جمله نقد
این شخص سوالی را عطا فرمودید ارشاد فرمودند که محو نشده بود بلکه این
شخص حال تنگدستی خود را ظاهر نموده بود برای شادی دختران
خود [illegible] دادن آن [illegible] به این حاجتمند در اجر
اخروی از تسبیح کردن بر عرس شریف زیاده تر و افضل تر بود
لهذا به این شخص داده شد برای خرچ عرس شریف خداوند کریم بفضل عمیم
خود [illegible] است [illegible] از زبانی مفتی غلام دستگیر
صاحب [illegible] معلوم شد که روزی یک سوالی در حضور فیض
بابرکت آنحضرت حاضر شده چیزی بخواست او را محروم مردمان
فرمودند که ما [illegible] تو کدام غنی را سوال کن چون سوالی
پابوس شده اراده خواستن کرد او را پس پشت شریف خود

Marfat.com

مبلغ بست روپیه همچنان دادند و فرمودند که زود بروز زود بده و مقتضی
صاحب موصوف می گفتند که دانستم که حضرت صاحب هیچ شی بطور خفیه او را
دادند برای امتحان پس سوالی کردم و از ایشان معلوم کردم که حضرت او را بست
روپیه عنایت فرمودند انتهی اینچنین سخاوتهائی در پرده
از آنحضرت صادر شدند اکثرین آن بعد و بعضی هستند مشتی از
نمونه خروار ذکر کرده شد و همچنان مکاشفات آنحضرت اکثرین
آن بعضی هستند لکن دریجا بطور اختصار چندین مذکور می شوند چنانچه
آنجناب قبل از وفات تاسف آثار یک سال کامل اخبار رحلت خود
ازینجهان فانی بعالم جاودانی می فرمودند مثلاً اکثر دوستان مریدان
که بر عرس شریف حضرت والد ماجد آنقبله عالم جمع شده بودند همه را بعد
انصرام وقت رخصت فرمودند که چنان نظر می آید که در سال آینده بنیاد
ملاقات شما میسر نخواهد شد و بعضی از شما درینوقت حاضر هستند و بعضی نه
موجود اند شما جمله را باید که دست اعتصام بحبل الله متین نگذاشتند و اتباع شیطان
نه نمایند و با هر یک معانقه کرده رخصت میفرمودند و همچنان آنحضرت قبل از وفات تخمیناً دو
ماه بسبب کثرت بارش باران نمی از خانه شریف خود بیرون قدم رنجه نکردند و این فقیر
بنده صلوة ظهر کتاب سبع صفحة المصفا از آنجناب می خواند در آنوقت از حاضران مجلس پرسیدند
که عمر این برخوردار چند سال شده است ایشان جواب دادند که حضرت قریباً یازده سال

Marfat.com

سید احمد شاه ... [margin]

است فرمودند که استخلاف تعلیم فقیر را سنت جد شریف خود حاصل گردید یعنی وقت وفات
حضرت قبلهٔ عالم متبع سنت احمدی حضرت شیخ محمد تقی رضی الله عنه الاحد الصمد جناب احمد شاه
صاحب قدس سره ایشان یازده ساله بودند و ... وقت وفات آن حضرت این برخوردار انشاء الله
تعالی یازده ساله باشد چنانچه این فقیر نیز قلم آورده حالات وفات العباد درجات
بعضی [illegible] بشنوید ای دوستان حال وفات
آن مربی جهان والی صفات حضرت ما رضی الله عنه و ارضاه قبل از وفات
شریف خود میفرمودند که بارها حضرت والد ماجد ما رضی الله عنه را شده بود و بارادت الله
گردیده است و مفصلاً از زبان دُرفشان خود احوال آن مرض میفرمودند لکن
ظاهرا بیان طبع مریدان را هیچ آثار بر چهرهٔ مبارک مرضی از امراض معلوم نشد بلکه
چهرهٔ مطهره بباعث توغل شغل الهی زیاده تر منور شده بود باید دانست که
والد ماجد آن قبله [illegible] رضی الله عنه هیچ مرضی از امراض نگردیده بود
چنانچه بعد وفات آن قبله جا اکثر حکما آن وقت تخیل سکته میکردند باین
ظن که آن [illegible] بوقت چاشت بعد توجه حلقه خادمان [illegible]
طالبان وضو نموده نماز چاشت ادا کرده مراقبه در حجرهٔ شریف خود فرموده
بود در مراقبه جان بخالق روح روان تسلیم کردند انا لله و انا الیه راجعون

چراغ دین [margin]

و تاریخ وفات آن قبلهٔ عالم از ماده چراغ دین حاصل می شود اما ارشاد فرمودن
الصاحبان [illegible] قبل از وفات بسبب اتباع نبوی علیه الصلوة والسلام و تحریر

Marfat.com

۸

از اطلاق عوام مرگ مفاجات چنانچه مشهور است نعوذ بالله من موت
المفاجات بر آنحضرت فافهم ولا تکن من القاصرین و از نظر دقیق آل
موت مفاجات بر آن صادق میشود که در تشویش دنیوی و غفلت ذکر الهی باشد و او را
موت ناگهان ناجت کند و از توبه و رجوع الی الله محروم شود و الا موت شهدا
که سوا مرض میشود بلکه اطلاق مفاجات هم بعینیت اختلاط قلوب اولیا بر [illegible]
اموات بحکم قرآن شریف ثابت گردیده والله اعلم بالصواب
والیه المآب بدانکه وفات آنجمع حسنات بتاریخ بست و یک
محرم الحرام شده بود و قریب بشروع ماه باشتباه خالق خورشید و ماه
صد ارد و وقت ترک فرمودند غالباً معلوم میشود که آنحضرت صائم بوده باشند
و جناب قبل از وفات پانزده روز بروز عاشوره مع اکثر خدام و طلبا برای زیارت
خانقاه شریف تشریف معلی بردند و وقت رخصت شدن از خانقاه شریف بر
جائیکه اکنون مزار فیض آثار آن مظهر کرامات بعنایات است دراز شدند و فرمودند
که اینجا عمده و لایق است شخصی از همراهیان در خدمت عالی التماس کرد که حضرت
دراز شدن چیست ارشاد فرمودند که سِرّ این دراز شدن در اینجا و بظهور خواهد شد
بموجب هیبت جلالیت آنحضرت دیگر مرتبه هم تفحص نکرد و از جاه
شریف آن منبع کمالات حظ فرمودن [illegible] بود
[illegible] تذکره نمادروز جمعه آخره و غط حالات وفات حضرت مولانا رحمه الله

زاولیاء کرام و ائمہ صوفیہ عظام اند وداع نمودند گویا بہما حالات وفات شریف

نازہ شریفہ خود مثل حال وفات و جنازہ مولانا علیہ الرحمۃ ارشاد می کردند و در

شریف می فرمودند کہ اولیاء اللہ بعد وفات برای امداد دوستان خود می باشند

حوال و اعیان خود می شوند انتھی ملخصا و آنجناب سہ روز قبل از

ات در صحن مسجد شریف خود تشریف داشتہ بودند در آنوقت سہ مکتوب

ش برکت اسلوب مشتمل بر خبر وفات خود از دست مطہرہ خود یک بجانب جناب

لوی غلام نبی صاحب رحمہ اللہ و السلمہم اللہ تعالی کہ از خلفاء این خاندان اند و یک

بانب منبع سعادات و مجمع برکات حافظ غلام مصطفی خان صاحب سلمہم اللہ سبحانہ

آنحضرت در زمانہ تحصیل علوم ہمسبق ایشان بودند و یک بجانب والد ماجد این

یر کہ ایشان در موضع ساہیوال ضلع شاہپور تشریف داشتند بودند نگاشتند و بجانب

ند ماجد این فقیر بعد نگاشتن احوال خانگی این عبارت مسطور فرمودند کہ کار حیات

تیر باخر رسید چند روز مہلت ہست وَالْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰهِ اِصْنَعْ مَا يَجِبُ

نْتَ لَهُ اَهْلٌ وَلَا تَفْعَلْ بِيْ مَا اَنَا لَهُ اَهْلٌ انتھی و نیز جناب سرکار عالی

الد ماجد آن قدوہ راسخین ہمچنین عبارت قبل از وفات خود بجانب مولوی غلام علی

در آن وقت در شہر امرتسر بود نگاشتہ بودند کہ سلطان محبت لشکر بسر کشیدہ

انتھی بتاریخ بست محرم الحرام آنحضرت بعد تدریس طلباء بوقت چاشت جملہ خدام را

فرمودند کہ ما نیان ارادہ سفر کردہ ایم و یک شب در خانہ خواہیم گذاشت لہذا شما

Marfat.com

آنگاه این امر تمهید بعده در صحن مسجد شریف استاده فرمودند که ای خانهٔ خدای عز و جل
فقیر در تو مدتها عبادت خداوند کریم نمود الحال وقت آخر رسیده ترا سپرد حق
می کنیم و از تو وداع می شویم بعده بسوی چاه پیچه متوجه شده همچنین کلمات وداعیه
فرمودند و آخر مسجد را فرمودند که خداوند کریم بفضل عمیم خود ترا تا یوم الحشر آباد دارد

قطعه چون حامی شریعت احمد وداع کرد — بیت الصلوة را خبر و شنید آسمان
بگریستند ارض و سما بر وداع او — که اینک بختی قصور شد از فضل کبریان

بعده از مسجد شریف بیرون آورده بر اسپ ماده که نور الصباح و الی محمد شاه
نظر آنحضور انور کرده بود سوار شده متوجه بازار شدند و این امر که جمله اهل آنجا
از دیدار فیض آثار محروم نشوند و بعد رحلت دست تاسف نگزند چنانچه عادت
شریف در حیات منبع فیوضات بود که چون از طویله سوار می شدند از
راسته بازار نمی رفتند بلکه اکثر اوقات بیرون از شهر سوار می شدند و همین
عادت فیض بشارت بود که وقت طی کردن بازار دامن بر وجه مبارک
می نهادند و بجلدی سطح می کردند و آن روز آنحضرت از راسته بازار تشریف
تشریف بردند و روی مبارک را چون لولوی شاهوار افشا نمودند و جمله مخلصان را
بزیارت منوره محظوظ و مفتخر فرمودند چون بر در دولتخانه رسیدند از پشت
اسپ ماده فرود آمده جمله همراهیان را وداع کرده اندرون دولتخانه
تشریف شریف آوردند و فرمودند که دامیان حجره را خانه که جای تخت است

[illegible]

حجره

امشب نخواهیم گذاشت و در وقت توجه شدن بالاخانه ارشاد فرمودند
که فرود آوردن جنازه از بالاخانه دشوار است پس فرمودند که آن ذات
مقدس که هیچ وقت تکلیف نداده در آن وقت هم تکلیف نخواهد داد
وَهُوَ الْمُيَسِّرُ لِلصِّعَابِ وَالْمُلْهِمُ بِالصَّوَابِ همراهیان
التماس نمودند که آنحضرت را بالکل خیریت است آنچه کلمه فرموده اید ارشاد کردند
که ان شاء الله تعالی خیریت مزاج فردا بظهور خواهد شد انتهی در آن وقت مسمی
نظام الدین درویش حاضر خدمت شریف بود او را برای فرستادن پدران
میان روشن دین از نزد آنجناب به موضع للیانی فرستادند بوقت عصر میان
روشن دین در خدمت بابرکت آن عالی منزلت حاضر گردید چون ملاقات او را فرمودند
که الحمد لله الحال وعده فقیر که با تو شده بود بجا آوردم آن ذات پاک ایفا گردید میان
مذکور دست بسته حقیقت ایفای وعده پرسید فرمودند که در سفر موضع راندسر
ضلع امرتسر تو فقیر را بعد فراغت غسل بگریه و زاری عرض کرده بودی که بنده
درگاه مدت مدید و عرصه بعید در خدمت والد ماجد رضی الله عنه آنجناب منقضی کرد
اما صلوة جنازه آنمرشد عالم این عاجز را نصیب نشد تا هنوز تاسف و حسرت این بنده را دور
نشده است اکنون در خدمت آنحضرت پیر شدم و ریش را سفید کردم و از خداوند کریم
التجا میکنم که وفات این بنده در موجودگی آنقبله شود لاکن میترسم که اگر خدا نخواسته
برعکس مامول آن شود تا این خادم خود را از عنایت بیغایت خود بزیارت فیض بشارت

Marfat.com

وقت اخیر خود مشرف نمایند در آن وقت فقیر با تو وعده کرده بود که انشاء الله تعالی
قریب وفات خود حتی الوسع فقیر را اطلاع خواهد کرد الحال آن وقت رسیده فردا مرا از این
امر کسی اطلاع نکنی که غوغا نشود و اهل خانه ناله و زاری نکنند انتهی بعد فراغت صلوٰۃ
عشاء در خدمت آن دریای رحمت حافظ الٰهی بخش صاحب که از شاگردان رشید آن
جهان هستند حاضر شدند این فقیر و حافظ صاحب را وصیت کردند که در این وقت
نزد ما مبلغ یک صد روپیه موجود است باید که بعد تجهیز و تدفین ما برای الله تصدق
نمایند و دران تمام شب از دعاء آنحضرت بارش ناز بیتاب و رحمت ایزد منان می گردید
چون وقت صبح رسید از روشن ضمیر پرسیدند که وقت صبح شده است یا نه
او عرض نمود که حضرت بباعث ابر وقت معلوم نمی شود ارشاد کردند که امشب
تمام سیل اولیاء و صلحا برای ملاقات ما نیان آمده بودند و خوشخبری بشارت
رحمت الٰهی دادند اکنون ایشان رخصت شدند اغلب که وقت صبح شده
باشد ناگهان آواز موذن الله اکبر آمد صلوٰۃ فجر ادا نمودند و وقت نماز
اشراق حافظ صاحب موصوف حاضر خدمت عالی در صحبت شدند ایشان را
از تمنگ تبرک کفن شریف که شیخ شهاب الدین مرحوم از مکه معظمه زادها الله شرفها
بآب زمزم تر نموده نظر فیض اثر آنجناب گذرانیده بود بر آورده دادند و ارشاد کردند
که کفن هذا را برای طیار کردن سپرد امام بخش خیاط نمایند که وقت ضرورت
تکلیف نشود و حافظ صاحب متحیر شده بموجب ارشاد شریف درست

Marfat.com

بود ذکر فتند و لطف خیریت آنحضرت ایام بخش خیاط را ده انعام دادند بلکه در خانه خود
نهادند و در آن وقت این فقیر لاشی را دو عدد لنگی از عنایت کریمانه خود عطا کردند
حکم وضو کردن فرمودند این فقیر وضو کرده در خدمت شریف آن مظهر فیوضات
حاضر شد بحضور میان روشن دین و حافظ اله بخش دستار مبارک سر شریف
خود بر سر این لاشی نهادند و کلید ها کتب خانه حواله این فقیر کردند و دیگر نعمتها که
خفای آن افضل است عنایت نمودند بیت الله الله چه عجب بود وجود
در جهان همسر او کس نشود ؛ و درویشان مسجد و دیگر غربا برای خراج بیسے
بجناب آمده بودند چه را اکرایس نقد خالصاً لله داده رخصت کردند و حافظ
صاحب را فرمودند که همراه حکیم صاحب ملا چراغ الدین از کوٹ فتحدین خان در این
وقت آرند ایشان روانه شدند قریب چاشت ملا چراغ الدین صاحب مع حافظ
صاحب شرف قدم بوسی آنحضرت حاصل کردند حین ملاقات ملا صاحب را
فرمودند که اکنون خیال عدم تشریف آوری شما بسبب بارش کرده بودیم لیکن
الحمد لله که ملاقات اخیر شما گردید و هرچه با شما وعده نموده بودیم بانجام رسید
و در آن وقت بر حافظ اله بخش صاحب سلمه به تکیه کرده آنحضرت نشسته بودند
ایشان را مبلغ چهارده روپیه دادند و فرمودند که اگر قرض کسی بر باشد ادا بکنند
و درویشان دین را ارشاد کردند که جمله مخلصان را خبر کن که وقتها آخر شده است
از ملاقات محروم نمانند میان مذکور دست بسته عرض کرد که حضرت بنده مخلصان

Marfat.com

آنجناب ازین سخن دشمن خواهند شمرد بنده را طاقت این سخن گفتن نیست
معاف دارند بعد چند ساعت ملا القصبار را فرمودند که آه از وقت فجر تا هنوز نیاشامیدم
واکنون مارا حالت نزع شروع شده است و وقت شدت گرمی رسیده است
و خواهش آب گردیده است ملا القصبار عرض کردند که حضور را همه خیریت است درین
وقت جناب بر چهارپائی نشسته اند و نبض شریف بر اعتدال است و هیچ
اثار نزع معلوم نمی شود و آدمی مختصر را وقت نشستن و گفتار کردن بالکل
نمی باشد و از آشامیدن آب هیچ مضایقه نیست حضور با استکان آب نوش جان
فرمایند در آن وقت آب تازه مخلوط بعسل آشامیدند الحمد لله فرمودند و ارشاد کردند
که وفات اولیاء الله تعالی را مثل اموات شمار نکرده شود که قال الله عز و
جل ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل الله امواتا
و بزرگان فرموده اند که موت ولی هست حیات ابد کو هر که نه اقرار کند گشته رد
و باید که هیچ آرزوی دلی شما است بیان کنید ملا القصبار بخدمت
آنحضرت هیچ التماس نکردند و حافظ صاحب موصوف گفتند باید که چند
اشیاء مفرح مرکب ساخته برای آنحضرت آورده شوند تا که تفریح طبع شریف را
کرده از آنجناب اجازت خواسته هر دو صاحبان بجانب بازار رفتند چند قدم
رفته بودند که حضرت ناگهان نگریستند و از زبان درفشان خود می فرمودند
که پروردگار عالمین غنی و عادل و جبار و قهار است از عدل او خوف

Marfat.com

می آید که گناهان ما از اندازِ حسنات اند بعد یک ساعت خندیدند و فرمودند
که دریاهای رحمت الهی کشاده شدند و اکثر مسلمانان غریبان برحمت الٰهی
فائز می شوند و دنیاداران قلیل قلیل قلیل و اٰمَنْتُ بِاللهِ كَمَا هُوَ
بِاَسْمَائِهٖ وَصِفَاتِهٖ الخ و کلمه را بالاستیعاب خواندند و فرمودند که شما
همه گواه شهادت ما شوید و دم اخیر بر اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ
اللهِ بود که مراقبه کردند و امانت بموضع حقیقی سپردند اِنَّا لِلّٰهِ وَ
اِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ و بعد وفات هم نشسته بودند فقیر و یک دو
دیگر مسمی جمال الدین درمان نجابت حافظ صاحب و ملا احمد صاحب
رحیم و السیان را و بیس آن و بیم در ملک وقت روشن این جنه طهر
منوره آن فیض بخش گرفته می گفت حضرت حضرت ملا احمد صاحب چون
نعش آنجناب دیدند گریستند و گفتند که وا افسوس شهباز از ما
پرواز نمود و دیده شد هرچه فرمودند هر دو صاحبان آن رهبر کامل را
بر چهارپائی دراز کردند و دست تا سعف گردید باریش های زبان کی از دعای
آنحضرت شروع شده بود در آن وقت هم می جنبید و غوغا ناگهان
از زمین و آسمان و زنان و مردمان گردید این فقیر مناسب حال آن وقت
چند اشعار میگوید وقت وفات حضرت ما گشته ناگهان
بر ارض رستخیز با نیز بر زبان   گرده حجاب شمس زغمناکی وفات

Marfat.com

سیلاب زمین شده از اشک آسمان   در ماتمش سیاه فلک چو پیرهن   کان آفتاب چرخ ته خاک شد نهان
از بسکه ریخت خون ز غمش چشم آسمان   یک صبح و شام غرق بخون شده جهان   باد سموم سوخت نهال لاله و چمن
آمد بگلستان جهان از الم خزان   و بوقت عصر وفات حسرت شگاف آنحضرت اتفاقا شده بود حسب اتفاق شان بارد و انتظار
تشریف آوری جناب حافظ غلام مصطفی خان صاحب و مولوی غلام دستگیر صاحب سلمهما الله بالخیر البصیر از سنام فیروزپور بود بوقت ظهر
جنازه مطهره آنحضرت ادا نموده شد و بر جنازه شریفه اجتماع مردمان زیاده از بیان بود شخصی مناسب حال آن وقت تاریخ وفات
حسرت آیات در اردو نظم کرده بود بر زبان مرزا فیض آثار ان که یه دو مصرعه است بیت آخر او نیست) لکھی تاریخ
تو بانفس بحسرت براه افسوس یه لکھا که محی سنت شرع چھپ گئے ۱۳۲۲ و در آن وقت امام شاه صاحب که از قدیم الایام مجذوب بودند
و در شهر قصور از مدت تشریف میداشتند برای نماز جنازه تشریف آوردند و در باب چهره کرده تعبیر نمودند که قطب
زمان و غوث دوران ازین جهان انتقال میکند و تا دفن این کلمه میگفتند و بوقت نهادن آن آفتاب
پنجاب در برج لحد الناس آفتاب فلک جهانیم از تاسف غروب کرد و بعد دفن آنحضرت سیاهی بر صفحه اطراف
عالم شد و او دنیا مظهر جود و کرم گشت مختفی محل ما خورد غم اللّٰهم اغفره وارحمه واجعل
الجنة مثواه وابد ظل امداده علینا وثبت اقدامنا وانصرنا علی القوم الکافرین

تمت

اللهم تقبل منی هذا العمل واغفر خطائی وآثامی وذنوبی اوتهم خطاء او عمدا او سرا
او علانیة واغفر لی ولوالدی ولجمیع احبائی والمومنین والمومنات قد ختم هذه
الرسالة فی یوم الجمعه بعونه وبعون رسوله وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین

یه کتاب محمد باقر کے مکان سے مل سکتی ہے - پته یه ہے بهائی دروازه
نزد مسجد حافظ ابراهیم مکان محمد باقر بقیمت ۱/ - (مرقوم محمد باقر)

حضرت خواجہ محمد عثمان دامانیؒ

(صاحب ملفوظات حاضر)

حضرت خواجہ، احمد شاہ درانی کے عہد (۱۱۶۰۔۱۱۸۶ھ/۱۷۴۷۔۱۷۷۲ء) کے قاضی اخوند ملا شمس الدین کی اولاد میں سے تھے، نسلاً اچک زئی درانی تھے، آپ کی ولادت قصبہ لونی[۱] میں ۱۲۴۴ھ/۱۸۲۸ء کو ہوئی، آپ کے ماموں مولانا نظام الدین موضع کھوئی بہارہ[۲] کے قاضی تھے، خواجہ دامانی خود بیان کرتے ہیں:

میں اپنے بھائی محمد سعید جو ماموں مولانا نظام الدین کے پاس پڑھنے کے لیے جایا کرتا تھا، سے ایک روز انہوں نے کہا کہ میرے مرشد حضرت حاجی دوست محمد قندھاری کا قیام تمہارے شہر چودھواں کے نزدیک ہے، تم وہاں جا کر میرا اسلام عرض کرنا، میں نے ایسا ہی کیا اور کچھ پیغام بھی عرض کر دیا، حضرت نے پوچھا کہ تمہارے ماموں کب آئیں گے؟ فقط اس قدر گفتگو ہوئی اور میں اپنے درس کے لیے چلا گیا، تھوڑا ہی عرصہ گذرا تھا کہ مجھ پر غلبۂ الٰہی طاری ہو گیا اور میں استغراق میں رہنے لگا، یہاں تک کہ تحصیل علم سے دل اچاٹ ہو گیا، میں نے اپنے استاد سے اس کیفیت کا ذکر کیا تو انہوں نے زیر مطالعہ کتاب کے سبق کی تکمیل

---

۱ قصبہ لونی، تحصیل کلاچی، ضلع ڈیرہ اسماعیل خان کے شمال مغرب میں ہے، جو کوہِ سلیمان کا دامن ہے (مواہب رحمانیہ ۲۳۲)

۲ موضع کھوئی بہارہ، قصبہ چودھواں سے مغرب کی جانب کوہِ سلیمان کے دامن میں ہے۔ (ایضاً ۲۳۳)

Marfat.com

کے لیے کہا، لیکن میرا اضطراب بڑھتا گیا، یہاں تک کہ میں یہ شغل ترک کر کے حضرت حاجی صاحب کی خدمت میں پہنچا، قصبہ موسیٰ زئی تک پہنچتے پہنچتے مجھ پر نسبت کا شدید غلبہ ہو گیا۔

میں عصر کے وقت بروز جمعہ ۸/ جمادی الثانی ۱۲۶۶ھ/۱۸۴۹ء کو آپ کی خدمت میں پہنچا، بیعت کی درخواست کی، تو انکار کرتے ہوئے فرمایا کہ فقیری اختیار کرنا بہت مشکل کام ہے، میں نے عرض کی کہ حضرت میں سب کچھ چھوڑ کر حاضر خدمت ہوا ہوں، فرمایا کہ اچھا مغرب کے بعد ملنا، حاضری کے بعد بیعت سے مشرف فرمایا اور صحاح ستہ کے علاوہ کتب تصوف خود پڑھائیں، خواجہ محمد عثمان نے ایک روز فرمایا کہ مجھے خوب یاد ہے کہ بیعت سے پہلے جب میں صرف اپنے ماموں کا سلام و پیغام عرض کرنے کے لیے آیا تھا تو حضرت حاجی نے فرمایا کہ میں نے اُسی روز تمہاری پیشانی پر اپنے حضرات کی نسبت کا مشاہدہ کر لیا تھا۔[1]

حضرت حاجی صاحب کی وصیت کے مطابق حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی آپ کے جانشین ہوئے، حاجی صاحب کے مرض موت کے دوران بھی آپ ہی خدمت میں مستعد رہے، اور وصال ۱۲۸۴ھ/۱۸۶۷ء کے وقت آپ نے ایک تولیت نامہ لکھ کر خواجہ دامانی کو دیا، جس کی رو سے آپ ان کی تینوں خانقاہوں کے متولی مقرر ہوئے۔

۱۲۸۸ھ/۱۸۷۱ء کو حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی حج و زیارت سے شرف یاب ہو کر واپس خانقاہ احمدیہ سعیدیہ، موسیٰ زئی شریف ،ضلع ڈیرہ اسماعیل خان

---

[1] فوائد عثمانیہ ۳۵-۳۶

Marfat.com

تشریف لائے[1]

آپ کے ملفوظات فوائد عثمانیہ کے نام سے فارسی نثر میں سید اکبر علی عثمانی مجددی دہلوی نے جمع کیے، جس میں آپ کے ملفوظات کے علاوہ آپ کے مکتوبات، معمولات، کرامات اور خلفاء کے احوال بھی شامل ہیں، اس کے خاتمہ میں مؤلف نے آپ کے وصال کے حالات بھی بیان کیے ہیں۔

حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی کا وصال ۲۲ رشعبان ۱۳۱۴ھ/۱۸۹۶ء کو ہوا اور خانقاہ احمدیہ سعیدیہ موسیٰ زئی شریف میں اپنے شیخ حضرت حاجی صاحب کے پہلو میں دفن ہوئے۔

آپ کے بعد آپ کے فرزند گرامی حضرت مولانا سراج الدین دامانی (ف ۱۳۳۳ھ/۱۹۱۴ء) آپ کے جانشین ہوئے۔

آپ کے خلفاء کثیر تعداد میں تھے، جن میں چند معروف حضرات کا تذکرہ فوائد عثمانیہ کی فصل ششم میں کیا گیا ہے۔

حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی کے ملفوظات کا ایک اور مختصر مجموعہ بھی دستیاب ہوا ہے جس کا قلمی نسخہ کتب خانہ خانقاہ احمد سعیدیہ، موسیٰ زئی شریف میں محفوظ ہے، جس کی عکسی نقل حضرت صاحبزادہ پروفیسر محمد سعد سراجی نے آج سے تیس سال قبل عنایت فرمائی تھی، جو میرے ذخیرہ (مخزونہ پنجاب یونیورسٹی لائبریری، لاہور) میں محفوظ ہے، وہیں سے لے کر اس کی یہ عکسی اشاعت ممکن ہوئی ہے، اس کے جامع نے

---

[1] مواہب رحمانیہ ۲۴۲-۲۴۹ (ملخصاً)

Marfat.com

اس کے آغاز وانجام میں اپنا نام نہیں لکھا، یہ ملفوظات شائع شدہ مجموعہ ملفوظات، فوائدعثمانیہ میں نہیں ہیں، اس نسخہ کے ۲۴ صفحات ہیں آخر میں نوصفحوں کا ایک ضمیمہ ہے جس میں حضرت حاجی دوست محمد قندھاری اور آپ کے خلفاء پر ذکر کے وقت ''جذب وحضور وواردات'' طاری ہوتی ہیں، جس کے دوران وہ بےخود وبے اختیار ہو کر اپنے کپڑے پھاڑ ڈالتے ہیں، جو خلاف شرع اور طریقہ نقشبندیہ کے خلاف ہے، جس پر اس وقت کے علما نے آپ پر اعتراض کیا تو ایک محضر نامہ لکھا گیا کہ یہ خلاف طریقہ نقشبندیہ نہیں ہے بلکہ حضرت مجدد الف ثانی نے خود اپنے رسالہ معارف لدنیہ میں لکھا ہے کہ صرف جذبہ ہی سلوک کی منازل طے کرنے میں مدومعاون ہوتا ہے، یہ بھی اسی محضر نامہ میں درج ہے کہ حضرات القدس میں ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی کے بزرگ خلیفہ حضرت خواجہ محمد نعمان بدخشی کو جب برہان پور بھیجا گیا تو ان کے مریدین پر بھی اسی قسم کی واردات ہوتی تھیں۔

اس محضر نامہ پر کل ۳۲ علماء کے دستخط ومواہیر ہیں جنہوں نے اس جذبہ کی تائید میں اپنی رائے کا اظہار کیا ہے۔

آغاز میں حاجی صاحب کے نام کے ساتھ دعائیہ طور پر ''قدس سرہ'' لکھا ہوا ہے جو مرحومین کے لیے استعمال ہوتا ہے، گویا یہ محضر نامہ حضرت کے وصال (۱۲۸۴ھ/۱۸۶۷ء) کے بعد مرتب ہوا تھا۔ اس کے آغاز میں دو دستخط اور مہریں نبی کریم ﷺ کے روضہ پاک کے خدام علی چوخدار اور احمد بن علی چوخدار کی ہیں، یقیناً یہ استفتا اس وقت کا ہے جب حرمین شریفین پر ترک سلاطین کی حکومت تھی، پہلی جنگ عظیم ۱۳۳۸ھ/۱۹۱۹ء تک وہاں ترک ہی حکمران تھے، جنگ میں ترکی کی شکست کے

Marfat.com

بعد وہاں ان کا عمل دخل ختم کر دیا گیا۔

مذکورہ دو علماء کے ناموں کے ساتھ ''چوخدار'' لکھا گیا ہے جو تر کی زبان کا لفظ ہے جس کا مطلب ہے خادم ومتولی۔

اس قسم کا ایک محضر حضرت شاہ احمد سعید مجددی (ف ۱۲۷۷ھ/۱۸۶۰ء) اور حاجی دوست محمد قندھاری (ف ۱۲۸۴ھ/۱۸۶۷ء) کی زندگی میں ۱۲۶۹ھ/۱۸۵۲ء کو بھی لکھا گیا تھا،[۱] جس کا متن شاہ صاحب کے مکتوبات میں موجود ہے،[۲] جس میں ملا عبدالصمد ولایتی مرید حضرت شاہ محمد آفاق مجددی کے جذبہ طاری ہونے پر اعتراضات کا جواب دیا گیا، اس پر مکتوب الیہ کا نام درج نہیں ہے بلکہ اسے محضر لکھا گیا ہے لیکن اس محضر پر علماء کے دستخط نہیں ہیں۔

۱؎ مکتوبات حضرت شاہ احمد سعید مجددی (تحفۂ زواریہ) مرتبہ ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان (ص ۸۳) میں یہ سنہ ۱۲۹۶ھ سہو کتابت ہے، ہمارے شائع کردہ قلمی نسخہ کے عکس میں یہ سنہ ۱۲۶۹ھ بالکل صحیح ہے۔ (ص ۸۳)

۲؎ مکتوب نمبر ۶۴

Marfat.com

ملفوظات عثمانی

بسم الله الرحمن الرحیم نحمده و نصلے علی رسوله الکریم

ملفوظ شریف در احوال سابقہ روزے میفرمودند در ایام طفلی که طالب العلم بودم شب و ر
بکار سبق مشغول مے بودم و با طفلان به لهو ولعب هرگز نپرداختم و در خانه وقتی می آمد
چون از گرسنگی تنگ میشدم والده شریفه ام در انتظار نشسته بودے و از عزیزان والد
شخصے مرد شجاع صاحب نسبت بود که بوالدم صاحب فرمودند که این ولد شما آخر ولی حق خوا
شد باز عزم سفر در پیئے تحصیل سبق بملک پشاور نمودم در شهر موصوف از عالمے متقی
سبق شروع نمودم تمام شب در یکقمیص میگذاردم در حالت مطر و سردی و گرمی در زیر
یکدرخت نشسته می ماندم اگر خواب غلبه کردے یک کوزه آب برسر تا پا می ریختم حتی
که جامه و بدن تر شده خواب کناره گرفتے و از مجلس طلباء تنها می ماندم راقم یعنی
جامع ملفوظات میگوید چرا چنین نبودے که آثار سعادتمندی او ظاهر و باهر بود بر نهجیکه

در حدیث شریف فرموده است سعید من سعد فی بطن امه وشقی من شقا فی بطن امه

از مال

Marfat.com

واز مال محرمات وشبهه ناک حتی الوسع پرهیز میکردم وبنان اندک صبر وقناعت می نمودم و آداب
خدمت اُستاد کما حقه بجامی آوردم حتی که استاد دروقت نزاکت بدن شریف خود از جهة الحاق
وسواس هرشب در نهر با آب سرد غسل میکرد وغُسل نیز بفرصت تمام مینمود این بنده بغیر امر
آن مربی حاضر خدمت شده جامهای مهیا مینمودم درآنوقت از کمال شفقت بدُعا قلبی سرفراز
میفرمودند آخر بجهة تبدیلی قسمت ازانجا مرخص شده بدیار خود وارد شده بنزد جناب ماموں
صاحب سکونت نمودم که جناب ماموں صاحب از جمیع علوم نصیب تام میداشتند سبق شروع
کردم اتفاقاً روزی همراه استاد موصوف خود درخدمت بابرکت حضرت کلان مشرف شدیم دو
سه یوم درخدمت اوشان استقامت نموده بازپس مرخص شده بجای ماموں صاحب رسیدیم
بعد گذشتن چند ایام نظر توجه حضرت کلان قدس سره درپس این لاشئی طاری شده نهایت
بیقراری وبی تابی شامل حال گردید آخر از ماموں صاحب اجازت گرفته وخیال سبق قطع کرده
بنیت غلامی وخدمت گذاری درخدمت شریف حضرت کلان مستفید شدم تا بیست سال درخدمت
مشرف می بودم واخذ فیوضات وتوجهات ازان گرامی می نمودم وعلم حدیث صحاح سته وکتب
تصوف ازحضرت موصوف سند گرفتم تا که حضرت کلان قدس سره ازخداوند کریم بهمین الهامات
میشدند که خلیفهٔ شما فلان باشد یعنی باسم بنده بشارة میشد وچون وقت آخر حیاتی حضرت
کلان صاحب قدس سره رسید سه بار درمجمع عظیم از عُلماء وخُلفاء وسائر خدام باآواز بلند فرمودند
که بار امانت خانقاه شریف کدام کس ازشما برداشت کند آخر الامر بعد ازان حضرت کلان بایں

Marfat.com

آخر خود فرمودند که هیچ کس لائق این امانت نیست مگر یک عثمان که لیاقت این کار دارد باز حضرت
باین بنده مخاطب شده که قلمدان و کاغذ بیارید تا که اجازت نامه برای تو بنویسم و کار خانقاه
بتو بسپارم و در اول تعظیت نامه نگارید ند که شرط الاجازت الاستقامت علی شریعة المص
صلواة الله تعالی علیه وعلی اصحابه اتمها واکملها - وجمیع مریدین وخلفاء وعلماء باوجو
و فرمودند بهمه متعلقین خود که هرکس که تمرد وسرکشے ازو نماید گویا آنکس تمرد وسرکشی
نموده بمن یداوست ودوست اودوست من ودشمن او دشمن من دانید چنانچه در
شریف وارد شده درحق صحابه رضوان الله تعالی علیهم که فرمود علیه الصلوة والسلام
احبهم فبحبی احبهم من ابغضهم فببغضی ابغضهم ملفوظ شریف حضرت ایشان
وقلبی فداه باوجود امراض متعدده ریاضت شاقه میکشیدند این قول بخاص وعا
است انتہا که روئ مبارکش را مشاهده نموده اند که دو سه لقمه از طعام تلخ بی مزه تنا
می نمودند و درخانه چیزے برای خود پخته نمی نمودند واز درویشان در هیچ چیز تمیز
پسند نمیکردند مگر درحالت مرض که اطباء برائے غذا او پرچیزیے مجبورے نمودند وبرائے در
ومهمانان طعام لذیذ ومزه دار تیار میکردند وخود بطرف اشیاء ملذذ هرگز مائل نبودند حتی که
بنهایت تاب وتموز یکبار دو سه جرعه آب می نوشیدند شب وروز بنصائح ووعظ وتوجها
وضیافت مهمانان وتعمیر خانقاه شریف (احمدیه سعیدیه) مشغولے بودند ومعمول جناب
چنین بود که درابتداء نصف اللیل آخر از بستر خویش برخاسته بآب سرد تجدید وضوء میکر
دو سه با

Marfat.com

دوسه بار تا وقت چاشت باز عزم بصلوة می نمودند بطول قرائت با رعایة آداب و سنن در رکوع و سجده درنگ تمام میکردند ازین جهت که اصل جمیع ارکان صلوة کمال عجز و انکساری عبد است بمولای خود بخلاف سائر ارکان پس فضائل و برکات ایمان بیشتر است بر دیگران بحکم حدیث اقرب ما یکون العبد الی اله وهو ساجد و نیز مروی است که الساجد یسجد علی قدم الله تعالی فلیرغب والیسئل ایضاً عادت شریف بود که طالبان حق را برادائے این امر تاکید و مبالغه میفرمودند گویا طلب حق بجائے فرض دانند واگر احیاناً فوت شود بروز ادا باید کرد در طریق توجه کردن حضرت ایشان را معمول بود که بعد از ختم خواجگان طریقه رضوان الله علیهم در وقت صبح و عصر در مسجد شریف با جماعة یاران حلقه شریف مربوط میکردند باز متوجه بمقامی میگشت که طالبان کثیر الاستعداد بودند فیض آورده بر اهل حلقه شریف القاء می نمود در شروع حلقه شریف اول ابیات حضرات رحمهم الله تعالی بزبان درفشان خود میخواندند که یکی ازانها این است ؎ بی لطف تو من قرار نتوانم کرد احسان ترا شمار نتوانم کرد باز متوجه بقلوب یاران شده هریک را بقدر استعداد و مناسبت مقام توجه می نمود و رود فیض را از خود گردانید بر طالبے انداخت کما ورد فی الحدیث قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ما من قوم یذکرون الله الا حفتهم الملئکة وغشیتهم الرحمة ونزلت علیهم السکینة وذکرهم الله تعالی فیمن عنده تاثیر فیض و

Marfat.com

وبرکت از تنہائی وگوشہ نشینی در حلقہ شریف زیادہ تر روی نمود ازین جہتہ فضیلت حلقہ از تنہائی بوقوع آمد تا وقت چاشت و از عصر تا غروب در مسجد شریف رونق افروز بر سجادہ فیض بخش عالمے بودند باز فاتحہ بارواح طیبات حضرات رحمہم اللہ خواندہ اتمام حلقہ شریف میکردند و ہموارہ برائے جماعت صلوۃ خمسہ بر درویشان وغلامان تاکید اکید میکردند وخود ہرگز کاہی از جماعت کثیرہ نہ میمودند باوجود امراض متعددہ کہ میداشتند مثل راشہ وفالج وغیر ذلک وبرائے امامت شخصی متقی ومتورع معین میکردند بموجب حدیث من صلی خلف عالم تقی فکانما صلی خلف نبی صلعم واز امامت ہیچ فرد امتناع نمیکرد بموجب حدیث صلوا خلف کل بر و فاجر قبل از تحریمہ در صف یمین وشمال نظر انداختہ اگر کسے شریک تحریمہ نبودے بعد ادائے نماز اورا زجر بلیغ میفرمودند کہ ثواب تحریمہ لا تعد ولا تحصی است تکبیرۃ الاولی خیر من الدنیا وما فیہا وامام را بارہا میفرمودند کہ در صلوۃ سور طویلہ نخوانند وہیچ دقیقۂ از سنت سنیہ فرو نمیگذاشتند ودر تشہد بر کلمۂ لا رفع سبابہ کردہ وبر کلمۂ الا اللہ ضم میےنمودند کہ اکثر کتب بر اثبات سنت رفع ناطق اند اگر در کیفیت او اختلاف داشتہ اند واز امام اعظم رحمۃ اللہ تعالی علیہ نیز ہمین مذہب شائع گشتہ۔ وصلوۃ خمسہ در اول وقت ادا می نمودند در اول وقت مؤذن را امر باذان میکردند وقبل از اذان بتحیۃ الوضوء مشغول میشدند در آخر مثل اول وگاہی در اداء مثل ثانی صلوۃ ظہر با جماعت باتمام میرسانیدند وحضرت ایشان بعد نماز صبح وعصر تا وقت طلوع وغروب شمس مصروف بذکر الہی جل شانہ میبودند واز سخن لا یعنی پرہیز مینمودند کہ فضائل برکات

Marfat.com

۶

رکات این وقت از فوت نگردند این دو اوقات را بجلقه شریف معمور میداشتند اگر احیاناً فوت

میشدے باز در مسجد شریف به تسبیح و تهلیل و تحمید و استغفار معروف می بودند و یا بکسے طالب ذو

له مکتوب از مکتوبات شریف حضرتین ارشاد می نمودند نماز چاشت از دو رکعت تا چهار با ونحو

حید ادا میکردند که ثواب و فضیلت این فوق از دیگر نوافل اند چنانکه در حدیث شریف قدسی

وارد است قال الله تبارک وتعالی یا ابن آدم ارکع لی اربع رکعات من اول النهار اکفک آخره

ونیز مروی است از ابی هریرة قال علیه الصلوة والسلام من حافظ علی شفعة الضحی غفر له

ذنوبه وان کانت مثل زبد البحر و طالب را هرگز اجازت طریقت نمیدادند تا وقتیکه از حضرة بارک

وتعالی اشاره درین باب بوقوع نرسیدے و از ظاهر سلوک بنهایت مقام مشرف نشدے و بر

ظاهر شریعت استقامت داشته و از طمع و امید خلق آزاد گشته پس با جازت طریقه شریفه

معزز میفرمودند و اقبله بجمیع خلق از دوست و دشمن علیحده نظر شفقت مبذول

داشتند که هر یکے در ظن خود میدانستند که نظر رحمت در حق من از دیگران بیش میدارند

و هیچ مهم بر ذات حمیده صفات وارد نشده حتی که از حضرت کلان قدس الله مرقده الشریف برائے رفع

آن مهم استفسار نفرمودند و در هیچ رائی و سفرے عازم نمیشدند تا وقتیکه بحضرت والا مشوره

نمینمودند احوال مکاشفات که داشتند بعید از قید تقریر و تحریر است روزی حلفیه میفرمودند

که هیچ مقدمه در محکمه ڈیره صادر نشده که فقیر بآن متوجه شده از فتح و عدم آن مطلع نگردیده

بلکه همه احوال مکشوف میگردد و هیچ از مخلصین فقیر از مقام دور و نزدیک نمرده تا که در حالت

Marfat.com

نزع او متوجه نشده و در ہر ایام و محن کہ بر خدام وارد شدے بطفیل توجہ آن ذات گرامی خداوند
تعالیٰ رفع دفع می نمود و بسا اوقات با موات تکلم مے نمودند تا حدیکہ رمضان نیازی مرحوم بحضور
والا عرض نمود کہ یا حضرت خداوند جلشانہ بجناب فرزند نیک عطا کند نام او محمد سراج الدین
مقرر نمایند و چون فرزند میر عالم خان بمرض شدید مبتلاء گردید از حضرت ایشان استدعائی برای
شفاء او نمودند حضرت ایشان فرمودند کہ ہر گاہ دست دعا برداشتم از غیب مکشوف گردید کہ خوار
مکشید کہ وقت اجل او رسیدہ است در آخر سال بدوستان قدیم میفرمودند کہ حالاً وقت ما و شما
باخر رسیدہ است درین چند ایام باید کہ بذکر و تلاوۃ قرآن شریف استغفار و مراقبہ و تہلیل و تحمید
تسبیح خود را معروف سازیم آخر چنین شد کہ انتقال پر ملال آنحضرت در آن سال بظہور پیوست
توکل حضرت ایشان بحدی بود کہ برائی تیاری رزق چیزے از زمین و تجارۃ معین نمیکردند
باوجودیکہ بسیار از مخلصین زمینات برائی خرچ لنگر شریف برآنجناب ھبہ میکردند لیکن قبول
نہ نمودند و ہرچہ از نقدی بدست مبارک مے آمد صرف در لنگر بر مساکین و زائرین و واردین می نمود
بفرد انمیگذاشتند معاملہ بر توکل حوالہ بر خدا بودہ جلشانہ بموجب آیۃ کریمہ و من یتوکل علی اللہ
فہو حسبہٗ و از ضیافت غنیا اجتناب مے نمودند بموجب حدیث اتقوا من مواضع التہم ہرگز توقع بخلوق
در خیال ہیچ آوردند ہر وقت عزم بالجزم ہمین داشتند کہ معاملہ رزق حوالہ بخدا ات جلشانہ و ما من دابۃ
الا فی الارض علی اللہ رزقہا و اگر درویشے را بکاری ضروری میفرستادند خرچ خوراک ہمراہ میداد
تا کہ بر کسے تکلیف نہ نہد و خطوط طالب جمع باشد میفرمودند کہ در سفر حج بیت اللہ شریف سازو سامان
ہمراہ فقرا

Marfat.com

همراه فقیر بوده در مکه معظمه و مدینه منوره و در دیگر مقامات مقدسه تصدق و خیرات بمساکین و غرباء آنجاء
می نمود و تنگی از زاد راه بر دلم نیامد و همراه مسیحی هر وقت میگفت که ای فلانی خرچ راه تمام خواهد شد خیال
و حیران درمانده خواهیم شد لیکن حق سبحانه و تعالی بفضل عمیم خویش بوجه احسن در خانقاه شریف
واقع موسی زئی رسانید و ابتلاء فقر و مسکنت بهیچ جاء عارض نگردید و مال زکوة و سرمایه و
شکرانه تعویذات از کسی قبول نمی کردند هرچند که مالک آن اصرار می نمود و میفرمودند که این
سلسلهٔ تعویذات موجب حصول دنیا و وجه فراهمی معاش خواهد گردید مال لنگر هرگز بیجا صرف
نمیکردند که داخل وبال خواهد شد و وفاداری حضرت ایشان بحدی بود که هر کس که عهد و پیمان در امر
مشروعه مینمودند در ایفاء آن بدل و جان ساعی می بودند کسیکه در عهد حضرت کلان قدس سره
ایشان اندک معاونت نموده بود تا یوم الوداع بآن شخص بنهایت مهربانی در امور ظاهری و
باطنی رعایت مینمودند هرچند که از آن شخص امور ناشائسته و خلاف ادب در حق حضور والا
بظهور می آمد بلحاظ آن یک فعل حسنه از جمله سیئه او درگذر می نمودند هرچند که مردمان از
ضرر آن شخص در خدمت شریف شاکی میشدند آخر الامر بطریق وعظ و نصیحت فقرهٔ چند بآن
شخص مذکور میفرمودند و هرگز زجر و عتاب در حق او روا نداشتند و بنقصان مالی و بدنی
او رضا نمیدادند و در حالت آخر عمر حضرت کلان صاحب نور الله مرقده الشریف خدمت و نگرانی
زوجهٔ مطهره خود بحضرت ایشان سپردند حضرت ایشان ما دام زیست او در خاطرداری و خدمت
گذاری تمامتر ساعی بودند حتی که از حضرت ایشان راضیه و مرضیه وفات یافتند و در آخر

Marfat.com

ساعت گفتند بحضرت ایشان ما که خداوند جلشانه از جمیع تقصیرات در حق من عفو نموده لیکن حقوق شما
بذمه ام باقی است پس حضرت ایشان نیز حقوق خود بدو بخشید بخشنودی رحلت نمود غفر الله لنا و
در خطاهای طالبان عفو بکار میبردند و زجر روا نداشتند و گاهی در ضمن وعظ و پند با و عتاب
میفرمودند موافق قول شیخ رحمة الله علیه بیت درشتی و نرمی بهم در بهست چو رگزن که جراح و مرهم
نهست و در سفر و حضر و امور کل بجز رضاء حضرت کلان و خدام و خلفاء عظام او نمی ورزید
و صدقه و خیرات بارواح مبارک اولیه یومیه معمول بود و بتعمیر خانقاه شریف همت تام می نمودند
خدمت خانقاه شریف پیر و مرشد خود وسیلهٔ اُخروی و سعادت ابدی و باعث ترقی امور ظاهری
و باطنی در حق خویش و هر درویش می دانستند و میفرمودند که فقیر عثمان خاکروب و جاروکش
خانقاه شریف حضرت کلان نور الله مرقده الشریف است چنانکه درین شهر موسی زئی برای میر عالم
خان یک کوتانره فلان مقرر است همچنین طور کوتانره برای خانقاه شریف حضرت کلان صاحب
فقیر عثمان مقرر است ما هر دو هم پیشه و هم منصب هستیم موافق حدیث شریف من تواضع لله
رفع الله له و من تکبر وضعه الله تعالی له و خدام ذوی الاحترام حین بتعمیر خانقاه شریف مشغول
می بودند حضرت بنفس نفیس خود حاضر شده تا اتمام کار درانجا تشریف میداشتند و بنظر
مرحمت اثر و توجه باطنی امداد بخشے بودند و باخذ چیزے از اشیاء خانقاه شریف بلا احتیاج
مانع میگشتند و میفرمودند که این همه چیزهای خانقاه شریف مملوکهٔ حضرت کلان رحمه الله
است و بدیدیشان برای تعمیر خانقاه شریف امر بتاکیدے نمودند که خدمت خانقاه منجر به
شعور

Marfat.com

شود که جای حضرات کبار رحمهم الله موجب ورود فیوضات حضرات بر ایشان خواهد شد - دعا به نهج سنت سینه میکردند چنانکه رفع یدین مقابل روی مبارک نحو عنم مینمود و هردو بازوی خود قدری از بغل خویش مرتفع میکرد و درنگ بسیار میکرد اگر عدم اجابت معلوم میشد بزودی تمام میکردند و بر مزار پر انوار حضرت پیر و مرشد خود بامید محل اجابت بزاری و تضرع تا دیر دعا میخواستند هر چه از جانب حضرت کلان رحمة الله علیه جواب القاء قلب میگشت بعضی از ان بقدر مناسب ضرورت بیان میفرمودند و برخی را به استتار میداشتند چنانچه یکبار فرمودند که بر مزار پر انوار برای طلب بارش باران استاده عرض نمودم حضرت موصوف فرمودند که ترا غرض چیست که همه اهل زمانه از فرمان خالق جل شانه روگردان شدند بگذار که ایشان خود بدرگاه رب العزة رو آورده التجاء کنند واستغفار و توبه از معاصی خود نمایند تا که حق جل وعلا از تقصیرات ایشان عفو نماید

هردو

شروع دعا به الحمد لله و ختم آن بدرود شریف نبوی صلعم می نمودند که در حدیث شریف آمده است که دعا درمیان کلمات مذکوره شایان اجابت است و هیچ مرد و زن که در خدمت شریف برای استدعای دعا حاضر میشدند گاهی از دعاء مشکلکشاء محروم نشدند اکثر دعا برای سلامتی ایمان می نمودند مهمان را تا سه روز تعظیم و ضیافت مهمانی عزیز میداشتند و بجای علیحده قیام گاه او معین می نمودند و در طعام از دیگران ترجیح میدادند و بوقت حاضر نمودن طعام پیش مهمانان خود بذات گرامی آنجا حاضر شده خبرگیری اطعمه مینمودند در حالت قلت طعام و ادام بخادم امر کرده دیگر میطلبیدند خدمتگذاری مهمانان را بملاحظه خود بسرانجام می رسانیدند بهر یکی تاثر

Marfat.com

وارد بعد مصافحہ احوال پرسی اہل وعیال وطرز معاش ازو میکردند و در هدیہ ہر چیز از نقود وغلہ وغیرہ کہ می آمد از قلیل وکثیر در لنگر شریف حضرت پیرومرشدہ خود برخوراک وپوشاک درویشان ومہمانان صرف میکردند وخاطرداری مہمانان بعد سہ یوم نیز بدستور بجا می آوردند اکثر در محفل شریف بہیأت مسنونہ چنانچہ در قعدۂ صلوۃ میباشد می نشستند وگاہی بحالت چہار زانو نیز می نشستند اگر از اہل محفل در دل کسے خطرہ میگذشت حضور والا در اثنائی کلام خود ضمناً مضمونی مطابق تنبیہ یا دفع آن خطرہ بیان میفرمودند وآن خطرہ خود بخود قبل از اظہار وبیان کردن خویش اشارۂ حضرت را بجواب خود کافی فہمیدہ ودانستہ کاربند بدان میگردید ودر محفل شریف با علماء بطرز علم در بحث مسائل دین کلام مینمودند واکثر در مجلس شریف اقوال واحوال صحابہ کرام رضوان اللہ تعالی علیہم ومشائخ عظام بیان میفرمودند وکتب حضرات کرام قدس اللہ سرہم زیر ملاحظہ ومطالعہ خود میداشتند وہرگز از خود دور نمیکردند وترش روئی وچین ابروئی ہرگز بظہور نرسیدہ وبغیر وضوء نیے بودند وبرائی ہر صلوۃ تجدید وضوء می کردند لیکن بوضوء عصر صلوۃ مغرب ادا می نمودند ودر حالت مشی بکمال سرعت میرفتند وقدمین بنہایت چستی بالا میکردند کہ ہمہ مردمان درپس بازمانده میرفتند باوجود ضعف بدن وکبر سنی این چنین رفتار ہم کرامت ظاہر وباہر بود وعصائی مسنونہ در دست مبارک خویش میداشتند درمیان طریق بہیچ وراست نظر نیے نمودند از خوف وقوع نظر نامحرم بلکہ نظر بر قدمین طریق خود دوختہ

Marfat.com

میداشتند وحتی الوسع سائل را بچیز قلیل یا کثیر راضی می نمودند محروم هرگز نمے گذاشتند
بحکم آیۃ کریمہ واما السائل فلا تنهر و مطابق حدیث لاتردوا السائل ولو بشق تمرة
وسائل را از ذلت سوال بعزیمی مسائل بیان کرده منع میکردند وترغیب بکسب حلال مے نمودند
وبر مریض وضعیف البدن عاجز عن الکسب شفقت ومرحمت میکردند وبرائی مجانین و
ضعفاء چیزے سالانہ وششش ماہی معین نموده امداد می نمودند- وہرگاہ کہ یکے از خلفاء
وعلماء بخدمت شریف مشرف میشدے برائی اول ملاقات بذات شریف خود از سجاده استاده
دو سہ قدم پیشگی نموده معانقه ومصافحه مے کردند وبرائی دیگر عوام الناس برحالت
سابقہ نشستہ بدرازی ہر دو دست مصافحہ با جب قلبی ودعوات لسانی می نمودند بعده
چون آن نووارد بر جائے خالی بہ نشستے پس روئے مبارک بجانبش گردانیده از حالات حرث
فرح واہل بیت وطرز معاش استفسار میفرمودند ملفوظ نیز لطیف روزے ملا شیخ شہزاد درخدمت
شریف قدمبوس شده از حضرت الشان مزاج پرسی نمودند حضرت الشان درجواب آیۃ شریف
فرمودند قل کل من عند الله وما اصابک من مصیبة الا باذن الله دالیف فرمودند که در
مثنوی شریف مرقوم است که رضا بر قضا فرض است ورضا بر کفر کفر است وایضاً روزے شیخصاحب
موصوف الصدر آمده بیمار پرسی نمودند حضرت الشان فرمود که شیخصاحب درچنین شہر گرفتار
شده ام که ازمیوه تازه چیزے دستیاب نمے شود وحال درخانقاه شریف این قدر جائے فارغ
است که چیزے کاشتہ شود گنجائش میدارد لکن مردمان شہر اکثر بفقیر عناد میدارند در پس پشت

Marfat.com

۸۱۴

سخنان ناسزا و بیہودہ خواہند گفت و رسول اکرم صلعم فرمودہ است اتقوا من مواضع التہم ملفوظ شریف روزے جناب ایشان بہ میرا صاحب قلندر مخاطب شدہ فرمودند کہ حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ در گلستان کہ فرمودہ اند سے گلِ خوشبوئی در حمام روزے ؎ رسید از دستِ محبوبے بدستم ؎ بدو گفتم کہ مشکی یا عبیری ؎ کہ از بوئی دلآویزی تو مستم ؎ بگفتا من گلِ ناچیز بودم ؎ ولکن مدتی با گل نشستم ؎ فرمودند گِل مراد وجود حضرت آدم علی نبینا و علیہ الصلوۃ والسلام اختہ نمودہ و از گُل مراد حضرت جبرائیل علیہ السلام آمدہ و از حمام این جہان دُنیا است کہ چون دست مبارک آن محترم بارگاہ ایزدی عزاسمہ بخاک مایان رسیدہ ہمہ را معطر و خوشبو ساخت۔ ملفوظ شریف روزے بقاضی عبدالرسول صاحب فرمودند کہ قاضی صاحب اولیاء اللہ رحمہم اللہ بسیار محنتہا و ریاضتہا کردہ اند فرمودند کہ بزرگی بود کہ نماز او این بہشتا دبار سورۃ یٰسین شریف می خواند و بعد از آن ختم خواجگان خواندہ بحلقہ شریف مشغول میگردید و حضرت غلام علیشاہ صاحب قبلہ در نماز تہجد دہ سپارہ قرآن شریف میخواند و عادت مبارک حضرت پیر و مرشد ما و ہادینا حضرۃ کلان قدس سرہ در نماز تہجد سُوَر طویل مثل سورۃ یٰسین و سورۃ محمد و سورۃ قاف وغیرہ میخواندند ۔ ملفوظ شریف روزے بقاضی عبدالرسول صاحب مخاطب شدہ فرمودند کہ بعضے سامعین سماع از طریقہ چشتیہ میگویند کہ از آواز چنگ کلمہ (سبوحٌ قدوس) مفہوم میشود و بعض اہل حست میگویند کہ (تو بہشتی تو بہشتی) و حضرت بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ فرمودہ سے کُشتگان خنجر تسلیم را ؎ ہر زمان از غیب جان دیگر است ؎ بعدہ حضور والا فرمودند این چنین بزرگان

Marfat.com

ا ہ

بزرگان کہ برین عمل مداومت میکنند شاید کہ درین آواز تاثیر خواہد بود وایضاً فرمودند کہ

تاقی فیصاحب از نفس امارہ در ہر آن و لمحہ ترسان می باید بود و ہیچ ساعت از شر عدو اللہ

یمنی یکے باید کہ فردا روز قیامت چہ از اموال و اولاد و زوجات و مریدان و خویشان

و قربان ہیچ بکار نیاید مطابق قولہ تعالی انما اموالکم و اولادکم عدو لکم الخ ملفوظ شریف

وزیے بزبان فیض ترجمان فرمودند کہ بر ہیر پیران و خواجۂ خواجگان حضرت خواجہ شاہ

نقشبند بخاری قدس اللہ سرہ العزیز بعض مردمان اعتراض کردند کہ پیر و مرشد شما ذکر

جہر میفرمودند و تو بخفیہ ذکر میکنی شاید تو از پیر خود زیادہ خوب میدانی خواجہ صاحب موصوف

علمائی بخارا را جمع کردہ پرسش نمود کہ در شریعت بیضاء ذکر جہری افضل است یا خفیہ علماء

در جواب گفتند کہ ذکر خفیہ بہتر است حضرت خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ فرمود کہ بر ما اول حق

شریعت لازم است بعدہ حق پیر خود احقر میگوید در جہر شائبہ ریا و سمع واقع میشود کہ

شرعاً منہی عنہ است و در حدیث وارد است اتقوا الشرک الاصغر قالوا و ما شرک الاصغر

قال علیہ السلام الریاء ملفوظ شریف حضرت ایشان میفرمودند کہ خلفاء عظام حضرت غلام

علیشاہ صاحب قدس سرہ بسیار در اطراف و اکناف عالم نشستہ بودند جملہ یک شاہ ابو سعید

صاحب رہ ماند و از ایشان حضرۃ شاہ احمد سعید صاحب رہ ماند و از ان یک حضرت ما نور اللہ مرقدہ الشریف

ماند و از ایشان حضرت شاہ صاحب بود یعنے حضرۃ شاہ صاحب سید ہمدانی بلادلی آن ہم

ازین دار فناء رحلت نمودند ایضاً فرمودند کہ شاہ صاحب موصوف از اجل و اعظم

Marfat.com

خلفائی فقیر اند بیعت ظاہری از حضرت کلان قدس سرہ نمودہ بودند و اتمام کسب سلوک باطن
نزد فقیر نمودند غفر الله له و بعد انتقال حضرت شاہ صاحب موصوف برادر زادہ اش شاہ
صاحب در حضور قبلہ گاہ یعنی حضرت ایشان ما مشرف گردید یکروز در خانقاہ شریف سکونت کرد
علی الصباح حضرت ایشان بر مزار پر انوار حضرت کلان نور الله مضجعه الشریف شاہ صاحب
الصدر را اجازت طریقت نمودند و سبق او روح بود حضور پر نور در آن روز بتوجہ کامل
تا بولایت صغری رسانیدہ بفردا مرخص کردند حالا از مخلصان و دوستان حضرت
کلان صاحب شنیدہ شد کہ در حضور حضرت ایشان آمدہ عرض میکردند کہ کار نسبت شاہ صاحب موصوف
از نسبت حضرت شاہ صاحب مرحوم زیادہ ترقی یافتہ ملفوظ شریف روزی در اثنای مرض
مزاج مبارک خود فرمودند کہ گاؤمیش را برائی خیرات ذبح کنند درویشان در حضور شریف
عرض کردند کہ یا حضرت این گاؤمیش خوب شیر دہندہ است و محبوب الوجود است حضرت
قبلہ ارشاد فرمود کہ در راہ خدا جل شانہ باید کہ محبوب الطبع چیز دادہ شود کقولہ تعالی
لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون ملفوظ شریف روزی خانملوک کہ از خدام حضرت
شاہ صاحب است در خدمت اقدس حضرۃ ایشان میگفت کہ یا حضرت علماء وطن من میگویند کہ
فقراء با کسے ہمت توجہ نمیکنند و نہ ایشان را ہمت و طاقت باطن ہست کہ بتوجہ و برکت خود کسی
را ولی سازند حضرت قبلہ در آنوقت کہ چند نفر علماء نیز حاضر خدمت بودند فرمودند کہ کتاب
منہاج العابدین مؤلفہ حضرت امام غزالی رحمۃ الله علیہ بیارید کہ در آن مرقوم است کہ کار باطن
کار

Marfat.com

۱۶

کار خداوندی است کسے را در تمام عمر میسر نمیشود و کسے را در یکساعت و مارا با یچ کس دستی و بی ہمتی نیست لیکن کار بتقدیر موقوف است ما و شما محض بہانہ ایم فرمودند وقتیکہ در روضۂ مقدس حضرت سرور کائنات مفخر موجودات صلواۃ اللہ تعالی علیہ و السلام مشرف گردیدیم در ضمیرم خیال مصمم بود کہ آیندہ با خلق اللہ جلشانہ بہمت تامہ توجہ خواہیم نمود از غیب در آنوقت آواز در رسید کہ (با مخلوق من چہ کار دارید) آخر دلم سرد گردید ملفوظ شریف روزی بحاجی قلندر خان فرمودند کہ گلزادخان گنڈپور دربارۂ فقیر میگوید کہ عثمان کیمیاء آموختہ است کہ نہ زمیندار است و نہ تاجر و کارش خود بخود جاریست باز بحاجیصاحب موصوف فرمودند کہ شما او را بگوئید کہ عثمان میگوید کہ تو نیز بیا کہ ترا ہم بیاموزانم بعدہ فرمودند کہ کیمیائے این فقیر گل کاری خانقاہ شریف است ہر کسیکہ بیاموزد بیاموزانم پس دربارۂ رزق فرمودند قولہ تعالی وما من دابۃ فی الارض الا علی اللہ رزقہا بعدہ فرمودند کہ خداوند جل و علا بقدرت کاملہ خود حیوانات صحرائی چگونہ رزق دادہ فربہ و چرب گردانیدہ است کہ از مایان بہ بسیار جد و جہد بہمین طور فربہ نخواہند شد ملفوظ شریف روزے میفرمودند کہ اگر کسے خواہد جمیع تصوف را در کتاب کنز و قدوری بیان خواہیم کرد کہ مدار جمیع طریقۂ نقشبندیہ بر شریعت مطہرہ است ملفوظ شریف روزے بہ شیخ شہزاد مخاطب شدہ میفرمودند کہ شیخصاحب درین زمانہ رزق حلال بدست نمی آید چرا کہ جمیع زمینات غیر مالکان راست کہ قومی از قومی بجبر و غصب بدست آوردہ و از کسے بادشاہ اسلام بتفاریق بدست ایشان نہ رسیدہ است بلکہ فی الحال ما بین خود

Marfat.com

موافق حکم شرعي تقسیم نمیکنند که حقوق یتیمان و بیوه زنان نمیدهند فیما بین خود خورد برد
مینمایند فرمودند در جمیع اوطان همین حالت و ضلالت جاریست مگر در حرمین شریفین
شاید حلال میسر شود که در ملک سلطان اسلام است و در مکه معظمه از هندوستان وغیره اوطان
غله میرود که در آنجائی زراعتکاري نمیشود لیکن در مدینه منوره امید حصول رزق حلال میشود
پس از جهت بي ادبي سکونت فقیر دران بلده متبرکه مشکل است فرمودند که در ایام حج که در آنجا سکونت
پذیر بودم ترک مأکولات و مشروبات نموده بودم که ضرورت بحاجت اصلي نه افتد بدین خیال که
این همه سرزمین بقدمهای اصحاب کبار رضوان الله علیهم متبرکه است شد از غایت گرسنگي قدري طعام از
محکم الدین طلب نموده پس اراده بطرف مسجد قباء کردم که حالا مشهور بمسجد السلام است در آنجا عزم
عدم قضاء حاجت بود آخر طالبي خراساني که رفیق فقیر بود گفت که در آنجا قضاء حاجت نمایند که در آنجا
جاء آب میسر نمیشود در خیال فقیر این مسئله مد نظر بود که شاگرد قدم بر قدم استاد نه نهد و مرید
قدم خود بر قدم پیر ملفوظ شریف روزي یک صاحبزادهٔ مجددي در خدمت شریف حضرت ایشان
ملاقي شده نشسته بود حضرت قبله بآن مخاطب شده از حالات وطن او استفسار نمود صاحبزاده
در جواب عرض نمود که علماء و فقراء آن ملک دو فریق شدند هر یکي بر دیگري حکم کفر کرده است
از جانبین حکم کفر واقع شده و یک فقیر آمده است که بسیار عالم را تابع خود گردانید حضرت ما
فرمودند اللهم اشغل الظالم بالظالم بعده فرمودند که این چه دینداري و چه فقیري است که بر مسلمان
حکم کفر میکنند و نیز فرمودند که تمامي خلق از الله جل شانه روي گردانیده بدنیاء متوجه شدند

و هر کرا

اگر جاه و حشمت زیاده گشت آن درین زمانه فقر است و راه شریعت را پس پشت انداخته بیابک
گرد و آیه شریف خوانند ایحسب الانسان ان یترک سدا الم یکن نطفة من منی یمنا فخلق
فسوا فجعل منه الذکر او انثاء الیس ذلک بقادر علی ان یحی الموتی فرموده اند که در ملک شمانه
عالم است و نه فقیر آنکه عالم است بر کسے حکم کفر نمیکند و آنکه فقیر است او را حاجت بدنیا نمیباشد
خلق هیچ ندارد و تارک ماسوا الله میباشد ملفوظ شریف روزی سخن در بارهٔ اجرای لنگر آمد حضرت
ایشان فرمودند که طعام دادن فقیری نیست که بسیاری از هنود اند که ایشان را لنگر جاری است
فقیری خواری و محنت و مشقت کشی است و در حدیث شریف وارد است ما شبع النبی صلعم و لا اهله
من خبز شعیر یومین متتابعین حتی قبض رسول الله صلی الله علیه و سلم حضرة غلام علیشاه صاحب
بلبله فرموده اند که درویشی امروز بلقمه فروشی است حق سبحانه و تعالی ازین درویشی نجاة دهد
اول مسلمانی درست کنم بعد ازان درویشی ملفوظ شریف روزی میفرمودند که میان عبد الحکیم
طریقهٔ نقشبندیه تقیه داشتند سکونت در قندهار ورزیده مرجع خلق الله گردید در مدة قلیل
جمیع اهل و اطراف قندهار را منور گردانید و جمعیت خلق برو از حد عد گذشت حتی که امیر قندهار
بزوال مملکت خود از غلبه و دبدبه او هراسان و خائف گردید سلسلهٔ مخالفت جنبانیده ذات
شریف را از قندهار بدر کرد و زوجهٔ او را از و بجبر و اکراه طلاق کنانید پس در حق امیر مذکور
بد دعا نمودند که کسے از اهل و نسب شما به مرتبهٔ شاهی مباد آن امیر از قوم هوتک بود مملکت
او عنقریب زوال یافت بلکه از تمام قوم هوتک قبضهٔ سلطنت الوداع نمود و حضرت موصوف

Marfat.com

الصمد دراصل کاکڑ بود رحمه الله و فرمودند خلیفه گان ذاکرخیل که در خراسان سکونت میدارند از خلفای حضرت میان عبدالحکیم صاحب اند و ملا قاسم صاحب دراصل بابڑ است طریقهٔ قادریه میداشت نیز در همان زمانه از قندهار رحلت نموده حالاً مزار شریفش در علاقهٔ دامان در شهر چودهوان واقع است رحمة الله علیه ملفوظ شریف میفرمودند که حضرت پیر و مرشد ما قدس الله سره العزیز درباره الفاظیکه از زبان بعض مشائخ سابق سرزد شده اند چنانچه منصور حلاج انا الحق گفته و بایزید بسطامی و حضرت محبوب سبحانی حضرت خواجه عبدالخالق غجدوانی قدس الله سرهم گفتند سبحانی ما اعظم شانی ولیس فی الجبه سوی الله محمول بر حالت سکر و مستی است که در نظر ایشان وجود ایشان و عالم تمامی فانی و مستهلک و ناچیز گشته مگر بذات تقدس تعالی در مرآة عدم ظهور نموده والا حاشا و کلا که از چنین علما و فضلاء عزیز الوجود بغیر از حالت مذکوره سخنان نازیبا بظهور آیند که از ادنی مسلم هم سرزد نخواهد شد ملفوظ شریف محفل فیض منزل القبله عالم ملا فیض محمد آخوندزاده مشرف گردید حضرت ایشان بملا صاحب مذکور فرمودند که آخوندزاده صاحب در وقت عشاء جمیع اهل شهر را مطلع نمایند که فردا برای استسقاء بیرون آیند تا که بجناب کبریا جلشانه توبه و استغفار نمائیم و ندامت بر معاصی خود کنیم ارسلاخان عرض نمود که حضرت استسقاء در خانقاه شریف خواهیم کرد که درین جاء امید اجابت است حضرت ایشان فرمودند که درینجا بعضی مردمان شهر راضی نخواهند شد و دیگر اینکه حق تعالی بی نیاز و مستغنی است پروای کسی ندارد ملفوظ شریف

Marfat.com

شریف روزی میفرمودند که بعضی مردمان میگویند که عثمان عمل آموخته است که کارش خود بخود بلا ذریعہ ظاہری جاریست وتمیدانند ہر که فقیر باشد اورا فنائی ذاتی وصفاتی حاصل گردید پس اورا کدام حاجت میماند که برائے رواج دنیائی دینی عمل خواند۔ ملفوظ شریف روزیے ارشاد فرمودند که ملا حاجی راجہ غرض مانده است که درمیان برادران حضرت شاه صاحب فتنه انگیزی میکند علم کرده وعقل نیاموخته فرمودند که حضرت کلان صاحب قدس سره بارہا فرموده که اول درجۂ علم عقل است باز فرمودند القوا من المواضع التہم وایضاً فرمودند که ملا علی قاری گفته است که اگر درمیان سنی وشیعه مباحثه مذہبی نباشد وشیعه سید بود حتی الوسع سید شیعه را عزت کرده شود که در مزرع الحسناة آورده که جمیع نسب قطع شوند الا نسب سید آل رسول صلے اللہ علیه وسلم قطع نخواهد شد۔ ملفوظ شریف ارشاد فرمودند که در روز وفات عزیزم صاحبزاده علاء الدین خیرات برنج پخته کردیم ودر دلم خیال میگذشت که خیرات دیگر خواہم کرد چرا که آن روزیکه خداوند تعالی بکرم خویش عطا کرده بود دلم خوش گردید وخیرات نموده بودم وحالا چون قضاء الہی از ما برداشت پس المحال چرا خیرات ثانی نکرده شود که خداوند جل جلاله درکلام مقدس نحو فرموده است فلا تأسو علی ما فاتکم ولا تفرحوا علی ما اتاکم بعده فرمودند که این امر مشکل است مگر کسے را که حق جل وعلا توفیق دہد که بر عطا متفرح نشود وبر مصیبت متحزن نگردد۔ باز فرمودند بحاجی قلندر خان صاحب که برائے فاتحه خوانی مناجنزله

Marfat.com

۱۳۱۴ھ

موصوف الصدر در خدمت شریف آمده بود ارشاد فرمودند کہ حاجیصاحب بفضل تعالی و برکت حضرات کبار و حضرت کلان صاحب قدس اللہ سرہم از وفات علاء الدین ہیچ بارے و کدورتے بخاطر فقیر نرسید مگر مادرش را کہ محزون مے بینم ضرور دلم متألم میگردد پس ایماء نص و حدیث شریف نمودند و اذا اصابتکم مصیبۃ قالوا انا للہ و انا الیہ راجعون و در بخاری شریف حدیث آمدہ است کہ اگر کسے را خارے در پائی رود بگوید کلام مذکور ملفوظ شریف شخصی از خوانین قوم گنڈپور کہ بخدمت شریف مشرف شدہ بود بوقت رخصت شدن او حضرت ایشان برائے عزت او دو پاء استادہ شدند خان مذکور عرض نمود کہ حضرت این امر غیر مناسب است حضرت قبلہ فرمودند کہ برائے طمع دنیاء نہ استادہ ام کہ از تو امید چیزے میدارم بلکہ از جہتی کہ آباء اجداد شما بہ آباء و اجداد ما بسیار معاونت و مرحمت کردہ اند من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ ملفوظ شریف فرمودند کہ از قرب فرنگی ہرچند کہ تواند بعد نماید کہ قول من مشتمل دو معنی است یکی آنکہ حق تعالے در قرآن مجید فرمودہ است کہ لا تجد و قوم یؤمنون باللہ و رسولہ یوادون من حاد اللہ و رسولہ پس بر مایان لازم است کہ یکی از امرین را امتثال نمائیم اول آنکہ با کفار جنگ و مجادلہ نمائیم و ثانی آنکہ بغض و عداوت با ایشان ہمیشہ در دل داریم پس اول درین زمانہ از مایان بوقوع نمے آید کہ ایشان را بسیار غلبہ و قوت است پس شرط ثانی باید کہ بجا آوردہ شود و نیز فرمودند کہ از جائیکہ حاکم ظالم دور بودن موجب امن و سلامتی است ملفوظ شریف روزے ارشاد فرمودند وقتیکہ غلبۂ اسلام بظہور پیوست بعضی از اصحاب کبار رضی اللہ عنہم

دردربار

Marfat.com

دربار نبوی صلعم عرض پرداز شدند که یا حضرت اگر شخصے را از نسب قریش برائے آذان واقامت مقرر نمایند بغایت نیکو باشد که حضرت بلال رضی الله عنه فصاحت لسانی ندارد و ادائی شین نمے تواند درآنوقت از درگاه ایزدی جلشانه جواب رسید که سین بلال خیر من الشین است درین باره مولانائی روم هم گفته است مصرع بر اشهد تو خنده زند اسهد بلال ۱۲ الیضاً فرمودند که بعضے علماء و فضلاء در خدمت حضرت کلان ما منور الله مرقده الشریف عرض کرده بودند که عثمان در ادائی الفاظ قرآن مجید فصاحت نمیدارند حضرت موصوف فرمودند که من در پس دل عثمان نماز میگذارم ملفوظ شریف روزے بزبان گوهر فشان ارشاد فرمودند که حضرة ابو حجر اصفهانی رح فرموده است که کسیکه قرآن شریف را یاد کرد غنے در بغل اوست حالانکه در ملک شما حافظان کثیر التعداد اند و در حالت افلاس مبتلاء میمانند این همه از بی صبری و عدم توکل است و ایضاً فرمودند که حضرت شاه لعل سعد صاحب قبله فرموده است که این ملک بزور و زر مسخر نمیشود که بی عجز و جانثاری میسر نمیشود روزی مسئله در تحول راس می فرمودند که در سعایه شرح شرح وقایه آورده که مؤذن در اقامت تحول راس نکند یمیناً و شمالاً ملفوظ شریف حضرت ایشان فرمودند که والد ماجد حضرت کلان قدس الله سره در طریقۂ نقشبندیه مجاز بودند و حضرت کلان صاحب در علوم ظاهری مهارت تام میداشتند از هر قسم که طالب العلم در خدمت شریف مشرف میگردید ازو استفسار میکردند که کدام کتاب میخوانی و کدام جائی پس از خود بلسان فیض ترجمان چند سطر از مبحث فیه یاد میخواندند

Marfat.com

ودر شهر کابل چند مدت تدریس نموده بودند ملفوظ شریف به ارسلاخان صاحب که از مخلصین
خدام حضرت ایشان بود فرمودند که خانصاحب جائیکه امر منکر و مستقبح ببینند باید که چند
نوبت استغفار و تهلیل لسانی یا یک دو آیة قرآن شریف خوانده از انجا زود بروند
که منتج بنتائج خیر خواهد شد ملفوظ شریف روزے حضرت ایشان میفرمودند که در
زمانهٔ حضرت کلان همراه ایشان در دهلی شریف بودیم یک روز حضرت کلان نور الله
مرقده بقصد زیارت مقبرهٔ حضرات علمائے محدثین رحمهم الله تعالی علیهم تشریف بردند
بعد مراجعت در طریق مزار فقیر بنظر آمد مشرف بزیارتش شدیم بعد از فراغت بمولوی رحیم
بخش صاحب مخاطب شده فرمودند که مولویصاحب همین فقیر در کدام طریقه بیعت داشت ونسبت
او تا بکدام مقام بوده مولویصاحب عرض نمودند که حضرت فلان میگوید که در طریقه چشتیه
بیعت میدارند و احوال نسبت او بلطائف است پس در مقام خود آمده باین فقیر یعنی
عثمان فرمودند که نسبت فقیر از نسبت محدثین بفرق بود ۱۲ تمت تمام شد

بالخیر والعافیة بتاریخ هفتم ماه جمادی الثانی ۱۳۵۵ هجری
من ید فقیر پر تقصیر لاشئے احقر عباد الله الاحد خان محمد عفی الله تعالی عنه
ذنوبه واغفره ولوالدیه وللاساتذیه اجمعین ۱۲ یوم چهارشنبه

Marfat.com

۷۸۶

بسم الله الرحمن الرحیم

لله رب العالمین والصلوة والسلام علی رسوله محمد وآله واصحابه اجمعین اما بعد برای مهر ضیاء
ربانی وصوفیائی حقانی مشهود ومکشوف باد که بسمع این خادم روضهٔ مطهره رسول الله
صلی الله علیه وسلم رسیده است که حقائق ومعارف آگاه حاجی الحرمین الشریفین حاجی دوست محمد
قدس سره بر طریقهٔ علیه نقشبندیه مجددیه احمدیه است وعلماء اهل سنت وجماعت وصوفیان محققین
یقیان حق المبین قبول این طریقه ومقامات واحوالات که عبارة از جذب وحضور
وواردات است فرموده اند بلکه نزد نقشبندیه افضلیت این طریقه علیه بجذب الهی است چنانچه
شیخ احمد سرهندی الفاروقی محبوب سبحانی رضی الله تعالی عنه در رسالهٔ خود که مسمی بمعارف
لدنیه است میفرماید که این بزرگواران بمدد جذبه راه را طی میکنند ودر طرق دیگر بریاضات
شاقه ومجاهدات شدیده قطع منازل می نمایند وجذبه معنی محبوبیة میطلبند تا محبوب نباشد
جذب نمیکند ومعنی محبوبیة وابسته بمتابعت حبیب رب العالمین است علیه وعلی آله الصلوة
والسلام آیهٔ کریمه فاتبعونی یحببکم الله شاهد این معنی است پس هر چند متابعت بیشتر جذبه
بیشتر وهر چند جذبه بیشتر قطع منازل آسان تر وزود تر پس چون متابعت بیشتر است
فضل او زیاده تر وتاثیرات اکابر نقشبندیه را که بنسبت مریدان واقع شده وحصول
جذبات ایشان را اگر نویسم دفتری باید ناچار شبه ازان در معرض بیان می آرم

Marfat.com

که القلیل یدل علی الکثیر والقطرة تنبئ عن البحر الغدیر و حضرات القدس که از تصانیف حضرة مولانا شیخ
بدر الدین بن شیخ ابراهیم سرهندی در مناقب حضرة محمد نعمان که از اجلهٔ خلفاء حضرت امام ربانی است
آورده است خدمت میر بنابر امتثال امر دستگیر به برهان پور رفتند در انجا قبول عظیم بهم رسید و بنوعی
تصرف جاذبه و صحبت ایشان درگرفت که تفصیل آن را مگر کتابی علاوه تصنیف کرده آید بالجمله
هر که بصحبت ایشان میرسید از صحبت و تصرفات ایشان از فقراء و اغنیاء و اهل غفلت و از
حضور جذبی و سکری در وی استیلا می یافت که از غلبهٔ آن مستی جامهای پاره کردی و چون
مرغ نیم بسمل بر زمین طپیدی و گاهی سی و چهل کس بیکبار بطاقتی میکردند و بی اختیار بر زمین
می افتادند بلکه نظارگیان چون صوفیان و منکران مانند معتقدان از مدهوشی و بیخودی
بر زمین می غلطیدند و می طپیدند و کار و بار تصرف آن بزرگوار بجائی رسیده که بسیاری از
مریدان مشائخ عظام که دران شهر بودند بی اختیار گشته داخل ربقهٔ ارادت ایشان شدند و بسا
فاسقان بصلاح آمدند و بسیاری از هشیاران بادهٔ بیخودی و جذبه چشیدند انتهی و در تحفة الجا
در ذکر مناقب مخدوم منزله محمد صادق که نخستین فرزند برومند حضرت محبوب سبحانی مجدد و منور
الف ثانی رضی الله تعالی عنهما بودند آورده شنودم که بسا بودی که دران ایام از وفور مستی
استیلاء جذبات سروپا برهنه رو بهر سوی نهادندی روزی در اثناء باران با جمعی از طفلان
و یاران برهنه و آشفته حال استاده بودند حضرت خواجه بزرگ از انجا عبور نمودند چون آنجناب

دیدند

Marfat.com

۷۶

دیدند تبسم فرمودند مجذوب ما را بنگرید که چه میکند انتهی و در مقامات حضرة شاه نقشبند قدس
الله سره الاقدس که از تصانیف حضرة شیخ صالح بن مبارک البخاری آورده نقل کردند خواجه علاء
الحق والدین عطار قدس سره که روزی حضرت خواجه یوسف علیه الرحمة از حضرت خواجه ما قدس الله
روحه التماس کردند می باید که قدم شریف بباغ این فقیر که در مزار سفیدمون است رسد خواجه
التماس اورا قبول فرمودند وبطرف سفیدمون بآن باغ ایشان با درویشان رفتند و دو
روز آنجا بودند فرمودند از عنایت الهی روز سیم درویشان را در صحبت خواجه احوال خوش بود
وصحبت بغایت گرم در آنحال مولانا عارف رسیدند وبصحبت خواجه مشرف گشتند چون زمان
گذشت خواجه ازان باغ بیرون آمدند در سایهٔ درختی تکیه فرمودند واین ضعیف در قدم ایشان
بود بعد از فرصتی خواجه یوسف با جمعی از طلبهٔ علم از باغ بیرون آمدند امابصحبت خواجه
نمی توانستند چون نزدیک ایشان رفتم فرمودند در ما خوفی پیدا شده است ازانجهت نمیتوانیم
نزدیک خواجه آمدن وسبب خوف آنست که بعد ازان که خواجه باینطرف مولانا عارف سخن
میگفت لحظه استماع کلمات او کردیم قبضی در من پیدا شد زده ازان مجلس بیرون آمدیم
خوف عظیم در من مستولی شد قصه خواجه یوسف را بانحضرت خواجه بیان عرض کردم بباغ
در آمدند ونماز پیشین شده بود بنماز مشغول شدند مولانا ابوبکر امامت فرمودند بعد از
تکبیر تحریمه فرصتی گذشت از مولانا هیچ حرکت پیدا نشد خواجه فرمودند او را از محراب بیرون

Marfat.com

آورند خود بنماز مشغول شدند بیتی در آن قوم که بخواجه بنماز استاده بودند پیدا شد و در هر یکی بکیفیتے تصرف کرده که نتوانستند نماز کردن مگر یک کس که بخواجه نماز گذارد و آن قوم که در باغ خواجه یوسف بودند قریب هفتاد تن بودند هر یکے را حالی بود می گریستند بعضے در خاک می غلطیدند و بعضے بطرف صحرا میر فتند و مولانا ابوبکر عمامه و دراعه انداخته بودند و بهر طرف میدویدند و میگفتند دل من از من رنجیده است و خاک و خاشاک برسر می کردند انتهی و در مرج البحرین که از تصانیف حضرت شیخ عبدالحق دهلوی است آورده واجد وصاحب وجد چون وجد و حال وی بجائے رسد که زمام اختیار از دست برده و مالک نفس نماند معذور است و وی درانحالت حکم مجنون دارد در حق سقوط اعتبار افعال و عدم جریان احکام تکلیفیه امابر تقدیر که وجد و حال محقق و صحیح بود از شائبه تکلف و اختیار معرا و انچه از وی درانحالت فوت شود استدراک فائت و قضاء مافات لازم گردد باعتبار وجود کسب و اختیار در سبب و مباشرت اسباب مثل سکران اگرچه درحالت قدرت واختیار ندارد و لکن چون تحصیل این حالت بارتکاب و اختیار اوست قضاء فوائت بروی واجب است بخلاف مجنون الاصل انتهی و در کیمیاسعادت که از تصانیف امام الحرمین امام غزالی است آورده که حضرت علی رضی الله تعالی عنه چون در نماز خاستے شدے لرزه بروی افتادی و گونه وی برگشتے و گفتے آمد وقت گذاردن امانتے که بر هفت آسمان و زمین عرض کردند طاقت آن نداشتند و ایضا در کتاب مذکور آورده

که علی بن الحسین

Marfat.com

که علی بن الحسین رضی الله عنه در وقت احرام زرد روی شدی و لرزه بر وی افتادی و لبیک نمیتوانست
گفت گفتند چرا لبیک نگوئی گفت که ترسم اگر بگویم جواب گویند لا لبیک و لا سعدیک چون
این بگفت از اشتر بیفتاد و بیهوش شد و ایضاً در کتاب مذکورست که احمد بن الحواری مرید
ابو سلیمان دارانی رحمة الله علیه حکایت میکند که ابو سلیمان دران وقت که لبیک گفت تا
میلی بر فتند بیهوش بود انتهی و در تفسیر عزیزی که از تصانیف حضرت مولانا شاه عبد العزیز
قدس الله سره العزیز در سورة واللیل اذا یغشی آورده پس از انکه مال ابابکر صدیق بالکلیة
تمام شد و فقر بر ایشان استیلا یافت روزی گلیمی را بجای کورته در گلو انداخته بخلالی او
را مربوط ساخته در مجلس آنحضرت صلی الله علیه وسلم حاضر شدند حضرت جبرائیل علیه السلام
نازل شد و پرسیدند که یا محمد ابوبکر را با وجود مالداری چه حال شد که باین لباس فقر
نشسته است آنحضرت صلی الله علیه وسلم فرمودند که همه مال خود را بر من و در راه من خرچ کرده
مفلس شد حضرة جبرائیل علیه السلام گفت که خدائی تعالی ابوبکر را سلام فرموده است که بگو درین فقر
از من راضی هستی یا کدورتی داری حضرت ابوبکر را بشنیدن این حالتی روداد که بر مثال
ارباب وجد مست شده میگفتند که من چه کسم که کدورت با پروردگار خود دارم و بار بار
باواز این نغمه را می سرائیدند که انا عن ربی راض انا عن ربی راض انتهی و در تفسیر حسینی
ناقلاً از حقائق سلمیه آورده در تحت لفظ عروة الوثقی که آن عروة الوثقی مر عوام را توفیق

Marfat.com

طاعت است و مر خواص را مزید عنایت و محبت و اخص خواص را جذبات ربوبیة که ایشان را از ظلمات
وجود فانی گرداند و بانوار اخلاق واجب الوجود باقی سازد انتهی و فی العوارف من تصانیف
شیخ المشائخ الشیخ شهاب الدین السهروردی رحمة الله علیه ان موسی علیه السلام کان یرد علیه
الوارد فی صلوته و محل مناجاته فیموج به باطنه کبحر ساکن یهب علیه الریح فیتلاطم الامواج وکان
تمائل موسی لتلاطم امواج بحر القلب اذا هبت علیه نسمات الفضل و ربما کانت الروح تطلع الی
حضرة الالهیة فتهم بالاستعلاء وللقالب بها تشبک و امتزاج فیضطرب القالب فیتمائل
انتهی و ایضاً فی الکتاب المذکور ان ابراهیم الخلیل علیه السلام کان اذا قام الی الصلوة یسمع
خفقان قلبه من میل وردت عائشة رضی الله تعالی عنها ان رسول الله صلی الله علیه وسلم کان
یسمع من صدره ازیز کازیز المرجل حتی کان یسمع فی سکک المدینة انتهی و فی مشکوة المصا
بیح عن اسماء بنت ابی بکر قالت قام فینا رسول الله صلی الله علیه وسلم خطیباً فذکر فتنة القبر
التی تفتتن فیها المرء ولما ذکر ذلک ضج المسلمون ضجة رواه البخاری هکذا وزاد النسائی حالت
بینی و بین ان افهم کلام رسول الله صلی الله علیه وسلم فلما سکنت ضجتهم قلت لرجل قرب منی
ای بارک الله فیک ماذا قال رسول الله صلی الله علیه وسلم فی آخر قوله قال قالت قد اوحی الی
انکم تفتنون فی القبر قریباً من فتنة الدجال وایضاً فی الکتاب المذکور عن مطرف بن
شخیر عن ابیه رضی الله عنهما قالت اتیت النبی صلی الله علیه وسلم وهو یصلی ولجوفه ازیز کا
زیز

Marfat.com

کازیز المرجل یعنی یبکی و فی روایۃ قال رائیت النبی صلے اللہ علیہ وسلم یصلی و فی صدرہ ازیز
کازیز الرحی من البکاء رواہ احمد وروی النسائی الروایۃ الاولی وابوداؤد الثانیۃ انتہی
و فی احیاء العلوم روی ان ابن مسعود قرء علی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فلما انتہی الی قولہ
تعالی فکیف اذا جئنا من کل امۃ بشہید وجئنا بک علی ہولاء شہیدا فقال حسبک وکانت عیناہ
تذرفان بالدمع و فی روایۃ اخری انہ قرء ہذہ الآیۃ او قرئت عندہ ان لدینا انکالا و
جحیما وطعاما ذا غصۃ وعذابا الیما فصعق و اما ما نقل من الوجد بالقرآن عن الصحابۃ
والتابعین فکثیر فمنہم من صعق ومنہم من بکی ومنہم من غشی علیہ سمع عمر رضی اللہ عنہ
رجلا ان عذاب ربک لواقع مالہ من دافع فصاح صیحۃ وخر مغشیا علیہ فحمل الی بیتہ فلم
یزل مریضا فی بیتہ شہرا وکان زرارۃ بن اوفی من التابعین یوم الناس برقۃ فقرء
لیلۃ فاذا نقر فی الناقور الآیتین فصعق وروی ابو جہیر من التابعین انہ قرء علیہ صالح
المری فشہق ومات فی محرابہ وسمع الشافعی رح قاریا یقرء ہذا یوم لا ینطقون فغشی علیہ وسمع
علی بن الفضل قاریا یقرء یوم یقوم الناس لرب العلمین فسقط مغشیا علیہ وکذلک الصوفیۃ
فقد کان الشبلی فی مسجدہ لیلۃ من رمضان وہو یصلی خلف امام لہ فقرء الامام ولئن
شئنا لنذہبن بالذی اوحینا الیک فزعق الشبلی زعقۃ ظن الناس قد طارت روحہ و
احمر وجہہ وارتعد وکان یقول بمثل ہذا یخاطب الاحباب فردد ذلک مرارا وسمع بکر بن

Marfat.com

بن معاذ قاریاً یقرء وانذرہم یوم الازفۃ فاضطرب ثم صاح وقال ارحم من انذرتہ ولم یقبل
الیک بعد الانذار بطاعتک ثم غشی علیہ وفیہ ایضاً فان غلبۃ الوجد وحرکتہ بغیر اختیارہ
فہو فیہ معذور غیر ملوم ومہما رجع الی الاختیار فلیعد الی ہدوہ وسکونہ انتہی ودر کشف
المحجوب کہ از تصانیف حضرت گنج بخش علی بن عثمان الغزنوی الہجویری اللاہوری است
آوردہ است کہ روزے من بنزدیک شیخ ابوالعباس شقانی رضی اللہ عنہ اندر آمدم وی را یافتم
کہ میخواند ضرب اللہ مثلاً عبداً مملوکاً لا یقدر علی شیئ ومیگریست ونعرہ میزد تا بیہوش
شد پنداشتم کہ از جہان برفت گفتم ایہا الشیخ این چہ حالت است گفت یازدہ سال است
تا اینجا رسیدہ واز اینجا نمی توانم گذشت انتہی در تحفۃ المجالس ناقلاً عن المکتوبات صحیفہ
گرامی رسیدہ خوشوقت ساخت و ولولۂ شوق وطنطنۂ محبت وبیقراری وبی آرامی کہ از حد
افزون است اظہار نمودہ بودند بوضوح پیوست مصرع بلی در عشق چنین بوالعجبان
میباشند، این قسم شوق ومحبت آرزوی طلابست ومتمنای سالکان کہ پردہ از روی
کار می کشاید ومعاملۂ سنین را بساعت می آرد ومحبوسان عقل قدر این محبت ندانند واین
جنون را عیب وعلت می انگارند اگر بمقدار سر موئی ازین معما برایشان بکشاید دیوانۂ این
جنون گردند وبصد آرزو از بند عقل یکسو شوند سہ عقل گرداند کہ دل دربند زلفش چون
خوش است، عاقلان دیوانہ گردند از پئ زنجیر ما، این جنون سرمایۂ سعادت است
ومثمر

Marfat.com

و شمر قرب و معرفت است در حدیث آمده است لن یومن احدکم حتی یقولون انہ مجنون انتہی تمت بالخیر

۱ الراجی عفو ربہ الملک الغفار علی جو غدار — غلام روضہ رسول اللہ

۲ الراجی الملک الغفار عبدہ احمد بن علی جو غدار عربی مدنی

۳ العبد فتح محمد ساکن چوکہ سوان

۴ لطف محمد ابوبکر سرفراز ساکن چوکہ سوان

۵ العبد غلام حسن ساکن جھٹہ

۶ العبد قادر بخش ڈیرہ وی

۷ العبد عثمان ساکن ڈیرہ

۸ العبد غلام فرید ساکن ڈیرہ

۹ فقیر یار محمد پہاڑپور والہ

۱۰ فقیر محمد یار پہاڑ پور والہ

۱۱ فقیر خدا بخش پہاڑپوری

۱۲ فقیر اللہ یار پہاڑ پور والہ

۱۳ عبدہ قادر بخش پہاڑپور والہ

۱۴ فقیر غلام رسول پہاڑپور والہ

۱۵ صاحب محمد موسیٰ زی والہ

۱۶ خادم العلماء میر محمد موسیٰ زی والہ

۱۷ خادم العلماء فقیر اللہ یار پہاڑپوری

۱۸ التوکل علی اللہ الاعظم خادم الشرع محمد اکرم کلاچی والہ

۱۹ محمد عالم ساکن قریۂ دین پور عمرزی

۲۰ التوکل علی الواحد الغفار خادم الشرع قاضی خدایار

۲۱ گلحبیب دراہن والہ

۲۲ پیر وردین عبد الغفار

۲۳ عبد الغفار دراہن والہ

۲۴ عبد الرحیم دراہن والہ

۲۵ غلام محی الدین ساکن دراہن

۲۶ لعل محمد ساکن زکوڑی

۲۷ فتح محمد بلیانہ والہ

۲۸ ٹوپی والہ محمد اکرم ساکن دوقانی

۲۹ عبدہ نیک محمد متوطن تکواڑہ

۳۰ العبد فقیر ابراہیم تکواڑہ والہ

۳۱ عبدہ فقیر دوست محمد تکواڑہ والہ

۳۲ ولی محمد ساکن کڑی میانی

تمت اسماء علماء مصدقین بر فتوی ہذا رحمہم اللہ تعالی

من ید فقیر پر تقصیر لاشئ احقر عباد اللہ الاحد خان محمد عفی اللہ تعالی عنہ ذنوبہ واغفرہ ولوالدیہ ولاساتذیہ اجمعین تحریر تاریخ ہفدہم ماہ جمادی الثانی بروز شنبہ بوقت صبح ۱۳۵۵ ہجری المقدسہ ۱۲

Marfat.com

رشحات عنبریہ

احوال حضرت شاہ احمد سعید مجددی (ف ۱۲۷۷ھ/۱۸۶۰ء)

تالیف

شاہ محمد مظہر مجددی مدنی (ف ۱۳۰۱ھ)

عکس مبنی بر نسخۂ خطی مملوکہ حضرت صاحبزادہ پروفیسر
محمد سعد سراجی (ڈیرہ اسماعیل خان)

Marfat.com

ابتدائیہ

رشحات عنبریہ حضرت شاہ احمد سعید مجددی (۱۲۱۷۔۱۲۷۷ھ / ۱۸۰۲۔۱۸۶۰ء) کے احوال پر عربی زبان میں ایک مختصر رسالہ ہے جو آپ کے فرزند اصغر حضرت شاہ محمد مظہر مجددی مدنی (۱۲۴۸۔۱۳۰۱ھ/ ۱۸۳۲۔۱۸۸۳ء) کی تالیف ہے، آپ نے اس موضوع پر دو کتابیں مناقب احمدیہ و مقامات سعیدیہ کے نام سے پہلے فارسی میں اور پھر عربی میں تالیف کی تھیں جو شائع ہو چکی ہیں۔

مؤلف نے رسالہ رشحات عنبریہ ان دونوں کتابوں سے پہلے اور صاحب سوانح حضرت شاہ احمد مجددی کے وصال ۱۲۷۷ھ/۱۸۶۰ء) کے قریب اہل عرب کو آپ کی بزرگ شخصیت سے متعارف کروانے کے لئے تالیف کیا تھا۔

یہ رسالہ مؤلف نے فصیح و بلیغ عربی میں لکھا ہے، جس کے دو قلمی نسخے خانقاہ احمدیہ سعیدیہ، موسیٰ زئی شریف، ضلع ڈیرہ اسماعیل خان کے کتب خانہ سے حضرت صاحبزادہ پروفیسر محمد سعد سراجی کو ہم دست ہوئے تھے، پہلے وہ نسخہ دستیاب ہوا تھا جس کا عکس ہم نے دار المبلغین، شرقپور سے ۱۹۸۹ء کو ایک مقدمہ اور مختصر تعلیقات کے ساتھ شائع کر دیا تھا، جس کے خاتمہ میں لکھا ہے کہ مولف نے خود اپنے ہاتھ سے کتابت کر کے اس کا ایک نسخہ حضرت حاجی دوست محمد قندھاری کو مدینہ منورہ سے ارسال کیا تھا، یہ نسخہ اسی خودنوشت نسخ مؤلف کی نقل ہے لیکن ناقل کم علم تھے، اس لئے

Marfat.com

اس میں بہت اغلاط راہ پا گئے ہیں، ہمارا یہی ایڈیشن عکس صورت میں ذکر السعیدین کے ساتھ بطور ضمیمہ بھی شامل ہے۔

اب حضرت صاحبزادہ صاحب کو اسی رسالہ کا ایک اور نسخہ دستیاب ہوا ہے جو میاں شیر محمد نقشبندی کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے۔ جو خانقاہ احمدیہ سعیدیہ کے بزرگوں کے متوسلین میں سے ایک صاحب علم بزرگ تھے، پیش نظر عکس اسی قلمی نسخہ پر مبنی صاحبزادہ صاحب نے اس کے علاوہ چند نہایت نادر الوجود قلمی نسخے اور بعض اہم مخطوطات کے روٹو گراف بھی اس عاجز کے ذخیرہ (مخزونہ پنجاب یونیورسٹی لائبریری، لاہور) کے لیے عطا فرمائے ہیں، جس کے لیے ساری علمی دنیا آپ کی شکر گذار رہے گی، رب کریم آپ کو جزائے خیر دے، آمین

عید الاضحیٰ ۱۴۳۹ھ — مخلص

۲۲/اگست ۲۰۱۸ء — محمد اقبال مجددی

Marfat.com

رشحات عنبریہ از حضرت محمد مظہر مجددی رحمۃ اللہ

(کمالی تعلیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله الذي تجلى بأسرار أنوار أرواح حقائق العارفين المحبوبين ؛ وأزال السدال

حجب الأنياب بالبهار كشراق نور الوجود للعاشقين المحبين ؛ وبسط البساط الانبساط

على سماط أهل الرباط تحت أوراق أشجار أعلام الوصال اللتي تعانق ؛ وغرس أوتاد الوداد

في مناجات نسمات القرب تحت مياه الانتباه بجبوحة حضرت القدس نحو الساجدين ؛

صاحبزادہ محمد سعد سراجی ذوقی مرشد بابا

مؤسس وسرپرست دائرہ ذوقیہ و مکتبہ سراجیہ
خانقاہ شریف موسیٰ زئی شریف ضلع ڈیرہ اسماعیل خان

پتہ خط و کتابت:۔ دائرہ ذوقیہ سراجیہ شریف لغاری محلہ ڈیرہ اسماعیل خان پاکستان

Marfat.com

Marfat.com

تتحرك فلك قطب القلب لاجل شهود الرب باندفاع سماع نغمات رنات التائبين ؛ وادار
كؤس شراب الحب فسقاهم وارواهم وافناهم من غير مولاهم فبدت لهم شمس الحقيقة
فقاموا هائمين ؛ فادرج مصباح الفلاح في اصل القلب فنظروا الى جمال ارحم الراحمين ؛
احمده سبحانه على نعمائه التي لا تحد ولا تحصى ؛ واشكره تعالى على الآلائه التي لا تعد ولا تقصى ؛
واشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له فيداري ؛ ولا شبيه له فيضاهي ؛ ولا ضد له
فيجاري ؛ ولا ند له فيباري ؛ جل وعلا عن مثل ومثال ؛ وتقدس تعالى عن حكم الفكر والخيال ؛
تفرد بجلال ملكوته ؛ وتوحد بجمال جبروته ؛ له الصفات المختصة بحقه ؛ والآيات الناطقة بانه غير مشبه
بخلقه ؛ فالجماد ينطق بلسان حاله ؛ والنبات يتكلم باشكاله ؛ والكل الى التوحيد يشير ؛ فسبحانه ليس
كمثله شيء وهو السميع البصير ؛ واشهد ان سيدنا ونبينا محمدا عبده ورسوله وخليله وحبيبه روح
جسد الكونين ؛ وعين حيوة الدارين ؛ شاهد اسرار الازل ؛ ومشاهد انوار السوابق الاول ؛
وطور التجليات الاحسانية ؛ ومهبط الظهورات الرحمانية ؛ نور كل شيء وهداه ؛ وسر كل سر
وسناه ؛ اكرمه الله تعالى بالمخاطبة القصوى ؛ والمشافهة العليا بالنظر ؛ وخصصه بالوسيلة
العظمى ؛ والشفاعة الكبرى في المحشر ؛ وهو فخر آدم ومن بعده ؛ وشرف ابراهيم ومن دونه ؛ لولاه لما ظهر

Marfat.com

الخلق ❁ ولما علم الباطل من الحق الذي بلّغ الرسالة ❁ وأدّى الأمانة ❁ ونصح الأمة ❁ وكشف الغمة
وجلّى الظلمة ❁ وجاهد في الله حق جهاده ❁ وعبد الله حق عبادته ❁ الأنبياء ظلال نبوته ❁ والأولياء
آثار ولايته ❁ فهو ظل الله الواجب ❁ وكل شيء سواه في ظله ❁ وهو خليفة الله الأعظم على سائر الخلائق
دقه وجله ❁ شعر ❁ محمد سيد الكونين والثقلين ❁ والفريقين من عرب ومن عجم ❁ فاق النبيين
في خَلق وفي خُلق ❁ ولم يدانوه في علم ولا كرم ❁ فإنه شمس فضل هم كواكبها ❁ يظهرن أنوارها
للناس في الظلم ❁ فمبلغ العلم فيه أنه بشر ❁ وأنه خير خلق الله كلهم ❁ صلى الله عليه وسلم وعلى جميع
إخوانه من النبيين كنوز الحقائق ❁ وهداة الخلائق ❁ وعلى آله وأصحابه أجمعين ❁ خزنة أسراره
ومعادن أنواره ❁ لا سيما الخلفاء الأربعة الذين سبقت لهم الحسنى وزيادة ❁ الصديق الصديق
والرفيق الرفيق ❁ والفاروق الصدوق مطلق الدنيا بما عزه الزخرف والرونق ❁ وذو النورين
النيرين الجامع بين البحرين ❁ والمرتضى المنتقي إذا بطش هلك قيصر وكسرى ❁ صلوة لا غاية لها
ولا انتهاء ولا أمد لها ولا انقضاء ❁ وعلى سائر أوليائه الذين خلصوا الأعمال وحققوها ❁ وقيدوا شهواتهم
بالخوف وأوثقوها ❁ وسابقوا الساعات بالطاعات فسبقوها ❁ وقهروا بالرياضة أغراض النفوس الردية
فمحقوها ❁ أولئك هم خير البرية رضي الله عنهم ورضوا عنه ذلك لمن خشي ربه ❁ أما بعد

Marfat.com

فهذه نفحات عنبرية تتعطر بها حواس السامعين ورايحات مسكية اذفرية تتطيب بها انفاس
الحاضرين ورشحات محبية محبوبية ليطرب بها قلوب العاشقين الواصلين ان نشرت لنا كر
الحروف والاصوات لتفيض البركات على الكائنات في بعض مناقب سيدي الوالد قبلة
الاكابر والاماجد شيخ الاسلام ومصابيح الظلام امام الانام ومرشد الكرام الاجل الاكمل البارع
الاورع العالم النحرير والبشير المنير قائمة الدين ووقاية حكمة المتين المتمكن في مسند الافادة والمتصاعد
عن حضيض العادة الى افق السعادة نور حدقة الاكوان ونور حديقة الاعيان فارس مضمار الخطاب
وحارس اسرار الكتاب ليس لكرمه من ابتداء ولا له منها نصيب كامل ولا موهبة الا وله فيها حظ كامل
له التقدم على مشائخ الزمان والتفوق على مشاهير الدوران الصفوة شعشعة من نير قلبه الوافي
والولاية شعبة من دوحة كرمه الكافي من استمسك بعروة ارادته فهو الذي ارتقى على معارج الكمال ومن
اعتصم بحبل اخلاصه فهو الذي استعد لحصول الوصال غوث الزمان وخليفة الرحمان محبوب الله
ووارث رسول الله قدوة اكابر النقشبندية قيم الطريقة الاحمدية شمس شموس الطريقة مخزن الاحسان
بدر الحقيقة منبع الايقان كنز الهدى بحر التقى عين العلا فيض الفيوض رسالة العرفان وقطب
الحقائق نخبة الاوتاد غوث الخلائق زبدة الاعيان هادي الانام وقبلة العظام عون البرية

Marfat.com

صفوة الرحمن الفاروقي النسب والمجددي الحسب الهندي المولد والمدني المحتد وهو شيخنا

وامامنا وقبلتنا وهادينا وذريعتنا الى الله الحميد الشيخ محمد سعيد نقشبندي [illegible]

بالفهمي قدره ابن العزيز الوحيد الشيخ ابي سعيد ابن زاهد العصر [illegible] ابن صوفي

الدهر الشيخ عبد العزيز ابن نخبة العلماء الاتقياء الشيخ محمد عيسى ابن سلطان الاولياء الكاملين

الشيخ سيف الدين وهو الملقب بمحتسب الامة ابن قطب الهند والشام والروم محمد الدين [illegible] محمد معصوم

الملقب بعروة الوثقى ابن الامام الرباني المجدد المنور للالف الثاني الشيخ احمد سرهندي الفاروقي

ابن العارف الاوحد الشيخ عبد الاحد ابن عمدة الساجدين الشيخ زين العابدين ابن التقي البهي

الشيخ عبد الحي ابن العزيز الحمد الشيخ محمد ابن الحليم الاواه الشيخ حبيب الله ابن الامام المتين

الشيخ رفيع الدين ابن العالم الحنين الشيخ نصير الدين ابن عاليشان الشيخ سليمان ابن ذي

العلم الزخرف الشيخ يوسف ابن عالي الجاه الشيخ عبد الله ابن زبدة العشاق الشيخ اسحق ابن

الذاكر بالقلوب والافواه الشيخ عبد الله ابن السالك على قدم صهيب الشيخ شعيب ابن الاكرم الاجل

الشيخ احمد ابن الحاكم ذي التصرف الشيخ يوسف ابن السلطان المعين الشيخ شهاب الدين

المشتهر بفرخ شاه كابلي ابن ذي الفتح المبين الشيخ نصير الدين ابن العارف الودود

Marfat.com

شيخ محمود ابن سعيد الاوان الشيخ سليمان ابن بادي الموجود شيخ مسعود ابن العالم الاكمل الاشهر

الشيخ [illegible] ابن المحدث المجتهد الاتقى الابر شيخ [illegible] ابن الغني

عن الشرح شيخ [illegible] فتح ابن الواصل المشتاق شيخ سخي ابن الحكيم الكريم شيخ [illegible]

ابن قدوة الاكابر شيخ ناصر ابن الممتاز في الصحابة لشدة اتباع السنن والاثر سيدنا [illegible]

[illegible] ابن الناطق بالصدق والصواب امير المومنين سيدنا عمر بن الخطاب رضي الله عنهم تعالى

ورفع درجاتهم في اعلى عليين شعار قلوب العارفين لها عيون ترى ما لا يراه الناظر بنار

والسنة باسرار تناجي تغيب عن الكرام الكاتبين واجنحة تطير لغير الريش الى الملكوت رب العالمين

سيسقيها العزيز شراب صدق وتشرب في كؤس العارفينا طلع شمس وجود حضرت الوالد الماجد

من افق السعادة في غرة ربيع الآخر سنة الف ومائتين وسبعة عشر من الهجرة المقدسة على صاحبها

الف الف صلوة وسلام وتحية في بلدة مصطفى آباد المشتهرة بالرامفور صانهما الله عن الفتن والشرور

وانوار الولاية ظاهرة من جبينه وآثار الهداية واضحة من حركته وسكونه شعر في المهد ينطق عن سعادة جده

اثر النجابة ساطع البرهان ونشأ في حجر حكيم العرفان وجد والده في تربيته باحسان وحفظ القرآن

بالتجويد واشتغل بتحصيل العلم السابق وتشرف اولا بالحضور عند شيخ والده المجذوب وصار عنده

Marfat.com

اجل مقرب المحبوب لما رجع ابوه الى قطب الاقطاب حضرت شيخ عبد الله الدهلوي رحمة الله الباري
جاء معه في خدمته العلية واخذ عنه الطريقة النقشبندية الاحمدية وما بلغ من العمر عشرة كاملة
فاحبه غاية المحبة حتى جعله ابنا له وقرة عين فازداد بذلك زينا على زين وشرع في تربيته
واستسلاكه مقارب القرب والعرفان واذن له في الجمع بين تحصيل الظاهر والباطن في ذلك
الاوان فكان استفيد من علماء وقته العلوم المتداولة ويحضر عند الشيخ لاقتباس الانوار والمراقبة
وكان يكرمه لعلو استعداده وسمو نظرته ويجلسه قريبا حتى على مسنده سمعت عن الثقة ينقل عن
حضرت الشيخ محمد جان المرحوم قال كنت حاضرا عند حضرة الشيخ القيوم وهذا الولد العزيز مع والده
المجيد كانا جالسين قدامه فنظر اليهما نظر تعمق وامعان ثم قال مخاطبا للاخوان أترون هذين العزيزين
المنيرين والنيرين الفخيمين ايهما اسبق من الاخر والنور الوالد ام الولد الاغر فسكتوا
كلهم وما اقتدر احد على الجواب فقال في نظري الولد اعلى واقرب الى رب الارباب والله سبحانه
اعلم بالصواب وبشره بالسير المرادي وخصه بالمشرب المحمدي ورقاه الى غاية المقامات الخاصة المجددية
واعلاه الى نهاية الدرجات العالية الاحمدية وميزه بالخلافة الخاصة وشرفه بالامامة العامة
كما كتب حضرت الوالد عليه رحمة ربه الماجد ان حضرت الشيخ رضي الله تعالى عنه قد خصني بالتوجهات

Marfat.com

٩

الشريفة في جميع المقامات المجددية تشرفت في كل منها بالخصه في الباطن والظاهر وممتازا
بعض الآخر من الكيفيات والأسرار والبركات والانوار وما ينبغي كتمانه من الاسرار فما امرت
بافشائه بين الاغيار سبحان الله ماذا ابين من قوة توجه حضرت شيخنا رضي الله عنه وارضاه وقلبي
وروحي فداه ما كان يشرع في التوجه الى مقام من المقامات كان ينكشف علي الوصول اليه
في اسرع الحالات فهل كان يأخذ ذلك المقام عن محله ويأتي به فيلقيه على العبد الفاني او يرفعني من
حضيض الامكان فيدخلني الى اوج ذلك المقام العالي لما انه رضي الله عنه يوما من الايام من غاية
اللطف والانعام طلب غلاما منه وجلسه قريبا اليه وقرء الفاتحة الى ارواح المشائخ زادهم الله تعالى تقربا
لديه ثم توجه الى زيارة النبي صلى الله عليه وسلم وجاء ومعه الامام الرباني المجدد للالف الثاني وخازن
الرحمة الشيخ محمد سعيد والعروة الوثقى الشيخ محمد معصوم رضي الله عنهم فجلس حضرت المجدد مكان حضرت
شيخي وجلس النبي صلى الله عليه وسلم في الهواء فوق رأس المجدد محاذيا قلبيا فجعل رسول الله صلى الله عليه
وسلم يتوجه الى هذا العبد الضعيف بحيث ان الفيض يرد منه على حضرت المجدد ثم على هذا الذليل فيجعل
هذه الذرة العديمة المقدار كالشمس شعشعة الانوار وحصل لي من ذلك حالة غريبة وكيفية عجيبة
لا يسعها البيان ولا يصفها اللسان حتى وقعت على الارض مغشيا مستغرقا في بحر النسبة الخاصة ثم

عرضت عليه ما شاهده فصدقني وامرني بتتمة وكذلك في تلك الايام يوم العيد الاضحى شرف قطبي خانقاهه

هذا في مجمع عام بالباس ملبوساته الخاصة بيده الشريف من التاج والعمامة والقميص وانعم عليّ

باجازة مطلقة ودعى لي طويلا اقصى ما كتبه مختصرا وكذلك استفاد حضرت الوالد من والده الماجد

العلوم والحالات واخذ منه التوجهات في جميع المقامات ولذلك ادخل اسمه السامي في السلسلة بعد اسم

حضرت الشيخ العالي لتزيد البركات وتكثر الفيوضات حفظه الله تعالى لمزيد قربه ورحمته واكرامه وافاض

على جميع مريديه ومحبيه من افضاله وانعامه ولما بلغ رضي الله عنه اثنين وثلاثين سنة من العمر

الشريف قصد والده المحترم المنيف واجلسه على مسند ارشاد شيخه وابيه وفوض اليه القيومية المنوطة لديه

لما رأى انه قد تحلى بحلل العلوم الشرعية وتجلى بتيجان المعارف اليقينية وشخص بصره الى شموس الحقائق

من مطالع الانوار ونظر قلبه الى نور الانوار الملك العزيز الجبار واتاه الامر الواضح الجلي بالرجوع الى عالم

السفلي وارشاد العباد الى خالق السموات بغير عماد وكان اول جلوسه سنة تسع واربعين ومائتين بعد

الالف من هجرة من له العز والشرف فلبث دائما في مجلس تجلله الهيبة والبهاء واحاطه به الملائكة والاولياء

فقام بترويج الشريعة الغراء المصطفوية ونشر منبره لاشاعة الطريقة العليا النقشبندية الاحمدية

ودعى الخلق الى الحق على الارشاد بكمال الاستقامة والسداد فاسرع الطالبون الى الرجوع والانقياد

Marfat.com

١١

من خجند وخراسان وبخارا وتوران واجتمع عنده من العلماء والصلحاء والفقهاء والاتقياء جماعة

كثيرة وانتفعوا بكلامه وصحبته فحملوا الفقه على قلبه الزكي واقتبسوا الانوار من وجهه السني البهي

وانتهت اليه تربية المريدين واختص عليه تسليك الطالبين واوتي مفاتيح الحقائق وسلمت اليه

ازمة المعارف والدقائق فاصبح غوث الوقت علماً وحلماً وقام بالنظر والفتوى فرعاً واصلاً وبيّن

الحكم نقلاً وعقلاً ونصر الحق قولاً وفعلاً ودرّس العلوم الدينية وحقق واملاء المعارف اليقينية ودقق

فانتشرت اخباره في الآفاق وشدّ اليه من كل فج عميق الاعناق فكم ردّ الى الله عز وجل عاصياً

وكم ثبّت الله سبحانه به واهياً وكم فكّ من قيد النفس اسارى وكم انجى من حجر الهوى سكارى وكم

وهب الله تعالى به مقاماً وحالاً وكم احسن الله سبحانه به حالاً ومآلاً وكم ابرأ النفوس من اسقامها

وكم شفى الخواطر من ادهى سهامها وكم بث الدر الغرر على بساط الافهام فتسابق لالتقاطها الالباب والاقلام

حتى صارت تلاميذه اكثر من ان تحصى وشاعت خلفائه اشاعة اجل من ان تحصى فكان يكتب لهم

الرسائل الشريفة المشحونة من العلوم والمعارف الفائقة ويرسل اليهم الكتب اللطيفة مملوة من الاسرار

والدقائق السامية كالانهار الاربعة في بيان الطريقة الاحمدية والقادرية والچشتية والنقشبندية

والفوائد الضابطة في اثبات الرابطة والحق المبين في الرد على الوهابيين وتحقيق البيان في مولد

سيد الانس والجان والذكر الشريف في دلائل المولد المنيف وغيرها من مكاتيب كثيرة جمعت

في كراريس جمة وانا اورد مكتوبا منها في هذا المقام يستفيض به الخاص والعام فان القليل يدل

١٢

يدل على الكثير والقطرة تنبئ عن البحر الغدير۔ قال رضي الله عنه وارضاه وافاض علينا من بركات
سره ومحياه۔ بسم الله الرحمن الرحيم۔ الحمد لله الذي جعل الامكان مرآة للوجوب وسيلة الوجوب سجنجل
الامكان مثل حمد جميع الحامدين والصلوة والسلام الاتمان الاكملان على سيد الانس والجان وفضل
الانبياء والمرسلين محبوب رب العلمين شفيع المذنبين قائد الغر المحجلين الذي لولاه لما اظهر
الله الربوبية وما خلق الخلق۔ شعر هو الحبيب الذي ترجى شفاعته لكل هول من الاهوال مقتحم
وعلى اله واصحابه الطيبين الطاهرين اما بعد فقد وصل الي كتاب كريم من الاخ الصالح الاعز
الارشد ذي الخصال السنية والكمالات البهية الشيخ خورشيد احمد المجددي سلمه الله تعالى وفرحت
لقدومه وانشدت۔ شعر اهلا لسعدي والرسول وحبذا حب الرسول لوجه حب المرسل ولما طالعت
المكتوب المشتمل على لحوق المرض حزنت ودعوت الله سبحانه ان يشفيه شفاء كاملا عاجلا ولكن يا اخي
ان المرض كفارة للذنوب والآثام مطهر للابدان والاجسام كما ورد في الحديث الصحيح حمى يوم كفارة
سنة وان الاسقام والآلام رسل رب الرحيم العلام فيكون محبوبا عند المحب الصادق ومرغوبا
لدى العاشق الفائق بل يجد اللذة في الايلام فوق الانعام لان في الانعام شائبة للنفس
والايلام خالص مراد المحبوب لا حظ للنفس فيه اصلا ورأسا بل تشوي اسفا وويلا وهذه المعرفة
الشريفة منوط بالوصول الى مقام الرضى الذي هو فوق مقامات السلوك واستواء الايلام والانعام
مربوط بظهور التجلي الافعال الالهي الذي هو اصل القلب وبالوصول اليه يكون مشرفا بالولاية الصغري

Marfat.com

١٢٥

والفناء القلبي الذي هو ولاية الاولياء المعروفين من السالكين والمجذوبين وثمرة هذه الولاية
نسيان ما سوى الله سبحانه وزوال العلم الحصولي من القلب فان حصل الترقي من هذا المقام وصل الى
الولاية الكبرى التي هي ولاية الانبياء والمرسلين وفيها يحصل تهذيب النفس الامارة بالسوء وفناؤها
واطمينانها فتصير مطمئنة مشرفة بخطاب يا ايتها النفس المطمئنة ارجعي الى ربك راضية مرضية ط اي
بسبب حصول الاطمينان والفناء صارت اهلا لمشاهدة ربها تعالى ورضي الله عنها ورضيت عنه فادخلي
في عبادي اي في عباد المخلصين بفتح اللام بعد ان كنت من المخلصين بكسر اللام وادخلي جنتي اي جنة
ذوق المعارف وفهم الاسرار وفناء هذه الولاية العظمى عبارة عن زوال العلم الحصولي وزوال العين
والاثر وحصول شرح الصدر وارتقاء النفس المطمئنة على سرير الصدر وترك الوطن واختيار جوار الصالحين
وانكشاف التوحيد الشهودي كما ينكشف في الولاية الصغرى التوحيد الوجودي والفرق بين التوحيد الوجودي
والشهودي ان التوحيد الوجودي عبارة عن انكشاف سريان الوجود في مراتب الامكان وفي كل ذرة
من الذرات وفي هذا المقام يترنم بهذه الابيات شعر البحر بحر على ما كان في قدم ان الحوادث امواج
وانهار فلا يحجبنك اشكال تشاكلها عمن تشكل فيها وهي استار لا آدم في الكون ولا ابليس لا ملك سليمان
ولا بلقيس فالكل عبارة وانت المعنى يا من هو للقلوب مغناطيس رق الزجاج ورقة الخمر فتشابها

Marfat.com

عکس ۱[illegible]

بل شاكل الامر فكانما ختم ولا فتح وكانما فتح ولا ختم والتوحيد الشهودي عبارة عن شهود الحق واختفاء
الكثرة عن النظر لا في الواقع فافترقا فرقاً واضحاً والتوحيد الشهودي لابد منكشافه ليحصل الفناء الاتم وانكشاف
التوحيد الوجودي ليس بضروري للسالك اذ لا دخل له في حصول الفناء ولهذا وضع امام الطريقة وبرهان الحقيقة
سيدي خواجه بهاء الدين المشتهر بشاه نقشبند قدس سره طريقة للسالكين التي لا ينكشف فيها
التوحيد الوجودي صيانة عن زلة القدم بسبب الجهل عن المعارف الجلية والمطالب السنية فاللازم على
كل طالب الايمان بهذه المعارف الشريفة لا السعي في انكشافها بل يسعى في الذكر والفكر والاشتغال والتمام اقبالا
وادا الطاعات من الفرائض والواجبات والنوافل الماثورات قال الله سبحانه فاذكروني اذكركم واشكروا لي
ولا تكفرون واي مرتبة اعلى من ان يذكره المحبوب في ملاء خير منه وفي الحديث القدسي من ذكرني
في نفسه ذكرته في نفسي ومن ذكرني في ملاء ذكرته في ملاء خير منه فلابد للطالب ان لا يخلو وقت من
اوقاته عن الذكر الالهي جل جلاله وعم نواله والذاكر اعم من ان يكون بالجنان او اللسان من اسم الذات
والنفي والاثبات وصلى الله تعالى على سيد الذاكرين وعلى آله واصحابه اجمعين خصه الله سبحانه بمزيد قربه
ورحمته واكرامه وافاض على جميع مريديه ومحبيه من افضاله وانعامه وكان رضي الله عنه ظريفاً جميلاً حسن
الجسم مليحاً اطول من مربوع القامة سمر اللون كث اللحية عظيم الراس واسع الجبين ضليع الفم رقيق

الفرقين

Marfat.com

١٥

القرآن في وجهه المنورة تدويره وفي عينه الكحلة تنويره وكان حيياً متواضعاً متأدباً خاشعاً مشتملاً

على اكمل الآداب واعلى الاوصاف بالنهاية موصوفاً باشرف الاخلاق واسنى الصفات بالغاية متخلقاً

بالاخلاق النبوية ومتصفاً بالصفات الالهية ما رأيت احسن منه خلقاً ولا اوسع صدراً ولا اكرم نفساً

ولا اعطف قلباً ولا احفظ عهداً وكان شديد الخشية كثير الهيبة كريم الاخلاق طيب الاعراق ابعد

الناس عن الفحش واقرب الناس الى الحق لا يغضب لنفسه ولا ينتصر لغير ربه كان العلم مكتوبه

والقرب موروثه والحلم صناعته والكرم بضاعته والذكر وزيره والفكر سميره والمكاشفة غذائه والمشاهدة

شفائه وآداب الشريعة ظاهره واوصاف الحقيقة باطنه دائم الذكر ظاهر الخشوع صابراً على حفظ حاله

ومراعات اوقاته ظاهره مع الخلق وباطنه مع الحق من رأى وجهه ذكر الله ومن صحبه غني عن غير مولاه

اذا قرئ القرآن صار كالشجرة الموسوية واذا صلى الصلوة خرج الى العالم العلوي يحب العزلة ولا يطلب

الشهرة لا يظهر شيئاً من الحالات ويكتم الكشوف والكرامات ويعدها نقصاناً في درجة الاستقامة

فكان ذاته المقدسة كرامة الكرامات ولو اجمع ما رأيت من خرق عادته وكشفه الصحيح لكان مجموعاً في مجلد

عظيم ولكن لا تخلو هذه العجالة لشيء من ذلك ليكون كالتذكرة فمنها انك لما وصلت في سفر الحج

الى البندر المنبئي ما وجدت مركباً الى اكثر من شهرين فاضطربت غاية الاضطراب فتوجهت مستغيثاً

Marfat.com

الي ذلك العالي الجناب فنظر في الواقعة على شاطئ البحر وبيده العصا ينادي ان فلان وفلان لا تخافا
المركب العلي جلس عندكم ولدي من زمان فما عنيتم له مركبا فاركبوه الان فحضر مركب كبير بغتة من البعيد
فحملوني فيه من غير قول مني ولا تشديد ولما قرب ركوب البحر مرضت بمرض اليم وخرج في البطن دنبل عظيم
فبعد صلوة المغرب توجهت الى قدوة الابدال ففي الساعة انشق الدنبل وكأنما انشطت من عقال
فلما ركبت البحر ووصلت الى قرب جدة وقع طوفان شديد يئس منه كل راكب وسائر فتوجهت الى حضرة
غوث الثقلين فرأيت كأنه حضر واخذ المركب من اسفله بيده الشريفة واخرجه من الغرق المبين ففي الحال
رفع الطوفان وصرنا سالمين ومرة ضللت عن البعير ورفقته في الحج ليلة مزدلفة فاضطربت واستغثت
بحضرت الغوث الجليل فحضر ونادي باعلى صوته ثلثا وهداني الى السبيل وتزوج واحد من اقاربه فما ولد له
بعد التزوج عشر سنين فتكلم فيه اقارب الزوجة بانه عنين فعرضت في خدمته مضطربا والتمست جنابه اعانته
فقال ادام تؤمن بقدرة الله يا مظهر ومنه تعالى يبدل الامر ويغير فتصرف فيه فولد مع وجود الموانع غلام
ثم انقطع التولد منهما الى الان وقد مضى عوام كم ومرة كتب اليه بعض المخلصين من الاغنياء بان اهلي
حامل فما يولد لي ذكر او انثى فبشره رضي الله عنه بالقطع بانه يولد لك غلام فاطمئن به ووقع كما انبأ الامام
الهمام ومرة ذهبت مسرعا الى مريض قد احتضر فالتمس اهله الشفاء من سيدي ولي الله المقتدر ونجوا

Marfat.com

١٧

عليه فغلبة الرحمة فتوجه اليه فعادت روحه وجرى النفس وفتح عينيه وبقي حيا الى مدة كثيرة وما ذلك الا
من تصرفاته القوية ووقع في عرضه جماعة من المنكرين وشرعوا في مطاعنه باين المخلصين ارادوا هلاك
اطفاء نور الله المبين فيصبر على ذلك واعرض عنهم ومنع من تعريضهم المريدين فوالله الذي لا اله
غيره مالك الملك ذو الجلال والاكرام رايتهم كلهم اخذهم الملك العزيز ذو القهر والانتقام فمنهم من ابتلي
بالجنون الفاضح فمنهم من مات بالموت العاجل ومنهم من اسود وجهه حين الارتحال ومنهم من خرج
من فيه النجاسة في تلك الحال فنعوذ بالله من غضب الله وغضب اوليائه ولسالكه حبه وحب احبابه وحين
خرجت حاجا سنة اثنين وسبعين ووقع لي وقائع في الطريق والمدينة الشريفة والبلد الامين
من العنايات الالهية والالطاف المصطفوية فلما رجعت الى وطني اخبرتني الوالدة الشريفة
والاخوان بكثير من تلك الوقائع باخبار حضرت الوالد قطب الزمان ووالله ما كان مطلعا عليها الا الله
الواحد الديان وكثيرا ما كان يخبرني بالاشياء قبل وقوعها من خير او شر فتقع كما اخبر به ذلك العارف
الاكبر من غير زيادة ونقصان وكنت ارى في مجلسه الشريف حضور الارواح القدسية من الانبياء
والاولياء ورجال الغيب بل روح سيد الانبياء والمرسلين عليه وعليهم الصلوة والسلام من غير
ريب وربما اختلج في بالي شبهة في العلوم الظاهرة والمعارف الباطنة فاحضر للتحقيق عنده فلم

Marfat.com

٤١٨

المعضال فيحصر والتفاته الى يحل تلك العقدة بغير سؤال الى غير ذلك من اطلاعه على الامور الغيبية وحضوره
في الاماكن المختلفة واستجابة الدعاء والتصرف في الاموات والاحياء وكشف عالم الارواح وعالم
المثال والاشباح واشرافه على القلوب مما يخصه علام الغيوب على ما اختص به من احياء القلوب
الميتة ومشاهدة مقامات الحقيقة والتلذذ بالطاعات في الخلوة والجلوة ومراعاة الادب مع الله
سبحانه وحفظ الادب معه في تلقي الاوراد في الاوقات والرضاء عن الحق تعالى في جميع الحالات
والبشرى له من الله بالسعادة الابدية في الدنيا والاخرة وكمال الاستقامة على المامورات والتجنب
عن المنهيات الى آخر الحيوة مما يعجز عنه الطاقة البشرية وكل هذا محض العناية الالٰهية والقوة
كصر حانية فانه لا يحمل الملوك عطاياه الا مطاياه حضره الله بمزيد قربه ورحمته واكرامه وافاض
على جميع مريديه ومحبيه من افضاله وانعامه وبالمغ رضي الله عنه من عمره الشريف سبعا وخمسين ووقع
في الهند فتن عظام من قتل المسلمين ونهبهم من النصاري اللئام وعمت الداهية في تلك البلدان
الى الخاص والعام وخربت بلدة الدهلي التي كانت معمورة بالكرام وكان ذلك سنة اربع وسبعين في
القرن الثالث عشر من هجرة فخر الانصار والمهاجرين الهم بالخروج فهاجر مع اهله وعياله واخوانه
وكانوا زهاء التسعين بغير نظر الى الاسباب متوكلا على الله الكافي الوهاب فلما اراد الله تعالى وعصمه

وفي معه

19

بين معه من اعدائه الكافرين الفاجرين بعدما ادركوهم وارادوا قتلهم وخنقهم ورد الله سبحانه كيدهم
ومكرهم وجعلهم مطيعين خادمين الى ان وصل في تلك السنة الى بلد الله الحرام فتشرف بالحج
والمشاعر العظام واستفاض الفضائل من حقيقة الكعبة الربانية خصوصا والحقائق الالهية عموما
فافاضها على الطلاب اكثر من اربعة اشهر في عتبات البقعة المشرفة ثم توجه الى المدينة المنورة وفاز
بمتمناه من حضرة الرسالة بل فوق الرجاء من تشريفات وتكريمات والطاف وعنايات حتى صار
فانيا فيه وفي الوزارة وباقيا به وبالوصافة فعومل معه بما لا يعبر بعبارة ولا يشار باشارة فما جرى بين
المحب والمحبوب من الاسرار يلزم الاستتار من الاغيار واختاره حبيب سيد المقربين والابرار
صلى الله عليه وسلم لشرف جواره وقرب الداره واكب عليه اعيان طيبة وسادات البلدة واستفادوا نعمة
الطريقة العلياء واغتنموا صحبته الاسنى فاحبهم غاية المحبة واكرمهم نهاية الكرامة وكثر ارشاده في الخلائق
وزاد استغراقه في حقيقة الحقائق والهم هناك زيادة الفضل والكرامة بمغفرة لك ولمن توسل بك
الى يوم القيمة فرضي بتلك البشارة العظمى وعلم ما فيها من الاشارة القصوى فاشتاق الرفيق الاعلى
فاكمل في فتدلى وتواترت عليه التجليات الذاتية واحاطت به الارواح القدسية حتى شرب
كاس الوصال من الحي الباقي بلا زوال بين الظهر والعصر في الثاني من الربيع الاول موافقا لمن

Marfat.com

لمن كان على قدمه في الازل سنة الف ومائتين وسبع وسبعين وقد بلغ عمره المبارك ستين
وصلى عليه حاضرا في المسجد النبوي وغائبا في الحرم المكي برحمة عظيمة لا يحصيها لسان الحاسب
ولا يضبطها قلم الكاتب ودفن في البقيع حيث اوصى بجنب قبة سيدنا عثمان بن عفان رضي الله عنه
واسبغ عليه الروح والريحان واسكنه بحبوحة اعلى الجنان في جوار سيد الانس والجان عليه وعلى
آله واصحابه ما اختلف الملوان ونفعنا بعلومه وبركاته وقدسنا باسراره وفيوضاته وحشرنا في زمرة خدامه
ببركة تراب اقدامه آمين يا رب العلمين وقد ارخ وفاته اجل افاضل المدينة المشرفة على صاحبها
افضل الصلوة والتحية مولينا عبد الجليل بلغه الله الى غاية الكمال والتكميل تاريخ قضى قطب الاقطاب
الشهير باحمد سعيد امام العلم والحلم والهدى منار الطريق النقشبندية التي لها جده في الالف
اضحى مجددا ومذ حل في دار القرار ناديت ارخوا سعيدا شهيدا بالجنان مخلدا وقد آن لنا ان نشرع
في الدعاء لحصول المطلوب والمنا متوسلين به وبمشائخه الكرام اهل البقاء والفناء فنقول يا ربي
بسر الذات عالي الشان وحبيك المختار من عدنان وكذا ابو بكر خليفة الذي افضل الصحاب سراج
الايمان وكذا السابق فارس من عد من آل الرسول المصطفى سلمان وقاسم احد الكبار سبعة
آل فقهاء بحر العلم والعرفان ايضا بباب مدينة العلم الامام الكرار بالمطعان وكذا بمن

لطفاً تنزل عن خلافة * جده الحسن العلي الشان * وبسيد الشهداء الحسين المجتبى * من كربه نسي

الأجفان * وكذا بزين العابدين عليهم * وبباقر من للعالم باني * وبجمع البحرين جعفر بن * من

الصديق طامي والفتى الرباني * وكذا لسائر آل بيت المصطفى * سفن النجاة أئمة الأعيان * ولقطب

البسطام جناب أبي يزيد * من سما بشواهد الإحسان * وكذا أبو الحسن المقدس سره * قطب الوجود علي الخرقاني

وكذا لمن يعزى لفارمد جناب أبي علي نال سر تداني * وكذا أبو يعقوب من حاز الهدى * قطب الحقائق

يوسف الهمداني * وبرأس سلسلة الشيوخ الغجدواني عبد الخالق السامي والجان * وكذا بريوگريهم

بحر الفضائل عارف بالصدع عن وجداني * وبمن إلى الخير فغن نيتمي * محمود كسيرة السري الصمداني *

وعلي الراميتني النساج قطب أعزة متحو فيوض النهاني * ومحمد بابا السماسي الذي * أنشى العوام

فيضه النوراني * وبسيد السادات حرتم وكلال * منبع العرفان ذي البرهان * وكذا بهاء الدين شاه

النقشبند * محمد غوث الورى السبحاني * وعلاء الدين الحق عطار الوجود * ومحمد نفائح الرحمن *

والمجتبى يعقوب الجرخي من * شرف الوجود بفضله الإنساني * وكذا بناصر ديننا العالي عبيد *

الله من حاز المقام الداني * وهو الذي ملك العلا بحنانه * في قلبه الطامي بفيض معاني * ومحمد زاك

السمي بزاهد * فيما سواك منه الحديث الفاني * وكذا بدرويش محمد الذي * رقى القلب بنفحة الرحماني *

Marfat.com

ومحمد ذاك الشهير بخواجگی * محمد الباقي رب ورانی * وكذا مجدد الفا الثانی المسمی * باحمد قيومنا

الربانی * ذاك الذی حاز معارف العلوم * بلطف حق عنده وبيان * والعروة الوثقی المتين محمد *

معصوم سر شاع فی كتمانی * وكذا محمد ثم سعيد من حوی * سرا انيقا جل عن اذهان * وكذا لعبد مهيمن

احمد علا * ومحمد هو عابد حقانی * وكذا لسيف الدين ثم لسيد * سادات نور محمد ذی الشان *

ومن سما فلك الشهادة شمس دين مظهر الانوار ذی فيضان * وهما هم اعنی غلام علی * مقدام

قطب عوام الامكان * وابی سعيد من سمی محمد * نجل المجدد قبلة الاعيان * وباحمد السعداو غوث

الخلق * من جذب القلوب لواجد ديان * جد يا الٰهی منة وتفضلا * بفيوض نور اقدس الجنان *

انا عبدك الجانی والمسيئ بذنبه * ولانت ذو الاكرام والاحسان * مالی جميل صالح اذ نوبه فامنن

حاتی بفضلك الرحمن * وامدد بهذا الجمع منك بنفحة * يرقی بها فی رتبة الاحسان * واجره من نار

البعاد وكربه * عونا علی الاعداء والشيطان * وصلوتك العظمی علی طه ومن * اتبع الهدی لمحبة الايمان *

تمت رسالة مسمی ... تصنيف حضرت شاه ... سلمه الله تعالی ...

بدست حقير العباد ... محمد ... نقشبندی ... بروز ...

... ماه ... بسنه ... آمين يا رب العالمين *

محمد ... ۱۳ ... خانقاه ...

Marfat.com

تذکرہ مصنفین دہلی

یہ رسالہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی (۹۵۹۔۱۰۵۲ھ/ ۱۵۵۱۔ ۱۶۴۲ء) کی تالیف ہے، دراصل شیخ محدث نے اپنی تالیفات کی خود فہرست بنائی تھی، جس کا نام تالیف قلب الالیف بذکر فہرس التوالیف ہے، یہ کتاب پہلے مطبع عزیزی، رام پور سے اور پھر ۱۳۰۹ھ کو مطبع مجتبائی، دہلی شائع ہوئی تھی ۱۔

ایلیٹ (Elliot) نے تاریخ ہند کی چھٹی جلد میں اس کے کچھ حصے کا انگریزی ترجمہ شامل کیا ہے۲ پھر شمس العلماء ہدایت حسین نے اس کا پورا انگریزی ترجمہ جرنل ایشیاٹک سوسائٹی آف بنگال (کلکتہ) میں ۱۹۲۶ء کو شائع کر دیا تھا۳

اس کے بعد شیخ محدث عرصہ تک بقید حیات رہے، آپ نے مزید کیا کیا کتابیں تالیف کیں؟ اس امر کا کوئی تحقیقی جائزہ تا حال ہمارے علم میں نہیں آیا۔

تذکرہ مصنفین دہلی کے مصحح حکیم سید شمس اللہ قادری (۱۸۸۵۔۱۹۵۳ء) اکابر محققین و مورخین میں سے تھے، ان کا قیام حیدر آباد (دکن) میں تھا، انہوں نے جنوری ۱۹۲۹ء) کو کوئلہ اکبر جاہ حیدر آباد (دکن) سے علوم مشرقیہ خصوصاً تاریخ اور

۱۔۲ حیات شیخ عبدالحق محدث دہلوی مولفہ خلیق احمد نظامی، دہلی ۱۹۵۳ء ۲۰۷

3. Hidayat Hussain, M:The Autobiography of Maulana Abdul Hakk Dehlavi, J. and Proccedings of Asiatic Society of Bengal (New series) Vol. xxii, No.1 (1926)

Marfat.com

آثار قدیمہ کو متعارف کروانے کے لیے ایک رسالہ ''تاریخ'' کے نام سے جاری کیا، ہمارے ذخیرہ میں اس رسالے کے پہلے دوشمارے اور جلد چہارم (ستمبر۔دسمبر ۱۹۴۰ء) کا مشترکہ شمارہ ہے، پہلے دوشمارے تو مذکورہ پتہ کے دفتر تاریخ سے شائع ہوئے، موخر الذکر شمارہ نواب لطف الدولہ اورنیٹل ریسرچ انسٹی ٹیوٹ، حیدر آباد (دکن) سے شائع ہوا تھا، یہ بیش بہا رسالہ کب تک جاری رہا ہمیں علم نہیں ہے، حکیم قادری کے تمام مقالات بہت تحقیقی نوعیت کے ہیں، معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے ڈاکٹر مولوی محمد شفیع کی ادارت میں لاہور نکلنے والے اورنیٹل کالج میگزین (اجراء فروری ۱۹۲۵ء) سے متاثر ہو کر یہ رسالہ جاری کیا، اس کے شمارہ اول میں درج اغراض ومقاصد مذکورہ رسالہ کی طرح ہیں، رسالہ تاریخ سہ ماہی تھا۔

حکیم قادری کی تالیفات میں سے مورخین ہند کو زیادہ پذیرائی ملی، باقی کتابیں بھی بہت خوب ہیں [۱]

کتاب تذکرہ مصنفین دہلی کا فارسی متن حکیم صاحب کے ذاتی نسخہ پر مبنی ہے، انہوں نے بتایا ہے کہ شکستہ خط میں ہونے کے باعث صاف طور پر پڑھا نہیں جا سکا۔ حکیم صاحب کو یہ حقیقت معلوم نہیں تھی کہ ان سے پہلے اس رسالہ کا متن پہلے رام پور سے اور پھر ۱۸۹۱ء کو دہلی سے طبع ہو گیا تھا، اگر حکیم صاحب متن کی تصحیح کے لیے ان مطبوعہ ایڈیشنوں کو بھی پیش نظر رکھتے تو اس میں اغلاط کم ہوتے جو ان کی اشاعت میں راہ پا گئے ہیں، تاہم حکیم صاحب نے اس پر ایک قابل قدر مقدمہ لکھا ہے، جسے

۱۔ ہمارے ذخیرہ (مخزونہ پنجاب یونیورسٹی لائبریری، لاہور) میں ان میں سے کچھ کتابیں موجود ہیں (رک فہرست ذخیرہ، مجددی، بامداد اشاریہ)

Marfat.com

اردو میں شیخ محدث پر پہلی تحقیق کہا جا سکتا ہے، انہوں نے اس کے متن پر ص ۶۔۲۱
تک حواشی بھی لکھے ہیں جو اس وقت تک کے دریافت شدہ مآخذ کی موجودگی میں
اچھی تعلیقات کہی جا سکتی ہیں، باقی صفحات حواشی سے محروم ہیں۔

محمد اقبال مجددی

Marfat.com

تذکرہ مصنفین دہلی

تصنیف

شیخ عبدالحق محدث دہلوی

المتولد ۹۵۸ھ والمتوفی ۱۰۵۲ھ

از زمان ابتداء فتح اسلام تا انتہائے الف عاشرہ

بسعی و اہتمام اقل العباد

حکیم سید شمس اللہ قادری

بانضمام تذکرہ احوال مصنف و تعلیقات توضیحی

در مطبع تاریخ در بلدہ حیدرآباد دکن بطبع رسید

Marfat.com

٣

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مصنفین دہلی کا تذکرہ اور شاہ صاحب کے تصنیفات کی فہرست

ان دونوں کا مطبوعہ متن راقم الحروف کے ذاتی مخطوط پر مبنی ہے۔ محمد شاہ بادشاہ دہلی کے آٹھویں سال جلوس میں بمقام شاہ جہاں آباد اسکی کتابت ہوی ہے۔ خط شکستہ ہے جس کے باعث بعض عبارتیں صاف صاف نہیں پڑھی جاتی ہیں۔ کتب خانہ آصفیہ کے مخطوطہ سے ایسے مشکوک مقامات کا مقابلہ کیا گیا ہے۔ اور دو تین جگہ کچھ عبارتیں بھی اس سے اضافہ کی گئی ہیں۔

ہم نے تراجم احوال کی توضیح و تشریح کیلئے حواشی میں کتابیات کا اضافہ کر دیا ہے اس سے ناظرین کے لئے مزید معلومات کے مہیا کرنے میں بڑی سہولت ہوگئی ہے اور وہ اس کی بدولت تمام تراجم

Marfat.com

۴

مختلف کتابوں سے بہ آسانی نکال سکتے ہیں۔

اس موقع پر یہ بتا دینا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ سرجان الیٹ نے اس کے مختلف حصے انگریزی میں ترجمہ کئے ہیں جو ان کی تاریخ ہندوستان کی جلد ششم میں صفحہ (۴۸۳) سے صفحہ (۴۹۱) تک چھپے ہیں۔ ان کے ساتھ متن مطبوعہ کو مطابق کرنے کیلئے دونوں کے شمار صفحات ذیل میں درج کئے جاتے ہیں:۔

انگریزی ترجمہ جلد ششم	آغاز صفحہ	۴۸۳	مطابق بہ متن مطبوعہ	صفحہ ۶	سطر ۵
	"	۴۸۴	"	" ۶	" ۱۲
		۴۸۵	"	" ۹	" ۴
		۴۸۶	"	" ۱۲	" ۳
		۴۸۷	"	" ۱۴	" ۱
		۴۸۸	"	" ۱۷	" ۳
		۴۸۹	"	" ۱۹	" ۳
		۴۹۰	"	" ۲۰	" ۷
		۴۹۱	"	" ۲۶	" ۱۹

تا اختتام بالاختصار

Marfat.com

۵

شیخ عبد الحق بن سیف الدین الترک الدہلوی البخاری

المتولد سنہ ۹۵۸ھ المتوفی سنہ ۱۰۵۲ھ

دربار اکبری کے مشہور مورخ ملا عبد القادر بدایونی سب سے پہلے مصنف ہیں جنھوں نے شاہ صاحب کا تذکرہ کیا ہے۔ انھوں نے اپنی کتاب منتخب التواریخ سنہ ۱۰۰۴ھ میں تمام کی ہے اس وقت شاہ صاحب نے اپنی زندگی کے چھیالیس سال ختم کر لئے تھے اور اس کے بعد اڑتالیس سال اور زندہ رہے۔ ملا صاحب نے شاہ صاحب کو کمال تعظیم و توقیر کے ساتھ یاد کیا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ شاہ صاحب اپنی زندگی کے اوائل ایام ہی میں مشہور اور مرجع جمہور ہو گئے تھے۔

ملا صاحب کے علاوہ شاہ صاحب کے دیگر معاصرین سے ملا محمد صادق ہمدانی ملا عبد الحمید لاہوری اور ملا محمد صالح کنبوہ نے بھی اپنی تصنیفات میں آپ کے حالات لکھے ہیں۔ خصوصاً محمد صادق نے کمال عقیدت و ارادت کے ساتھ شاہ صاحب کا ذکر کیا[1]

---

[1] ملا محمد صادق نے سنہ ۱۰۲۳ھ میں کلمات الصادقین اور اس کے دس سال بعد سنہ ۱۰۴۶ھ میں طبقات شاہجہانی لکھی ہے۔ ملا عبد الحمید کے بادشاہ نامہ کا دور اول جس میں شاہ صاحب کے حالات مرقوم ہیں سنہ ۱۰۴۶ھ میں تمام ہوا۔ ملا محمد صالح نے سنہ ۱۰۷۰ھ میں شاہجہاں نامہ تصنیف کیا ہے جو عمل صالح کے نام سے مشہور ہے اور اس کے ختم ہونے سے اٹھارہ سال پہلے شاہ صاحب نے وفات پائی۔

Marfat.com

اور ان دوستانہ تعلقات کی صراحت بھی کی ہے جو اس کے اور شاہ صاحب کے مابین قائم تھے۔

خاندانی حالات خود شاہ صاحب نے اخبار الاخیار کے خاتمہ میں اپنے خاندانی کوائف تحریر کیے ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے اجداد ماوراء النہر کے رہنے والے تھے بخارا میں ان کی سکونت تھی۔ سلطان علاء الدین خلجی (۶۹۵ھ-۷۱۶ھ) کے عہد میں ہندوستان میں آئے دہلی میں بود و باش اختیار کی[۱] اور شاہ صاحب ۹۵۸ھ میں اسی جگہ پیدا ہوئے[۲] اس وقت

ولادت اور تحصیل علم سوری خاندان کا فرمانروا اسلام شاہ بن شیر شاہ برسر حکومت تھا ۹۶۳ھ میں جب جلال الدین محمد اکبر بادشاہ تخت نشین ہوا تو شاہ صاحب نے اپنی عمر کے آٹھ سال ختم کر لئے تھے اور تعلیم و تربیت کا آغاز ہو گیا تھا۔ شاہ صاحب تقریباً بارہ سال اپنے والد بزرگوار کے یہاں تحصیل علم میں مشغول و مصروف رہے ۹۷۶ھ میں علوم متداولہ کو تمام کر لیا۔ اور بیس سال کی عمر میں تکمیل علم سے فراغت حاصل کر لی۔

فتح پور کا قیام اس زمانہ میں فتح پور دارالسلطنت تھا۔ شاہ صاحب دہلی سے یہاں تشریف لائے اور کچھ عرصہ ملک الشعراء شیخ فیضی اور خواجہ نظام الدین احمد ہروی کی مصاحبت میں

شیخ جمال الدین موسیٰ کی بیعت بسر فرمایا۔ ۹۸۵ھ میں شیخ جمال الدین ابی حامد موسیٰ بن حامد بن عبد الرزاق بن عبد القادر بن محمد بن علی بن مسعود بن احمد بن صفی بن عبد الوہاب بن غوث الثقلین شیخ عبد القادر جیلانی رضہ کے مرید ہوئے اور اسی سال ۱۳ شوال کو طریقہ قادریہ کے ارشاد و تلقین کی ان سے اجازت حاصل کی[۳]

حرمین شریفین کا سفر شاہ صاحب نے ۹۹۶ھ میں حج بیت اللہ کا ارادہ کیا۔[۴] دہلی سے روانہ ہو کر گجرات میں آئے۔ اس زمانہ میں خواجہ نظام الدین احمد گجرات کے میر بخشی تھے ان کی

---

[۱] اخبار الاخیار صفحہ ۲۸۲ [۲] مآثر الکرام صفحہ ۲۰۱ سبحۃ المرجان صفحہ ۵۲ [۳] منتخب التواریخ دیکھو ضمیمہ اول
[۴] زبدۃ الآثار خاتمہ کتاب صفحہ ۱۳۳ [۵] اخبار الاخیار صفحہ ۳ طبقات شاہ جہانی اسکے لئے دیکھو ضمیمہ دوم

سعی و کوشش سے جہاز کا انتظام ہوگیا۔[1] اسی سال مکہ معظمہ میں پہنچے اور حج بیت اللہ سے فراغت حاصل کی۔ اس کے بعد اور کم و بیش تین سال مکہ معظمہ میں مقیم رہے

شیخ عبدالوہاب متقی اس زمانہ میں شیخ عبدالوہاب متقی مکہ معظمہ میں مرجع خاص و عام بنے ہوئے تھے یہ بزرگ شیخ علی متقی کے شاگرد اور خلیفہ اعظم تھے۔ ہندوستان (دکن) کے مشہور شہر شادی آباد منڈو میں آپ کی ولادت ہوئی تھی بچپن ہی میں وطن ترک کرکے برہان پور آئے۔ یہاں سے روانہ ہوکر گجرات کھمبایت اور سرہند کا سفر کیا۔ سنہ ۹۶۳ھ میں زیارت حرمین شریفین کے لئے حجاز تشریف لے گئے۔ وہاں شیخ علی متقی سے ملاقات کی اور ان کے درس میں شامل ہوکر حدیث و فقہ اور دیگر علوم شرعیہ کو حاصل فرمایا۔ مسلسل بارہ سال تک شیخ کی خدمت بابرکت میں حاضر رہ کر فیض یاب ہوتے رہے۔ ۹۷۵ھ ہجری میں شیخ علی متقی کا انتقال ہوگیا تو ان کے جانشین قرار پائے اور اپنے استاد و مرشد کے مثل چھبیس سال تک حرم کعبہ میں حدیث تفسیر اور دیگر علوم دینیہ کا درس دیتے رہے۔[2]

شیخ عبدالوہاب سے تلمذ شاہ صاحب مکہ معظمہ میں پہنچنے کے بعد شیخ عبدالوہاب کے حلقہ درس میں شریک ہوگئے اور قریباً ڈھائی سال فیض حاصل کرتے رہے۔ اس عرصہ میں علم حدیث کی تکمیل اور صحاح ستہ کی سند حاصل کی۔ ۹۹۸ھ میں مدینہ طیبہ کا سفر کیا۔ روضہ اقدس کی زیارت سے مشرف ہوئے اسی زمانہ میں جذب القلوب کو لکھنا شروع کیا۔[3]

ہندوستان کو واپسی ۹۹۹ھ کے اوائل میں ہندوستان واپس آنے کا ارادہ کیا۔[4] اسی زمانہ میں حاجی بیگم حج و زیارت سے فارغ ہوکر واپس ہو رہی تھیں۔ شاہ صاحب ان کے ہمراہ ہوگئے اور جہاز سے اتر کر بیگم کی معیت میں آگرہ تشریف لائے۔[5]

---

[1] منتخب التواریخ دیکھو مقدمہ اول [2] شیخ عبدالوہاب کے حالات دیکھو زاد المتقین کے مقدمہ ثانی میں اور اخبار الاخیار میں ص ۲۷۵ [3] جذب القلوب ص ۱۲ [4] اخبار الاخیار ص ۲۶۱ [5] منتخب التواریخ ضمیمہ اول

Marfat.com

سنہ ۱۰۰۲ھ میں ملک الشعراء شیخ فیضی نے دکن سے مراجعت کی[۱] اور جب لاہور پہنچا تو وہاں سے کئی خطوط شاہ صاحب کو لکھے اور انھیں اپنے یہاں آنے کی دعوت دی۔ لیکن شاہ صاحب نے اس صحبت کو نامناسب خیال فرمایا اور عذر آمیز جواب دے کر لاہور آنے سے انکار کر دیا[۱]

خواجہ محمد باقی نقشبندی سے بیعت | سنہ ۱۰۰۸ھ میں خواجہ قطب الدین محمد باقی دہلی میں تشریف فرما ہوئے تو شاہ صاحب بھی ان کی خدمت فیض درجت میں حاضر ہوئے۔ کمال خلوص و اعتقاد کے ساتھ آپ کے ارادت مندوں میں شریک ہو کر طریقہ نقشبندیہ کے ارشاد و ہدایت کی اجازت حاصل کی[۲]۔ سنہ ۱۰۱۲ھ میں خواجہ صاحب کا انتقال ہو گیا[۳] تو شاہ صاحب نے گوشہ نشینی اختیار کر لی۔ اور تصنیف و تالیف اور درس و تدریس کو اپنا مشغلہ قرار دیا[۴]۔

شہنشاہ جہانگیر کی ملاقات | شہنشاہ جہانگیر اپنے جلوس کے چودہویں سال سنہ ۱۰۲۸ھ میں کشمیر جاتے ہوئے دہلی میں وارد ہوا تو اس نے شاہ صاحب سے ملاقات کی اور اپنی تزک میں آپ کا فضل و کمال اور توکل و تجرد کا تذکرہ کیا[۶]۔

وفات | شاہ صاحب نے اکبر و جہانگیر دو بادشاہوں کے زمانے دیکھے۔ شاہ جہاں کے اواسط عہد میں جلوس کے سولھویں سال سنہ ۱۰۵۲ھ کو بہ مقام دہلی انتقال فرمایا[۷]۔ روضۂ خواجہ بزرگ شیخ قطب الدین بختیار کاکی کے جوار میں حوض شمسی کے کنارے مدفون ہوئے۔ معتقدین نے مزار پر سنگ و خشت کا گنبد بنوا دیا جو اس وقت بھی موجود ہے۔ اور اس کی کیفیت مرحوم سر سید احمد خاں نے آثار الصنادید میں لکھی ہے[۸]

---

۱ منتخب التواریخ ص ۲۷۱

۲ منتخب التواریخ ص ۲۱۸

۳ طبقات شاہ جہانی - دیکھو ضمیمہ دوم

۴ خزینۃ الاصفیاء - جلد اول ص ۶۰۲

۵ طبقات شاہ جہانی - دیکھو ضمیمہ دوم

۶ تزک جہانگیری ص ۲۸۵

۷ ماثر الکرام ص ۲۰۱ سبحۃ المرجان ص ۴۷

۸ آثار الصنادید باب سوم ص ۱۴

شاہ صاحب اپنے عہد کے یکتائے روزگار عالم اور مصنف تھے۔ خصوصاً حدیث وسیر میں آپ کے پایہ کا عالم اس وقت ہندوستان میں موجود نہیں تھا آپ کی تصنیف وتالیف کا سلسلہ سفر حرمین کے بعد شروع ہوتا ہے۔ ۹۹۶ھ اور ۱۰۵۲ھ کے مابین مسلسل پچپن سال تک شاہ صاحب شغل تصنیف وتالیف میں مصروف نظر آتے ہیں۔ اس عرصہ میں علم حدیث، سیر، تصوف اور علماء وصلحاء کے تراجم احوال پر بہت سی مفید وکارآمد کتابیں تصنیف فرمائی ہیں جن کی تعداد ایک سو سے زیادہ ہے منجملہ ان کے بعض مشہور اور متداول کتابوں کے نام یہ ہیں۔

زبدۃ الآثار شیخ نورالدین ابوالحسن علی بن یوسف اللخمی الشافعی المعروف بابن جہضم الہمدانی مجاور حرم کعبہ نے ۴۰۰ھ کے حدود میں ایک کتاب بہجۃ الاسرار ومعدن الانوار فی مناقب السادۃ الاخیار من المشائخ الابرار کے نام سے لکھی اور اس میں بہت سے مشائخ ابرار اور صوفیائے کبار کے مناقب واحوال تحریر کیے۔ جناب غوث الثقلین شیخ عبدالقادر جیلانی کے مناقب سے اس کی ابتدا کی اور اس شرح وبسط کے ساتھ حالات لکھے کہ کتاب کا نصف حصہ اس سے معمور ہو گیا۔ شاہ صاحب نے اس کتاب سے صرف جناب غوث الثقلین کے مناقب منتخب کئے اور انہیں زبدۃ الآثار کے نام سے موسوم کیا۔ اس انتخاب میں کسی جگہ بھی سنہ تالیف کا تذکرہ نہیں کیا ہے لیکن اخبار الاخیار ص۲ میں اس کا ذکر آیا ہے اور اس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ کتاب ۹۹۹ھ سے پہلے تالیف ہوئی ہے۔

اخبار الاخیار فی اسرار الابرار شاہ صاحب نے سفر حجاز سے واپس ہونے کے بعد ۹۹۶ھ کے اخیر ایام میں اس کتاب کو ختم فرمایا اور ۱۰۲۸ھ میں اس کی کتابت سے فراغت حاصل کی[1]۔ اس میں ان مشاہیر

---

[1] اخبار الاخیار دیباچہ ص۲۔ ڈاکٹر ریو نے فارسی مخطوطات برٹش میوزیم جلد ۱ ص۳۵۵ میں اخبار الاخیار کا سنہ ۱۰۲۸ھ تالیف بتایا ہے لیکن یہ غلطی ہے کیونکہ شاہ صاحب نے ان کی تاریخ تصنیف ذکر الاولیاء نکالی ہے۔

Marfat.com

صلحاء و علماء کے حالات مذکور ہیں جو ابتداء فتح اسلام سے الف عاشرہ کے اختتام تک سرزمین ہندوستان میں گذرے ہیں۔ خواجہ بزرگ شیخ معین الدین چشتی کے تذکرہ سے اسکی ابتدا کی ہے اور جملہ تراجم کو تین طبقوں میں تقسیم کیا ہے۔

طبقہ اول اس میں خواجہ بزرگ معین الدین چشتی اور ان کے خلفاء و مریدوں کا بیان ہے۔

طبقہ دوم۔ اس میں شیخ فرید الدین گنج شکر اور اُن کے معاصرین و مریدین کا تذکرہ ہے۔

طبقہ سوم۔ اس میں شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلی کے زمانہ سے تالیف کتاب تک مشاہیر ہر قرن کے حالات ہیں۔

ان طبقات کی ابتدا میں جناب غوث الثقلین شیخ الاسلام محی الدین عبد القادر جیلانی کے مناقب و محامد مذکور ہیں آخر میں اپنے اسلاف کا تذکرہ اور خود اپنے بعض واقعات ۹۹۵ھ تک بیان کیے ہیں۔

جاذب القلوب الی دیار المحبوب مدینہ طیبہ کی جغرافیائی تاریخ ہے۔ علامہ نور الدین علی بن عفیف الدین عبد اللہ بن احمد الحسینی السمہودی المتوفی ۹۱۱ھ نے ایک کتاب وفاء الوفا باخبار دار المصطفٰے کے نام سے ۸۸۶ھ میں بمقام مدینہ منورہ لکھی اور ۸۸۸ھ میں مکہ معظمہ میں مسودہ صاف کیا۔ ۸۹۳ھ میں اس کا انتخاب کیا اور اس کا نام خلاصۃ الوفاء رکھا۔ شاہ صاحب نے وفاء الوفا پر اپنی کتاب کی بنیاد رکھی۔ اس کے سوا

(بقیہ حاشیہ گذشتہ) جس سے ۹۹۶ھ برآمد ہوتے ہیں۔ نیز ملا عبد القادر بدایونی نے بھی اپنی تاریخ میں، جو ۱۰۰۴ھ میں تمام ہوئی ہے اس کتاب کا ذکر کیا ہے۔ اور اس سے ظاہر ہے کہ یہ کتاب ۱۰۰۰ھ سے پہلے مشہور اور مروج ہو چکی تھی۔

Marfat.com

جہاں کہیں دوسرے کتابوں سے مضامین اخذ کیے وہاں ان کے حوالے لکھ دیے ہیں ۱۰۹۵ھ میں مدینہ منورہ میں شاہ صاحب نے اس کی تالیف شروع کی۔ اور ہندوستان واپس آنے کے بعد [illegible]ھ میں بمقام دہلی اس کا مبیضہ کیا۔ یہ کتاب حسب ذیل سترہ ابواب پر منقسم ہے۔

باب اول۔ در ذکر اسماء مدینہ طیبہ
باب دوم۔ در فضائل و محامد مدینہ طیبہ
باب سوم۔ در ذکر ساکنان مدینہ طیبہ
باب چہارم۔ در ذکر اسباب ورود سید المرسلین در مدینہ طیبہ
باب پنجم۔ در ذکر ہجرت سید المرسلین
باب ششم۔ در کیفیت عمارت مسجد نبوی
باب ہفتم۔ در بیان تعمیر و ترمیم مسجد نبوی
باب ہشتم۔ در ذکر فضائل مسجد نبوی
باب نہم۔ در ذکر تعمیر مسجد قبا و دیگر مساجد متبرکہ
باب دہم۔ در ذکر آبار مدینہ طیبہ
باب یازدہم۔ در ذکر بعض اماکن مابین مکہ و مدینہ
باب دوازدہم۔ در ذکر فضائل روضہ اقدس
باب سیزدہم۔ در ذکر فضائل جبل احد و شہدائے احد
باب چہاردہم۔ در ذکر فضائل زیارت سید المرسلین
باب پانزدہم۔ در ذکر حکم زیارت قبر شریف
باب شانزدہم۔ در ذکر آداب زیارت سید المرسلین
باب ہفدہم۔ در ذکر آداب صلوۃ سید المرسلین

زاد المتقین فی سلوک طریق الیقین

شاہ صاحب نے اس میں اپنے ان شیوخ و اساتذہ کے حالات لکھے ہیں جن سے سفر حجاز میں فیوضات باطنی اور علوم ظاہری حاصل کیے تھے یہ کتاب [illegible]ھ میں تمام ہوئی، اور اس کے مضامین تین مقاصد پر منقسم ہیں۔

مقصد اول۔ در احوال شیخ علی متقی

باب اول۔ در ذکر جمل از ابتدائے حال و سیر و سلوک ایشان تا ہجرت ایشان بسوئے مکہ معظمہ و دریافت علماء و مشائخین حدیث و انتخاب سلاسل مشائخ طریقت و اشتغال بہ تصنیف کتب و نشر علوم و تربیت طالبان حق۔

Marfat.com

باب دوم۔ درذکر بعضی از طرق وآداب ایشاں وعبادات وریاضات

باب سوم۔ درذکر بعضے از مقالات وحکایات کہ دال اند بر طرق وآداب واوضاع ایشاں

باب چہارم۔ درذکر بعضے از خوارق وکرامات ایشاں

باب پنجم۔ درذکر بعضے از انتہائے احوال ایشاں وذکر قصۂ رحلت وآنچہ متعلق است بداں۔

ضمیمہ۔ رسالۂ تبیین الطرق کہ اول مصنفات ایشاں است

مقصد ثانی۔ در احوال شیخ عبدالوہاب متقی۔

باب اول۔ درذکر مجملی از ابتدائے احوال ایشاں ووصول بہ مکہ مکرمہ ودریافت صحبت حضرت شیخ علی متقی۔

باب دوم۔ درذکر طرق واوضاع وآداب ایشاں درطریق تصوف

باب سوم۔ درذکر بعضے از مناقب وکرامات واحوال ومقامات وریاضات ومجاہدات ایشاں کہ از زبان حضرت تا ایں وقت بظہور رسیدہ بوجود آمد

باب چہارم۔ درذکر بعضے از عجائب وغرائب کہ درآوان مسافرت وزمان اقامت دیدہ بود

باب پنجم۔ درذکر تشریف ایں فقیر بہ صحبت ایشاں والتزام ملازمت ایشاں درمدت اقامت آں مقام شریف وحصول اجازت خرقۂ خلافت علم حدیث وتصوف وادعیہ واحزاب ودیگر عنایات ورجوع بوطن اصلی بامر ایشاں

مقصد ثالث۔ درذکر بعضے از مشائخ وفقرائے آں دیار رحمہم اللہ علیہم اجمعین۔

(۱) شیخ محمد ابن عراقی صاحب تنزیہ الشریعۃ (۲) شیخ ابوالحسن المصری البکری الشافعی المتوفی سنہ ۹۵۲ھ استاد مولانا محمد طاہر فتنی (۳) شیخ محمد بن شیخ ابی الحسن البکری المتوفی سنہ ۹۹۴ھ (۴) شیخ زین العابدین (۵) سید عبداللہ القادری الحضرموتی۔ (۶) شیخ ابوبکر ابن سالم الحضرمی (۷) شیخ شہاب الدین احمد بن حجر المکی الہیتمی المتوفی سنہ ۹۷۴ھ

Marfat.com

(۸) شیخ محمد حضاعی از فقہائے مصر (۹) شیخ احمد ابو الحرم المدنی المتوفی سنہ ۱۰۰۱ھ (۱۰) شیخ علی ابن جار اللہ القرشی المخزومی المکی (۱۱) شیخ محمد الحنفی (۱۲) شیخ محمد النوفری المصری المالکی المتوفی سنہ ۹۹۹ھ (۱۳) شیخ محمد البہنسی (۱۴) سید حاتم ابن احمد الدہلوی الیمنی المحالی (۱۵) سیدی الشیخ الخضری (۱۶) شیخ عیسی المغربی المدنی (۱۷) شیخ علی ابن عیسی الجیلی القادری (۱۸) مولانا اسمعیل شیروانی نقشبندی (۱۹) مولانا شیخ حاجی نصر اللہ بدخشی (۲۰) مولانا نصر اللہ سراری (۲۱) مولانا محمد (۲۲) شیخ عبداللہ (۲۳) شیخ رحمت اللہ السندی (۲۴) شیخ مولانا عبداللہ السندی (۲۵) فقیہ محمد نالیتی (۲۶) میاں خدابخش دکنی

ذکر الملوک ہندوستان کی عام تاریخ ہے۔ اس میں شاہ صاحب نے سلطان معز الدنیا محمد بن سام کی فتوحات سے شہنشاہ اکبر کی تخت نشینی تک واقعات تحریر کئے ہیں۔ دیباچہ سے معلوم ہوتا ہے کہ محمد بن سام کے فتح ہندوستان سے سلطان ناصر الدین محمود بن سلطان شمس الدین التمش کے جلوس تک جو زمانہ گذرا ہے اس کے حالات طبقات ناصری سے ماخوذ ہیں۔ غیاث الدین بلبن نے فیروز شاہ تک آٹھ بادشاہوں کا تذکرہ تاریخ فیروز شاہی سے منقول ہے۔ اس کے بعد اکبر کے جلوس تک جس قدر بادشاہ ہوئے ہیں اُن کا احوال معتبر روایات اور عینی مشاہدات کی بنا پر مرقوم ہے۔

یہ کتاب سنہ [illegible]ھ میں تمام ہوئی ہے اور اس کے مضامین حسب ذیل آٹھ مقالوں پر منقسم ہیں۔

مقالہ اول۔ درذکر سلاطین دہلی	مقالہ دوم۔ درذکر سلاطین بنگالہ
مقالہ سوم۔ درذکر سلاطین جونپور	مقالہ چہارم۔ درذکر سلاطین ملتان
مقالہ پنجم۔ درذکر سلاطین گجرات	مقالہ ششم۔ درذکر سلاطین دکن
مقالہ ہفتم۔ درذکر سلاطین مالوہ	مقالہ ہشتم۔ درذکر سلاطین کشمیر

شیخ فرید بخاری (وفات سنہ [illegible]۲۵ھ) جہانگیر کے امرائے دربار سے تھے [illegible]

Marfat.com

۱۴

سلطان فیروز بنام تاتارخاں کہ از ارکان دولت وی بود تصنیف یافتہ و مصنف وے مولانا عالم اندپتی[1] است و بعضی گویند ایں تاتارخاں کہ ایں کتاب بنام اوست از امراے علائی بود واللہ اعلم

دیگی از علماے زمان فیروز شاہ مولانا خواجگی[2] بود استاد قاضی شہاب الدین دولت آبادی و مولانا احمد تہانیسری و قاضی عبدالمقتدر شریحی نیز از فضلاے ایں وقت بودند و قاضی عبدالمقتدر[3] باوجود علم شعر نیز میگفت و شعر عربی وی بہتر از

(بقیہ حاشیہ گذشتہ) کی نسبت ان کے فتاوی جمع ہیں یہ دونوں کتابیں تفسیر تاتارخانی اور فتاوی تاتارخانی کہلاتی ہیں۔ تفسیر نایاب ہے۔ فتاوی بھی اگرچہ کمیاب ہے لیکن اس کے نسخے اکثر کتب خانوں میں مل جاتے ہیں۔ کتب خانہ آصفیہ میں اس کا ایک نسخہ جو نویں صدی کا مکتوبہ ہے نو جلدوں میں فن فتاوی کے نمبر ۸۰ تا ۹۶ پر محفوظ ہے۔

فتاوی کا ذکر حاجی خلیفہ نے بھی کیا ہے اور اس کے مصنف کا نام امام الفقیہ عالم بن علا الحنفی بتایا ہے۔ امام ابراہیم بن محمد الحلبی المتوفی سنہ ۹۵۶ھ نے اسکی تلخیص کی ہے۔ کشف الظنون جلد اول صد ۲۱۱

[1] اندپہتی۔ اندھپت۔ ایک قریہ کا نام ہے جو دہلی کے قرب وجوار میں آباد تھا۔ تاریخ فیروز شاہی صد ۳۴۷

[2] مولانا خواجگی۔ مرید خواجہ نصیر الدین محمود چراغ دہلی۔ شاگرد مولانا معین الدین عمرانی و استاد قاضی شہاب الدین دولت آبادی۔ امیر تیمور کی یورش کے بعد دہلی سے نقل مقام کر کے کالپی میں سکونت پذیر ہوے اور اسی جگہ ان کا انتقال ہوا۔ اخبار الاخیار صد ۱۳۹ مآثر الکرام صد ۱۸۵ تذکرہ علماے ہند صد ۵۸

[3] قاضی عبدالمقتدر بن قاضی رکن الدین الشریحی الکندی الدہلوی۔ خلیفہ شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلی و استاد قاضی شہاب الدین دولت آبادی وفات ۲۶ محرم سنہ ۷۹۱ھ مزار ان کا دہلی میں حوض شمسی کے جانب جنوب واقع ہے۔ اخبار الاخیار صد ۱۴۶ سبحۃ المرجان صد ۲۹ مآثر الکرام صد ۱۵۳ تذکرہ علماے ہند صد ۱۳۳

Marfat.com

شعر فارسی اوست و لامیۃ العجم[1] که قصیدہ مشہور است و فصحا و بلغائے عجم و عرب به معارضه آں دست زدہ وی نیز به معارضه آں ایستادہ از عہدہ آں بہ وجہ احسن برآمدہ است و مولانا احمد تھانیسری[2] نیز بزبان عربی شعر گفته و قصیدہ دالیہ وال است بر فضل و بلاغت وی و اینہا ہمه در اخبار الاخیار مسطور است۔

و بعد از زمان سعادت نشان فیروز شاہ که او را ختم بادشاہان ہند میگویند و بعد از وی مجموعه سلطنت ایں دیار قطعه شدہ و مانند ملوک آفاق در ہر جا صیحه بادشاہی پیدا آمدہ در زمان سلطان ابراہیم شرقی[3] که در جانب جونپور پیدا شد قاضی شہاب الدین[4] زاولی دولت آبادی که شہاب ثاقب و کواکب دری

---

[1] لامیۃ العجم۔ عربی زبان کا مشہور قصیدہ ہے جسے موید الدین اسماعیل بن حسین بن علی محرر الکتاب الطغرائی المتوفی ۵۱۳ھ نے ۵۰۵ھ میں بمقام بغداد نظم کیا ہے اور اس میں اپنی حالت اور زمانہ کی شکایت بیان کی ہے۔ کشف الظنون جلد دوم ص ۳۴۸

[2] مولانا احمد تھانیسری۔ مرید شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلی۔ قبر آپ کی قلعه کالپی میں واقع ہے۔ اخبار الاخیار ص ۱۴۲ سبحۃ المرجان ص ۳۷ ماثر الکرام ص ۱۸۶ تذکرہ علمائے ہند ص ۱۸

[3] سلطان شمس الدین ابراہیم بن مبارک شاہ۔ جونپور کی سلطنت شرقیہ کا تیسرا حکمراں ۸۰۴ھ سے ۸۴۴ھ تک حکمراں رہا ہے بڑا ذی علم اور علم دوست فرماں روا گذرا ہے اس کے حالات کے لئے دیکھئے تاریخ فرشتہ جلد ۲

[4] قاضی شہاب الدین بن شمس الدین بن عمر الزاولی دولت آبادی شاگرد مولانا خواجگی و قاضی عبد المقتدر الشریحی۔ وفات ۲۵ رجب ۸۴۹ھ بمقام جون پور مسجد سلطان ابراہیم کے بائیں جنوب ان کا مزار واقع ہے اخبار الاخیار ص ۱۷۳ سبحۃ المرجان ص ۳۹ ماثر الکرام ص ۱۸۵ تذکرہ علمائے ہند ص ۸۴

Marfat.com

صاحب جامع الصحیح (۲) الامام الحافظ ابی الحسین مسلم بن الحجاج القشیری النیشاپوری المتوفی سنہ ۲۶۱ ہجری۔ صاحب جامع الصحیح (۳) الامام مالک بن انس الحمیری الاصبحی المدنی المتوفی سنہ ۱۷۹ھ صاحب الموطا (۴) الامام ابوعبداللہ محمد بن ادریس الشافعی المتوفی سنہ ۲۰۴ھ صاحب المسند (۵) الامام احمد بن محمد بن حنبل المتوفی سنہ ۲۴۱ھ صاحب المسند (۶) الحافظ ابی داؤد سلیمان بن اشعث السجستانی المتوفی سنہ ۲۷۵ھ صاحب السنن (۷) الامام الحافظ ابی عیسٰی محمد بن عیسٰی الترمذی المتوفی سنہ ۲۷۹ھ صاحب الجامع الصحیح (۸) الحافظ ابوعبدالرحمٰن احمد بن شعیب النسائی المتوفی سنہ ۳۰۳ھ صاحب السنن (۹) الحافظ ابوعبداللہ محمد بن یزید بن ماجۃ القزوینی المتوفی سنہ ۲۷۳ھ صاحب السنن (۱۰) الامام الحافظ عبداللہ بن عبدالرحمٰن الدارمی المتوفی سنہ ۲۵۵ھ صاحب السنن (۱۱) الامام الحجۃ ابوالحسن علی بن عمر البغدادی الدارقطنی المتوفی سنہ ۳۸۵ھ صاحب السنن (۱۲) الامام ابوبکر احمد بن حسین بن علی الخسروجردی البیہقی المتوفی سنہ ۴۵۸ھ صاحب سنن الکبیر (۱۳) الامام زرین بن معاویۃ العبدری السرقسطی المتوفی سنہ ۵۳۵ھ صاحب تجرید الصحاح (۱۴) الامام الحافظ محی الدین ابوذکریا یحیٰی بن شرف النووی الشافعی المتوفی سنہ ۶۷۶ھ شارح صحیح مسلم (۱۵) الامام ابی الفرج عبدالرحمٰن بن علی البغدادی المعروف بابن الجوزی المتوفی سنہ ۵۹۷ھ

شرح فتوح الغیب شاہ صاحب نے شرح مشکوٰۃ کے اثنائے تالیف میں غوث الثقلین شیخ محی الدین سید عبدالقادر جیلانی رح المتولد سنہ ۴۷۱ھ المتوفی سنہ ۵۶۱ھ کی کتاب فتوح الغیب کا فارسی میں ترجمہ کیا۔ لمعات التنقیح کو ختم کرنے سے پہلے اُس کے اسرار و غوامض حل کرنے کے لئے شرح لکھی اور اس کا نام مفتاح الفتوح رکھا۔

مدارج النبوۃ و مراتب الفتوۃ۔ شاہ صاحب مدت دراز سے ارادہ کر رہے تھے کہ ایک مبسوط کتاب سیر مصطفوی میں تالیف کریں۔ ان کے فرزند عزیز شیخ نورالحق بھی اس ارادے کی تائید کیا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ سفر السعادۃ اور مشکوٰۃ المصابیح کے شروح

Marfat.com

۱۶۷

بسوط کی ترتیب تکمیل سے فراغت حاصل کرنے کے بعد مدارج النبوت کی تصنیف میں مصروف ومشغول رہے اور کئی سال کی محنت کے بعد سنہ ۱۰۴۱ھ کے حدود میں اسے تمام کیا اور اس کے مضامین حسب ذیل پانچ اقسام پر تقسیم کیے۔

قسم اول۔ در ذکر فضائل و کمالات جناب سید المرسلین صلعم

قسم دوم۔ در ذکر ولادت مبارک و نبوت ...

قسم سوم۔ در ذکر وقائع سنوات کہ از ہجرت تا ابتدائے مرض وفات وقوع یافتہ

قسم چہارم۔ در ذکر حدوث مرض و وفات و تجہیز و تکفین وغیرہ

قسم پنجم۔ در ذکر اولاد طاہرہ و ازواج مطہرہ و اعمام و عمات و اخوات رضاعی و خدام و موالی و کتاب و عمال و موذنین وغیرہ

تکملہ۔ در بیان نسخہ از صفات کاملہ

کتابیات

شاہ صاحب کے حالات کتب ذیل میں دیکھیے۔

۱۔ منتخب التواریخ	ملا عبد القادر بدایونی	کلکتہ جلد سوم	ص ۱۱۳
۲۔ توزک جہانگیری	نور الدین محمد جہانگیر بادشاہ	لکھنؤ	ص ۲۸۵
۳۔ بادشاہ نامہ	ملا عبد الحمید لاہوری	کلکتہ ۱۸۶۷ء جلد اول حصہ دوم ص ۳۴۱	
۴۔ طبقات شاہجہانی	محمد صادق	نسخہ خطی طبقہ دہم باب اول	
۵۔ کلمات الصادقین	محمد صادق	ذکر صد و دہم	
۶۔ عمل صالح	محمد صالح کنبوہ	نسخہ خطی خاتمہ در ذکر علماء و صلحا	
۷۔ ماثر الکرام	میر غلام علی آزاد بلگرامی	مفید عام آگرہ سنہ ۱۹۱۲ء	ص ۲۰۱
۸۔ سبحۃ المرجان	میر غلام علی آزاد بلگرامی	بمبئی سنہ ۱۳۰۳ھ	ص ۵۲

Marfat.com

۹- مظہر آدم ترجمہ سبحۃ المرجان مولوی محمد شمس الدین احمد لکھنؤ ۱۸۷۸ء صفحہ ۸

۱۰- آثار الصنادید ڈاکٹر سر سید احمد خان مرحوم کانپور سہ باب سوم صفحہ ۶۳

۱۱- ابجد العلوم نواب صدیق حسن خان قنوجی بھوپال ۱۲۹۶ھ صفحہ ۹۰۰

۱۲- اتحاف النبلا نواب صدیق حسن خان قنوجی بھوپال صفحہ ۳۰۳

۱۳- حدائق الحنفیہ مولوی فقیر محمد لکھنؤ ۱۸۹۱ء صفحہ ۴۰۹

۱۴- تذکرہ علمائے ہند مولوی رحمان علی رپواتی لکھنؤ ۱۸۹۴ء صفحہ ۱۰۹

۱۵- بحر زخار مولوی وجیہ الدین لکھنوی خطی

۱۶- محبوب الالباب فہرست کتب خانہ مولوی خدا بخش خان حیدر آباد ۱۳۰۴ھ صفحہ ۱۵

۱۷- مفتاح التواریخ طامس ولیم بیل لکھنؤ ۱۰۹۷ھ صفحہ ۲۴۹

۱۸- تاریخ ہندوستان سر جان الیٹ لندن جلد ششم صفحہ ۱۷۵

۱۹- اورنٹیل بیاگرفیکل ڈکشنری طامس ولیم بیل لندن صفحہ ۴

۲۰- فہرست مخطوطات فارسی برٹش میوزیم - چارلس ریو جلد اول صفحہ ۱۴

۲۱- انسائیکلوپیڈیا آف اسلام جلد اول صفحہ ۳۹

ضمیمہ

(۱)

اقتباس از منتخب التواریخ تالیف ملا عبد القادر بدایونی در ۱۰۰۴ھ

شیخ عبد الحق دہلوی حقی تخلص میکند کہ مجموعہ کمالات و منبع فضائل است و جمیع علوم عقلی و نقلی را درس می گوید - و در تصوف مرتبہ بلند دارد - و از جملہ تصانیف

Marfat.com

او ترجمہ تاریخ مدینہ سکینہ و کتابی ست در احوال مشایخ و متاخر ہند کہ ذکر الاولیا تاریخ آں ست۔ از عنفوان شباب در طلب داشت۔ و چندگاہی در فتح پور بنا بر الفت قدیم با ملک الشعرا شیخ فیضی و مرزا نظام الدین احمد صاحب بود۔ و فقیر نیز بتقریب ایشاں شرف خدمتش را دریافتہ پیوستہ از فواید صحبتش محظوظ بودم۔

و توفیق رفتن بکعبہ شریفہ رفیق او شد از دہلی بطریق جذبہ ہیچ چیز ملتمس ناشدہ بہ گجرات رفت و بحسن سعی مرزا نظام الدین احمد و مددگاری او در جہاز نشستہ بہ سفر حجاز رفت۔ با حاجی بیگم از حج بازگشتہ بآگرہ آمد

و ملک الشعرا شیخ فیضی بعد از آمدن از ولایت دکن بنا بر روش قدیم ستم ظریفانہ کہ یاراں را برائے گرمی مجلس و ہمہ زبانی خویش بجاں می خواست۔ ابیات چند خطے چند مشتمل بر اظہار شوق طلب شیخ حقی از لاہور فرستاد و او از نہایت آزاری کہ در دل داشت نیامد و مکاتیب عذر آمیز نوشت۔

(۳)

اقتباس از کتاب طبقات شاہجہانی تالیف ملا محمد صادق ہمدانی در ۱۰۴۶ھ

طبقہ نہم باب اول

در سال نہصد و نود و پنج بطریق جذبہ بحرمین شریفین رفت و با شیخ عبد الوہاب متقی کہ خلیفہ اعظم و جانشین شیخ علی متقی رضی اللہ عنہما بود صحبت داشت و علم حدیث تصحیح نمود و باسناد عالی حاصل کرد۔ از طریقہ قادریہ و شاذلیہ مجاز شد و بہ رخصت شیخ عبد الوہاب متقی بوطن اصلی مراجعت نمود۔ و بہ دہلی آمد۔ در سال ہزار و ہشت حضرت قطب الدین خواجہ محمد باقی اویسی نقشبندی قدس سرہ بدار المعارف دہلی ارزانی

Marfat.com

۳۰

درمودو مستعدان و خداپرستان عالی فطرت گرد آن مرکز دائرہ قطبیت جمع آمدند
حضرت مخدوم را فراوان محبت و اخلاص بہ حضرت خواجہ پیدا شد۔ بعد از اشارہ
حضرت غوث الثقلین شاہ محی الدین جیلانی اخذ طریقہ نمودہ بہ طریقہ نقشبندیہ
مشغول شد و بعد از چندگاہ اجازہ ارشاد طریقہ نقشبندیہ از آنحضرت یافت۔
و بعد از وفات حضرت خواجہ حلاوت چاشنی خلوت و عزلت در مذاق حضرت
مخدوم غالب آمدہ ترک آمد و رفت خانہ عالمیاں کرد۔ تا امسال کہ سال ہزار
و چہل و شش است پائے شکیبائی از ان پیچیدہ بدرس و تلقین
نیازمندان علم و حفاظ دہلی بر دارند و تمامی اوقات بابرکات بہ مطالعہ و درس
حدیث و تفسیر مصروف است و عام خاص از انفاس متبرکہ وے محظوظ و مسرور است
و پیوستہ بہ تصنیف کتب دینیہ اشتغال دارد۔ و در علوم عقلی و نقلی تصانیف
کردہ است و تمام تصانیف وے صغیر و کبیر تا سال مذکور قریب صدہا شدہ۔ از ان
جملہ شرح سفر السعادۃ و شرح مشکات و ترجمہ مشکات در سیر مدارج النبوت دریں
ایام بہ کلک تحریر سپردہ۔

(۳۱)

اقتباس از توزک جہانگیری

شیخ عبدالحق دہلوی کہ از اہل فضل و ارباب سعادت است دریں ایام
دولت ملازمت دریافت کتابی تصنیف نمودہ بود مشتمل احوال مشائخ ہند بنظر
در آمدہ خیلکے زحمت کشیدہ مدتہاست کہ در گوشۂ دہلی بوضع توکل و تجرید بسر می
بُردہ مرد گرامی است صحبتش بے ذوق نیست بانواع مراحم دلنوازشے کردہ رخصت
فرمودم۔

Marfat.com

ا

بسم الله الرحمن الرحيم

پروردگار عالم جل جلاله و عم نواله بفرستاده خود و برگزیده درگاه خود صلی الله علیه وآله وصحبه وسلم میفرماید قل لو کان البحر مدادا لکلمات ربی لنفد البحر قبل ان تنفد کلمات ربی ولو جئنا بمثله مددا و در جائے دیگر میگوید و لو ان ما فی الارض من شجرة اقلام والبحر یمده من بعده سبعة ابحر ما نفدت کلمات الله باید دانست که مراد بایں کلمات که اگر هفت دریا سیاهی شود و درختان همه قلم گردد و هنوز سپری نشود علوم و معانی است که دانائے غیب از کتاب لاریب به بعضے از بندگان خود که تلامذه درس قدس و خوانندگان کتاب مبین او هستند تعلیم و تلقین نموده است و جواهر حقائق و اسرار که از خزائن جود و موهبت نثار وقت عارفان ساخته و کنوز معارف و مواهب که از عالم لانهایة له در بواطن قدس مواطن ایشان نهاده و بر لسان وقت و حال و زبان تقریر و تحریر ایشان جاری گردانیده است و الا آنچه صفات حق و هو و ذات مطلق ست منزه و مقدس است که بایں تشکیل و تنظیم ازاں تعبیر و تقریر نمایند آنجا بے نهایت گفتن اثبات تحدید و تناهی و تقیید مبریه و تغییر و کوتاهی ست چه جائے این مبالغه که تا نظریه تقیید و مشعر به تحدید ست

Marfat.com

۲

آنجا که بینهایتی علم اقدس است — تمثیل را به بحر و در ختاں مجال نیست
هر پایه کمال که در فهم ما رسد — در بارگاه عزت باری کمال نیست
ایں بینهایتی صفت خلق خالق است — نسبت بذات مطلق حق جز خیال نیست

اول موجی که از دریائے وحدت جوش زد و نخستین کلامی که در کتاب لاریب فیه نوشته آمد علوم و فیوض غیر متناهی آنجنست که به روح پر فتوح محمدی که روح کل و عقل اول و وجود ثانی است و مرآت صور تمامه حقائق وجوبی و امکانی و جفر جامع حروف و اسمائے الہیا و کتابی است فائض و نازل گشت و هر چه در کتاب غیب و شهادت در وحدت و کثرت و ذوات و صفات مکتوب و مسطور و مذکور بود همه در لوح محفوظ ضمیر و کتاب مبین قلب وی ثبت یافت حقیقت محمدی را دریائے داں که ماهیات اشیاء و حقائق موجودات همه امواج آں بحر موّاج اند بعضی مثل انهار و جداول و بعضے مثل اسقیه و قرب و برخی مشابه کوزه و اقداح و پاره به مشابه غرف و قطرات و هر یکے بقدر استعداد و استمداد نصیبه فیضی از آں دریا دارند نخست شاگرد رشید استاد ازل او ست که تحصیل علوم غیب استفاده معارف لاریب که کلمات الله و کلمات ربی عبارت از آں است تحصیل کرده و تکمیل نموده هم دراں عالم حضرت محمدیه و ربانیه که بنا کرده صانع قدیم ست خلافت عن الله بر مسند تدریس جلوه فرموده بر ارواح انبیا که طلبه علم غیب و خوانندگان کتاب لاریب اند افاده و افاضه نموده و همه را تعلیم و تربیت فرمود کنت نبیا و آدم بین الماء و الطین اشارتی به شرح و بیان آں داستان است یعنے پیش از خلق اجساد و اشباه روح من در عالم ارواح به صفت نبوت و انباء و تقدیم و ترتیب ارواح انبیاء متصف بودم و انبیاء و رسل همه حکم امت داشتند و ازینجا که نبی الانبیاء و سید الرسل از القاب و صفات منقبت آیات اوست

خیر الوری امام رسل خواجه دو کون — او از ابتدا و هر چه جز او منتهی از او
شاگرد کردگار جهاں او ستاد خلق — دریائے علم و مخزن دیں کان گفت و گو

او جان جمله عالم حق جان جان شمار — حق را بغیر واسطهٔ ذات او مجو

وصل

بعد از نزول و انتقال از آن عالم حضرات انبیا صلوات الله و سلامه علیهم اجمعین که
حاضران مجلس علم و شاگردان حوزهٔ درس او بودند و هر یکی کتابی از مجلدات الٰهی از وی خوانده
و تحصیل نموده بود بر مسند افاده نشسته کلمات الله را بر خلق افاده و افاضه فرمودند مقدم
ایشان آدم صفی آمد که با وجود نسبت ابوت در درس آن حضرت صدق زانوی ادب زده
صحاح لغات اسما را تعلم نموده بود بر مسند خلافت تکیه زده. ساکنان ملا اعلی را تعلیم
و تلقین نموده حق استادی بر ایشان ثابت گردانیده مقتدا و مسجود ایشان گشته و غلغله
در کشور ملکوت انگندند و تمامه کائنات از تحیر و تعجب انگشت بر دهان نهادند و دست بر
دست زدند که این چه چیست که لعبتی از خاک ساختند و چنین بنوازند و بر پاک‌زادان عالم
ملکوت سرفراز گردانند و ندانستند که این خاک گنجینهٔ اسرار احدی و مستودع جواهر محمدی
و اسرارنامهٔ الٰهی و مجموعهٔ کلمات نامتناهی است و به حقیقت مقصود اقامت حجت ربوبیت
و تعلیم آداب عبودیت و اثبات افضلیت علم بر عبادت و اتمیت کلمات الله بر تسبیح
و اظهار اجمعیت و فوقیت حاضران مدارس علم بر ساکنان صوامع قدس بود و آدم به
مظهریت اسماء و صفات الٰهی راسخ بود جامع و کتابی بود وافی مشتمل بر آیات و کلمات
الٰهی تعالی و تقدس و ملائکه را ابطال آن علوم و معارف معلوم و منکشف شد که هرگز آن را
نخوانده و ندیده بودند و بدین جهت نیز آدم را بر ملائکه حق استادی بهم رسید گر کور دلی
و سیه بختی که این آیات نخوانده و در کوی جهل و عتو فرو رفته به داغ طرد و لعن موسوم آمد
از دیوان سعادت نام این محو شد نعوذ بالله من ذلک بعد از آن چون کلام ترکیبی خبری
و مقتضای حکمت الٰهی خلیفه از آدم بوجود آمد تبلیغ کلمات انابت و رحمت از پروردگار
تعالی و تقدس که فتلقی آدم من ربه کلمات فتاب علیه به مفتاحی بالاتر از اجتبیه

Marfat.com

وہدایت نشست وجامعیت دگر یافت و بعد از آدم صفی این کلمات از ابراہیم خلیل رب جلیل ظہور یافت کہ بعد از اتمام واداے حقوق آں بہ منصب امامت ومقام خلت اختصاص یافت واذا ابتلی ابراہیم ربہ بکلمات فاتمہن قال انی جاعلک للناس اماما وبعد از ابراہیم موسیٰ کلیم اللہ مشرف ومخصوص بکلمات گشت وبے واسطہ کلام حق شنید وکلم اللہ موسیٰ تکلیما وپس از کلیم عیسیٰ روح اللہ آمد ومسمیٰ بکلمۃ اللہ شد ودر مہد سخن کرد ودر عہد طفولیت کتاب اللہ خواند وبہ آں کلمات مردہ را زندہ گردانید وابرار اکمہ وابرص کرد وہمہ انبیاء واولیا مظہر کلمات اللہ ومحل خطاب اویند بلکہ ہمہ ذرات کائنات واجزاء عالم ناطق بہ ثناے حق وشاہد بر کمالات الٰہی ومظہر کلمات نامعدود ونامتناہی وی تعالیٰ وتقدس اند چنانکہ اگر ہفت دریا سیاہی شوند وہمہ درختاں قلم گردند ہمہ ذرات زباں باشند سیری نگردد۔

ہمہ ذرات آیات آگہ اند | براثبات وجود او گواہ اند
زبان حال ہر ایک گشتہ گویا | کہ موجود حقیقی لیس الا
کلام آخر ہمیں نی صورت حرفست | کہ قانون بیانش نحو وصرف است
کلام البتہ موقوف زباں نیست | اگر نبود زباں آنرا زیاں نیست
وگر ہم ہست ہر یک را زباں نیست | بزیر ہر زباں شیریں بیان ست
ہمہ کس با زبان خویش گویاست | بعلم کش خدا داد ست داناست
ہر آنچہ کرد بر معنی دلالت | بود نفی کلام از وے جہالت
باین معنی ہمہ عالم کلام ست | بگوش اہل دل زانسو پیام ست
زہر ذرہ شنو گر گوش داری | آواز بلند اوصاف باری

وصل

بعد از ظہور عالم اجسام وانقضای دور نبوت انبیائے کرام علیہما الصلوٰۃ والسلام

Marfat.com

حکمت الٰہی اقتضای آں کرد چنانچہ ابتدائی کارخانہ نبوت و فتحیاب فیض و فتوت و
تعلیم و تربیت بروح پرفتوح محمدی بود صلی اللہ علیہ وسلم ختم و انتہائی ایں کار نیز بوی کرد
و دورہ ایجاد و امداد بوی تمام شود پس ہماں روح اعظم و عقل کل بصورت عنصری و شکل
بشری وی متعلق شدہ از علوم و فیوض کہ تعلق بایں نشأہ داشت افادہ و افاضہ
شرح و بیان کلمات اللہ نمودہ عالم و عالمیاں را تا دور قیامت مملو و مشحون گردانید
تخت عصابہ صحابہ کہ بہ استفاضہ و استفادہ تربت نزد جماعہ اہل بیت نبوی کہ بطہارت
و اصابت مخصوص تر بودند جداول و انہار آں دریا و کواکب و اقمار آں بیضا گشتند
و عالم را از آثار علم و انوار ہدایت مستفیض و مستضی گردانیدند و بعد از ایشاں تابعین و
تبع تابعین کہ پیران راسخین و وارثان علم دین اند کر جد و اجتہاد بستہ و در نشر علم اصولاً
و فروعاً کوشیدہ لوا دین و رآیات اسلام محکم و کلمۃ اللہ ہی العلیا با علی علیین بردند
و آفاق و اکناف عالم را شرقاً و غرباً بانوار علوم و فہوم روشن ساختند و از یک کلمہ کلمات
و از یک حرف حکایات استنباط نمودند و شجرۂ طیبہ علم را کہ مثال کلمہ طیبہ است بصفت
اصلہا ثابت و فرعہا فی السماء از حضیض ثری باوج ثریا بردند قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم لو کان الدین معلقاً بالثریا لنالہ رجال من فارس و بعد از ایشاں جماہیر
ثقات و مشاہیر علما اخبار و آثار روایت کردہ انواع علوم و اقسام فنون فراہم آوردہ
و قواعد و اصطلاحات بستہ و کتب و دفاتر ساختہ و ابواب و فصول ترتیب دادہ
از حد حصر و حیطۂ قیاس بیروں بردند و ہمچنیں قرناً بعد قرن علما و فضلا و فصحا و بلغا
کہ افاضل ملت و اکابر و اعیان ایں خیر امت و کثرال سواد علم و شحنہہائے بلاد فضل
و نبلای وقت و فضلائے روزگار اند در ہر اقلیمی و ہر ولایتی و ہر شہری و دریں مدت
بکہزار و کسری پیدا شدند کہ در ہیچ ملتی و امتی از امم سابقہ و ملل سالفہ با وجود امداد مدد
طول اعمار بوجود نیامدہ و ظہور نیافتند خصوصاً از طائفہ دہلویان از اہل صفوت و

Marfat.com

ولایت وزہادت وعبادت وریاضت ومجاہدت کہ مطالع انوار معرفت ومخازن
اسرار محبت ومظہر کرامات ومصدر خوارق عادت واصحاب کلمات وعبارات ظاہرہ
اہل رموز واشارات واحوال ومقامات ایں طایفۂ علیہ است قدس اللہ اسرارہم واظہر انوارہم

وصل

وچوں ایں انوار سرمدی از مطالعہ انوار محمدی علیہ من الصلوات افضلہا ومن التحیات
اکملہا بر اطراف واکناف ہندوستان تافتہ بر معمورۂ دہلی کہ مرکز دائرۂ ولایت وکرامت
وقبۃ الاسلام دین وملت سنت قرار یافت جمعی کثیر وجم غفیر از طوائف انام وقبائل
اہل اسلام از مشائخ عظام وعلماء کرام وفصحای شیریں کلام از آفاق عالم از ولایت عرب
وعجم نزول اجلال نمودہ دریں بلدہ کرامت انجام اقامت فرمودند۔ واطراف واکناف
ایں دیار کہ بہ ظلمت کفر وجہل تنگ وتیرہ شدہ بود بہ نور ایمان وعلم روشن وکشادہ
گردانیدند وکاتب سطور عصمہ اللہ اوقاتہ عن التضییع والفتور تذکرہ ملوک وامرا در تاریخ
نامہ ایں دیار کہ مسمی بذکر ملوک[1] ومتضمن تاریخ تصنیف است ضبط نمودہ ذکر مشائخ
وعلما در کتاب اخبار الاخیار[2] کہ موسوم بہ سمت شیوع واشتہار است ذکر کردہ اما ذکر فضلا

---

[1] ذکر ملوک۔ ہندوستان کی عام تاریخ ہے اس میں سلطان معز الدین محمد بن سام کی فتوحات سے شہنشاہ اکبر کی تخت نشینی تک سلاطین دہلی اور ان کے ان ہمعصر بادشاہوں کا تذکرہ ہے جو بنگالہ دکن گجرات مالوہ۔ جون پور۔ ملتان اور کشمیر وغیرہ ممالک میں برسر حکومت رہے ہیں۔ یہ کتاب ۱۰۰۴ھ میں تصنیف ہوئی ہے۔ ذکر ملوک تاریخی نام ہے۔ اسکی مفصل کیفیت ہمارے مضمون مورخین ہند میں دیکھئے۔ اس کا ایک قلمی نسخہ جو اورنگ زیب عالمگیر کے اڑتیسویں سال جلوس میں مکتوب ہوا ہے۔ کتب خانہ آصفیہ میں فن تاریخ کے نمبر ۲۰ پر تاریخ حقی کے نام سے موجود ہے۔

[2] اخبار الاخیار۔ ہندوستان کے مشائخ صوفیہ کا بہترین تذکرہ ہے۔ ۹۹۹ھ میں تصنیف ہوا ہے ذکر الاولیا اس کا تاریخی نام ہے۔ نام وتاریخ ایں کتاب عزیز گر کنی ذکر اولیاء احسن۔ اسمیں خواجہ بزرگ شیخ معین الدین چشتی رح کے عہد سے زمانۂ تالیف کتاب تک دو سو چوراسی بزرگوں کے حالات ہیں۔ ہندوستان میں کئی مرتبہ طبع ہوا ہے۔ باہتمام میرٹھ۔ مطبع ہاشمی ۱۲۷۸ھ۔ بمقام دہلی۔ مطبع محمدی ۱۲۸۳ھ و مطبع مجتبائی ۱۳۰۹ھ۔

Marfat.com

۴

از علماء و شعراء بعد از حزم و یقین به آنکه بسیار بودند چون نام و نشان ایشان پیدا نیست
و احوال و آثار تصنیفات و تالیفات هویدا نتوانست نوشت۔

شعر

ان آثارنا تدل علینا — فانظروا بعدنا الی الآثار

و اگرچه میتوانند که بوجود آمده باشد اما چون باقی نماند مشهور نشد حکم هبا منثورا
دارد و قبول و اشتهار نعمتی دیگر است که از اختیار بنده بیرون است

قبول خاطر آن در دست کس نیست — به مقبولی کسی را دست رس نیست

رزقنا الله مگر بنده که نام و نشان ایشان مذکور و تصانیف و تالیف منسوب و
مسطور است یکی از آن افاضل که در زمان کرامت نشان سلطان ناصر الدین[1] بن سلطان
شمس الدین التمش انار الله برهانه که او را سلطان نصیر الدین غازی گویند قاضی منهاج الدین[2]
جوزجانی بود مولف تاریخ طبقات ناصری[3] که بنام سلطان مذکور نوشته یادگاری برای

---

[1] سلطان ناصر الدین محمود بن سلطان شمس الدین التمش۔ یہ بادشاہ ۶۴۴ھ سے ۶۶۴ھ دہلی میں برسر حکومت رہا ہے۔ طبقات اکبری ص ۳۵ منتخب التواریخ طبع لکھنؤ ص ۱۵ تاریخ فرشتہ جلد اول ص ۔

[2] قاضی منہاج الدین۔ پورا نام منہاج الدین بن سراج الدین جوزجانی ہے اس کے حالات نہایت اختصار کے ساتھ اخبار الاخیار ص ۔ میں مذکور ہیں اس کا اور اس کے اجداد کا مفصل تذکرہ نواب ضیاء الدین احمد خاں المتخلص بہ نیر نے طبقات ناصری سے اخذ کر کے مرتب کیا ہے جو برٹش میوزیم میں مشرقی شعبہ کے نمبر ۱۸۸ پر محفوظ ہے نیز ریورٹی نے بھی ترجمہ طبقات ناصری کے دیباچہ میں اس کے حالات کسی قدر تفصیل کے ساتھ تحریر کئے ہیں۔

[3] طبقات ناصری دنیا کی عام تاریخ ہے اور ۶۵۸ھ کے قریب تمام ہوئی ہے اس کے مضامین (۲۳) طبقات پر منقسم ہیں (۱) ذکر انبیاء علیہم السلام (۲) ذکر خلفاء راشدین (۳) ذکر خلفاء بنی امیہ (۴) ذکر خلفاء عباسیہ (۵) ذکر سلاطین عجم (۶) ذکر سلاطین عرب (۷) ذکر سلاطین طاہریہ (۸) ذکر سلاطین صفاریہ (۹) ذکر سلاطین سامانیہ (۱۰) ذکر سلاطین دیالمہ (۱۱) ذکر سلاطین سبکتگینیہ (۱۲) ذکر سلاطین سلجوقیہ (۱۳) ذکر سلاطین سنجاریہ (۱۴) ذکر سلاطین

Marfat.com

خود گذاشته است اگرچه در بلاغت و براعت چندان ید طولانی ندارد و اما کلام او از اختصار و ایجاز بے گوشہ متانت و پختگی نیست برخی از احوال وی از آنچه و ملفوظات مشائخ مذکور ست در اخبار الاخیار مسطور است رحمۃ اللہ علیہ

دیگر ضیاء برنی[1] صاحب تاریخ فیروزشاہی[2] که بعد از طبقات ناصری از ابتدای سلطنت سلطان غیاث الدین بلبن تا احوال شش ساله فیروزشاه نوشته است و تالیفها در رسالهای دیگر نیز دارد[3] و مرید شیخ نظام الدین اولیا است قدس سره چیزی از احوال و اقوال وی نیز در اخبار الاخیار مذکور ست رحمۃ اللہ علیہ

(بقیہ گذشتہ) نیمروز (۱۵) ذکر سلاطین کردیہ (۱۶) ذکر سلاطین خوارزم شاہیہ (۱۷-۱۸-۱۹) ذکر سلاطین شنسبانیہ (۲۰-۲۱-۲۲) ذکر سلاطین ہندوستان (۲۳) ذکر خروج چنگیز خاں۔ ریورٹی نے پہلے چھ طبقات کو چھوڑ کر باقی کتاب کا انگریزی میں ترجمہ کیا ہے جو دو جلدوں میں ۱۸۷۳ء سے ۱۸۹۷ء تک لندن میں طبع ہوا ہے۔ ڈاکٹر لیس نے فارسی متن کے آٹھ طبقے (۱۱-۱۷-۱۸-۱۹-۲۰-۲۱-۲۲-۲۳) ۱۸۶۴ء میں بمقام کلکتہ سلسلہ کتب ہندیہ میں چھپوائے ہیں۔

[1] خواجہ ضیاء الدین برنی۔ اخبار الاخیار کے صفحہ (۱۰۰) پر ان کے حالات کسی قدر تفصیل کے ساتھ ملتے ہیں مولوی سید حسن برنی نے تاریخ فیروز شاہی سے اخذ کر کے خواجہ صاحب کا ایک مبسوط تذکرہ مرتب کیا ہے جو دہلی کے رسالہ جامعہ بابتہ ماہ دسمبر ۱۹۳۲ء میں شائع ہوا ہے۔ خواجہ صاحب نے ۷۵۸ھ کے بعد انتقال کیا اور مقبرہ سلطان المشائخ شیخ نظام الدین اولیاء کے جوار میں مدفون ہوئے۔

[2] تاریخ فیروز شاہی۔ طبقات ناصری کا تکملہ ہے اس میں سلطان غیاث الدین بلبن کی تخت نشینی (۶۶۴ھ) سے سلطان فیروز شاہ کے چھٹے سال جلوس (۷۵۸ھ) تک تخت گاہ دہلی کے آٹھ بادشاہوں کا مفصل تذکرہ تحریر ہے۔ ڈاکٹر سید احمد خاں مرحوم نے اس کی تصحیح کر کے ۱۸۶۲ء میں بمقام کلکتہ سلسلہ کتب ہندیہ میں طبع کرایا ہے۔

[3] خواجہ ضیاء الدین کی دیگر تصنیفات کے بعض نام یہ ہیں۔ مآثر السادات۔ حسرت نامہ۔ تاریخ آل برامکہ وغیرہ آخر الذکر کتاب ۱۲۸۰ھ میں بمبئی میں چھپی ہے۔

Marfat.com

۹

وبعد از ذی مردی دیگر تتمہ احوال سلطان فیروز شاہ و احوال بادشاہان گجرات مسمی بتاریخ بہادر شاہی[1] نوشتہ رفتہ است و تاریخ محمدی[2] نیز تاریخی ست کہ شخصی نوشتہ و تاریخ دیگر شمس سراج عفیف[3] نوشتہ است
و یکی از آنہا کہ مشہور ست بہ تصانیف و توالیف نظماً و نثراً ضیاء نخشبی[4] است کہ در بداون بود اگرچہ سخنان او نہ دراں مرتبہ است کہ تواں ذکر کرد اما مردی بود در

---

[1] تاریخ بہادر شاہی - یہ کتاب اس وقت نہایت نایاب ہے۔ بہادر شاہ بادشاہ گجرات (د ۹۳۲ھ تا ۹۴۳ھ) کے ایماء سے تصنیف ہوئی ہے اس میں امیر ناصر الدین سبکتگین کے زمانہ سے بہادر شاہ کی تخت نشینی تک سلاطین ہند و گجرات کے حالات مرقوم ہیں۔ عہد مغلیہ میں جو تاریخیں لکھی گئی ہیں ان میں اس کا حوالہ اکثر جگہ ملتا ہے مثلاً طبقات اکبری ص۳ تاریخ فرشتہ جلد اول ص۷ مراۃ سکندری ص۳۔ مرزا سکندر منجھو مصنف مراۃ سکندری نے اس کی نسبت اپنی حسب ذیل رائے ظاہر کی ہے "بعد ازاں شخصے تاریخ بہادر شاہی نوشتہ بعبارتی کہ مدعا ازاں مفہوم نمی شود مگر بہ قرینہ و قیاس"۔

[2] تاریخ محمدی - یہ کتاب بھی اس وقت نہایت نایاب ہے۔ خواجہ نظام الدین احمد بخشی نے اس کا نام بھی طبقات اکبری کے ماخذات میں درج کیا ہے۔ طبقات اکبری ص۳۔

[3] شمس سراج عفیف کی کتاب کا نام تاریخ فیروز شاہی ہے اس میں مصنف نے سلطان فیروز شاہ (د ۷۵۲ھ تا ۷۹۰ھ) کے حالات ولادت سے وفات تک نہایت تفصیل کے ساتھ تحریر کئے ہیں۔ ڈاکٹر ناموس نے ۱۸۹۱ء میں بہ مقام کلکتہ سلسلہ کتب ہندیہ میں اسے طبع کرایا ہے۔

[4] مولانا ضیاء الدین نخشبی - ان کے حالات اخبار الاخیار میں صفحہ ۱۰۴ پر مرقوم ہیں۔ انھوں نے نظم و نثر میں بہت سی تصنیفات اپنی یادگار چھوڑی ہیں مثلاً سلک السلوک۔ یہ کتاب تصوف میں ہے اور ۱۲۸۱ھ میں مطبع مجتبائی دہلی میں طبع ہوئی ہے۔ گلریز - یہ ادبی تصنیف ہے۔ اسے مسٹر آزاد اور محمد کاظم شیرازی نے تصحیح کر کے ۱۹۱۲ء میں بہ مقام کلکتہ سلسلہ کتب ہندیہ میں چھپوایا ہے۔ کلیات جزیات عشرہ مبشرہ - چہل ناموس طوطی نامہ - ان کتابوں کے قلمی نسخے برٹش میوزیم اور انڈیا آفس میں ہیں

گوشہ غربت خمول افتادہ وازہیچ وزمرہ وقبول واعتقاد وانکار خلق دم بستہ وخود زبان
کشادہ ذکروی نیز دراخبار الاخیار کردہ شدہ است ونقلی چند از سلک سلوک کہ از میان
تالیفات وی دربیان سخنان اہل توحید بدل نزدیک تراست ایراد یافتہ ودرمداوی

(بقیہ حاشیہ گذشتہ) کتب خانوں میں محفوظ ہیں۔

طوطی نامہ کو مولانا نے سنسکرت سے فارسی میں ترجمہ کیا ہے۔ ۱۲۰ میں طوطے کی کہی ہوئی باون کہانیاں مذکور ہیں۔ ترکی۔ فارسی۔ اردو جرمنی اور انگریزی زبانوں میں اس کے متعدد خلاصے اور ترجمے ہوئے ہیں جنکی تفصیل ہماری کتاب اردوے قدیم کے ضمیمہ دوم میں مذکور ہے اور اس کا اختصار یہ ہے۔

فارسی زبان میں طوطی نامے کے دو خلاصے ہوئے ہیں (۱) از شیخ ابوالفضل علامی اس کا نسخہ کتب خانہ آصفیہ میں موجود ہے فن قصص ۴۲۵ (۲) از سید محمد قادری یہ ۱۸۰۰ء میں بہ مقام کلکتہ اور ۱۸۰۱ء میں بہ مقام لندن چھپا ہے۔

مولانا ضیاء الدین کا اصل طوطی نامہ حسب ذیل زبانوں میں ترجمہ ہوا ہے۔

(۱) ترکی زبان میں بعہد سلطان سلیمان اعظم (سنہ ۹۲۶-۹۷۴) ترجمہ ہوا اس ترکی ترجمہ کو جارج راسین نے جرمنی میں ترجمہ کیا ہے جو ۱۸۵۸ء میں لیپزگ میں چھپا ہے۔

(۲) دکنی زبان میں دو ترجمے ہوئے ہیں اور دونوں منظوم ہیں پہلا غواصی کا ترجمہ ہے۔ جو سنہ ۱۰۴۹ میں تمام ہوا ہے دوسرا ترجمہ ابن نشاطی نے ۱۰۶۶ھ میں کیا ہے۔

(۳) انگریزی میں جیرانس نے ترجمہ کیا ہے جو ۱۷۹۲ء میں لندن میں چھپا ہے۔

سید محمد قادری کے خلاصے کے حسب ذیل تراجم شائع ہوئے ہیں۔

(۱) دکنی نثر میں۔ مترجم کا نام معلوم نہیں یہ ترجمہ سنہ ۱۱۴۲ میں تمام ہوا ہے۔

(۲) اردو نثر میں سید حیدر بخش حیدری نے ڈاکٹر جان گل کرسٹ کی فرمائش سے ۱۲۱۶ھ میں ترجمہ کیا اور طوطا کہانی اس کا نام رکھا۔

Marfat.com

مردی بود شہاب[1] مہمرہ در اشعار امیر خسرو ذکر وی آمدہ است کہ او را تقدم گویند ازاں مفہوم میگردد آنجا کہ گفتہ است ؎

زلزلہ افگند در گور شہاب مہمرہ

و دریں زمانہ از سخناں وی چیزے مشہور نیست۔

تاج ریزہ نیز شاعری بود کہ برائے شمس الملک کہ صدر زمان سلطان علاء الدین بود و اکتساب فضائل نمود و اکثر فضلائے عصر مرد وی تلمذ میکردند و شیخ نظام الدین اولیا قدس اللہ سرہ نیز در آوان طالب علمی نزد وی مقامات حریری خواندہ گفتہ است ؎

صدرا کنوں بکام دل و دوستاں شدے   مستوفی ممالک ہندوستاں شدے

و در زمان دولت سلطان علاء الدین دہلی محط رجال افاضل و مجمع فضلائے کامل بود با وجود جہل و مکابرہ و بیگانگی و بے پروائی و عدم اعتنا و التفات کہ آں مرد با طائفہ داشت خاصیت آں زمان چنیں افتادہ بود عمدہ فضلا و اشعر و اشہر شعرائے آں وقت میر حسن و میر خسرو بودند علیہما الرحمہ والغفران اما

(بقیہ حاشیہ گذشتہ) (۳) انگریزی میں گلاسیاویرٹ نے ترجمہ کیا جو فارسی متن کے ساتھ ۱۸۱۰ء میں کلکتہ میں چھپا ہے۔

(۴) جرمن میں پروفیسر ایکن نے ترجمہ کیا جو ۱۸۲۲ء میں اسٹاکرٹ میں چھپا ہے۔

[1] شہاب الدین مہمرہ ان کے والد کا نام جمال الدین تھا۔ مہمرہ واقع مملکت فارس میں پیدا ہوئے۔ ہندوستان میں آکر بدایون میں سکونت اختیار کی۔ سلطان رکن الدین فیروز بن سلطان شمس الدین التمش کے معاصر اور شیخ ضیاء الدین نخشبی کے استاد تھے۔ امیر خسرو کے قصائد میں ایک شعر بھی ملتا ہے جس میں شہاب مہمرہ کا ذکر آیا ہے۔

در بدایون مہمرہ سرمست برخیز از خواب   گر برآرد غلغلہ مرغان دہلی زیں نوا

شیخ عبدالقادر بدایونی نے اپنی تاریخ میں ان کے چند قصائد بھی نقل کئے ہیں۔

Marfat.com

[1] امیر خسرو سلطان الشعرا و برہان الفضلا است و وی عالمی بود از عوالم خداوندی
انچہ در اطوار سخن و اقسام کلام از صنائع و بدائع و مضامین و معانی دست داده
کم کسی را داده باشد شعر بسیار گفتہ اما انتخاب نموده و دواوین متعدد جمع کرده و ترتیب
داده است[2] و در بیان کثرت اشعار خود سخنی خوش طبعانہ بطریق ابہام و ایہام گفتہ کہ
اشعار من از چہار صد ہزار کمتر است و از سیصد ہزار بیشتر و امیر حسن[3] اگرچہ شعر کم گفتہ

---

[1] امیر خسرو کے حالات مولانا شبلی نے شعر العجم اور مولوی سعید احمد مارہروی نے حیات خسرو میں تفصیل سے لکھے ہیں۔ نیز دیکھیے کتب ذیل تذکرہ دولت شاہ سمرقندی طبع لاہور صد ۱۷۱ اخبار الاخیار صد ۹۶ بہارستان جامی صد ۹۳ میخانہ صد ۵ ہفت آسمان صد ۹۳ خزانہ عامرہ صد ۲۹ سفینۃ الاولیا صد ۵ نتائج الافکار صد ۱۴!

[2] امیر خسرو نے اپنے اشعار پانچ دواوین میں مرتب کئے ہیں (۱) تحفۃ الصغر جس میں سولھویں سال سے انیسویں سال تک کا کلام جمع ہے (۲) وسط الحیاۃ جس میں چوبیسویں سال سے بتیسویں سال تک کا کلام شامل ہے (۳) غرۃ الکمال اس میں وہ کلام جمع ہے جو بتیسویں سال سے بیالیسویں سال تک منظوم ہوا ہے۔ (۴) بقیہ نقیہ اس میں جو کلام جمع ہے اس کا تعلق عمر کے پچاسویں سال سے چونسٹھویں سال تک ہے۔ (۵) نہایۃ الکمال۔ اس میں آخری عمر کے منظومات جمع ہیں۔

امیر خسرو نے چار دواوین ترتیب دینے کے بعد ان کا ایک انتخاب مرتب کیا اور اس کا نام ارباع عناصر رکھا۔ یہ مجموعہ اس وقت بھی موجود ہے اور ۱۳۰۵ھ میں نول کشور پریس میں طبع ہوا ہے لیکن متن کے اس جملہ سے "اما انتخاب نمودہ" معلوم ہوتا ہے کہ یہ انتخاب جہانگیر کے عہد تک گمنام تھا اور عام طور پر مروج و مقبول نہیں ہوا تھا۔

[3] امیر حسن سنجری۔ ان کے حالات دیکھیے کتب ذیل ہیں۔ اخبار الاخیار صد ۹۸ تذکرہ دولت شاہ صد ۱۶۴ بہارستان جامی صد ۹۹ نتائج الافکار صد ۱۱۱۔ ان کا دیوان گزشتہ سال دہلی میں طبع ہوا ہے۔

Marfat.com

۱۳

تا آنچہ گفتہ سنجیدہ گفتہ و شیریں گفتہ سخن شیخ ایشاں در تمیز و تفرقہ سخن ہر دو بس است که فرمود خسرو با دریائے شور است و حسن جوی شیریں۔

فصل

بعد از دور علائی علو مرتبہ علم و فضل رو می بہ تنزل و انحطاط نہاد و سخن رنگ دیگر گرفت تا آنکہ سلطان محمد تغلق[1] از اقسام فضائل خطی وافر داشت اما آن قدر فضلا کہ در زمان علاء الدین فراہم آمدہ بودند در زمان وی نبودند یکی از مشاہیر علما و اساتذہ شہیر مولانا معین الدین عمرانی[2] بود کہ بر کنز و منار و حسامی و تلخیص و مفتاح حواشی مفیدہ متین دارد و سلطان محمد او را بہ طلب قاضی عضد الملۃ والدین الایجی بشیراز فرستادہ و تحلیہ و توشیح کتاب مواقف بنام خود استدعا نمودہ بود چوں مولانا نزد قاضی رفت و بر سیر ولایت ہندوستان ترغیب نمود و آنچہ سلطان محمد در خواستہ بود اظہار کرد پادشاہ آں وقت نزد قاضی عضد آمد و تمامہ ولایت با سلطنت پیش کش نمود قاضی طریقہ حیا و انصاف را سلوک نمود ہوائے سیر ہندوستان از سر بر آورد و مواقف را ہم بنام پادشاہ خود ساخت۔

و در عہد سلطان فیروز نیز علما و فضلا و فقہا بودند کہ بر مسند درس داد افادہ جای داشتند و تاتار خانی[3] کہ کتابے طویل الذیل بسیط در علم فقہ است ہم در عہد دولت

---

[1] سلطان بن تغلق شاہ نے ۷۲۵ھ سے ۷۵۲ھ تک حکومت کی ہے۔

[2] معین الدین عمرانی ان کے لئے دیکھئے سبحۃ المرجان ص۳۷۔ ماثر الکرام ص۱۸۴۔

[3] تاتار خاں شمس سراج عفیف کی تاریخ فیروز شاہی ص۳۹۵ سے معلوم ہوتا ہے کہ خان اعظم تاتار سلطان فیروز شاہ کے امرائے عظام سے تھا اور اسے علوم شرعیہ میں خوب مہارت تھی۔ اس نے اپنے زمانہ میں دو مبسوط کتابیں مدون کرائی ہیں۔ ان میں سے ایک تفسیر ہے جس میں مفسرین کے تمام توضیحات جمع کئے ہیں۔ دوسری فقہ سے تعلق رکھتی ہے اس میں فتاویٰ کے مسائل فقہا کے اختلافات اور ...

Marfat.com

سلطان فیروز بنام تاتارخاں کہ از ارکان دولت وی بود تصنیف یافتہ و مصنف
مولانا عالم اندپتی[1] است و بعضی گویند ایں تاتارخاں کہ ایں کتاب بنام اوست
از امرائے علائی بود واللہ اعلم

دیگر از علمائے زمان فیروز شاہ مولانا خواجگی[2] بود استاد قاضی شہاب الدین
دولت آبادی و مولانا احمد تھانیسری و قاضی عبدالمقتدر شریحی نیز از فضلائے
ایں وقت بودند و قاضی عبدالمقتدر[3] با وجود علم شعر نیز میگفت و شعر عربی وی بہتر

(بقیہ حاشیہ گذشتہ) کی نسبت ان کے فتاوی جمع ہیں یہ دونوں کتابیں تفسیر تاتارخانی اور فتاوی تاتارخانی کہلاتی ہیں۔ تفسیر نایاب ہے۔ فتاوی بھی اگرچہ کمیاب ہے لیکن اس کے نسخے اکثر کتب خانوں میں مل جاتے ہیں۔ کتب خانہ آصفیہ میں اس کا ایک نسخہ جو نویں صدی کا مکتوبہ ہے نو جلدوں میں فن فتاوی کے نمبر ۶۰ تا ۶۹ پر محفوظ ہے۔

فتاوی کا ذکر حاجی خلیفہ نے بھی کیا ہے اور اس کے مصنف کا نام امام الفقیہ عالم بن علاء الحنفی بتایا ہے۔ امام ابراہیم بن محمد الحلبی المتوفی ۹۵۶ھ نے اس کی تلخیص کی ہے۔ کشف الظنون جلد اول صفحہ ۲۱۱

[1] اندپتی۔ اندپت۔ ایک قریہ کا نام ہے جو دہلی کے قرب و جوار میں آباد تھا۔ تاریخ فیروز شاہی صفحہ ۱۳۴

[2] مولانا خواجگی۔ مرید خواجہ نصیر الدین محمود چراغ دہلی۔ شاگرد مولانا معین الدین عمرانی و استاد قاضی شہاب الدین دولت آبادی۔ امیر تیمور کی یورش کے بعد دہلی سے نقل مقام کر کے کالپی میں سکونت پذیر ہوئے اور اسی جگہ ان کا انتقال ہوا۔ اخبار الاخیار صفحہ ۱۳۹ ماثر الکرام صفحہ ۱۸۵ تذکرہ علمائے ہند صفحہ ۵۸

[3] قاضی عبدالمقتدر بن قاضی رکن الدین الشریحی الکندی الدہلوی۔ خلیفہ شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلی و استاد قاضی شہاب الدین دولت آبادی وفات ۲۶ محرم ۷۹۱ھ مزار ان کا دہلی میں حوض شمسی کے جانب جنوب واقع ہے۔ اخبار الاخیار صفحہ ۱۴۶ سبحۃ المرجان صفحہ ۲۹ ماثر الکرام صفحہ ۱۵۱ تذکرہ علمائے ہند صفحہ ۱۳۳

Marfat.com

شعر فارسی اوست و لامیۃ العجم کہ قصیدہ[1] مشہور است و فصحا و بلغائے عجم و عرب بہ معارضہ آں دست زدہ وی نیز بہ معارضہ آں ایستادہ از عہدہ آں بر وجہ احسن برآمدہ است و مولانا احمد تھانیسری[2] نیز بزبان عربی شعر گفتہ و قصیدہ دالیہ دال بر نہایت فضل و بلاغت وی و اینہا ہمہ در اخبار الاخیار مسطور است۔

و بعد از زمان سعادت نشان فیروز شاہ کہ او در اختتام بادشاہان ہند نیکو بود و بعد از وی مجموعہ سلطنت این دیار قطعہ شدہ و مانند ملوک آفاق در ہر ناحیہ بادشاہی پیدا آمدہ در زمان سلطان ابراہیم شرقی[3] کہ در جانب جونپور پیدا شد قاضی شہاب[4] الدین زاولی دولت آبادی کہ شہاب ثاقب و کواکب دری

---

[1] لامیۃ العجم۔ عربی زبان کا مشہور قصیدہ ہے جسے مؤید الدین اسماعیل بن حسین بن علی محمد الکاتب الطغرائی المتوفی ۵۱۳ھ نے ۵۰۵ھ میں بمقام بغداد نظم کیا ہے اور اس میں اپنی حالت اور زمانہ کی شکایت بیان کی ہے۔ کشف الظنون جلد دوم ص ۳۴۸

[2] مولانا احمد تھانیسری۔ مرید شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلی۔ قبر آپ کی قلعہ کالپی میں واقع ہے اخبار الاخیار ص ۱۴۱ سبحۃ المرجان ص ۳۷ مآثر الکرام ص ۱۸۶ تذکرہ علمائے ہند ص ۱۰۸

[3] سلطان شمس الدین ابراہیم بن مبارک شاہ۔ جونپور کی سلطنت شرقیہ کا تیسرا حکمراں ۸۰۴ھ سے ۸۴۴ھ تک حکمراں رہا ہے بڑا ذی علم اور علم دوست فرماں روا گذرا ہے اس کے حالات کے لئے دیکھئے تاریخ فرشتہ جلد ۲

[4] قاضی شہاب الدین بن شمس الدین بن عمر الزاولی دولت آبادی شاگرد مولانا خواجگی و قاضی عبد المقتدر الشریحی۔ وفات ۲۵ رجب ۸۴۹ھ بمقام جونپور مسجد سلطان ابراہیم کے جانب جنوب ان کا مزار واقع ہے اخبار الاخیار ص ۱۷۳۔ سبحۃ المرجان ص ۳۹ مآثر الکرام ص ۱۸۸ تذکرہ علمائے ہند ص ۸۵

Marfat.com

این دیار است پیدا شد و او را در زمان او ملک العلماء میگفتند اگرچه دران زمان دیگر علما هم بودند اما قبولی و شهرتی که او را حاصل شد دیگری را نبود و خود تصنیفات دارد و آثار موسوم بسمت قبول و اشتهار مثل حواشی[1] کافیه که منقح ترین تصنیفات اوست، و ارشاد[2] و بدیع البیان[3] و جز آن و بر بزدوی[4] نیز شرحی دارد نا تمام و تفسیری دارد مسمی بحر مواج[5] بعبارت فارسی که در رعایت سجع تکلفها نموده و بجهت آن الفاظ

---

[1] حواشی کافیہ۔ کافیہ امام جمال الدین ابن حاجب المتوفی ۶۴۶ھ کا مشہور متن ہے۔ قاضی شہاب نے اس پر مبسوط حواشی لکھے ہیں جو شرح کافیہ کے نام سے مشہور ہیں۔ حاجی خلیفہ نے بھی اس کا ذکر کیا ہے۔ کشف الظنون جلد دوم ص ۲۱۔ اس کا ایک قلمی نسخہ کتب خانہ آصفیہ میں فن نحو کے نمبر (۱۶۵) پر موجود ہے۔

[2] ارشاد۔ یہ رسالہ علم نحو میں ہے اور ۱۳۰۲ھ میں حیدرآباد میں طبع ہوا ہے اس کا ایک خطی نسخہ جو ۱۰۶۹ھ میں مکتوب ہوا ہے۔ کتب خانہ آصفیہ میں فن نحو کے نمبر ۵۵ پر محفوظ ہے۔

[3] بدیع البیان۔ یہ رسالہ علم بلاغت میں ہے۔ مولانا غلام علی آزاد بلگرامی نے اس کا نام بدیع المیزان لکھا ہے۔ سبحۃ المرجان ص ۳۹ مآثر الکرام ص ۱۸۹

[4] شرح بزدوی۔ امام فخر الاسلام علی بن محمد بزدوی المتوفی ۴۸۲ھ نے اصول فقہ میں ایک متن لکھا ہے جو نہایت مشہور ہے اور عام طور پر اصول بزدوی کہلاتا ہے۔ قاضی شہاب الدین نے اسی کی شرح لکھی۔

[5] بحر مواج۔ ضخیم تفسیر ہے۔ کتب خانہ آصفیہ میں اس کا ایک مکمل نسخہ چار جلدوں میں فن تفسیر کے نمبر ۱۳۵ تا ۱۳۸ پر موجود ہے۔ علاوہ ازیں دو ناقص نسخے اسی فن کے نمبر ۹۶، ۲۹۶ پر موجود ہیں۔ پہلی جلد جس میں صرف سورہ بقر کی تفسیر ہے۔ ۱۲۹۷ھ میں لکھنؤ میں طبع ہوئی ہے۔

Marfat.com

وعبارات حشو و لاطائل بسیار آورده و با قطع نظر از آں کتابی مفیده و نافع و قابل تنقیح
و تہذیب است و بعد از قاضی شہاب الدین مولانا شیخ الہداد جونپوری[1] کہ ہر دو
علما در یک شہر بود نیز قلم بہ تالیف و تحریر جاری ساختہ و حواشی قاضی[2] را شرح کرده و ہدایہ[3]
و مدارک[4] شہره وی نیز شرح نوشت سوالہای … از جواب است و بعضی
دیگر از اہل آں دیار نیز حواشی قاضی را شرح کرده[5] اند و لیکن … میان …
نسبت باینہا قوی تر و موجہ تر است و متعارف در آں دیار از علوم عربیہ و نحو
و فقہ و اصول فقہ بود و علوم دیگر از معقولات قلیل و نادر بلکہ معدوم بود و یکے از
شعرای زمان سلطان فیروز بلکہ بالاتر از آں مطہر کڑه[6] بود سخن وی خالی از فصاحت و

---

[1] شیخ الہداد جونپوری ۹۳۲ھ میں ان کا انتقال ہوا۔ یہ سلطان سکندر لودھی کے معاصر تھے
حالات کے لئے دیکھئے اخبار الاخیار ص ۱۸۵ سبحۃ المرجان ص … ماثر الکرام ص ۱۹۲ تذکرۂ علمائے ہند
ص ۲۵ منتخب التواریخ ص …

[2] حواشی قاضی سے قاضی شہاب الدین دولت آبادی کی کتاب حواشی کافیہ مراد ہے۔ دیکھو
نوٹ (۱) متعلقہ صفحہ (۱۶)

[3] ہدایہ فقہ کی مشہور کتاب ہے جسے شیخ الاسلام برہان الدین علی بن ابی بکر المرغینانی المتوفی
۵۹۳ھ نے تصنیف کیا ہے۔

[4] مدارک سے مشہور تفسیر مدارک التنزیل و حقائق التاویل مراد ہے جسے امام حافظ الدین عبداللہ
بن احمد النسفی المتوفی ۷۱۰ھ نے تصنیف کیا ہے۔

[5] شرح کرده اند۔ شیخ صفی الدین بن نصیر الدین۔ قاضی شہاب الدین دولت آبادی کے دختر زادے تھے
انھوں نے بھی قاضی صاحب کے حواشی کافیہ کی شرح لکھی ہے جس کا نام غایۃ التحقیق ہے۔

[6] مولانا مطہر متوطن شہر کڑه۔ مرید شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلی دیکھو اخبار الاخیار ص … ملا عبدالقادر
بدایونی نے لکھا ہے کہ ان کے دیوان میں پندره ہزار بیت ہیں اور ان کی اولاد اکبر کے عہد تک لکھنؤ

Marfat.com

و بلاغتی نیست دیوانی دارد و در قصاید که دریں روزگار کیاب بلکہ نایاب ست در اخبار الاخیار چند بیت از وے در ذکر شیخ نصیر الدین محمود قدس سرہ نوشته شدہ است و در ہمان جزو زمان مغیث ہانسوی نیز شخصی بود کہ بعالم فضیلت نسبتی داشت در بیان صنائع و بدایع رسالہ دارد اما مشہور نیست و ذکری ازیں مرد نیز در ذکر شیخ نصیر الدین محمود رفتہ است۔

دیگر ظہیر دہلوی بود کہ شیخ جمالی او را ظہیر ثانی خواند بجہت عدم رطوبت سخن وی و ایں شیخ جمالی در زمان سلطان سکندر لودھی و نصیر الدین ہمایون بادشاہ وار اکابر

(بقیہ حاشیہ گزشتہ) میں سکونت پذیر تھی۔ منتخب التواریخ ص ۶۷

سلہ شیخ مغیث الدین ہانسوی دیکھو اخبار الاخیار ص ۔ محمد بن قوام بن رستم بلخی نے ۹۵۰ھ میں مخزن الاسرار نظامی شرح لکھی ہے اس کے دیباچہ میں شیخ مغیث الدین کا ذکر کیا ہے اور لکھا ہے کہ وہ اس زمانہ میں علم و فضل میں بے نظیر اور معانی و بیان میں بے عدیل ہیں اور ان کی تصنیفات سے ایک کتاب بدیع الحکایات بھی بتائی اور اسے چند ابیات بھی نقل کئے ہیں۔

سلہ مولانا ظہیر دہلوی۔ سلطان محمود شاہ بن محمد شاہ بن فیروز شاہ تغلق (۷۹۶ھ تا ۸۱۵ھ) کے درباری شعرا سے ہیں۔ ملا عبد القادر بدایونی نے اپنی تاریخ میں ان کے چند قصاید نقل کئے ہیں اور ان کی نسبت لکھا ہے کہ الحق بعد از قاضی ظہیر شاعرے کہ شعرش کرایے خواندن کند در ہندوستان برنخواست۔ منتخب التواریخ ص ۲۳۰ و ص ۲۶۳

سلہ مولانا جمالی دہلوی۔ شیخ سماء الدین دہلوی کے مرید اور سلطان سکندر لودھی کے ندیم خاص تھا انھوں نے عرب و ایران کی سیاحت بھی کی تھی۔ دوران سفر میں مولانا عبد الرحمن جامی اور شیخ جلال الدین دوانی سے ملاقات کرنے کا بھی اتفاق ہوا تھا۔ ہمایون بادشاہ کے زمانہ میں ۱۰ ذی القعدہ ۹۴۲ھ کو ان کا انتقال ہوا اور دہلی میں مدفون ہوئے۔ سیر العارفین کے نام ہندوستان کے مشایخین کرام کا تذکرہ لکھا ہے۔ اس کو خواجہ بزرگ شیخ معین الدین چشتی

Marfat.com

بود دیوانی دارد مشتمل بر قصیدہ و غزل و کتاب مثنوی نیز دارد مسمی بمہر و ماہ و ابداز وی پسر وی حیاتی[1] فطرت و سلیقہ درست داشت اگرچہ دریں زماں می بود در شعر سر آمد روزگار می شد میگویند کہ تاریخی نوشتہ بود بنام سلیم شاہ مصنوع مطبوع کہ باقی ماند و در زمان ما قریب باین زمان والد کاتب الحروف شیخ سیف الدین[2] بودند کہ سیفی تخلص میکردند و درمیان اقران خود از اہل ہندوستان در سلامت سخن و درستی زبان ممتاز بودند و رفتن آں عزیز از سرایں مسکین مطابق آں بیت ست کہ میر خسرو در مرثیہ پدر خود گفتہ است

سیف از سرم گذشت و دل من دو نیم ماند ۔۔۔ دریا رواں شد و دُرِ یتیم ماند

داشتان راز ہا بیست بر طریقہ تصوف و توحید و اشعار بسیار بود کہ اگر مقید بجمع و تدوین آں می شدند دیوانی بہم میرسید ولیکن بے توجہی و بے تعلقی ایشان بہ مراسم عرفت و عادت براں داشت کہ مقید براں نشدند و بر مشرب ایشان فنا و توحید غالب بود جملہ از احوال ایشان در خاتمہ اخبار الاخیار مذکور است از انجا بر حقیقت حال کہ ممکن نیست اطلاع براں مطلع میتواں شد و عمر بزرگوار ایں خاکسار

(بقیہ حاشیہ گذشتہ) شروع اور اپنے رشد شیخ سہاد الدین کے تذکرہ پر ختم کیا ہے۔ یہ تذکرہ ۱۳۳۲ء میں دہلی میں چھپ گیا ہے بقول ملا عبد القادر بدایونی کے ان کے دیوان میں آٹھ نو ہزار ابیات ہیں۔ مثنوی مہر و ماہ کتب خانہ آصفیہ میں موجود ہے۔ حالات کے لئے دیکھو اخبار الاخیار صد۲۱ منتخب التواریخ صد۳۸ و صد۴ تاریخ فرشتہ جلد اول صد۱۸ محبوب الالباب، صد۲۳ تذکرہ علمائے ہند صد۲۰۲

[1] حیاتی فرزند مولانا جمالی ان کا نام عبد الحی ہے ۹۲۳ھ میں پیدا ہوئے اور ۹۵۴ھ میں انتقال کیا اخبار الاخیار صد۲۱۸

[2] شیخ سیف الدین سیفی ان کا انتقال ۹۹۰ھ میں ہوا۔ حالات کیلئے دیکھئے تکملہ اخبار الاخیار صد۲۱۸ تا صد۲۹۲

Marfat.com

۳۰

شیخ رزق اللہ[1] مشتاقی تخلص داشتند از نوادر روزگار و مروی کامل و مستقیم و سالک طریق قویم بودند و از اہل عشق و محبت بودند و بزبان فارسی و ہندوی سخنان دل پسند دارند و بیان ایشاں کہ بزبان ہندیست مشہور داشت و تاریخ واقعات مشتاقی کہ در احوال سلطان بہلول لودہی و غیرہ و ست تصنیف ایشان است و در فارسی مشتاقی تخلص دارند و در ہندوی راجن و مولانا حسین نقشی و شیخ تاج الدین و مولانا علی احمد نشانی[2] نیز از فضلا و شعرا و اصفیای وقت بودند رحمۃ اللہ علیہم اجمعین و دیگر از علماء و فضلا و شعرا دریں شہر و شہرہائے دیگر از ہندوستان بودند کہ ذکر ایشاں طولی دارد و قصد متعلق بذکر جماعہ از گذشتگان شدہ کہ اثری و تالیفی گذاشتہ نہ ذکر اسمار اشخاص و یکی از آنہا کہ دریں خبر در زمان زبان شاعری کشادہ و داد سخنوری دادہ است فیضی[3] آگرہ است کہ در فصاحت و بلاغت و متانت و رصانت سخن ممتاز

---

[1] شیخ رزق اللہ مشتاقی ۸۹۷ھ میں پیدا ہوئے ۲۰ ربیع الاول ۹۸۹ھ کو انتقال کیا۔ حالات کے لئے دیکھو اخبار الاخیار صفحہ ۱۷۱ ۔ تذکرہ علمائے ہند صفحہ ۱۲۳ ان کا تخلص فارسی میں مشتاقی اور ہندی میں راجن تھا۔ ہندی میں انھوں نے دو رسالے لکھے ہیں پیم آل اور جوت نرنجن یہ دونوں منظوم ہیں واقعات مشتاقی کے لئے دیکھو ایلیٹ کی تاریخ ہند جلد چہارم صفحہ ۵۳۴

[2] مولانا حسین نقشی اور ان کے فرزند علی احمد نشانی دور اکبری کے مشاہیر علما سے تھے ملا عبد القادر بدایونی نے لکھا ہے کہ پدر و پسر دونوں کو مہرکنی میں کمال حاصل تھا۔ لوگ ان کی مہروں کو نادرہ روزگار سمجھ کر بطور یادگار ایران خراسان اور عراق میں لے جاتے تھے۔ منتخب التواریخ صفحہ ۳۰۲ علی احمد نشانی جہانگیر کی مجلس میں جلوس کے پانچویں سال شب دوازدہم محرم ۱۰۱۹ھ کو انتقال کیا ان کے انتقال کا واقعہ خود جہانگیر نے اپنے تزک میں تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے دیکھو تزک جہانگیری جلد اول صفحہ ۲۵۶

[3] شیخ فیضی فرزند شیخ مبارک ناگوری۔ ان کے حالات و تصنیفات کے لئے دیکھو دربار اکبری شعر العجم جلد سوم صفحہ ۳۱

Marfat.com

روزگار بود لیکن حیف که بجهت وقوع و هبوط در بادیهٔ کفر و ضلالت رقم زده و
انکار و ادبار بر خود کشیده است و زبان اهل دین و ملت و دوستان و منتسبان
جناب نبوت را از بردن نام وی رجاء شده وی پاک داره و تا بت الیٰ علیهم
ان بالذا مومنین و از آنچه بشارت میدهد بخت اهل این روزگار به نعمتی که واجب است
شکر آن بر ذمهٔ اهل انصاف وجود فرزند مسعود و نور دیدهٔ دانش و بینش نور الحق[1] است
مشرقی است که شروق نیر فضل و کمال وی در هر دو طریق دانشوری و سخنوری با وسط
النهار استوا و اعتدال نزدیک به سمت الراس رسیده است یقین هست که اگر وی
توجه بر گمارد و در طریقهٔ شعرای زمانه شب و روز به مشق سخن و فکر شعر روی آرد حسن
نظامی و خسرو را تتبع تواند کرد و جواب گفت ولیکن توجه و اشتغال وی بجانب علم
و صلاح و نفس الامر غالب آمده نمیگذارد که بطرف شعر و طریقهٔ شعر روی آرد پس ایزد
جل و علا کوکب سعادت و اقبال او را از افول و نزول نگاه دارد و فرزند عزیز محمد
نیز در علم و فضل تالی و تابع برادر است و جوهر طبع او بجودت و سلامت و قوت و در علم و
عمل خصوصاً بعلم شریف حدیث موصوف و ممتاز است بلغه الله مبلغ الرجال

وصل

چون سخن باینجا رسید قلم حیران بایستاد و سر رشته گم کرد گویا فراموش کرد که چه
از تمهید و ترتیب این مقدمات و ذکر این حکایات و شرح کلمات چه بود و منظور
مسئله که بود و من چون از اصل مقصود واقف بودم و بر باطن وی نیز اطلاع داشتم
دانستم که چه میخواهد و کرامی جوید و یاد که میکند خود را از جیبی بلکه از خود نیز دزدیدم
و روی در گریبان حیا و تشویر پیچیدم پس نگاهی بجانب من کرد که حال چیست و
موجب ملال چه و گفت چه می اندیشی شرم از که داری بگو آنچه باید گفت و بیا ...

---

[1] نور الحق مشرقی ان کا انتقال ۱۰۷۳ھ میں ہوا ہے۔ حالات کیلئے دیکھو سبحۃ المرجان ص ۲۳ ماثر الکرام ص ۱۰۱ تذکرہ ...

داری گفتم شرم از آن دارم که سخن در باب علم و فضل و علما و فضلا میرود و آنکه در هر دوری
نوبت به که رسید و سکه بنام که زدند که این کار را نو کرد و این امر را تجدید نمود و من مفلس بینوای
بے پایہ را چه یارا که درینجا دم زنم و چه مجال که درین مقام بایستم و به چه نسبت خود را نجام
و بکدام مناسبت زبان کشایم گفت تواضع نیکوست و خصلتی کرام است من تواضع
تواضع لله رفعه الله ولیکن در راستی جای و صدق مقام تکلف است آنچه راستی است
بے تکلف باید گفت و گوهر صدق در رشته انصاف سفت

براه تکلف مرو سعدیا ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ اگر صدق داری بیار و بیا

دیگر عذر چیست من خود هم زبان و هم راز و همدم و هم ساز توام و هرچه از دل تو بر آید که همه
بر زبان من رفته و در ضمیر من نشسته است حالت سخن ترا من نیک می دانم و عیار دانش ترا
بهتر می شناسم و آنکه حاسه فطرت وی سلیم ست و ذائقه ادراک وی صحیح نیز لذت آن خواهد
یافت و داد انصاف داد و رحم الله من انصف سه

بر سر هر نامه که آن صفحه نوشت ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ قد رحم الله من انصف نوشت

و نیز در طالبان بسیار تردد در فهم مختلف و مقاصد و مطالب متعدد یکی طلب و
ذوق چیزی دارد و مقصود و مطلوب او طریقی ست و دیگری را حال بر عکس افتاده
اگر یکی معلول منکوس الحال صفراوی مزاج را حلاوت چیزے در کام وقت شیرین نمی کند
زبان ندارد و همه چیز برای همه کس نیست و لله الحمد که در سخن از جاده دین بیرون نیفتاده
و عنان بدست نفس و هوا نداده و اگر احیاناً بجهت غلبه حال و انبساط وقت از من طغیانی
و جوشی پیدا آمده و مستی سر بر زده باشد تو بدستاری توفیق و نصرت و تائید حق باز شفقتی
وزیدی مرا از آن ورطه بیرون کشیده براه راست آورده در رعایت وسط طریق مستقیم
میباید گردانیده و این وصیت که شیخ برای تو نوشته و لا تکلم بالحقایق والرقایق
بل بین للناس علم المعاملات وما ینتفعون به عن العیوب بجای آورده سخن را از ابهام

وابهام و شطح و طامات نگاه داشته و بخوض در کشف حقایق وجود و حقیقت ذات
حق و صفات وی عز و علا جرأت و گستاخی ننموده و از دائره عبودیت بیرون ننهند
و چون دیگران در مقام عزت جناب نبوت داد بالکمال به متابعت و تحلی باحوال
شریف و اتصاف بصفات وی صلی الله علیه وسلم از طریق تادب باز نیفتاده و غرور
و اعتماد بنفس در احوال و مقامات مقربان درگاه و بزرگان راه نپیچیده و زبان
از طعن و تنقیص عزیزان و بزرگان نگاه داشته از راه دیانت و احتیاط پای نکشیده
در ورطه گستاخی و خلاف فرو نرفته و اگر فضلا و شعرا و ندما تردد و اعتیاد در فنون شعر و تاریخ
ملوک و امرا و در اطوار عشق بازی مجازی افسانه خوانی و قصه پردازی کرده در دام
لهو و لعب افتاده اند تو باری کتب و مصنفات در علوم شرعیه و تفسیر کتاب الله و شرح
و احادیث رسول الله و نعت و منقبت انبیا و اولیا و دلالات و مقامات و حکایات
ایشان جمع کرده و لبصر او مستقیم و طریقه قویم دلالت و هدایت نموده در ضلالت
و کو طبیعت فرو نرفته زد و [illegible] در این انشاء الله کتاب [illegible] را اصحاب الیمین بدست [illegible] را
تو دهند و بخوانند کتاب الابرار که در علیین ست امر کنند آن زبان که چه خوانده و
چه نوشته چنانکه امیر خسرو گفته است

باش تا پرده براندازد جهان از روی کار — آنچه امشب کرده فردا گرددت آشکار

و در قران السعدین خطاب بنفس خود کرده فرموده است مثنوی

نامه عمرت بسوادی گذشت — عمر به بیهوده ...
سوخته دلت زین رقم دود دماغ
زانچه نگشتی به خطا و صواب
این رقمت امروز که سودای تست
گیر که ظلمت سخن اندر گشت

Marfat.com

تا بود اندر فن شعرست هوس — جز بدروغت نبرد نام کس
حاصل تزویر کم و کاستی است — رستن مرد از سبب راستی است
راستی آور که دروغت بس است — هرچه چنین ست چه نیکو کس است

و گفته قلم من میدانم که بعد از امیر خسرو رحمة الله علیه درین شهر و دیار انچه از آثار در کثرت تصنیف و جود و اشتهار یافته از دیگرے نشده قرن ثانی است که تصنیفات حضرت میر در شعراست و تالیفات تو در شرع اگر طبائع اهل عالم باشعار مرغوب و شنوت با احوال خواص اهل دین بخلاف آن موصوف ست و شکر دیگر آنکه سخنان ترا گوارائے ہست و کلمات ترا حلاوتی بخشیده اند که در درون اهل قبول جای میکند و بکام ارباب ذوق شیرین می آید و برهان باطن برین بشارتیست که از زبان بعضے از طرف عالم غیب خواهند کتان صحیفه لاریب اند یافته و نشان ظاهر آنکه خواطر خواص از ال راضی و اید می عوام به نوشتن آن متقاضی است بهر تقدیر انچه از غیب است بے عیب است هرچه تازه است لذیذ است بیار انچه میدانی و توکل علی الله الذی نزل الکتاب و هو یتولی الصالحین۔

وصل

عالی که قلم این سخنان خوش آمد آمیز من گفت چون روئے براستی داشت تاثیری کرد از خواب غفلتی و گمنامی که فرو گرفته بود قدری بیدار ساخت و بین النوم والیقظه چیزے حالتی دست داد گوش بر آواز وے نهادم که چه میگوید و بجسته تفصیل سخن در نرفته و اول و آخر آن به تمام نه فهمیده این مقدار فرا گرفتم که ولی می دهد ذهنی می بخشد نفسی بخود آمدم و خواستم که بر نشینم و طری بسر بدم و در خانه وجود موجود خود نگاه کنم مگر چیزے بیابم که پیشکش اصحاب کنم به قیاس عقل در رفته و حساب کار فهمید بحکم صاحب البیت ادری بما فیه در یافتم که متاعی در خانه خیست که به معیار ارباب

آورده دروی خریدار توان دید، خاطر ازین معامله جمع کرده واز سود و سرمایهٔ آن نومید گشته
بموجب فی الیاس راحة سر بر بستر استراحت نهادم و تقلیم که مبالغه درین کار داشت
گفتم که ای دوست دلنواز ولی یار غمگسار مرا درین معامله معذور دار که در چهار گوشه
خانهٔ خود بدیدهٔ امعان و انصاف دیدم چیزی نمی یابم که بکار آید جز آن که در طاق خانه
ورقی چند ابتر و پریشان افتاده می بینم تو خود بر [illegible] اگر [illegible]
و بها این معامله بتو می سپارم و تو را وکیل و خلیفهٔ خود می سازم که اگر سهوی و خطایی راه یابد
منسوب بتو باشد و من تهمت زده نشوم در آن حال وجود و ظهور آن همه نسبت به قوی نگارنده
و از کتم ضمیر بر زبان آرنده آن نسخت علم بالقلم ذکر کرده و بعد از آن علم الانسان مالم یعلم
گفت تو ئی نادان ولیکن تو ئی کاردان علم ازلی پاسبان فهم توئی نگهبان دانش [illegible]
چون شنیدم کسی من چنین امر را از زمین برداشته و بدست عنایت و اهتمام گرفته حرکت [illegible]
میدارند و آلت کار کتابت می سازند غایت کار و مبالغه در اعتبار من آنست که مرا در
مرتبهٔ زبان می نهند که البیان باللسان و حقیقت زبان آلت عبارت و سخن افراشتن
است و من واسطهٔ کتابت و حروف نگاشتن عرائس معانی از وی لباس الفاظ و عبارت
پوشند و از من در حلیهٔ حروف و کتابت جلوه گر شوند تو مرا از خاک مذلت بردار و بدست
عزت بگیر و تربیت کن و کار فرمای از تو و کارگزاری از من خادم پروری از تو و خدمتگاری
از من این سخن از قلم شنیدم و جواب نا داده بخواب تغافل رفتم چون هم درین خیال بخواب
رفته بودم در آن عالم نیز می بینم که همی فکر و همین اندیشه دامن گیر حال و پیرامون گردنم
است و صورت خواب در کلل بر میزنم و چشم میگشایم قلم را می بینم بر لباط همت دل نهاده
و سر از پا نشناخته در خدمت ایستاده زبان خواهش دراز و نغمهٔ آرزو [illegible]
بمن می گذارد [illegible] ازین سودا باز نمی دارد زیرا باز چون [illegible]
حیله [illegible] گفتم به گوچه می گوئی و چه خواهی [illegible]

Marfat.com

چند که آنرا تصنیفات و تالیفات نام می‌نهند بر روی کار آرم و نه در آنها نشمارم و نام‌های آن را بر صفحهٔ اظهار به نگارم و آن را در رشتهٔ تنسیق و ترتیب در آرم گفت این خود خواهش است و غرض از اول هم نیز همین بود این چندان کاری نیست و بر طبع از ال باری نه آن همه نوشته گیرد و نگاشته شما اکنون آرزوی وی و خواهشی دیگر در دل راه می‌یابد که از گذشت احوال خود چیزی بگوید و از مبادی حال تا اکنون که آخر صحبت است بخوانی که چه کردی و کجا بودی و چه دیدی و چه نمودی اکنون و در چه فکری و چه خیال داری بگو اگر طاقت مجال مقال داری است

سخن دوستان خوش است بگو   ناله عاشقان نکوست بنال

گفتم این سخن بی فائده و لا طائل است و موجب تضییع وقت و حکم تحصیل حاصل دارد مجموع اوقات و احوال سه حالت است طفلی و جوانی و پیری طفلی نادانی است جوانی پریشانی پیری ناتوانی. طفلی قصور است جوانی غرور پیری فتور طفلی پستی ست و جوانی مستی و پیری سستی مرا خود حاصل عمر همین دو نشاط بود. خردی و پیری و جوانی ندانم که چیست و متمتع از جوانی کیست

من ندانم که زندگانی چیست   کامرانی چه و جوانی چیست
روزگاری خوشی کرا گویند   دل خوش در جهان کجا جویند
وصل یا کام دل چه می‌باشد   کامیاب از جهان که می‌باشد
آنکه او دید چهرهٔ مقصود   کیست در عالم و که خواهد بود
آنکه مقصود یافت در عالم   که بود در نصاب اعلیٰ

مجمل احوال فقیر درین فقره منطبق است دیوانی حقی که حیران و سرگردان راه تنزل و ترقی است. مجوبی بود که چندگاه به تاثیر صحبت فرزانگان بحکم الجنون فنون از احاطهٔ و احتراز فنون کوشید و در آخر به مصداق الجنون فنون بی حوصلگی نموده هم بر سر

جنون رفت

قصه ام را مکن ای همدم حاصل تکرار — کاول و آخر او جمله جنون است و جنون
گر جنون جمله شد آن نیز جنونی بود است — بشنو از مردم عاقل که جنون است جنون

اگر اختصار کنند حاصل قصه عالم درین یک کلمه تمام است که گویند پیدا گشت
و ناپیدا شد بود و نابود شد نمودند و ربودند گفت حقیقت نیز این است که گفتنی تا گر چیز نیاید در
رشته اختصار و ایجاز سفتنی اما در سماع تفصیل حال سالکان و مقصد [illegible]
فرط البیان را که باعث طلب را قوی گرداند تازیانه ایست که مرکب شوق را نیز دانند که آن
باشد باری بر هر تقدیر بر سامعه ترانه نوازد که دل را مشغول به آن سازد و گفته من ای دانم که
عنایت و توفیق الهی دستگیر حال تو شده ترا در کاری داشته و از نعمتهای نا گفتنی
خود محروم نگذاشته است از عجیب درین بر آمده و از شیوه خود ستائی و خودنمائی مطلق ابا نشده
بگوی دور از کذب و مبالغه مپوی و اما بنعمة ربک فحدث گفتم تفصیل آن نیز در مواضع متعدد
مذکور و مسطور است مبادی احوال در خاتمه اخبار الاخیار که در ذکر مشایخ این دیار است و اواسط
در جذب القلوب که تاریخ مدینه مطهره است و منتها در زاد المتقین که در ذکر مشایخ حرمین
شریفین است ولیکن مجملی از آن به طریق اختصار و بعضی از آنچه که در آن کتب مذکور و مختار شده
بیاورم تا بذکر این غرض که تعداد و ترتیب تالیفات است اتصال و انجرار یابد بدانکه چون
صانع پروردگار از ازل فطرت این غریب خاکسار را بشعار خاص مخصوص گردانیده بود هم
در عنفوان جوانی که آوان نشو و نما کامرانی است اقسام علوم عقلی و نقلی تحصیل کرده و تکمیل
نموده و بعد از تحصیل و استفاده بتدریس و افاده مشغول شد و در همین ایام به توفیق و تائید
الهی به حفظ قرآن مجید مشرف شده و به جاذبه غیبی ترک دیار [illegible]
و در وادی طلب و غربت افتاده به موطن ارواح و مستقر اشباح که مدینه حبیب الطالبین و
درگاه سید المرسلین است روی آورده و به انواع [illegible]

Marfat.com

از آنحضرت مشمول و مخصوص گشته و به سعادت لقای شریف وی صلی الله علیه وسلم مکرر مشرف
شده و استماع حدیث در منام از حضرت سید انام علیه الصلوٰة والسلام بے واسطه نموده
و بشارتها به مقصود یافته مدتی به تجوید قرآن عظیم و علم قرائت و خدمت علم حدیث رسول کریم
مشغول شده و به اجازت نامه عام شامل و کامل تامه کتب احادیث و سائر علوم دینیه
از علمای کرام آن عالی مقام علیهم رحمة الله الملک العلام خصوصاً از حضرت شیخ اجل اکرم
اوحد و اعدل عبد الوهاب متقی قادری شاذلی قدس الله روحه و اوصل الینا فیوضه و
فتوحه به تلقین ذکر و ایثار خلوت و خلافت و برکت و مشرف و فائز شده به نعمتهاے بشارتها
از خدمت وی در حصول انوار و آثار نتائج و ثمرات برکت و التزام مقام صدق و استقامت
در نشر علوم دینی و حصول مواهب یقینی مشرف و مبشر گشته رجوع و عود به وطن مالوف مامور
و مکلف گشت و هرچه بر زبان قلم من ازین باب جاری شده همه از رشحات باطن و ظاهر
آن خاطر دریا مقاطر است و این تالیف که معدود خواهند شد وجود آن بعد از قدوم
برکت لزوم این سفر مبارک اثر است مگر اخبار الاخیار و آداب الصالحین و یکے دو
رساله دیگر در نحو و مناظره که تسوید آن پیش ازان در اثنائے طالب علمی صورت یافته بود
و به تبییض و ترتیب و تنقیح آن نیز بعد ازان اتمام یافت و اکنون بعد از احصار تالیف سخن
تمام کنیم و چون در اسامی آن رساله جدا اسمی به تالیف قلب الالیف بکتابه فهرست التوالیف
نوشته شده بود به همان صورت نقل کنم و چون آن کتب و رسائل در هم اند و بعضے به لفظ عربی
و پاره به زبان فارسی وصف عربی به عربی کرده شد و فارسی به فارسی و هذا

فهرست تصنیفات شیخ عبد الحق محدث دهلوی

الموسوم به

تالیف قلب الالیف بکتابة فهرست التوالیف

الحمد لله منزل الکتب السماویة والصحف المکرمة المرفوعة المطهرة علی الارواح القدسیة العلویة الرسلیة لهدایة النفوس السفلیة الارضیة والصلوة التامة المبارکة الزکیة البهیة علی الجوهر الاول والآخر المحمدی حافظ اللوح المحفوظ مبین الکتاب المبین وعلی اهل بیته الاطهار وصحابته الاخیار واتباعه الابرار مفسری الکتاب ومفصلی الخطاب ومحیی علوم الدین سپاس وستایش مر پروردگار علی الاطلاق ومفیض اقسام ارزاق را که عطایاے او را پایان نیست وفیض او را انقطاع نه خداے بے مانند بے همتا که بخشنده عطایا وبخشاینده خطایاست تعالی شانه وعظم برهانه وجل جلاله وکثر افضاله ودرود نامعدود ورحمت نامحدود بر فهرست دیوان رسالت وملخص کتاب سفارت که بهتر عالمیان ودانش آموز انس وجان و استاد پیشینیان در راه نماے پسینیان است وبر فرزندان ویاران او که مجموعه فضل وکمال و جامع مراتب علم وحال وکتب علوم دین وابواب وفصول کتاب مبین اند افاض الله علینا من انوارهم ونفعنا ببرکاتهم وبرکات علومهم. بعضے از اصحاب فضل وکرم که احتوا بر شان فضل وعلم وعنایتی بحال این ضعیف داشتند بعضے از مسودات این مسکین را طلب داشتی نمودند

تا مطالعہ کنند یا استکتاب نمایند و چوں در نظر دانش و بینش حقیری چناں می‌شود کہ بکار آید واگر بود در آنجا اقسام فنون متعدد بود از علوم بعضی ملبسان عربی و برخے بزبان پارسی و نیز ہمہ کس کا پاندنی نہ فہرستی در تعداد آں نگاشتہ عرض داشتم تا ہر چہ ازاں اختیار افتد و بہ مذاق وقت موافق آید بخدمت فرستم و بعد ازاں نیز ہر کس از ایں الواں کہ برماند و ام ہر چہ خوش دارد و فائدہ بردارد و انا معترف بقلۃ بضاعتی و بعدم استطاعتی وضعف بالی و شتات حالی و قصور نظری و فتور فکری ملتمس از اہل فضل و ارباب کرم آنکہ عیوب و زلات ایں مسکین را بپوشند و در اصلاح و تصحیح آنچہ از خطا و سہو راہ یافتہ باشد بکوشند و ارجو من اللہ الکریم حسن القبول و نیل المامول او مستجیب پوش و عذر نیوش و ہو الکریم الوہاب۔

۱۔ فمنہا لمعات التنقیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح[1] وہو اجل و اعظم و اطول و اکبر ہذہ التصنیفات و قد جاء بتوفیق اللہ و تائیدہ کتابا حافلا شاملا مفیدا انا فی شرح الاحادیث النبویۃ علی مصدرہا الصلوۃ والتحیۃ مشتملۃ علی تحقیقات مفیدۃ و تدقیقات بدیعۃ و فوائد شریفۃ و نکات لطیفۃ و احوال کیفیات مکتوبۃ فی دیباجۃ ترجمۃ من ثمانین الف بیت

۲۔ و منہا اسماء الرجال و الرواۃ المذکورین فی کتاب المشکات اثنا عشر الف بیت

---

[1] لمعات التنقیح۔ امام بغوی ابو محمد حسین بن مسعود الفرا البغوی المتوفی ۵۱۶ھ نے کتب صحاح کے اسانید و مکررات کو حذف کرکے احادیث صحیحہ کا ایک مجموعہ مرتب کیا اور اس کا نام مصابیح السنۃ رکھا۔ ولی الدین ابی عبد اللہ محمد عبد اللہ الخطیب نے اس پر نظر ثانی کی اولاً احادیث کو ابواب پر تقسیم کیا ثانیاً رواۃ حدیث کے نام اضافہ کیے ثالثاً ہر حدیث کے ساتھ اُن کا حوالہ بھی لکھ دیا جن سے صاحب مصابیح انھیں اخذ کیا ہے اس ترتیب و تبویب کے بعد یہ کتاب بالکل جدید تالیف ہوگئی اور اسے مشکوۃ المصابیح کے نام سے موسوم کیا آخر سلخ رمضان ۷۳۷ھ کو اسکی تالیف و تدوین سے فراغت حاصل کی۔ لمعات کمیاب ہے اس کے دو نسخے کتب خانہ آصفیہ میں موجود ہیں۔ فن حدیث ۲۰۱ ۲۰۲ ۸۳ ۱۰۳۔

Marfat.com

۳- ومنها اشعة اللمعات فی شرح المشکات[1] شرح فارسی مشکات است کہ در قدر و
مرتبہ تلو شرح عربی است و در تنقیح و تہذیب و ضبط و ربط راجح و فائق، و در حجم ضخامت زیادہ
ازاں آں نیز بہ تائید و نصرت الٰہی سبحانہ شرحی نفیس لطیف مہذب بہ غریب و عجیب ایں آمدہ
کتابت آں مقدار صد و سی ہزار بیت باشد۔

۴- ومنها جامع البرکات منتخب شرح المشکات مجموعہ آمدہ است شامل فوائد کثیرہ
و عوائد عزیزہ در ہر باب یک دو متن حدیث ذکر کردہ و در باقی احادیث بہ مضامین آں اقتصار
کردہ و اختصار نمودہ شدہ است و کتابت آں مقدار سی و دو ہزار بیت باشد۔

۵ ومنها مدارج النبوۃ و مراتب الفتوۃ[2] در سیر حضرت سید مختار و امام المتقین و الابرار
صلی اللہ علیہ وسلم مقدار چہل و دو ہزار بیت۔

۶ ومنها مطلع الانوار الٰہیہ فی الحلیۃ النبویۃ مقدار یک ہزار بیت

۷ ومنها ذکر اجازت الحدیث فی القدیم والحدیث

۸ ومنها اسماء الاستادین رحمۃ اللہ علیہم اجمعین

۹ ومنها فصول الخطب بیل اعالی الرتب

۱۰ ومنها تنبیہ العارف بما وقع فی العوارف فی باب اخلاص الصوفیہ قدس اللہ
اسرارہم الصفیہ من الحکم علی ما صدر من اخبارہم عن احوالہم تحدیثا بنعمۃ اللہ انہا من باب التکلم

۱۔ اشعۃ اللمعات۔ بزبان فارسی شاہ صاحب نے ایسے لمعات کے بعد تصنیف کیا ہے۔ برٹش میوزیم
میں اس کا جو مخطوطہ محفوظ ہے اس کی جلد آخر سے معلوم ہوتا ہے کہ شاہ صاحب نے ۱۰۱۹ھ ہجری میں اسے
تمام کیا ہے یہ کتاب دو جلدوں میں ۱۲۷۷ھ میں نولکشور پریس لکھنؤ میں چھپ گئی ہے۔

۲۔ مدارج النبوت۔ یہ کتاب ۱۲۶۹ھ میں مدراس میں اور ۱۸۷۱ء میں لکھنؤ میں چھپی ہے۔
مولوی عبدالمجید ساکن پیلی بھیت نے اس کا اردو میں ترجمہ کیا ہے جو منارج النبوۃ کے نام
۱۳۰۸ھ میں لکھنؤ میں چھپا ہے۔

Marfat.com

وغلبة الحال وبيان ان هذه الرسائل الاربعة مقدار ثلثة او اربعة آلاف تخمينا

۱۱ ومنها الطريق القويم فى شرح الصراط المستقيم[1] نام اصل متن سفر السعادت است که مشهور میان مردم به صراط مستقیم شده و در وقت کتابت شرح چوں باسم اول مذکور ومنظور شد به همیں نام مسطور گشت و اگر اسم ثانی را در نظر آرند سلوک طریق الافاده فی شرح سفر السعادة نام نهند و کتاب مذکور تصنیف شیخ مجد الدین شیرازی صاحب قاموس ست و مقصود وی دریں کتاب آنست که اعمال شریعه حضرت نبوت را از عبادات و عادات باحادیث اثبات کرده تصحیح نموده و بعد از آں کار بر آنچه مخالف آں از مذاهب اربعه واقع شده تصریح کرده است پس در شرح تائید مذاهب اربعه و اثبات آں باحادیث خصوصا مذهب حنفی همارا شد کلام مصنف که ادعائے صحت احادیث موافق مدعائے خود نموده ورقم رد و بطلان بر خلاف آں کشیده است کرده شد و ایں حکایت در دیباچه کتاب بنا بر ازیں گفته شده است که کتابے آمد حافل شامل نافع جامع طریقه فقه و حدیث مقدار کتابت وی قریب سی هزار بیت خواهد بود

۱۲ ومنها جذب القلوب الی دیار المحبوب[2] تاریخ مدینه مطهره در بیان اسماء و فضائل ومناقب ایں بلد کریم و احوال ساکنان وی از زمان قدیم و ذکر فضائل مسجد شریف و مقامات متبرکه و احکام وآداب زیارت قبر شریف و اقامت در آں عالی مقام و رجوع بوطن بالخیر والسلام و بسط کلام در اثبات حیات انبیا علیهم السلام و ذکر فضائل و آداب صلوٰة بر سید المرسلین صلی الله علیه وسلم

[1] سفر السعادة شیخ مجد الدین محمد بن یعقوب بن محمد بن ابراهیم الفیروز آبادی المتولد ۷۲۹ھ بکازرون والمتوفی ۸۱۷ھ کی تصنیف ہے شیخ صاحب کی شرح ۱۸۸۱ء میں نولکشور پریس لکھنؤ میں طبع ہوی ہے اور ضخیم کتاب ہے

[2] جذب القلوب۔ یہ کتاب ۱۲۶۲ھ میں کلکتہ میں اور ۱۸۷۶ء میں لکھنؤ میں چھپی ہے۔ مولوی عبد الحق بن غلام رسول بن ولی اللہ نے ۱۲۶۹ھ میں بہ زبان اردو اس کا ترجمہ کیا جو مرغوب القلوب کے نام سے ۱۲۸۴ھ میں لکھنؤ میں چھپا ہے۔

Marfat.com

وذکر بعضے از صیغ صلوات ماثورہ از صحابہ وسلف صالحین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین
و ایں کتاب در متانت و رصانت الفاظ موافق شرافت و کرامت معانی آں نزدیک
بدرجہ قبول اہل وصول واقع شدہ است نزدیک بہ ہفت ہزار و پانصد بیت

۱۳۔ ومنہا احوال الائمہ الاثنی عشر خلاصہ او لاد سید البشر مقبول و منتخب از
کتاب مستطاب فصل الخطاب و ترجمہ عبارات عربی و سے و ترک سخنان فارسی طولی حالہا کہ
بامر واجب الامتثال بعضی از ارباب کمال نوشتہ شدہ مقدار ہزار و پانصد بیت

۱۴۔ ومنہا زبدۃ الآثار منتخب بہجۃ الاسرار[1] فی مناقب الغوث الاعظم والفرد الاکرم
الشیخ محی الدین عبد القادر الحسنی الجیلانی رضی اللہ عنہ و کتاب بہجۃ الاسرار کتابیست معتبر معتبر
مذکور مشہور بین المشایخ والعلماء صنفہا بعض علماء المشایخ المقربین وجید و بین الشیخ رضی اللہ عنہ
واستطاب وقد کتبت ترجمہ فی طبقات المقرئین الذہبی اختصرہا الشیخ محمد الغزی وقال
زادت ہذہ الکتاب علی الشیخ عبد القادر الاسطوطی وکان من کبار المشایخ بمصر اکثر من
ثلثۃ آلاف بیت

۱۵۔ ومنہا شرح فتوح الغیب[2] مسمی بہ مفتاح الفتوح لفتح ابواب المفتوحین و
فتوح الغیب از تصانیف عظیمہ حضرت غوث اعظم است کہ در تحقیق مقالات دین و کمالات

---

[1] اس کتاب کا پورا نام بہجۃ الاسرار و معدن الانوار فی مناقب السادۃ الاخیار من المشایخ الابرار ہے۔ اسے
شیخ نور الدین ابی الحسن علی بن یوسف اللخمی الشافعی المعروف با بن جہضم الہمدانی نے جو ۷۱۳ھ میں مرے
میں تصنیف کیا ہے اس میں چالیس مشایخ ابرار اور صوفیا کبار کے حالات ہیں۔ ابتدا غوث اعظم شیخ عبد القادر
جیلانی کے تذکرہ سے کی ہے اور اسی نسبت سے زیادہ حصہ بھی آنحضرت ہی کے حالات پر مشتمل ہے یہ کتاب ۱۳۳۰ھ
میں مصر میں چھپی ہے۔ شاہ صاحب نے اس سے صرف حضرت غوث اعظم کے حالات اختصار کے ساتھ نقل کئے ہیں
اور موجودہ زمانے میں اسی ترجمہ کے ساتھ مستقل کتاب تحفۃ القادریہ کے نام سے چھپ چکی ہے۔

[2] یہ کتاب فارسی میں لکھی ہے اور عربی بھی کئی بار چھپی ہے اور عام طور پر چھپی ہے مولوی عبد الحسن صاحب نے اس کا اردو میں ترجمہ کیا ہے
جو لکھنو میں طبع ہوا ہے۔

اہل الیقین موافق لسان رسالت و زبان نبوت است چنانکہ شان معارف صدیقان آ ست فرمودہ اند دہ ہزار بیت۔

۱۶۔ ومنہا الانوار الجلیہ فی احوال المشائخ الشاذلیۃ ذکر فیہ ثمانیۃ رجال من عظمائہم وعلمائہم باعث بر تصنیف این رسالہ و تحصیل این سعادت و توجہ ذکر ایں اعزہ بود و رسائل این فقیر نقل کلمات و حکایات ایشان چنانکہ در خطبۂ رسالہ گفتہ شدہ است کلمات لطیف و فواید شریف و سخنان غریب از انفاس نفیسہ این قوم دارد کہ بغایت نافع و سودمند است قریب بہ چہار ہزار بیت

۱۷۔ ومنہا زاد المتقین فی سلوک طریق الیقین در احوال شیخ عارف کامل شیخ علی متقی و خلیفہ راستین وی شیخ ولی مقتدا عبدالوہاب متقی قدس اللہ سرہما و بعضی دیگر از مشائخ از دیار عرب و عجم و اہل حرمین شریفین زادہما اللہ تشریفا و تعظیما رسالہ ایست بسے مفید و نافع مر قاصدان صراط مستقیم و سالکان طریق قویم را درین رسالہ تقریب بعضے احوال این غریب و تشرف بخدمت حضرت شیخ نیز مذکور شدہ است مقدار چہار ہزار بیت

۱۸۔ ومنہا اخبار الاخیار فی احوال الابرار در ذکر احوال مشائخ و علما و صلحا این دیار نسخۂ اصل مقدار پانزدہ ہزار بیت بود و متوسط دوازدہ ہزار و منتخب آخر کہ قرار یافتہ نہ ہزار بکسری و مثبت درین مجموعہ نسخۂ متوسط است و این اول تصنیفے است کہ رقم زدۂ کلک این مسکین شدہ است اگرچہ بحسب لفظ و عبارت نہ دران مرتبہ است ولیکن بہ سبب اشتمال بر احوال و حکایات و کلمات بزرگان بغایت شیوع و اشتہار موسوم گشتہ است۔

۱۹۔ ومنہا تاریخ سلاطین ہند اصل مسودہ مقدار سہ ہزار بیت بود و بعد از ضم احوال سلاطین اکنافت و اطراف این ولایت کہ در جمع سابق ناقص ماندہ بود بہ چہار

سلہ اس کتاب کے لئے دیکھئے کتاب ہذا کے صفحہ ۶ کا حاشیہ نمبر (۲)

سلہ اس کتاب کے لئے دیکھئے کتاب ہذا کے صفحہ ۶ کا حاشیہ نمبر (۱)

Marfat.com

ہزار بیت و چیزی است و مسمی بہ [illegible] کہ متضمن تاریخ اوست گفت

۲۰- و منہا تحقیق الاشارة الی تعمیم البشارة فی اثبات البشارة بالجنة لغیر الاصحاب العشرة المبشرة

المبشرة و عدم انحصارہم بہا و بیان سبب اشتہارہم بذلک مع عدة مباحث متعلقة

بہذا الباب مع ذکر شیء من قواعد اصول الحدیث فی مقدمة الکتاب و ایراد نبذة من فضائل

اہل بیت الرسالة سلام اللہ علیہم فی خاتمة الکتاب [illegible] والیہ المرجع والمآب

زہا ثلثة آلاف بیت

۲۱- و منہا جمع الاحادیث الاربعین فی ابواب علوم الدین [illegible]

مختلفة فی ابواب العلم وارجو من اللہ ان یوفقنی لشرحہا انہ خیر موفق و معین مقدار [illegible] بیت

۲۲- و منہا ترجمة الاحادیث الاربعین فی نصیحة الملوک والسلاطین

۲۳- و منہا المطلب الاعلی فی شرح اسماء اللہ الحسنی و صفاتہ العلی ہزار [illegible]

۲۴- و منہا ترغیب اہل السعادات علی تکثیر الصلوة علی سید الکائنات

صلی اللہ علیہ وسلم مشتمل بر فوائد این عمل عظیم الشان و ذکر صیغ ماثورہ در آن و ذکر صلوات است

منقول از بعضی مشائخ عظام علیہم التحیة والاکرام قریب ہزار بیت و پانصد بود [illegible] از ان

ضعیفین آن بہ در گشتہ۔

۲۵- و منہا الاجوبة الاثنا عشر فی توجیہ الصلوة علی سید البشر [illegible]

التشبیہ الواقع فی الصلوة علی نبی الکریم اللہم صل علی محمد و آل محمد کما صلیت علی ابراہیم

و آل ابراہیم [illegible] فی مجلس واحد من [illegible]

من الصلوة والورد والدعاء مقدارہا [illegible] بیت

۲۶- و منہا تحقیق ما ثبت بالسنة [illegible] الاعمال فی ایام السنة [illegible]

۱؎ یہ کتاب سنہ ۱۳۰۰ھ میں مطبع مجتبائی دہلی میں طبع ہوئی ہے — مولوی [illegible] نے اردو میں ترجمہ بھی کیا ہے۔ اس کے ساتھ بین السطور چھپا ہے۔

Marfat.com

الواردة فیما جاء فیہ من الاعمال فی الایام و الاشہر و لیالیہا مثل الصلوۃ و الصیام فی یوم عاشورا و لیلۃ النصف من شعبان و غیر ذلک من الزمان صحاحا و حسانا و ضعافا و موضوعات نحو امن الفی بیت او اکثر قریب من ثلثہ

٢٧ ومنہا التعلیق الحاوی علی تفسیر البیضاوی[1] علی ربع الجزء الاول نحو امن عشرۃ الاف و نسال اللہ التوفیق بان یضاف علیہ باتمام انشاء اللہ من غیر تکلف و اعتساف

٢٨ ومنہا ہدایۃ الناسک الی طریق المناسک رسالہ ایست مضبوط منقح کہ دروے مناسک حج و آداب زیارت بجہت سالکان این راہ و قاصدان این درگاہ ذکر کردہ شدہ نزدیک بدہ ہزار بیت

٢٩ ومنہا رسالہ نوریہ سلطانیہ در بیان قواعد سلطنت و احکام و ارکان و اسباب و آلات تحصیل آں و اوضاع و آداب ایں امر عظیم الشان حرین باسم سامی سلطان الوقت و ملک الزمان خلد اللہ فی مراضیہ ملکہ و سلطانہ و اعلا امرہ و شانہ نزدیک بہ ہزار بیت

٣٠ ومنہا آداب الصالحین منتخب از ربع العادات از کتاب احیاء العلوم[2] در بیان آداب اکل و شرب و منام و معاشرت و مصاحبت باصناف انام از ازواج و اولاد و اصحاب و خدام مقدار سہ ہزار و پانصد بیت۔

٣١ ومنہا مرج البحرین فی الجمع بین الطریقین در جمع میان شریعت و حقیقت و ذکر بعضے از اوضاع و افعال مشائخ صوفیہ قدس اللہ اسرارہم و مواخذہ فقہا برایشان و جواب و توجیہ ازاں رسالہ ایست مفید و نافع در تحصیل اعتقاد صحیح و حق صریح خالی از حشو عبارتی و حسن بیان نیست مقدار ہزار و پانصد بیت

---

[1] تفسیر بیضاوی سے قاضی ناصر الدین ابو سعید عبد اللہ بن عمر البیضاوی کی تفسیر انوار التنزیل و اسرار التاویل مراد ہے۔

[2] احیاء العلوم۔ امام حجۃ الاسلام زین الدین ابی حامد محمد بن محمد الغزالی المتوفی ۵۰۵ھ کی مشہور تصنیف ہے۔

Marfat.com

۴۲ ومنها تکمیل الایمان وتقویۃ الایقان[1] دربیان عقاید اہل سنت وجماعت بایراد عبارت عربی عقاید وشرح آں بہ زبان فارسی باذکر فواید شریفہ ونکات لطیفہ وبط کلام در بعضے مسائل خصوصاً مسئلہ خلافت قریب سہ ہزار بیت

۴۳ ومنها تحصیل التعرف فی معرفۃ الفقہ والتصوف نہ ہزار و ثلثہ الآف بیت

۴۴ ومنها توصیل المرید الی المراد ببیان احکام الاحزاب والاوراد در بیان علوم وقواعد متعلقہ باوراد وادعیہ واحزاب وتوفیق میان مذہب محدثین و مشایخ کہ در تصحیح وتضعیف بعضے اعمال درین باب اختلاف دارند مشتمل برسی وصل واین رسالہ توطیہ وتمہید رسالہ دیگر است کہ در وی اوراد واحزاب کہ بہ اجازت مشایخ پیوستہ وبہ عمل کاتب حروف درآمدہ جمع کردہ شدہ ومجموع رسالتین مسمی است بایں اسم مقدار سہ ہزار بیت

۴۵ ومنها تسلیۃ المصاب بفضل الاجر والثواب دربیان صبر بر مصائب و بلایا وتنبیہ بر وجود نعم خفایا وتحقیق معنی اجابت ومنع در دعا وسلوک طریق رضا وتسلیم در ورود احکام ارادیہ قہریہ وہاب کریم وتادب آلہی بترک طلب وسوال باختلاف اوقات واحوال مقدار ہزار بیت وکسری

۴۶ ومنها شرح الصدور بہ تفسیر آیۃ النور ہزار بیت وکسری

۴۷ ومنها الدر الفرید فی بیان قواعد التجوید رسالہ مختصرہ منظومۃ مع شرحۃ بہذا النمط ممزوجاً بالمتن نحواً من الالف وثمانیۃ بیت

۴۸ ومنها النبأ المرفوع فی تحصیص مباحث الموضوع فیہ مباحث شریفہ من شرح الشمسیہ وشرح المطالع وحواشیہا مع ایراد بعض نکات الشیخ بالفکر البادی فی بیان کواملہا وغوامضہا نحواً من الف بیت وکسر

---

[1] یہ کتاب دہلی اور لکھنؤ میں کئی بار چھپی ہے۔

Marfat.com

۳۹ ومنہا الدرۃ البہیۃ فی اختصار الرسالۃ الشمسیہ وقع فی مجلس واحد یسیر
شاملۃ بجمیع ما فیہا من مسائل المنطق اختصارا لطیفا عجیباً فی صفحۃ واحدۃ واسطر معدودۃ

۴۰ ومنہا شرح شمسیۃ[۱] قد وقع علی طریق البسط والتحقیق الی قولہ یجب تقدیم
مباحث الموصل الی التصور علی مباحث الموصل الی التصدیق نحوا من الفی بیت وکسر

۴۱ ومنہا حاشیۃ الفوائد الضیائیۃ[۲] الاتباع الہوی الصبائیۃ من الاول
الی وجہ حصر الکلمۃ فی الاقسام ومن بحث الفعل الی آخر الکتاب بعون الملک العلام القریب
فیہ الزبد عن المخدوم المکین الامین فی اعتراضات مولانا واستاذنا عصام الدین والحال
وقع فیہا شیٔ من التکلف فی الکلام علی ما تقتضیہ شرطیۃ الالتزام نحوا من ثمانیۃ الاف بیت

۴۲ ومنہا الافکار الصافیۃ فی ترجمۃ کتاب الکافیہ[۳] در صغر سن در ابتدائے حال
طالب علمی بہ تقریبے کسی نسبت معنوی و رابطہ قوی داشت تا آخر منصوبات تسوید نمودہ
شد و تا بحث مرفوعات بہ بیاض رسید و عمر کاتب حروف در آں وقت پانزدہ یا شانزدہ
سال بود مشتمل بر نکات بسیار مقدار ہشت ہزار بیت و کسری

۴۳ ومنہا نظم آداب المطالعۃ والمناظرۃ لمن طالع الکتاب وناظرہ رسالہ منظوم
مثنوی است در آداب بحث و مطالعہ خالی از بسطی و سلاستی نیست در ایام تحصیل نوشتہ شد
ہفت صد بیت و کسری۔

۴۴ ومنہا نکات العشق والمحبۃ فی تطبیب قلوب الاحبۃ در نکات و حکایات
محبت و عشق بازی مجازی کہ در زمان کودکی و بازی واقع شدہ بود نزدیک بہ دو ہزار
بیت و پانصد۔

---

۱ شمسیہ علم منطق کا مشہور متداول متن ہے اور اسے نجم الدین عمر بن علی القزوینی شاگرد خواجہ نصیر الدین طوسی نے لکھا ہے

۲ فوائد الضیائیہ ۔ کافیہ ابن حاجب کی شرح ہے اور مولانا نور الدین عبد الرحمٰن الجامی المتوفی سنہ نے
اسی سنہ میں تصنیف کیا ہے۔

۳ کافیہ نحو کا مشہور متن ہے جو شیخ جمال الدین ابن حاجب المتوفی سنہ کی تصنیف ہے۔

Marfat.com

۴۵ ومنها نکات الحق الحقیقة[1] من باب معارف الطریقة مقدار سه هزار بیت

۴۶ ومنها صحیفة المودة مثنوی که در مراسلت و مکاتبت به برادر حقیقی و یاران و دوستان و احباب و اصحاب ارباب تمیز نوشته شده بود شهر بشهر بیا عالم محبت است خالی از سلاستی و ملاستی نیست و کسی که مطلع باشد به احوال جماعه مکتوب الیهم و اوند که درضمن بیان معانی انچه نکتها و ظرافت رعایت کرده شده است چند صد بیت۔

۴۷۔ ومنها انتخاب المثنوی للمولوی المعنوی دو هزار و سی صد بیت و پیش از شروع در آن ابیاتی چند نوشته شده که از رشحات خامه کاتب حروف است و صفحه چند از نثر نیز نگاشته آمده۔

۴۸۔ ومنها حسن الاشعار فی جمع الاشعار چند غزل و قصائد و قطعها و رباعیات که به جهت شرم و حیا ستر و اختفاء آن لازم است نا مرتب در بیاضها اثنا و بود و نسبت بی حیای که لازمه طریقه شاعریست نوشته شده و در دیباچه رساله جزوی از نثر در عذر رسم شعر که متضمن به معنی قباحت فهمی ست ذکر کرده شده است۔

۴۹ ومنها ارسال المکاتیب والرسائل الی ارباب الکمال و الفضائل و عدد رسائل قریب به هفتاد رسیده و من الله المزید مقدار هشت هزار بیت

الرسالة الاولی۔ سلوک طریق الفلاح عند فقد الترجیة بالاصطلاح

الرسالة الثانیة ۔ ذکر اصول طریقة الکشف الحقیقة

الرسالة الثالثة ۔ تعیین الطریق لاهل الارادة بالتزم و ... الخیر والجزاء

---

[1] نکات الحق یہ کتاب ۱۸۹۱ء میں لکھنؤ میں چھپی ہے۔ مولوی سید ظہور الحسین صاحب نے اردو میں ترجمہ کیا ہے جو لطائف الحق کے نام سے ۱۳۱۴ھ میں دہلی میں طبع ہوا ہے۔

[2] یہ مجموعہ مطبع مجتبائی دہلی میں طبع ہوا ہے۔

Marfat.com

نهم

الرسالة الرابعة تنبیہ اہل العلوم والنہی بتفاوت حال الابتداء والانتہا

الرسالة الخامسة تحصیل الکمال الابدی باختیار الفقر المجدی

الرسالة السادسة قرع الاسماع باختلاف اقوال المشائخ واحوالہم فی السماع

الرسالة السابعة درود الامداد بالاستقامة علی الاوراد

الرسالة الثامنة رعایة الانصاف والاعتدال فی اعتقاد الصوفیہ من باب الاقوال

الرسالة التاسعة ایراد العبارات الفصیحة فی شرح قول النبی علیہ السلام الدین النصیحة

الرسالة العاشرة اقامة المراسم فی احوال المواسم

الرسالة الحادیة عشر تطریب الالحان بمناصحة الخلان

الرسالة الثانیة عشر اختیار الانفراد والتخلی لانتظار الکشف والتجلی

الرسالة الثالثة عشر تحصیل المطلوب بانتظار حضور المحبوب

الرسالة الرابعة عشر تذکیر اولی الاحلام بان لذات الدنیا کلہا آلام

الرسالة الخامسة عشر رفع صوت النحیب بالمام ضعف المشیب

الرسالة السادسة عشر تقسیم الانام علی اربع اقسام

الرسالة السابعة عشر تنبیہ الغافلین بفناء الدنیا وارباہا واغترار الجاہلین بزخارفہا وانبابہا

الرسالة الثامنة عشر سلوک اقرب السبل بالتوجہ الی سید الرسل

الرسالة التاسعة عشر صدق التعلق والآوام فی طلب المقصد والمرام

الرسالة العشرون تثبیت القدم فی الاصطبار بترک صحبة الاضداد والاغیار

الرسالة الحادیہ والعشرون تجدید الذکر فی بیان حقیقت الشکر

الرسالة الثانیة والعشرون اتحاف الاحبہ ببیان حدیث المحبة

الرسالة الثالثة والعشرون حفظ الوقت بترک الاختلاط مع الاضداد والاخلاط

الرسالة الرابعة والعشرون التزام التمسک والالتجا بالوقوف بین الخوف والرجا

Marfat.com

الرسالة الخامسة والعشرون کشف استار الظلم من وجه لسان الحال والقلم

الرسالة السادسة والعشرون سلوک الطریق النھج بالاجتناب عن الانحراف والاعوجاج

الرسالة السابعة والعشرون کشف الاستار عن تحقیق معنی الکسب والاختیار

الرسالة الثامنة والعشرون ترک الاختیار والتدبیر بالاکتفاء بتدبیر العلیم الخبیر

الرسالة التاسعة والعشرون تحقیق الباس عن قبول ایمان الباس

الرسالة الثلثون وجود الصفائی احدیة الذات بالغیبة من جمیع النسب والجہات

الرسالة الحادیة والثلثون ہدایة طریق التربیة والتعلیم بہ بیان حقیقة الرشاد والتسلیم

الرسالة الثانیة والثلثون التعظیم لامر اللہ والشفقة علی خلق اللہ

الرسالة الثالثة والثلثون مشاہدة الابرار بین التجلی والاستتار

الرسالة الرابعة والثلثون ہدایة الانام الی التمسک بالشرایع والاحکام

الرسالة الخامسة والثلثون تنبیہ اولی الارباب علی ملازمة الادعیہ والاحزاب

الرسالة السادسة والثلثون اقتباس انوار القبس فی شرح دعاء انس ۔

الرسالة السابعة والثلثون تجلیہ القلوب مقدس الملکوت لشرح دعاء القنوت

الرسالة الثامنة والثلثون تحصیل البرکات والطیبات بہ بیان معنی التحیات

الرسالة التاسعة والثلثون تثبیت الفواد بتصور عظمة رب العباد

الرسالة الاربعون کسل فی المواظبة والمداومة علی العمل

الرسالة الحادیة الاربعون تنویر القمر لیلة البدر فی تصویر معنی شرح الصدر

الرسالة الثانیة الاربعون تدقیق البیان فی ایجاب الشکر المزید واستلزام حصول المحبة والتوحید

الرسالة الثالثة الاربعون تحقیق الدعاء والاستمداد بہ لسان الاقوال والاحوال [illegible]

الرسالة الرابعة والاربعون ۔ فی لسان القلم بہ بیان معنی قولہم الراحة

Marfat.com

الانی القدم العدم

الرسالة الخامسة والاربعون اظہار الحسرة والاستبعاد بتقصیر النفس فی اصلاح المبداء والمعاد

الرسالة السادسة والاربعون حرقة الجنان بتمنی الکشف والعیان

الرسالة السابعة والاربعون طیب المذاق ببیان الذوق فی مقام الاطلاق

الرسالة الثامنة والاربعون حراسة الایمان من مکاید الشیطان

الرسالة التاسعة والاربعون توصیة الاصحاب بالصبر فی جمیع الابواب

الرسالة الخمسون تنبیہ اہل الفکر علی رعایة آداب الذکر

الرسالة الحادیة والخمسون تذکرة اہل الذکر ببیان فضیلة الذکر علی الفکر

الرسالة الثانیة والخمسون الاعتصام بحبل الصبر والثبات عند اجتماع اسباب اللذات والشہوات

الرسالة الثالثة والخمسون تسویة الادانی والاعالی بالخوف والسکوت فی حضرت اللاابالی

الرسالة الرابعة والخمسون تبصیر الاغنیا الفقر مرآة جمال الاغنیا

الرسالة الخامسة والخمسون اسقاط اعتبار الاجساد والاشباح عند طاقة القلوب والارواح

الرسالة السادسة والخمسون تحصیل الغنائم البرکات بتفسیر سورة والعادیات

الرسالة السابعة والخمسون ترجمة مکتوب النبی الاجل فی تعزیة ولدہ معاذ بن جبل

الرسالة الثامنة والخمسون ایراد العبارات بلسان اہل الاشارات

الرسالة التاسعة والخمسون طلاقة اللسان بشکایت حال الفراق والہجران

الرسالة الستون اظہار القلق والاضطراب فی حصول المطلوب بلا ارتیاب۔

الرسالة الحادیة الستون توصیة الاخوان بالصبر علی جفا اہل الزمان۔

الرسالة الثانیة الستون طلب النور فی ذکر باعث سفر لاہور۔

الرسالة الثالثة الستون سلوک الطریقة علی نہج المجاز قنطرة الحقیقة

الرسالة الرابعة الستون تسلیة السائل ببیان المسائل

Marfat.com

الرسالة الخامسة الستون وجدان البرد باستشمام الورد

الرسالة السادسة الستون جمع كلمات العارفين من اهل الصدق واليقين

الرسالة السابعة الستون الرد علی الدعاوی الباطلة التی صدرت لبعض النفوس الساطلة

عدد این کتب و رسائل که بر صفحهٔ بیان نگاشته آمد از سی متجاوز است و شمار

این رسایل از شصت بالا اگر اینها را جدا جدا بشمارند و به سهم و کاغذ داری در میان آرند

دالی که عدد آن به چند رسد و هنوز سلسلهٔ سخن دراز است و در فیض الهی بازی کجا رسد

و کجا رساند اگرچه درین ایام قوت طبیعت بشری در ذبول ست و علوم و فنون روی به نزول

دارد و شوق پرواز بعالم دیگر غالب و اجابت داعی حق را منتظر ست والله اعلم تا آخر کار

چیست و اگر عدد ابیات بر روش کاتبان بشمارند بتوان گفت که از چهار صد هزار بیت

بیشتر ست و از پانصد هزار کمتر و اگر حساب بر اتمام از پردهٔ اجمال و ابهام بر آرند چهار صد

و شصت هزار شمارند و چون اطوار سخن متنوع و انواع علوم متعدد بود مجموعه به سه قسم انقسام

یافت و هر قسمی در حکم دفتری و جلدی اقسام و ارتسام پذیرفت و اگر این همه را یک صحیفه

سازند و در یک جلد شیرازه بربندند بیگانه در نظر عرف و عادت از دایرهٔ مناسبت

و ملائمت بدر افتد و برداشتن بار آن بر دست طبیعت گران آید و چون اطوار سخن متنوع

و انواع علم متعدد بود ترتیبی و تمیزی می بایست اعتبار کرد ازین جهت تالیف و ترتیب

در سه دفتر نهاده شد کتب و رسایل عربی در هر فن و هر باب که باشد جدا جمع کرده شد

و آنچه بزبان فارسی بود دو قسم شد و تحقیق این تقسیم و تفصیل این اجمال در خطبهٔ دفتر عربی

مبین شده است و مجموعه اسامی کتب و رسایل از خرد و بزرگ که در آن دفتر مکتوب

ست چهل و هشت چنانکه در دوائر که بر پشت دفتر کشیده شده ارقام یافته است و هرچه

آنچه درین قسم ثانی مکتوب است سیزده و آنچه در دفتر ثالث ارتسام یافته چهار و چهار

مجموع شصت و پنج عدد و رسائل که اجزای کتاب اند رسائل و المکاتیب و الرسائل اربابی

الکمال والفضائل شصت و هفت، واگر آنها را جدا جدا شمارند صد و سی و دو گردد و عدد ابیات معلوم شد که قریب به پانصد هزار و اصل ست اگر چیزی ازان به مرتبهٔ قبول یافت الحمد لله واگر نه هیچ مقصود رضای حق و عطای اوست. انی لا اضیع عمل عامل منکم بشارتی می بخشد و الا لله الدین الخالص کرمی میکند و الایمان بین الخوف والرجا وما عندکم ینفد وما عند الله باق والعاقبة بالخیر ان شاء الله الخلاق۔

تمام شد

Marfat.com

اطراف الاسماء

آداب الصالحین ۔ ۲۸
ابراہیم شمس الدین بن مبارک شاہ ۔ ۱۵
ابن جہضم
ابن نشاطی ۔ ۱۰
ابوالفضل علامی ۔ ۱۰، ۶
الاجوبۃ اثنی عشر ۔ ۳۵
احمد تھانیسری ۔ ۱۴ ۔ ۱۵
احمد خاں ڈاکٹر سید ۔ ۸
احمد مارہروی ۔ ۱۲
احوال الائمہ اثنی عشر
اخبار الاخیار ۔ ۶ ۔ ۸ ۔ ۱۰ ۔ ۱۵ ۔ ۱۸ ۔ ۲۷ ۔ ۲۸ ۔ ۳۴
اربع عناصر ۔ ۱۲
اردوئے قدیم ۔ ۱۰
ارسال المکاتیب و الرسایل ۔ ۳۹
ارشاد ۔ ۱۶
اسماء الرجال الرواۃ ۔ ۳۰
اشعۃ اللمعات ۔ ۳۱
الافکار الصافیہ فی ترجمہ الکافیہ ۔ ۳۸
اکبر سلطان جلال الدین محمد ۔ ۶
انتخاب المثنوی مولوی ۔ ۳۹
انوار الجلیہ فی احوال المشایخ الشاذلیہ ۔ ۳۴
اورنگ زیب عالمگیر ۔ ۶
بحر مواج ۔ ۱۲
بدیع البیان ۔ ۱۲
بدیع الحکایات ۔ ۱۸
بدیع المیزان ۱۶
برہان الدین علی المرغینانی ۔ ۱۷
بزدوی فی الاصول ۔ ۱۶
بغوی ابو محمد حسین بن مسعود الفرا ۔ ۳۰
بقیہ نقیہ ۔ ۱۲
البنا المرفوع فی تخصیص مباحث المرفوع ۔ ۳۷
بہادر شاہ بادشاہ گجرات ۔ ۹
بہجۃ الاسرار ۔ ۳۴
بیان ۔ ۲۰
تاتارخاں ۔ ۱۳ ۔ ۱۴
تاج الدین ۔ ۲۰
تاج ریزہ ۔ ۱۱
تاریخ آل برامکہ ۔ ۸
تاریخ بہادر شاہی ۔ ۹
تاریخ سلاطین ہند ۔ ۴۴

Marfat.com

تاریخ فیروز شاہی - ۸ - ۱۳
تاریخ محمدی - ۹
تحصیل التعرف فی معرفۃ الفقہ والتصوف - ۳۷
تحقیقۃ المصغر - ۱۲
تحقیق الاشادہ - ۳۵
تحقیق ماثبت السنۃ - ۳۵
ترجمہ احادیث الاربعین - ۳۵
ترغیب اہل السعادۃ - ۳۵
تسلیۃ المصاب بنیل الاجر والثواب - ۳۷
التعلیق الحاوی علی تفسیر البیضاوی - ۳۶
تفسیر تاتارخانی
تکمیل الایمان وتقویۃ الایقان - ۳۷
تلخیص - ۱۳
توصیل المرید الی المراد - ۳۷
تنبیہ المعارف - ۳۱
تیمور امیر - ۱۴
جامع البرکات منتخب شرح المشکوٰۃ - ۳۱
جاذب القلوب - ۲۷ - ۳۲
جلال الدین دوانی - ۱۸
جمال الدین ابن صاحب - ۳۸
جمالی دہلوی - ۱۸
جمع الاحادیث الاربعین - ۴۵
جہانگیر نور الدین محمد - ۱۲
جوتش نرنجن - ۲۰
چہل ناموس - ۹
حاشیہ فوائد الضیائیہ - ۳۸
حافظ الدین عبداللہ بن احمد النسفی
حسامی فی الاصول - ۱۳
حسرت نامہ - ۸
حسن الاشعار - ۳۹
سید حسن برنی - ۸
میر حسن دہلوی
حسین نقشی - ۲۰
حیاتی دہلوی شاعر - ۱۹
حیدر بخش حیدری - ۱۰
امیر خسرو - ۱۱ - ۱۳ - ۲۴
خواجگی شیخ - ۱۴
الدرۃ البہیہ فی اختصار الرسالۃ الشمسیہ - ۳۸
الدر الفرید فی قواعد التجوید - ۳۷
ذکر اجازت الحدیث - ۳۱
ذکر ملوک - ۳۵
راجن - ۲۰
رزق اللہ مشتاقی - ۲۰
رسالہ نوریہ سلطانیہ - ۳۶
رکن الدین فیروز - ۱۱
ریوڑ نی - ۰
زاد المتقین فی سلوک طریق الیقین
زبدۃ الآثار - ۳۳
سکندر لودھی - ۱۸
سعد الدین دہلوی - ۱۸ - ۱۹

Marfat.com

سلک السلوک - ۹ - ۱۰
سلیمان اعظم - ۱۰
سیر العارفین - ۱۸
سیف الدین سیفی - ۱۹
شبلی نعمانی - ۱۲
شرح تمہید - ۳۸
شرح الصدور بتفسیر آیۃ النور - ۴۰
شرح فتوح الغیب - ۴۳
شرح مخزن الاسرار نظامی - ۱۸
شمس سراج عفیف - ۹ - ۱۳
شمس الملک - ۱۱
شہاب الدین دولت آبادی - ۱۴ - ۱۵ - ۱۷
شہاب مہمرہ - ۱۱
صحیفۃ المودۃ - ۳۹
صفی الدین جونپوری - ۱۰
ضیاء الدین احمد خان نیر - ۷
ضیاء الدین برنی - ۸
ضیاء الدین نخشبی - ۹ - ۱۵
طبقات ناصری - ۷ - ۸
طریق الافادہ فی شرح سفر السعادۃ - ۴۲
الطریق القویم فی شرح صراط المستقیم - ۴۲
طغرائی - مؤید الدین اسمٰعیل بن حسین الخطاب - ۱۵
طوطا کہانی - ۱۰
طوطی نامہ - ۹ - ۱۰
ظہیر دہلوی - ۱۸
ظہور الحسین - ۳۹
عالم بن اندرپتی - ۱۴
عبدالرحمن جامی - ۱۸ - ۳۸
عبدالقادر بدایونی - ۱۱ - ۱۵
عبدالقادر جیلانی غوث الاعظم شیخ ۴۳
عبدالمجید سالک [illegible]
[illegible] عبدالمقتدر شریحی - ۴۱
عبدالوہاب متقی - ۴۰
عشر عشیرہ - ۹
عضد الدین الایجی - ۱۳
علاء الدین خلجی سلطان - ۱۱ - ۱۴
علی احمد نشانی - ۲۰
غایۃ التحقیق - ۱۷
غرۃ الکمال - ۱۲
غلام علی آزاد بلگرامی ۱۶
غواصی - ۱۰
غوث الاعظم - عبدالقادر جیلانی
غیاث الدین بلبن - ۸
فتاوی تاتارخانی - ۱۴
فتوح الغیب - ۴۳
فخر الاسلام علی ابن محمد بزدوی - ۱۶
فصل الخطاب - ۱۴
فقہ تاتارخانی - ۱۳
فوائد الضیائیہ - ۳۸
فیروز شاہی - ۸ - ۹ - ۱۳ - ۱۴

Marfat.com

نیشی فیاضی - ۲۰
قران السعدین - ۲۳
کافیہ - ۳۸
کلیات وبہر غیاث - ۹
کنز الدقائق - ۱۳
گائیڈ ڈین - ۱۱
گلریز - ۹
گل گرسٹ - ۱۰
لامیۃ العجم - ۱۵
لطائف الحق - ۳۹
لمعات التنقیح شرح مشکوٰۃ المصابیح - ۳۰
لیس ڈاکٹر - ۸ - ۹
مآثر السادات - ۸
مبارک ناگوری شیخ - ۲۱
مجدالدین محمد فیروز آبادی - ۳۲
محمد بن تغلق سلطان - ۱۳
محمد بن قوام بن رستم بلخی - ۱۸
سید محمد قادری - ۱۰
محمد ہاشم - ۲۱
محمود شاہ بن محمد شاہ بن فیروز شاہ تغلق - ۱۸
محی الدین عبدالقادر جیلانی - شیخ - ۳۳
مدارج النبوت - ۳۱
مدارک التنزیل - ۱۵
مرج البحرین فی الجمع بین الطریقین - ۳۶
مرغوب القلوب سیا - ۳۲
مصابیح السنۃ - ۳۰
المطلب الاعلیٰ فی شرح اسماء اللہ الحسنیٰ - ۳۵
مطلع الانوار الٰہیہ
مظفر کرہ - ۱۷
معز الدین محمد بن سام سلطان - ۲۰
شیخ معین الدین چشتی - ۹ - ۱۸ -
معین الدین عراقی - ۱۳ - ۱۴
مغیث الدین ہانسوی - ۱۸
مفتاح الفتوح ۱۳ - ۳۲
منار الانوار - ۱۳
منہاج النبوت - ۳۱
منہاج الدین جوزجانی قاضی - ۷
مواقف - ۱۵
مہر و ماہ (مثنوی) - ۱۹
ناصر الدین ابوسعید عبداللہ بیضاوی - ۳۶
ناصر الدین سبکتگین (امیر) ۹
ناصر الدین محمود بن شمس الدین التمش ۷
نجم الدین عمر القزوینی - ۳۸
نصیر الدین چراغ دہلی - ۱۴ - ۱۵ - ۱۸
نصیر الدین طوسی - ۳۸
نصیر الدین محمد ہمایون - ۱۸
نظام الدین احمد ہروی ۹
نظام الدین اولیاء - ۹ - ۱۸
نظم آداب المطالعۃ والمناظرہ - ۳۸
نکات الحق - ۳۹

Marfat.com

نکات العشق والمحبۃ ۳۸	وسط الحیوۃ ۱۲
نورالحق مشرقی ۔ ۲۱	ولی الدین ابی عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب التبریزی ۳۲
نورالدین ابی الحسن علی الشافعی ۔ ۳۴۰	شیخ الہداد جون پوری ۔ ۱۷۰ ۔
نہایۃ الکمال ۔ ۱۲	ہدایہ فی الفقہ ۔ ۱۴
واقعات مشتاقی ۔ ۲۰	ہدایۃ الناسک الی طریق المناسک ۔ ۳۶

فہرست مندرجات تذکرہ مصنفین دہلی

مقدمہ نوشتہ حکیم سید شمس اللہ قادری

(۱) احوال شیخ عبدالحق محدث دہلوی ۵
(۲) تصنیفات شیخ عبدالحق محدث دہلوی ۹
(۳) متون مشاہیر مورخین نسبت ترجمہ احوال شیخ عبدالحق ۱۸

تراجم تذکرہ مصنفین دہلی

۱ قاضی منہاج الدین جوزجانی ۷
۲ خواجہ ضیاء الدین برنی ۸
۳ شیخ ضیاء الدین نخشبی ۹
۴ مولانا شہاب الدین مہمرہ ۱۱
۵ مولانا تاج الدین ریزہ ۱۱
۶ امیر خسرو دہلوی ۱۲
۷ میر حسن دہلوی ۱۲
۸ مولانا معین الدین عمرانی ۱۳
۹ مولانا عالم بن علاء اندہ پتی ۱۴

Marfat.com

۱۰	مولانا خواجگی	۱۴
۱۱	قاضی عبدالمقتدر شریحی	۱۴
۱۲	مولانا احمد تھانیسری	۱۵
۱۳	قاضی شہاب الدین زاولی دولت آبادی	۱۵
۱۴	مولانا شیخ الہداد جونپوری	۱۶
۱۵	مولانا مظہر کڑہ	۱۷
۱۶	مولانا مغیث الدین ہانسوی	۱۸
۱۷	مولانا ظہیر دہلوی	۱۸
۱۸	شیخ جمالی دہلوی	۱۸
۱۹	حیاتی ابن جمال دہلوی	۱۹
۲۰	شیخ سیف الدین سیفی	۱۹
۲۱	شیخ رزق اللہ مشتاقی	۲۰
۲۲	مولانا حسین نقشی	۲۰
۲۳	شیخ تاج الدین دہلوی	۲۰
۲۴	مولانا علی احمد نشانی	۲۰
۲۵	شیخ فیضی اکبرآبادی	۲۰
۲۶	شیخ نورالحق مشرقی	۲۱
۲۷	محمد ہاشم دہلوی	
	فہرست تصنیفات شیخ عبدالحق محدث دہلوی	۲۹

Marfat.com

سلسلہ متون تاریخی

نمبر (۳)

تذکرۃ الملوک

تصنیف ملا رفیع الدین ابراہیم بن نور الدین توفیق شیرازی

بیجاپور کے سلاطین عادل شاہی اور ان کے معاصر شاہان ہندوستان و دکن و ایران کی تاریخ - ابتدائے ظہور سلطنت بہمنیہ سے سنہ ۱۰۲۰ھ تک -

فہرست مضامین

باب اول — سلاطین بہمنیہ کی تاریخ ابتداء سے سلطان محمود شاہ کے جلوس تک سنہ ۹۱۵ھ

باب دوم — تذکرہ یوسف عادل شاہ

باب سوم — تذکرہ اسمٰعیل عادل شاہ

باب چہارم — تذکرہ ابراہیم عادل شاہ اور تاریخ راجگان بیجانگر

باب پنجم — تذکرہ علی عادل شاہ - تاریخ جلوس سے رامراج والی بیجانگر کے حملہ احمد نگر تک سنہ ۹۶۶ھ

باب ششم — سلاطین گجرات کی تاریخ اکبر کے فتوحات تک - سلاطین نظام شاہی کی اور قطب شاہی کی تاریخ - عہد حکومت علی عادل شاہ کے بقیہ واقعات فتح بنکاپور تک سنہ ۹۸۲ھ

باب ہفتم — افضل خاں کی سرگذشت اور علی عادل شاہ کے بقیہ واقعات -

باب ہشتم — ابراہیم عادل شاہ اور ابراہیم بن برہان نظام شاہ کی تاریخ

باب نہم — سلاطین تیموریہ کے حالات بابر سے جہانگیر کے جلوس تک - سلاطین صفویہ کی تاریخ بالخصوص شاہ عباس ماضی کا مفصل تذکرہ سنہ ۱۰۱۵ھ تک - ملک عنبر کا تذکرہ - مغارات ایلورہ کا حال - دکن پر شاہزادہ پرویز کا حملہ اور احمد نگر کی فتح سنہ ۱۰۲۰ھ

قیمت دس روپیہ - پانچ حصے - حصہ اول تیار ہے

Marfat.com

محمد اقبال مجددی
ذخیرہ لاہور

حکایات المشائخ حضرت خواجہ قدس اللہ سرہ

کتاب مستطاب

جواہر ہاشمیہ

سوانح عمری جناب خواجہ سید محمد ہاشم کشمی برہانپوری خلیفہ حضرت

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی نقشبندی قدس سرہما

مولفہ و مرتبہ

جناب مولانا مولوی احمد محمد خاں صاحب رامپوری واعظ و معلم اول

مدرسہ عالیہ حکیمیہ برہان پور ضلع نماڑ

خلیفہ خاص

عالیجناب مولانا مولوی خواجہ احمد حسین خان صاحب مجمع السلاسل امروہوی

حسب فرمائش جناب حاجی منشی محمد علیم اللہ ... والی جناب حافظ کریم بخش صاحب ... دہلوی

باہتمام جناب مولوی صوفی غلام محمد صاحب حیدرآبادی خلیفہ خواجہ ممدوح

نذرِ عقیدت

میں نے نہایت اخلاص کے ساتھ اپنی اس تالیف کو اپنے پیر و مرشد حضرت مولانا خواجہ احمد حسین خانصاحب امروہوی مجمع السلاسل کی نذر کیا۔

آج آپ نے نہایت خلوص کے ساتھ بارگاہ ہدایت پناہ معرفت دستگاہ حضرت صاحبزادہ مولانا الحکیم سید شاہ محمد احسن صاحب ظلہ فیضانہ سجادہ نشین دائرہ حضرت سید شاہ رفیع الزمان جد بزرگوار حضرت قبلہ مولانا السید شاہ حکیم فخر الدین احمد صاحب عرف کلیم بادشاہ رحمۃ اللہ علیہما قادری نقشبندی مجددی الہ آبادی کی خدمت مبارک میں بغرض استجازت آپ کے نام نامی سے معنون کرنے کے پیش فرمایا آپ نے بکمال عطوفت اجازت عطا فرمائی والحمد للہ رب العالمین۔

سراپا انکسار عبودیت شعار اختر محمد خاں

خلیفہ حضرت مجمع السلاسل ... کار ...

ہائی اسکول برہان پور سی پی مولف رسالہ جواہر

فہرست مضامین رسالہ جواہر ہاشمیہ

صفحہ	مختصر مضامین	نمبر سلسلہ	صفحہ	مختصر مضامین	نمبر سلسلہ
۷	آپکا برہانپور آنا اور حضرت شیخ محمد نعمان رح کے ہاتھ پر بیعت	۱۷	۱	دیباچہ	۱
			۱	حضرت پیر و مرشد کا خط	۲
۸	آپکا سرہند شریف جانا اور بخدمت حضرت مجدد رح حاضر ہونا	۱۸	۲	بشارۃ	۳
			۲	مضمون کتاب منتخبات کلیہ	۴
"	تکمیل سلوک نقشبندیہ مجددیہ	۱۹	۳	وجہ تالیف کتاب	۵
"	آپکا حضرت مجدد رح کی خدمت میں مقیم رہنا	۲۰	۳	وجہ تسمیہ جواہر ہاشمیہ	۶
				جواہر ہاشمیہ	۷
۹	آپکو ہاشم لقب کا خطاب عطا کیا جانا	۲۱	۴	حالات خواجہ سید ہاشم برہانپوری	۸
"	فضیلت میر محمد نعمان بدخشی رح	۲۲	۴	آپکی ولادت	۹
۱۰	آپکی قابلیت کے حالات	۲۳	۴	آپکے والد ماجد	۱۰
"	آپکو میر تزک کا خطاب عطا کیا جانا	۲۴	۴	آپکا خاندان	۱۱
۱۱	آپکا ایک مکتوب	۲۵	۴	آپکا نشو و نما و تعلیم علم ظاہری	۱۲
۲۱	حضرت خواجہ معصوم رح کا آپکے نام ایک مکتوب	۲۶	۴	بزرگان طریقہ سہروردیہ و کبرویہ	۱۳
۲۲	آپکی تصنیفات و تالیفات	۲۷	۵	خانوادہ نقشبندیہ	۱۴
۲۲	جلد سوم مکتوبات شریف کی تدوین	۲۸	۵	آپکا سفر ہندوستان	۱۵
۲۲	کتاب زبدۃ المقامات کی تالیف	۲۹	۵	آپکا خواب	۱۶

Marfat.com

سلسلہ نمبر	مختصر مضامین	صفحہ	سلسلہ نمبر	مختصر مضامین	صفحہ
۳۰	آپ کا منظوم کلام	۲۲	۴۴	تاریخ وفات حضرت شیخ محمد بن بابا احمد فضلی رح	۳۵
۳۱	آپکا دیوان موسوم بہ دیوان ہاشم	۲۳	۴۵	قطعہ تاریخ وفات حضرت خواجہ حسام الدین نقشبندی رح	۳۶
۳۲	آپکا ایک نعتیہ قصیدہ	۲۳	۴۶	احوال حضرت شیخ محمد بن فضل اللہ رح	۳۷
۳۳	آپکی ایک غزل مست نازدیم	۲۶		نائب رسول اللہ	
	با جان محول آشنا را	۰	۴۷	آپکی پھر سرہند شریف سے برہانپور واپسی	۳۷
۳۴	آپکی دوسری غزل اے نگر عمر الٰہی	۲۷	۴۸	تاریخ وفات شاہ محمد وارث رح	۳۷
	کہ از طریقہ ما است	۰	۴۹	آپکی ہر دو فرزندان کے حالات	۳۷
۳۵	آپکی ایک مثنوی	۲۷	۵۰	طریقہ نقشبندیہ مجددیہ کی خدمت	۳۸
۳۶	آپکا ایک الہامی قطعہ	۳۱	۵۱	احوال حضرت شاہ فقیر جند اللہ	۳۸
۳۷	قلمی دیوان ہاشم کا تذکرہ	۳۱	۵۲	انتخاب از جواہر مجددیہ	۴۰
۳۸	محل گزارہ	۳۱	۵۳	افضلیت طریقہ نقشبندیہ	۴۰
۳۹	حالات کتب خانہ علا فروز	۳۱	۵۴	مشکلات اشاعت طریقہ نقشبندیہ	۴۱
۴۰	حالات علا فروز	۳۲	۵۵	اشاعت طریقہ نقشبندیہ غیبت	۴۲
۴۱	خاتمہ منظوم دیوان ہاشم قلمی	۳۳	۵۶	آپکی شان سواری	۴۳
۴۲	آپکی تاریخ گوئی	۳۴	۵۷	آپ کی بے ریائی و فی گوئی	۴۴
۴۳	حوض اکبر آباد کی تاریخ تعمیر	۳۴	۵۸	آپ کا استغنا	۴۴

Marfat.com

نمبر سلسلہ	مختصر مضامین	صفحہ
۵۹	آپ کے اوراد و وظائف	۴۴
۶۰	آپ کی شادی	۴۴
۶۱	آپ کی اولاد	۴۴
۶۲	آپ کے خلفاء	۴۵
۶۳	آپ کی وفات و مزار شریف	۴۵
۶۴	آپکی کرامتیں	۴۶
۶۵	آپکی بشارت نعش منتقلی مزار شریف	۴۸
۶۶	ذکر شیخ محمد طاہر عبدالرحیم	۴۹
۶۷	ذکر مولانا شہید اللہ رح	۵۰
۶۸	ذکر مولانا فاضل محمد انور زماں مرحوم و منتقلی مزار شریف بمقام حال	۵۲
۶۹	تذکرہ شیخ میر برہانپوری مرحوم	۵۳
۷۰	تذکرہ محمد سلیم صاحب برہانپوری	۵۴
۷۱	تحریک حاجی مرزا امیر بیگ باتہ	۵۴
	تعمیر و ترمیم مسجد و مزار شریف	،،
	شیخ میر الحق صدیقی	،،

نمبر سلسلہ	مختصر مضامین	صفحہ
۷۲	حالات حضرت میر الحق صدیقی شاہ ان اللہ و باب اللہ رحمۃ اللہ علیہم	۵۵
۷۳	ذکر مولوی خواجہ علیم الدین و مولوی حاجی محمد عبدالغفور وکلاء	۵۹

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیباچہ

شجرۂ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کی شاخ ہاشمیہ اویسیہ کا شجرہ جو جناب محمد غوثی
علیم اللہ صاحب خیالی نقشبندی مجددی ہاشمی برہان پوری نے اپنی خداداد قابلیت سے
۱۳۵۰ھ میں ہی بہترین طریقہ سے نظم فرمادیا تھا۔ اوسکی ایک نقل پیرجی سید میر محمد صاحب
صاحبزادہ حضرت خواجہ بزرگ سیدنا خواجہ باقی باللہ الکابلی ثم الدہلوی نقشبندی کو بر
سلسلہ ہاشمیہ میں داخل ہونے وقت جلسۂ عام عرس شریف میں دیدی گئی تھی لیکن وہ کی
طباعت تاحال نہ ہوسکی تھی۔ رجب ۱۳۵۷ھ کے عرس شریف حضرت خواجہ سید ہاشم
کشمی رحمۃ اللہ علیہ کے موقع پر قصد مصمم تھا کہ اس کو طبع کراکے ہدیہ چشم مشتاقین کیا جائے

حضرت پیر و مرشد کا خط | کہ حضرت پیر و مرشد فاضل اجل مولانا مولوی خواجہ احمد حسین
خانصاحب امروہی مجمع السلاسل کا نامۂ نامی و صحیفۂ
گرامی مورخہ ۸ جمادی الثانی ۱۳۵۷ھ م ۴ اگست ۱۹۳۸ء روز پنجشنبہ حیدرآباد دکن سے

ف اویسیہ اصطلاح صوفیہ کرام میں اس سلسلہ کو کہتے ہیں جو متصل نہ ہو ۱۲

Marfat.com

۴

موصول ہوا جس کا خلاصہ مضمون یہ ہے۔

بشارہ ایک شب گزشتہ پنجشنبہ کی آخر شب رویائے صالحہ میں فقیر کو ایک عجیب و غریب بشارہ ہوا ع۵ کہ عیدگاہ شہر برہان پور میں حضرت مولانا خواجہ ہاشم کشمی برہان پوری رحمۃ اللہ علیہ رونق افروز ہیں اور اس فقیر کو مخاطب فرما کر ارشاد فرماتے ہیں کہ محض شجرہ کی طباعت سے طریق کی اشاعت نہیں ہو سکتی۔ مناسب ہے کہ آپ اپنے خلیفہ مولوی احمد محمد خاں سے کہیں کہ وہ ایک مختصر اور جامع رسالہ جس میں ہمارے حالات اور ہمارے سلسلے کی اشاعت کے کوائف مندرج ہوں لکھ دیں

ع۵۔ مولانا شیخ محی الدین ابن عربی (المتوفی ۶۳۸ھ) کتاب فتوحات مکیہ باب ۱۹۰ میں بضمن شرح حدیث شریف النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں اعلم ان من التوفیقات الالٰہیۃ المبشرات وھی الرؤیا الصالحۃ یراھا المسلم او تُریٰ لہ فان ذلک العمل بما فیھا فی نفسہ کرامۃ لاھل صفحہ (۸۹ و ۹۰)

منجملہ توفیقات الٰہیہ کے مبشرات ہیں اور وہ رؤیائے صالحہ ہیں جن کو مسلمان دیکھتا ہے یا اس کو دکھائی جاتی ہیں اس کے بعد آپ فرماتے ہیں کہ دیکھنے والا جو کچھ دیکھے اس پر عمل کرنا خاص دیکھنے والے کی ذات سے تعلق رکھتا ہے۔ چونکہ یہ حکم خواب میں جناب خواجہ صاحبؒ کے توسط سے فقیر مؤلف کو ہوا تھا اس لئے میں نے اس پر تا حد امکان عمل کیا (منہ)

Marfat.com

شجرہ کے ساتھ ساتھ اس کی بھی اشاعت کرا دی جائے تو اچھا ہے۔

وجہ تالیف کتاب ہذا یہی سبب ہوا کہ میں نے آپ کے حالات میں ایک ایسے رسالہ کو لکھنے کیلئے قلم اٹھایا جو ہر طرح وجیز اور جامع ہو۔ مگر اس کے باوجود کوئی بات تشنۂ مطلب نہ رہ جائے۔

وجہ تسمیہ جواہر ہاشمیہ حضرت ممدوح پیرو مرشد قبلہ نے اس رسالہ کا نام جواہر ہاشمیہ ارشاد فرمایا ہے جس کے لئے میں آپ کا شکر گزار ہوں۔ اللہ تعالیٰ اس کو مثل جواہر نقشبندیہ وجواہر معصومیہ کے شرف قبولیت عطا فرمائے۔ آمین یا رب العالمین۔ وما توفیقی الا باللہ

اگرچہ علائق ملازمت اور کثرت تالیفات کے سبب میں نہایت عدیم الفرصت تھا۔ تاہم ارشاد فیض بنیاد حضرت پیرو مرشد قبلہ کو پیش نظر رکھ کر بارہ روز کے اندر اندر یہ رسالہ قلم بند کر دیا۔ اور بذریعہ خط مورخہ ۱۴ رجب ۱۳۵۷ھ مطابق ۹ ستمبر ۱۹۳۸ء بروز جمعہ خدمت والا میں بھیج دیا۔

عصیان شعار
اختر محمد خاں
مؤلف رسالہ ہذا
از برہان پور (سی۔ پی)

Marfat.com

۴۱
جواہر ہاشمیہ

حالات فیض آیات حضرت خواجہ سید ہاشم کشمی برہانپوری نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آپکی ولادت آپ شہر کشم علاقہ بدخشاں میں ۹۸۵ھ میں پیدا ہوئے۔

آپکے والد ماجد آپ کے والد ماجد خواجہ میر قاسم عرف خواجہ کاظم اکابر وقت اور صحیح النسب سادات کرام سے تھے اور مشہور عالم، عابد اور درویش باصفا تھے۔

آپکا خاندان آپ مرزا شاہرخ بادشاہ ملک بدخشاں کے خاندان سے ہیں۔

آپکا نشو ونما و تعلیم علوم ظاہریہ وطن مالوف یعنی شہر کشم میں آپ کا نشو ونما ہوا خدا تعالیٰ نے ذہن رسا عطا فرمایا تھا اس لئے جلد ہی علوم ظاہری فارسی وعربی سے آپ فارغ ہو گئے اور اپنے امثال و اقران سے گوئے سبقت لے گئے۔

بزرگان طریقہ سہروردیہ کبرویہ آپ فرماتے ہیں کہ میرے آبا و اجداد طریقہ سہروردیہ کبرویہ کے خلفاء سے تھے اور میں نے بھی زمانہ طفولیت میں ایسی خاندان کے بعض درویشوں کی خدمت سے بہرہ اندوزی کی اور علوم باطنیہ کی تحصیل

Marfat.com

۵

تحقیق کے لئے دور دراز دیار و امصار کا سفر اختیار کیا اور اولیائے وقت کی خدمت میں حاضر ہوتا رہا۔ مگر سیری نہ ہوئی۔

خانوادۂ نقشبندیہ آپ فرماتے ہیں کہ عنفوانِ شباب سے میری طبیعت کو حضرات خواجگانِ نقشبند کے اشارات و بشارات کی جانب خاص رغبت تھی لیکن یہ معلوم نہ تھا کہ کون سے بزرگ میری دستگیری فرمائیں گے اور از راہِ کرم سلسلہ نقشبندیہ کی نعمتوں سے بہرہ مند کریں گے۔ یہ خیال روز بروز غالب آتا رہا۔ اس حالت میں اکثر اوقات بے ساختہ میری زبان سے یہ نکلتا تھا کہ گھوڑے پر زین لگا کر عازمِ ہندوستان ہونا چاہیئے۔ بالآخر ایک آپ کو ایک ایسی ضرورت پیش آئی جس سے مجبور ہو کر ۱۰۰۸ھ میں

آپ کا سفر ہندوستان آپ نے سفر ہندوستان اختیار کیا۔ قیامِ ہندوستان کے زمانہ میں ایک سال گذرنے کے بعد شب کو ایک مجلس میں اولیاء سابقین کے حالات و تصرفات کا تذکرہ ہو رہا تھا کہ میرے دل میں خیال گذرا کہ ایسے لوگ پہلے ہی زمانہ میں گذرے ہیں اور اب نہیں ہیں یا اب بھی ہیں لیکن ہماری آنکھیں نہیں دیکھ سکتیں۔

ایک خواب اسی شب میں نے خواب میں دیکھا کہ کوئی صاحبِ دل مجھ سے فرما رہے ہیں کہ فلاں بزرگ فلاں مقام پر اہلِ دل کی مجلس میں جلوہ فرما ہیں اور تمہیں یاد بلا رہے ہیں وہاں جائیے۔ چنانچہ میں روانہ ہوا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک بزرگ اہلِ معانی

Marfat.com

صورت ایک اونچی جگہ چبوترے پر مراقب بیٹھے ہوئے ہیں اور ان کے مریدین ان سے کسی قدر نیچے مراقبہ میں مشغول ہیں، ان صاحب نے مراقبہ سے فارغ ہو کر مجھے بلایا اور میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا پڑھو اذا جاء نصر اللہ الخ ع کیونکہ یہ سورہ قبولیت توبہ کا دروازہ ہے میں اس سورہ کو پڑھ رہا تھا اور میری آنکھوں سے آنسو جاری تھے میں نے اس سورہ کریمہ کے مضمون اور اس کے سبب ع نزول سے اپنے دل کو تسلی دی اور شاہراہ توبہ کو کھلا پایا

ع۔ پوری سورۃ یہ ہے اذا جاء نصر اللہ والفتح ○ ورأیت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجا ○ فسبح بحمد ربک واستغفرہ انہ کان توابا ○ ترجمہ (اے پیغمبر) جبکہ خدا کی مدد آپہنچی اور (مکہ) فتح (ہوگیا) اور تم نے لوگوں کو دیکھ لیا کہ (وہ) اللہ کے دین میں جوق جوق داخل ہو رہے ہیں تو اپنے رب کی کے ساتھ اوسکی حمد کرو اور اس سے گناہوں کی معافی مانگو بیشک وہ توبہ کو قبول کرنے والا ہے ۱۲

ع۔ یہ سورہ فتح مکہ کے بعد نازل ہوا ہے اس سورہ میں اللہ تعالیٰ نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو ایما فرمایا ہے کہ مکہ کا فتح ہونا لوگوں کا جوق جوق اسلام میں آنا اس بات کا نشان ہے کہ تم نے اپنا فرض رسالت پورا کر لیا اب آخرت کی تیاری کرو اسی طرح طالبان حق کے لئے یہ سورہ اس جانب رہنما ہے کہ وہ خدا کی تحمید و تقدیس میں مشغول رہیں بہ کثرت استغفار کریں اور سراپا آخرت کی جانب رجوع رہیں ۱۲

Marfat.com

آپکا برہان پور آنا اور حضرت میر محمد نعمان رح کے ہاتھ پر بیعت کرنا

اس خواب کے چند روز بعد میں بلدہ دار السرور برہان پور پہونچا اور حضرت مرشد میر محمد نعمان ؎ رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت سراپا برکت میں حاضر ہوا اور آپ کی زیارت اور ملاقات کا شرف حاصل کیا، آپ اس شہر میں طریقہ نقشبندیہ کی مسند ہدایت وارشاد پر متمکن تھے اور طالبانِ خدا کو راہِ صدق وصفا کی طرف کھینچنے والے اور انہیں منزلِ مقصود تک پہونچانے والے تھے، جیسے ہی آپ کے جمالِ جہاں آرا پر میری نظر پڑی بیساختہ آپکی صورت وسیرت میں وہ نقشہ نظر آیا جو میں نے اپنے گذشتہ خواب میں دیکھا تھا اور آپ نے ہدایت وارشاد کی بشارت دیکر میری تسلی فرمائی تھی، میں نے سلام علیکم

؎ آپ خواجہ بزرگ حضرت سیدنا خواجہ باقی باللہ قدس اللہ سرہٗ العزیز کے مریدانِ ارشاد اور خلفاءِ اہل سے ہیں، بعد میں آپنے حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی خدمت اقدس میں رہکر ان مخصوص مقامات وحالات سے جو حضرت مجدد رح کے ساتھ مختص ہیں فیض پایا اور مکرر خلافت حاصل کی اس لحاظ سے آپ حضرت مجدد رح کے پیر بھائی بھی ہیں اور خلیفہ بھی، آپ کا مرتبہ مجددیہ حضرت مجدد رح کے ہے، آپکا مولد بدخشاں ہے زیادہ قیام برہان پور میں رہا جہاں خواجہ میر ہاشم رح حاضر خدمت ہوکر مرید وفیضیاب ہوئے، آپ کی عمر شریف کا آخری حصہ بحکم بادشاہ وقت آگرہ میں گذرا ۱۰۵۸ھ میں آپکا وصال ہوا، وہیں آپ کا مزار شریف (دہنی کی نگریا میں) واقع ہے اور فتح سنگھ راجپوت کی اولاد نگران کار ہے ۱۲ منہ

Marfat.com

عرض کرنے کے بعد بے اختیار آپ کی دست بوسی کا شرف حاصل کیا۔ آپ نے اس عاجز پر دل و جان سے مہربان ہو گئے اور بیعت طریقہ علیہ نقشبندیہ کی تلقین و ہدایت شروع فرمائی، کچھ عرصہ اپنی خدمت مبارک میں قیام کی اجازت مرحمت کی چنانچہ میں ایک مدت تک آپکی خدمت میں حاضر رہا۔

آپکا سرہند جانا اور حضرت مجدد رح کی خدمت میں حاضر ہونا ۱۰۳۱ھ

بالآخر جناب والا نے میرے حال پر شفقت فرما کر مجھے سرہند جانے کی اجازت دی اور ایک رقعہ سفارشی مرحمت فرمایا۔

تکمیل سلوک نقشبندیہ مجددیہ

تقریباً دو سال حضرت رح کی خدمت عالیہ میں حاضر رہ کر برابر سفر و حضر میں سعادت اندوز رکاب فیض انتساب رہا آپ نے مجھے تمام مقامات سلوک سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کی تعلیم و تکمیل سے بہرہ اندوز فرمایا۔

آپکا حضرت مجدد کی خدمت میں محرم راز ہونا

حضرت خواجہ میر ہاشم رح حضرت مجدد قدس سرہ کے محرمان راز اور خلوتیان دمساز سے تھے اس میں کسی طرح سے شک نہیں کیا جا سکتا کہ قلیل مدت میں حضرت کی توجہ باطنی قوت تصرف کی برکت سے آپ نے احوال باطنیہ مقامات عالیہ اور حالات عجیبہ حاصل کئے چنانچہ جب حضرت نے اپنے دونوں صاحبزادگان کو اجمیر شریف بلایا

Marfat.com

اور کمالات کے انتہائی درجہ تک پہونچا یا تو ان کے ساتھ خواجہ محمد ہاشم کشمی رحمۃ اللہ
بھی شریک تھے ان کو یارِ ثالث کا خطاب عطا کیا گیا کہ شانِ یکتائی کے درجہ تک
پہونچ گئے تھے۔

آپ کو یارِ ثالث کا خطاب عطا کیا جانا۔

بہر حال آپ کے مقاماتِ عالیہ اور مدارجِ متعالیہ اس درجہ بلند اور ارفع ہوے کہ بارگاہ
حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ سے آپ کو خطاب یارِ ثالث عطا
ہوا جسکی نسبت آپ نے مکتوب (۸۲) جلد سوم میں تذکرہ فرمایا ہے یعنی بعد مخدوم
زادگان بزرگوار ان حضرت خواجہ محمد سعید خازن الرحمۃ اور حضرت خواجہ محمد معصوم
قیوم ثانی قدس اللہ سرہما کے مریدین میں آپ ہی کا درجہ ہے۔

افضلیت میر محمد نعمان بدخشی

لیکن حضرت میر محمد نعمان بدخشی رح کو حضرت
مجدد الف ثانی رح نے جو بشارت دی ہیں ان کا تذکرہ مکتوب نمبر ۸۳ جلد سوم میں
جو بنام صاحبزادگان صادر ہوا اس طرح مرقوم ہے کہ "سلطان حقیقی کے پاس ایکی
مقبولیت کے لئے عرض و معروض کیا ہے یارِ ثالث کے داغ سیاہی کی طرف سے دل
متفکر ہے اس کو ابھی قبول نہیں کیا گیا ہے کاش کہ خدام بادشاہی میں اس کو
قبول کیا جاتا" اس مکتوب کے موصول سے کچھ دن بعد تحریر فرمایا کہ اب یارِ ثالث کا بھی

Marfat.com

10

داغِ سیاہی دور کر دیا گیا اور تمہارے ساتھ انہیں خصوصیات کے ساتھ اُن کو بھی قبول کر لیا گیا ہے چنانچہ قیوم رابع حضرت خواجہ محمد زبیر رحمتہ اللہ علیہ سے روضہ قیومیہ رکن اول میں منقول ہے کہ یہی وجہ ان کے یار ثالث ہونے کی ہے

آپکی قابلیت کے حالات آپ فضائل صوری و معنوی اور علوم متعارفہ کی تحصیل و تکمیل کے علاوہ وو زبردست خصوصیتیں رکھتے تھے آپ خوش آواز شیریں کلام نیک خلق اور متواضع تھے رنگین حکایتیں نازنین اداؤں سے بیان کیا کرتے تھے سوز و گداز آپ کی تقریر و تحریر سے ہویدا تھا جو کچھ آپ سے ظاہر ہوتا سراپا حال وزوق ہوتا قالِ صرف سے کچھ تعلق نہ تھا بیخودی اور فروتنگی آپ کے دیدار روشن! ور نمودار تھی، علم تاریخ و ادب میں بھی آپ ید طولیٰ رکھتے تھے۔

آپکو میر بزرگ کا خطاب عطا کیا جانا آپ نقل فرماتے ہیں کہ ایک روز آنحضرت قدس سرہ موجب آیہ شریفہ وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ (یعنی اپنے پروردگار کی نعمتوں کو بیان کرو) عنایات خداوندی کا جو آپ کے خصوصیات و درجات حشر و نشر سے متعلق تھے بیان فرما رہے تھے میں نے آنحضرت کی مہربانی پا کر سوال کیا کہ یہ مسکین اس مجمع میں کس خدمت سے سرفراز ہوگا اور کس مرتبہ کی عزت پائے گا ارشاد فرمایا کہ تو

Marfat.com

۱۱

ہماری مجلس کا میر تزک ہے، آنحضرت کی مفارقت کے زمانہ میں آپ اپنے احوال ومقامات خطوط کے ذریعہ عرض کیا کرتے تھے یہاں صرف ایک خط پر جس میں آپ کے علو کمال اور رفعت حال کا تذکرہ ہے اکتفا کیا جاتا ہے۔

آپکا ایک مکتوب بندۂ مہجور آوارہ دیار برہان پوری محمد الہاشم کشمی اس بارگاہ قدسی پناہ کے خدام کی خدمت میں عرض کرتا ہے کہ میں اس آستانہ کے خدام کی توجہ عالی کی برکت سے بخیر وعافیت برہان پور پہونچ گیا اور جناب سیدی مرشدی کی ملازمت سے مشرف ہوا اور حضرت کے مخدوم زادوں (اپنے بچوں) کو سعادت پایا محرومی بارگاہ سے جو داغ جدائی میرے دل پر ہے اور نصیبہ کا پاؤں جو دلدل میں پھنسا ہوا ہے کس قوت سے اس کا بیان کیا جاسکتا ہے اور کون قلم کی زبان سے ادا کیا جاسکتا ہے۔ شعر

ای جان جہاں آئینہ گیر بدست ؛ خود گوی کہ بے تو زندگانی چوں است

ترجمہ۔ ای جان جہاں ہاتھ میں آئینہ لیکر فرمائیے کہ بغیر آپ کے میری زندگی کیسی بسر گذرتی ہوگی۔

البتہ آپ کی نسیم توجہ وتصرف اس غبار تیرہ راہ افتادہ کو اس آستانہ پاک پر پہونچا سکتی ہے۔ شعر

Marfat.com

۱۲

مرا کشند وطنابم بہ گردن اندازند ؎ کشاں کشاں چو سگانم بہ کوی یار برند

ترجمہ۔ مجھکو کھینچ کر میری گردن میں رسی ڈال کر تمنا ہے کہ مثل کتوں کے مجھکو یار کی گلی میں لیجائیں۔

شکایت کی کوئی انتہا نہیں اور خود کردہ کا کوئی علاج نہیں اس درد غم کے اظہار سے درہم برہم ہوں کیونکہ آنحضرت نے رخصت کے وقت بتاکید تمام اس غلام سے فرمایا تھا کہ مفارقت حضوری کے زمانہ میں جو حالات گذریں ان کی اطلاع ہم کو دیتے رہنا لہذا بہ تعمیل ارشاد عالی جرات کی جاتی ہے۔

قبلہ گاہا کسی قدر وہ حالات جو حضوری میں بیان کر چکا ہوں پھر بلاحظ واعلیٰ میں (جو حالات عرض کرنے کے قابل ہیں) اجمالاً معرض تبیان میں لاتا ہوں کہ توجہ والا سے فنا یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ وجود اور اس کے توابع اپنی اصل سے واصل ہو گئے ہیں اور احکام عبدیت میں مل گئے ہیں اور عینیت واثر پورے طور سے زائل ہو گئے ہیں اپنے کو نہیں پاتا ہوں مگر ایک ثبوت جس پر کارخانہ عالم برپا ہے اس کے بعد ایسا معلوم ہوا کہ وہ کمالات جو اصل سے مل چکے تھے ثبوت مذکور سے متعلق ہیں۔ فقیر نے جب یہ حالات پہلے عرض کئے تھے تو ارشاد ہوا تھا کہ ظہور بقا بر خاص کے یہ آثار ہیں اس کے بعد فقیر اپنے کو کبھی علام ہم طرف پاتا تھا اور

Marfat.com

۱۴

کمالاتِ مذکورہ کو اصل سے قائم دیکھتا تھا اور کبھی اس ثبوت کو اپنی حقیقت و
کمالات کو اس سے قائم پاتا عین فنا میں باقی اور عین بقا میں فانی تھا یہاں تک کہ
ایک روز ایسا معلوم ہوا کہ فی الحقیقت وہ ثبوت نمود وجود حق ہے پھر اس کو
اصل کے سپرد کر دیا۔ اور عکس شخص میں فرق مفقود تھا بخلاف اس کے جو آئینہ
ظاہری میں منعکس ہوتا ہے اس لیے سوائے ہستی صرف کے اور کچھ ظاہر نہ ہوا
فدوی نے جب حضرت کی خدمت میں عرض کیا تھا تو ارشاد ہوا تھا کہ اب دائرہ
نفی جو امکان سے متعلق تھا پورا ہو گیا اس پر خدا کا شکر ہے اس کے بعد معاملہ
اثبات کے سوا اور کچھ نہیں ہے جو کہ وجوب سے تعلق رکھتا ہے۔

یہ بھی ارشاد ہوا تھا کہ یہ دائرہ نفی جو تم کو حاصل ہوا ہے اب تمہاری استعداد کی
مناسبت ولایت ابراہیم علیہ السلام سے ہے (ہمارے نبی پر اور ان پر سلام ہو)
کیونکہ کلمۂ شانہ نفی و انتفا کے رئیس ابراہیم خلیل علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں
نیز میں نے اس کے بعد ایک واقعہ (خواب) میں دیکھا تھا کہ آنحضرت نے
حضرت مخدوم زادہ عالی مرتبہ خواجہ محمد سعید سلمہ اللہ کو اور اس فقیر کو حضرت
خلیل اللہ علیہ السلام کے قدم مبارک پر ڈال دیا ہے اور حضرت نے بڑی نوازش سے
فقیر کو آغوش میں لیکر رخصت فرما دیا۔

Marfat.com

۱۴

اس زمانہ میں ایک اور واقعہ بھی عرض کیا تھا کہ آنحضرت سید سے ارشاد فرمایا ہے
ہیں کہ ذکر نفی و اثبات سے گذر کر تو اثبات محض سے متعلق ہوگیا ہے یہ سماعت فرماکر
مجھکو ذکر نفی و اثبات سے منع فرمایا اور ذکر اسم ذات کے لیئے اپنی توجہ کے تصرفات
سے حکم دیا تھا، اس کے بعد ارشاد فرمایا تھا کہ معاملہ نفی میں ایک اور دقیقہ باقی رہ گیا ہے
وہ بھی ظاہر ہونا چاہئے اور وہ یہ ہے کہ جس طرح عدم کمالات وجودیہ کے عکوس کا
آئینہ ہے اور اس کے عکس کو بوقت فنا اس کی اصل میں واصل کردیا ہے اسی طرح
وجود کو صور وہمیہ اور احکام عدمیہ کا آئینہ سمجھو کیونکہ خدا تعالی سوائے اپنی ذات
اور اپنے کمالات کے اور کچھ نہیں دیکھتا ہے لیکن احکام عدمیہ کو اسی آئینہ وجود میں
ملاحظہ فرماتا ہے، اس باریک نقطہ پر غور کرو اور حاصل کرو اور ان احکام کو عدم صرف کے
حوالہ کرکے آئینہ وجود کو صاف رکھیں جانو، اس پیشوائے اہل ارشاد کی عنایت سے
یہ دولت عظمیٰ بھی نصیب ہوئی اور سلوک کی سیر کارخانہ فنائے اتم میں پہونچ گئی
اور بقا بھی بقدر اس فنا کے جلوہ گر ہوئی نیز پیر دستگیر کی توجہ خاص کی برکت سے
اس اسم جزئی میں جو کہ مرتبہ وجوب میں تعین اس فقیر کا ہے بقا حاصل ہوئی اور
اپنے کو جو کہ نابود ہے اس ثبوت کے ساتھ عدم مقید پایا اور اس اسم کے ساتھ قائم پایا
تعجب کی یہ بات ہے کہ باوجود اس یافت کے اس اسم انا کا مورد نہ تھا اپنے

Marfat.com

۱۵

تعین محض کو الحاق تشخصات پایا بجز اس کے کہ اس اسم کی رہی صورتوں میں سے جو کہ ظاہر ہوئی ہیں خود کو ایک صورت پایا جیسے کہ جبرئیل امین دحیہ کلبی (صحابی) کی صورت میں نمودار ہوتے تھے اسی طرح قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ اپنی بابت ارشاد فرماتا ہے وَلَهُ الْمَثَلُ الْأَعْلَىٰ کہ اس کے لئے اعلیٰ مثل یعنی اعلیٰ صورت ہے

ہست بے صورت جناب قدس ذات ؛ لیک در ہر صورتے جلوہ نمود

ترجمہ: جناب قدس ذات کی کوئی صورت نہیں لیکن اس نے ہر صورت میں جلوہ فرمایا ہے اُس وقت شیخ عطار (اللہ تعالیٰ اون کی قبر کو معطر کرے) کی بیت کے معنی اُس ابو الوقت دو عالم سے دریافت کئے (وہ بیت یہ ہے کہ)

می بینی کہ شاہے چوں پیمبر ؛ نیافت از فقر کل تو رنج کم بر

ترجمہ: تو دیکھتا نہیں کہ پیمبر جیسے بادشاہ نے فقر کل نہیں پایا تو کیوں تکلیف اٹھاتا ہے فقر کل کے یہ معنی ہیں کہ امکان اور عدم کے تمام آثار کلیتہً مٹ جائیں جب یہ بات حاصل ہو جائے تو گویا فقر کل میسر ہو گیا پس سردار فقرا سلطان انبیا (اون پر کامل ترصلوٰۃ و تسلیمات نازل ہوں) کو فقر کل کیوں حاصل نہ ہوا جب کہ آپ کے آستانۂ پاک کے خاکروب آپ کے طفیل میں اس نعمت کے ریزوں سے بخوبی بہرہ ور ہیں۔

Marfat.com

۱۴

اِس کا جواب آنجناب نے جو کہ درویشوں کی مشکلوں کو حل کرنے والے ہیں یہ ارشاد فرمایا کہ "مرادِ شیخ (عطار) کی فقرِ کل سے یہ ہے کہ تمیز تعین وجودی باقی نہ رہے یعنی تعین (اسم) محمد صرف حضرت ذات کا تمیز علمی ہے اس لئے جناب سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے کمال اُولوالعزمی اور شوق بیحد سے فقر اتم چاہا ہے تاکہ وہ تمیز بھی اُٹھ جائے جو کہ محال و مشکل تھا اُس اسرار بلند کے عارفین اسکو بخوبی جانتے ہیں پس اِس لحاظ سے شیخ عطار کا یہ کہنا کہ آپ فقر کل کے خواہاں تھے درست ہوسکتا ہے (تمام ہوا جواب حضرت مجدد رح کا)

نیز مذکورہ بالا الحاق کے چند روز بعد اس غلام سے آپ نے ارشاد فرمایا کہ ہم تم کو تمہارے مبداءِ تعین سے اپنے مبداءِ تعین میں لے آئے ہیں اور معلوم ہو گیا کہ اُس میں تمہیں بقا بھی میسر ہوئی ہے۔

اِس کے بعد آپ نے "خلت" کے حصول کا بھی مژدہ دیا تھا اور فقیر نے اس معرفت کا جو مطلب سمجھا تھا وہ بھی عرض کر دیا تھا۔ نیز اس نسبت سے جسکو "ملازمت" سے تعبیر کرتے ہیں (اور وہ آنحضرت کے خصائص سے تھی) فقیر کو عنایت کیا تھا اور تمکین کے راستہ سے اس عاشقِ دل افگار کے جراحت پر نمک پاشی فرمائی تھی اُس زمانہ میں جو کچھ حالات فقیر پر گذرے تھے فقیر نے عرض کر دیئے تھے اسپر

Marfat.com

ارشاد ہوا کہ ہمکو اشارہ ہوا ہے کہ ہمارے مبداء تعین میں دکھ یہ نسبت اُس کے خصائص میں ہے) تم کو فنا اور بقا حاصل ہوئی پھر از راہ بندہ نوازی ارشاد فرمایا تھا کہ اگرچہ اور لوگ برسوں ہماری خانقاہ میں ہے اور مختیں کیں مگر فلاں شخص محبت خاص کی وجہ سے ہماری خاص نسبتوں سے بہرہ ور ہوا۔ اس کے بعد فرمایا کہ اب تم نزول کی طرف رُخ کرو اس کے کچھ دنوں بعد فقیر کو رخصت فرمایا اور ارشاد ہوا کہ نزول تم کو بخوبی ہو گیا اور ترقی بھی حاصل ہوئی اس وقت ہماری نظر کشفی میں اور کوئی خصوصیت نہیں معلوم ہوتی۔

اے قبلۂ دو جہاں والے کعبہ ایمان و امان۔ اللہ تعالی آپ کی برکتیں مخلوق کے شامل حال رکھے دل مضطر کی تمنا یہ ہے کہ وہ جزی کلی میں بلکہ اس کل کے مرکز یعنی ملاحت میں ملحق ہو جائے اور وہ ملحق اپنے خصوصیات میں پہونچ جائے اور افضل الاصل سے بہرہ ور کرے اگرچہ شریعت میں آپ نے فقیر کو اس دولت کے حصول کی بشارت دی تھی اور اس فضل بخشش پر حوالہ فرمایا تھا۔ اگرچہ نسبت خلت یعنی صباحت سے فقیر بہرہ ور ہو گیا ہے گو دل اب بھی نمک ملاحت کا طلبی ہے

از لغت تو آشفتگی در سر ماست کا فر جعد ملی ہے تصحیت گریا ست

ترجمہ تیری زلف کے عشق میں ہمارے سر میں ایسی آشفتگی بھری ہے کہ آشوب جنون کی پریشانی میں نصیحت کرنے والی پریشانیوں کی سردار بن گئی ہے۔

Marfat.com

۱۸
شوریے ز ملاحت تو بجیدہ بدل   کز دسے ہمہ روز رد ز محشر گر ماست

ترجمہ۔ تیری نمکینی سے دل میں ایسا شور لٹیا ہوا ہے کہ اس سے ہمارا تمام دن قیامت برپا کرنے والا دن ہوگیا ہے۔

بعض علوم جو ان ایام میں اضافہ ہوئے ہیں اگر یاد آئے تو کسی اور وقت عرض کروں گا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سیر کا شیخ ظاہر کی طرف کم ہے اور باطن کی طرف توجہ ہوتی ہے۔ اگرچہ دیکھو آنحضرت کا ارشاد مریدوں کو سکھانے اور تعلیم دینے کے لئے ہوا ہے مگر باطن کی طرف توجہ ہونے سے اپنے کو اس خدمت کے لائق نہیں پاتا ہوں اب موجود نسبت گویا اس حدیث کا ایک راز ہے۔ کَانَ اللّٰہُ وَلَمْ یَکُنْ مَعَہٗ شَیْئًا وَ اَلْآنَ کَمَا کَانَ۔ اللہ تھا اللہ اور اس کے ساتھ کوئی چیز نہ تھی اور وہ اب بھی ویسا ہی جیسا پہلے تھا (یعنی عین بقا میں فانی اور عین فنا میں باقی)

حضرت قدوۃ اولیاء خواجہ محمد پارسا کے ایک رسالہ میں (جو کمالات قدسی آیات غوث العارفین خواجہ بہاء الحق والدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مقتبس ہے) یہ عبارت نظر آئی کہ عارف کا معاملہ جب یہاں تک پہنچے کہ عین فنا میں باقی اور عین بقا میں فانی ہو جائے تو جس وقت وہ عین فنا میں باقی ہوگا تو اس کی بقا یا ابقاء علمی ہوگی اور حضرت نے اس حالت کی بابت کہ عین فنا میں باقی ہو کوئی توضیح نہیں کی ہے آیا وہ بقاء علمی ہے یا کیا؟ فقیر اس کے لئے بھی متردد تھا کہ اس کو کیوں نہیں بیان فرمایا گیا۔

Marfat.com

۱۹

بالآخر یہ معلوم ہوا کہ جب سالک عین بقا میں فانی ہوا تو اس کے کلام میں فنا
کی گنجائش تھی کیونکہ معاملہ بقا پر مبنی تھا اور بقا میں علم رہتا ہے۔ مگر جب
عین فنا میں باقی ہوا تو علم بقا کا نہیں ہو سکتا کیونکہ علم ایسی حالت میں مفقود ہو جاتا ہے کہ
وہ فنا پر مبنی ہے۔ یہ بھی ظاہر ہوا کہ علم فنا کے معاملہ کا مدرک ہی نہیں جس علم کے
ذریعہ سے عارف نسبت فنا سے مطلع ہوا وہ ایک پرتو ہے اس نوع کا اور وہ علم جو کمالات
بقائیہ سے متعلق ہے گویا اتصال کے جاسوس کیلئے چھوڑ دیا گیا ہے ایسا نہیں
ہو سکتا کہ وہ علم شانِ الحاقی ہو جائے بلکہ وہ اپنے مرتبہ میں ثابت ہے کہ
وہ علم واجب تعالیٰ ہے اور وہاں سے اس عالم پر نظر انداز ہے جس طرح کہ
آفتاب کا پرتو گھر کے سوراخ میں پڑتا ہے اور اس سے وہاں کے احوال
معلوم ہوتے ہیں مگر وہ نور خورشید ہے جو اسی طرح سے اپنی جگہ پر قائم موجود ہے
میں اس سے زیادہ کیا لکھ سکتا ہوں البتہ آپ کے علم باطن کے اضافہ جیسے
(اور امی خدا ایسے علم کو زیادہ کر)

آجکل نسبت کا ظہور دو طرح سے ہو رہا ہے کبھی تو ذکر اذکار اور توجہ اور
نگرانی اور طاعت سے پایا ہو کہ ان ذرائع سے ایک دم کشادہ ہو جاتی ہے
اور کبھی بغیر ان اسباب ذرائع کے خود بخود بڑی شان کے ساتھ ظہور کرتی ہے
اور یہی اس بات میں بہ تمامہ محو ہو جاتا ہوں نہ وہ نسبت خود میں اور اپنی اصل میں

Marfat.com

یہ طریقہ بہ نسبت اول کے زیادہ لطیف ہے اور سیر مرادی اور محبوبی اور سیر عشقی اسی کو کہتے ہیں۔

اس شہر کے ایک باغ میں تنہا ایک رات میں نے بسر کی اس شب میں صفت کمال سے ایسا فیضان ہوا کہ پھر ملاقات کے بیان میں نہیں آسکتا۔ یہ تمام برکات حضور والا کے نیم نگاہ کے فیضان سے ہیں ورنہ اس نالائق پست ہمت کو اس گفتگو سے کیا مناسبت مولانا

مائیم شطرنج اندر بردومات ÷ بردومات ما زتست اے خوش صفات

ترجمہ۔ ہم ہار اور جیت کے معاملہ میں مثل شطرنج کے ہیں ہماری ہار اور جیت سب آپ کے ہاتھ میں ہے۔

اب فقیر کی یہی تمنا ہے کہ اس غلام سگ آستانہ کو اپنی خدمت میں بلالیں

اب فقیر کی یہی التجا ہے کہ اس کو حضرت اپنی مرضی کا پابند کرلیں اور اپنے آستانہ کے اس مہجور کے کتے کو پھر آستانہ پر طلب فرمالیں

الٰہی بہ آں سرو نازم رساں ÷ بآں دلبر دل نوازم رساں

بمردم رہا بود منزل آں آستاں ÷ بہ منزل خویش بازم رساں

ترجمہ۔ الٰہی مجھے اس سرو ناز کے پاس پہنچا دے اس دل پر مہربانی کرنے والے معشوق کے پاس پہنچا دے اس کی چوکھٹ میرے سر کا ٹھکانا نہ ہو مجھ کو اپنے

Marfat.com

مطلوبہ مقام پر پھر پہنچا دے۔

حضرت خواجہ سید ہاشم اپنی کتاب زبدۃ المقامات میں لکھتے ہیں کہ یہ دو سلسلے کی فریدی قطع نظر میں حضرت مجدد قدس سرہٗ کا عاشق زار تھا، چنانچہ حضرت قیوم اول (حضرت مجددؒ) کے وصال کے بعد حضرت خواجہ محمد معصومؒ قیوم ثانی کی طرف آپ نے رجوع باطنی فرمایا اور بہت فائدہ اٹھایا جیسا کہ حضرت قیوم ثانی کے ایک مکتوب سے واضح ہوتا ہے وَھُوَ ھٰذا۔

حضرت خواجہ محمد معصوم قیوم ثانی کا آپ کے نام ایک مکتوب

بھائی صاحب! آپ خوف زوال سے نجات پا کر وصول حقیقی تک پہنچ گئے ہوں گے اور قوسین سے او ادنیٰ تک رسائی حاصل کر لی ہوگی، بقا عرض کو مخلوط سے الگ کر لیا ہو گا۔ دائرہ صفات سے گزر کر ملاحت تک دسترس ہو گئی ہوگی۔ بحکم المرء مع من احب آپ کے بموجب اُن کے مرکز تک پہنچ گئے ہوں گے علم سے نادانی تک گفتگو سے خاموشی تک آ گئے ہوں گے نفی کے مقام میں پشت ڈال کر ہمہ تن اثبات کو دیکھ رہے ہوں گے بلکہ وہاں سے مجہول الکیفیت تک پہنچ گئے ہوں گے اور وہاں تو از کر چڑھا ہوگا اور خلیل سے حبیب کا رخ کیا ہوگا یعنی ولایت ابراہیمی سے ولایت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم

۱؎ حضرت خواجہ محمد معصوم قیوم ثانی فرزند حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ متوفی سنہ ۱۰۸۲ھ

Marfat.com

آ گئے ہوں گے۔

آپکی تصنیفات و تالیفات آپ کو علوم ظاہری و باطنی کے علاوہ علم تاریخ اور علوم ادبیہ میں بھی دستگاہ کامل تھی آپ کی تصانیف اور تالیفات اس بات کی شاہد ہیں نظم و نثر فارسی آپ کی مشہور نزدیک و دور اور تا حال متداول بین الاولیاء و العلماء ہیں جن سے چند تصانیف کا نام مع مضمون حسب ذیل ہے

جلد سوم مکتوبات شریف کی تدوین (۱) جلد سوم مکتوبات شریف موسوم باسم تاریخی معرفۃ الحقائق اس کو آپ نے سن ۱۰۳۱ھ میں جمع و ترتیب دیا، یہ کتاب ان مکتوبات کا مجموعہ ہے جو آپ کے پیر و مرشد حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ نے وقتاً فوقتاً مختلف احباب مریدین و معتقدین اور مشائخ عصر کو لکھے ہیں۔

کتاب زبدۃ المقامات کی تالیف (۲) کتاب زبدۃ المقامات معروف بہ برکات احمدیہ اس کو آپ نے سن ۱۰۳۷ھ میں اپنے پیر و مرشد حضرت مجدد رضی اللہ عنہ اور ان کے پیر حضرت خواجہ باقی باللہ رضی اللہ عنہ کے واقعات و حالات میں تحریر فرمایا ہے یہ کتاب نہایت مفید اور قابل مطالعہ ہے۔

آپ کا منظوم کلام آپ کا فارسی منظوم کلام نہایت فصیح و بلیغ ہے جا بجا انواع صنائع و بدائع لفظی و معنوی نے اس کی خوبی کو دوبالا کر دیا ہے جا بجا اخلاق و تصوف کی چاشنی اور ہر جگہ کیفیت باطنی کی لذت موجود ہے۔ قصائد، مثنویات

Marfat.com

رباعیات، قطعات اور غزلیات وغیرہ تمام اصنافِ نظم پر خامہ عنبریں شمامہ کی جولانیاں دکھائی ہیں اور ہر صنف میں امثال و اقران سے گوئے سبقت لے گئے ہیں۔ رنگ معنوی ہر جگہ نمایاں اور سوز و دروں ہر صنف میں پنہاں ہے۔

آپ کا دیوان موسوم بہ دیوانِ ہاشم

یہ ایک فصیح و بلیغ و ضخیم دیوان تقریباً چار ہزار ابیات کا مجموعہ ہے اس میں قصائد و غزلیات، مثنویات اور قطعات سب کچھ موجود ہے اس لحاظ سے اس کو کلیاتِ ہاشم کہنا زیادہ مناسب ہے۔

ہم اس موقع پر ناظرین کے تفننِ طبع کے لئے دیوانِ مذکور میں سے بطور مشتے نمونہ از خروارے آپ کا ایک قصیدہ، دو غزلیں اور ایک مثنوی اور چند قطعات نقل کرتے ہیں۔

آپ کا ایک نعتیہ قصیدہ

قصیدہ حلیہ حضرت خیر البریہ
علیہ الصلوٰۃ والتحیۃ الزکیہ

اگر پرسی ز قدش سرو باغِ راستاں آمد — ستونِ بارگاہِ پادشاہِ لامکاں آمد
الف بود و سر آغاز حروفِ ابجدِ ہستی — نشانِ وحدتِ پروردگارِ بے نشاں آمد
سحر زلفش ز تیرِ درد دل بابا دمی گفتم — سرشکِ خوں فشانی از چشمِ شاخِ ارغواں آمد
ز رفتارش چہ می پرسی من از کبکِ دری جستم — نہالِ دستِ خیالِ او و نغمہ زار آمد
اگر پرسند از عارض زبانِ لال گویا گم — بگو خورشیدِ رخشانِ چراغِ آسمانی آمد

Marfat.com

۲۴

زتاب خور چه می پرسی بروی نظر بودش
نه از بر سائبان ناگه حجابی درمیان آمد

اگر پرسی ز زلف گیسو بانت گرنی پیچید
بگو هر موی زنجیر دل دیوانگان آمد

ز هر سو گیسوی آتش از ندہ مرم سر گوشی ہم
ازان عارض مذ انتہا چہ ره را اندر میان آمد

بود بالا ایستادہ دو گیسوی سیاه او
ز معجز گر رباید بی خوش ہالہ سان آمد

ز عقد موی او گر ہے کشاید دل چه می پرسی
بہر جنبش ز محبین کاروان در کاروان آمد

چه می پرسی ز بوی او که باد از گرد کوی او
عبیر افشان به پیراہن حوران جنان آمد

ازان بو خود چه شد اسیر اندر دل دستیه
وزان انفاس ایشان تا قیامت تو چنان آمد

چه نیرنگ است زلفش کرو شد فاسد تنگیر
چه گویم از نسبش کا عجبات اندر دہان آمد

اگر پرسی ز دندان همی بگو گر راست بینی تو
از و نور الف بر صفحہ رسیلی عیان آمد

لبش شیرین بنشتہ کز دار الفتنه
ولی بیمار را گلشکر صحت رسان آمد

اگر گوئی چه ...ش سنگو نمی آید
بجز اعجاز لب ... ہم آن آمد

دارد ول ... کان انا افصح ... کان الله
بالآخر زبان الآن کما کان از ازل آمد

ز ... تبسم نور از سحاب آمد
نبازک غنچه در شد آفتاب ... آمد

نهفتم ... و شر در زیر زبان ...
سر تنگ از دیده ... صد گریہ روان آمد

اگر پرسی ز چشم غزال دشت حدیث گو
کہ از ہر گوشہ صیاد دو صد تیر زبان آمد

گر از نیم نگہ ... آخر زمان پرسی
بہ آشوب بلا فتنہ آخر زمان آمد

Marfat.com

۲۵

چه پرسی ز آب تیغ آن نگه کان زلال است این ... قتیلش را چه می پرسی که خضر جاودان آمد

بر اندر رفتش از بهر مشتبه فکر آن خم ابرو ... ندا آمد که محراب نیاز مقبلان آمد

از آن ابرو چه گویم قاب قوسین مختصر شد ... وز آن مژگان سخن گویم که با تیغش ترجمان آمد

عطارد تیر خود را همی گوید که بسم الله ... بچندین شوخی بسمل شو که این تیر آن کمان آمد

بگفتم گر دهانش را نقطه خوانم وهمی دانم ... که از خامی زبانم را درین ره بر زبان آمد

تن آن بحر جود از کان سیم آمد سزد کان ... به کیفیات سراپای گنج شایگان آمد

اگر پرسند اخوان زمان ذوقش چه بیان گوید ... درین چه چون مه نخشب و مه کنعان آمد

خوشم از دست و از تحریر وصف دست او گر حق ... ید الله فوق ایدیهم بشرح و بیان آمد

اگر گویند جسمش چون منزه بود از سایه ... بگو جان را نباشد سایه جسمش چو جان آمد

دل پر داغ عشاقش نماند اندر قضا گوئی ... بر دو مهر سوخته داغ دلها ز آتشان آمد

چه پرسی از تجلی آن کلیم طور محبوبی ... که هر تار رخش نقاب خیمه هفت آسمان آمد

مگس را چه بر لبش مگس چون سوخته شد از خود گو ... مگس از شهد چه بر لبش گرد این در دکان آمد

کجا بر شهد شیرین تر ز لب باشد این مگس شاید ... مگس این شهد را انوار قدس آشیان آمد

ز رنگ مسجد اقصی اش چه می پرسی که گل جنت ... به پیش رنگ او چون پیش گلگون خزان آمد

سواد نامه تفسیر طلوعان شمسه شد از وی ... که بر شمع آب خوبان برگ گل از روی عیان آمد

چمن بود از هزاران یک گل از ما سیحائی ... هزار گلشنش را هر هزار رکن شکان آمد

Marfat.com

۲۶

ہم از بعد ہزاراں آخر بگردد این چمن با ما — خوردستان بلبلی با صد ہزار الحان آن

مرا خاموش زبان با ہمہ گر بوسیم از شادی — کز و ما سینہ چاکان را حدیثے بر زبان آید

لب دارم ز این مستان نہ ما مستان بحمد اللہ — سگان کوے او را ما سزا با استخوان آید

ز مرکب العطش ای جان بیا خاکی گوی خوشتر خیال — کہ بر لب تشنگان این خاک کو آب زلال آید

آپ کی ایک غزل

ہست تا دلبرم با جانِ مجنون آشنا — تارِ جانِ من بود با تارِ قانون آشنا

گر نہ بیگانہ ہوس آشنا شد با کسے — کز درون بیگانہ خلق است بیرون آشنا

کے شناسی مرد چون مردمانِ چشمِ من — تا نہ گردی از ہجومِ گریہ با خون آشنا

خالِ آن لب دیدہ کے عقل ار ماند بجاے — با خیال مے چون شود بی گونہ افسون آشنا

ریشِ دل تا سوز شد زان گیسوانِ مشکبار — زخمِ این افعی نمی باشد بہ افسون آشنا

پیے بریز کار گر دل از ہلال بادہ سنج — ہر کہ باشد با فریبِ لعل دارد دل آشنا

شہدِ دانش را بہ تلخیہاے نادانی دہد
گر بود صفراى ہاشم با فلاطون آشنا

Marfat.com

۲۶

آپ کی دوسری غزل

نگر صراحیِ مے اگر از طریقهٔ راست / که گاه قهقهه صد گریه در گلو دارد

کجاست سوزنِ مژگان بجلت تا تنگ / که پاره پارهٔ دلِ من چو صد رفو دارد

لباسِ فاختگان ارچه اسپید است / که سروِ باغ نشیمن بطرفِ جو دارد

گره ز نظارهٔ او دل برسم ابرو پیش / ز گفتگوی لبِ بسته گفتگو دارد

هزار مژده به دیوانگانِ عشق که یار / هزار سلسله در پیچ پیچ مو دارد

بکعبه سجده کنان خلق و سجده آنِ هم / به دلبرے که دلِ کعبه رو برو دارد

آپ کی ایک مثنوی

ذبابے را تمنائے شکر شد / بپر یا سود اسوئے هر بام و در شد

بدکانِ شکر ریزے بناگاه / رسید از بعد جستجو ها سے جاگاه

به پیرامونِ دکان بخیله برخواست / کز آشوبِ سفر سازد نفس راست

نکرده کامِ خود شیرین بناکام / بدامِ عنکبوتش کرد آرام

نهانِ خواجه پرواز از دلِ ریش / ببریدی زود دست از جانِ خویش

من اکنون یک ذبابِ ناتوانم / بقید افتاده سے بید دست و پایم

که از دستِ غمِ سودائے شکر / به دکانِ زجودم گشته رهبر

Marfat.com

۲۸

مشامم بوی آن شکر ندیده
جهان در دام حیرانم کشیده

شکر خاطر طیم در خویش محبوس
ز هندوستان شکر مانده مایوس

چه خواهد شد اگر این دم زمانی
درین دکان از آن قندم چشانی

چه یاد آرم شکر غلطیدن از پیش
زنم بر سنگ و آهن سینهٔ ریش

کنون چون ذکر هندوستان در افتاد
مرا عود جگر در مجمر افتاد

که آن قندی که شیرین تر ز جان است
کنون در خطهٔ هندوستان است

یکی زین تنگ شکرهای نیرنگ
سرایم کز شکیب آمد دلم تنگ

الا سودائیان شهریست در هند
که اندر پای او بنهاده سر هند

سوادش زلف و رخسار شوخ است
غبارش طوطیای چشم روح است

درین شهری که نامش مظهر آمد
بعهد ما عجب کانی بر آمد

چه معدن معدن قند معانی
به شکر اوست این شکر فشانی

ازو پیدا بهر شهری دکانها
روان در دشت جانها کاروانها

تو اندر جنس خود دانم یقینی
به دشت این کاروانها که بینی

جهان یک ذره قندش را بهائیست
ولیکن مشتری غیر از گدا نیست

شکر بخشم بنامش کام جان را
نیی شکر کنم کلک بیان را

مرا هم تا رقم الها بشارت
بر اسمی کز مسیحا شد اشارت

Marfat.com

۲۹

بود هر حرف نامش رمز غایت / الف از راستی بگرفته رایت

بود قلاب خاور بحر نامش / که او صاف شما آید بکامش

ز دال شد میم تا باشد سخنگو / نه بد در کار محرم مرشد او

چهارم حرف کان چار است دال است / که او از چار نعمت ذی نوال است

بسه قسمت ولایت خیمه افراشت / ز بس کار صحیح نبوت نور برداشت

ز نامش اول و آخر شد میم / از آن سو سوی رمز راه بردم

گر شخص نام او سطی و آخر می / ز رحمتها ست دریا بیا ای

همی تنها به اجداد نسبتی نیست / چه گویم با کسی کو محرمی نیست

ز تجدیدش حدیث کهنه نو شد / کسی داند که در عشقش گرو شد

هزار اندر چمن دستان گذار است / که این گل رونق باغ و بهار است

ترا گر نیست فهم راز بلبل / به بین گل گر نداری درد فهم گل

بتذکیرش دل هر ذره خاشر / ولی کمتر ابها انتما هند کمتر

مرا نسبت به اخلاق فاروقی / به زهر منقصت تریاق فاروقی

همین فرزند فاروقی است چون آب / کشود لطفی از زبان او گند آب

ز سر یک نقطه اش چون نافه پر / شمیم و گل چا تا ... زند سر

گران کس که مغز از کام است / چه داند نافه اش گر و رشامه است

که ... ولایت صغری و ولایت کبری و ولایت علیا ۱۲ منه

Marfat.com

زعفران گرچه صد ره یار دان کرد ‌ ‌ یکے پر گفت و خند دیگہماں کرد

اگر ظاہر کند اسرار مورے ‌ ‌ ورا ندازد بہفت افلاک شورے

لیسے پیران بنزدش طفل راہند ‌ ‌ چومن لب تشنہ نیم نگاہ هند

بصحرائے سمند انگیخت این شاہ ‌ ‌ کہ تا آید ار شما در اجماره دررا ه

ملاحت ہای ذاتی را درین خوان ‌ ‌ بدا از طرف حبیب اللہ نمکدان

صباحت ہای آن قند مصفا ‌ ‌ سوی خوان خلیل اللہ مہیا

شناست را از این یہ شہد در آمیخت ‌ ‌ بجا ہم قطرۂ والا می اندر یخت

خلیلا! تلخ کام و سینہ ریشم ‌ ‌ شنو دریک شب کمی مہمان خویشم

نمک بیزی بر لیشم ز آن ملاحت ‌ ‌ شکر ریزی بکامم زان صباحت

سوی خوان خلیل آن سر کافر ‌ ‌ بیاں آمد نمایاں شد تو اگر

مکمول ای طفل دون آن سر مخذول ‌ ‌ بدین نان آمد و باندہ چول اول

نمکت بیزد ہمیں ناسور حرمانش ‌ ‌ شکر ریزد ہمیں صفرائے ایمانش

اگر بودم سراپا سنگ خاره ‌ ‌ ہم از افسردگی سنگ شراره

بر طلوا شیرے تو شد فلاخن ‌ ‌ زد از آوارگی بر سینہ ناخن

سنول گرفتار و ہم نہرین شب تاریک خانہ ‌ ‌ فگندہ ہم شورے درول نمک سار

زنگیہ آن بود کہ بہت گمارد ‌ ‌ دگر گاہ برپا از دو کنارے کم دارد

Marfat.com

آپ کا ایک والہانہ قطعہ[31]

ای آبشار[1] نوحہ گر از بہر کیستی   چیں برجبیں فگندہ ز اندوہ کیستی

آخر چہ درد بود کہ چوں من تمام شب   سر را بہ سنگ می زدی و می گریستی

قلمی دیوان ہاشم کا تذکرہ | اس دیوان و مثنویات و قطعات وغیرہ کا مجموعہ ابھی تک طبع نہیں ہوا ہے بمبئی میں ملا فیروز نامی ایک پارسی کے کتب خانہ[2] میں آپ کا ایک

۱؎ برہان پور سے چھ سات میل کے فاصلہ پر بجانب مشرق ایک مقام محل گرہ اڑا کے نام سے مشہور ہے وہاں ایک ندی ہے جس کے دونوں جانب یعنی شرقی و مغربی کنارے پر شاہی زمانے کے محل بنے ہوئے ہیں ان محلوں کے بیچ ندی میں جو آبشار شمال رویہ بلندی سے گرتی ہے اس کا نظارہ نہایت دلفریب اور جاذب توجہ ہے لوگ سیر و تفریح کے لئے وہاں جاتے ہیں حضرت خواجہ سید ہاشم آنجناب پیر و مرشد کے ہمراہ معہ احباب و مریدین گئے تھے وہاں شب بسر کی تھی آبشار کو دیکھ کر آپ کے دل پر پیر و مرشد کی فرقت کا چوٹ لگی اور بے اختیار یہ قطعہ آپ کی خاطر عاطر سے نکلا جو آج تک کتب تاریخ میں ثبت ہوا اور آپ کے عشق صادق بجناب مرشد پر گواہ عادل ہے ۱۲ مصنف۔

کتب خانہ ملا فیروز | ۲؎ اس فہرست میں تحریر ہے کہ ملا فیروز ابن کاؤس پارسی کا کتب خانہ جو ملا فیروز ولادت ۱۷۵۸ء میں مقام بمبئی قائم ہوا اور ۱۸۵۸ء میں کتب خانہ مدرسہ سے جدا کر دیا گیا اور بمبئی کے خورشید جی رستم جی کے ایک بڑے کتب خانے کے ساتھ الحاق کر دیا گیا

Marfat.com

قلمی دیوان موسومہ بہ دیوان ہاشم موجود ہے اس کتب خانہ کی ایک فہرست انگریزی زبان میں قلمبند ہے اُس کے صفحہ ۵۴۲ پر کتب قلمیہ کے ضمن میں یہ پہلے دیوان ہاشم

تکملہ صـ۲۱ حاشیہ۔

تحفظ فہرست جداگانہ بطور ایک مستقل کتب خانہ کے منتقل کر دیا گیا جس کا پتہ یہ ہے کہ۔

آر کاما اورینٹل انسٹیٹیوٹ نمبر ۱۳-۱۳۶ اپولو اسٹریٹ فورٹ بمبئی۔

حالات ملا فیروز | بانی کتب خانہ مذکورہ یعنی ملا فیروز ابن کاؤس بھڑوچ میں ۱۷۵۸ء میں پیدا ہوئے ۱۷۶۸ء میں بعمر ہشت سال ان کے والد کاؤس انہیں اپنے ہمراہ ملک ایران لے گئے وہیں ان کا نشو ونما اور تعلیم ہوئی اور فضلا ہر علمائے بہ تحصیل علوم کی تکمیل کے بعد پھر ہندوستان واپس ہوئے علوم مشرقیہ کے مشاغل سے دلچسپی رہی کتب خانہ جمع کیا چنانچہ دیوان ہاشم مشرحہ بالا کے ابتدائی ورق پر لکھا ہے کہ اس کو ۱۵ روپیہ میں خرید کیا۔

ملا صاحب موصوف نے مختلف شعبہ جات علوم پر تصانیف کی ہیں ۱۸۰۶ء میں انگریزوں کے ہندوستان فتح کرنے پر ایک کتاب بطرز شاہنامہ فارسی میں جارج نامہ لکھا ۱۸۱۷ء میں فتح پونہ تک کے حالات لکھنے پائے تھے کہ ۱۸۳۰ء میں بعمر ہشتاد سال راہی ملک عدم ہوئے ان کے انتقال کے سات سال کے بعد ۱۸۳۷ء میں ان کے برادر زادہ رستم جی ابن کیقباد نے اس کو طبع کرایا ۱۲ منہ

Marfat.com

مندرج ہے۔

اس دیوان کا ورق آخر دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حسب الحکم میر قطب الدین عرف منجھلے شاہ سورتی برای شاہ پیراں محمد بتاریخ ۲۷ صفر ۱۱۵۸ھ بمقام سورت بقلم محمد فقیر اللہ لکھا گیا۔

اس کے اوراق ایک سو اڑتیس گویا دو سو چھہتر صفحے ہیں عمدہ سورتی کاغذ پر تحریر کیا گیا ہے تقطیع ۱۰-۶-۱ انچہ مسطرہ ۱۵ سطری ہے اس حساب سے (۴۱۴۰) اشعار ہوتے ہیں۔

خاتمہ منظوم دیوان ہاشم قلمی

شکر للہ تمام شد نسخہ ... میر ہاشم دیوان خوش تحفہ
ہر قدمش در میان دائرہ درد ... شد منور بہ کشمیر برہان پور
از خطِ کمترین فقیر اللہ ... خاک پائے نبی رسول اللہ
حسب ارشادِ التفاتِ پناہ ... قطب دیں میر عرف منجھلے شاہ
زحسب و نسب ز فرزنداں ... بندگی شاہ نور قطب زماں
دولت و عمر او مدام زیاد ... بقا اللہ در جہاں دل شاد
در میان مقام خوش شد ... نام او سورت است فتح و ظفر
ہم نشیں اتفاق پیش حضور ... خلق بسیار در دو پشتش مشہور

Marfat.com

شاہ پیراں محمدؐ است اسم | محترم ہم معظم و اعظم
مسجدِ جو بگو ز فیضِ نظام | شدہ مشہور از طفیلش نام
ہم تبارِیخ بست و ہفتم شہر | الغضنفر شامش تحبیر ظفر
درمیانِ جلوسِ عالی جاہ | بادشاہِ جہاں محمد شاہ
سنِ ہجری ہزار و یکصد بود | ہشت و پنجاہ وگر بر وافزود
گر کسے می کند مطالعہ ایں | از دل و جاں دعا کند بہ یقیں
کہ رود کاتبش بخیر تمام | از طفیلِ حبیب و آلِ کرام

درمیانِ بہشت جائش باد
تادم آخریں دلش بادا شاد

آپ کی تاریخ گوئی حضرت خواجہ سید ہاشمؒ فن تاریخ میں بھی کمال رکھتے اور بے تکلف تاریخ گوئی فرماتے تھے چنانچہ حضرت مجددؒ کے قطعاتِ وفات میں تاریخی جملے نکالے اور حضرت مخدوم زادہ کا مرثیہ اور قطعاتِ تاریخی نیز قصبہ جات برہان پور کے تاریخی قطعات تحریر فرمائے۔

حوضِ اکبر برہانپور کی تاریخ تعمیر چنانچہ آپ کے زمانہ میں بحکم شاہی برہان پور میں جب حوض کلاں کی تعمیر اختتام کو پہونچی (یہ حوض اب تک جناب مرزا سکندر علی صاحب پیرزادہ کے صحن مکان کے آگے متصل کاریز بازار میں مچھلی کا ریخ کے نام سے موسوم

Marfat.com

اور ہر طرح سے محفوظ ہے۔ آپ نے اس کی تاریخ تعمیر الفاظ در حوض اکبر ۱۰۳۷ھ
سے نکالی اور قطعہ تاریخ لکھا۔ ۱۰۳۷ھ

از حکم شہ جہاں خورشید ظہور ٭ در شہر شان اعظم برہان پور
بنہاد شاہ خان جہاں حوض بزرگ ٭ شد سال بنایش حوض اکبر مسطور

تاریخ وفات حضرت شیخ محمد بن فضل اللہ

حضرت شیخ محمد ابن فضل اللہ نائب رسول اللہ قدس سرہ العزیز نے جو برہان پور کے مشائخ کبار سے تھے، جب ۱۰۲۹ھ میں یکم رمضان المبارک کو انتقال فرمایا آپ نے الفاظ ابن فضل اللہ میں اُن کی تاریخ وفات ارقام فرمائی۔

۵۔ مختصر تذکرہ حضرت شیخ محمد ابن فضل اللہ نائب رسول اللہ و حضرت عیسیٰ العرفاء مسیح الاولیاء شاہ عیسیٰ جند اللہ رحمہما اللہ تعالیٰ۔

یہ ہر دو بزرگواران موصوف الصدر حضرت خواجہ میر محمد نعمان رحمہ کے معاصر ایسے بزرگان کاملین سے تھے جن کے حالات سے بڑی بڑی کتب تواریخ بھری ہوئی ہیں اور جن کے فیوضات ظاہری و باطنی سے ہندوستان سے لیکر عرب و عجم تک منور ہیں اور جن کے مزارات آج تک زیارت گاہ خلائق اور وسیلہ انجاح مطالب و آرزو ہیں۔ لہٰذا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ برہان پور کے ان دونو بزرگوار کامل ہستیوں کا تذکرہ مختصر انداز میں تبرکاً و تیمناً کر دیا جاتا ہے۔

Marfat.com

تاریخ وفات حضرت خواجہ حسام الدین نقشبندی

آپ نے یہ قطعہ تاریخ بابت وفات خواجہ حسام الدین خلیفہ ولایت پناہ حضرت سید نا خواجہ باقی باللہ تحریر فرمایا۔

پاک دل خواجہ حسام الدین را ؎ بازئی تا قلعہ این زادہ گوئے
ہم بہ انوارِ وجود دانش داں ؎ ہم ز اسرارِ شہود آگہ گوئے
نافعِ خلق بُد او سالِ وفات ؎ ولی نافعِ خلق اللہ گوئے

نوٹ۔ یہ قطعات تاریخ جناب سید مطیع اللہ صاحب راشد برہان پوری نے دیئے ہیں و بحوالہ شکریہ

احوال حضرت شیخ محمد ابن فضل اللہ
نائب رسول اللہ

آپ برہان پور کے مشہور اولیاء کبار سے ہیں علوم ظاہری و باطنی میں کامل و اکمل تھے آپ کی تصانیف بکثرت ہیں از انجملہ تحفۃ المرسلہ الی النبی عربی زبان میں آپ کی نہایت قابل قدر تصنیف ہے جس کی مختلف علماء نے شرحیں لکھی ہیں یہ کتاب علوم حقائق میں ہے آپ زیارت حرمین شریفین سے بھی مشرف ہوئے تھے عرصہ تک مدینہ منورہ میں رہکر تحصیل علوم فرمائی یکم رمضان المبارک ۱۰۲۹ھ میں آپ نے داعی اجل کو لبیک کہا۔

آپ کا مزار شریف بیرون حصار برہان پور محلہ شیخ پورہ میں واقع ہے یہ محلہ آپ نے ہی بسایا تھا کہتے ہیں کہ کسی زمانہ میں صرف اس ایک محلہ میں سات سو حفاظ قرآن شریف کے تھے اب یہ محلہ ویران اور جنگل کی صورت میں ہے صرف آپ کا گنبد شریف اور ایک مسجد باقی ہے

Marfat.com

آپکی پھر مسند شریف سے برہانپور واپسی | اس کے بعد آنحضرت کے ارشاد کے مطابق آپ برہانپور واپس تشریف لائے اور

چونکہ حضرت میر محمد نعمان صاحب بحکم بادشاہی اکبر آباد (آگرہ) بلالیے گئے تھے اور وہ

آپ کے مزار سے کچھ فاصلہ پر آپ کے نبیرہ محترم شاہ محمد وارث رحمۃ اللہ علیہ متوفی سنہ ۱۱۸۲ھ کا مزار شریف ہے کسی شاعر نے اپنی ایک نظم میں آپ کے سن وفات کا مادہ تاریخ "رکن عالم رکن دین رفت" نکالا ہے سنہ ۱۱۸۲ھ (اس کے متعلق بھی انعام جاگیر از قسم اراضیات گرام جیسرا دن کے وارثوں کا قبض دخل ہے اور وہ اسکو اپنی ضروریات اور عرس شریف میں صرف کرتے ہیں)

سفینۃ الاولیاء میں دارا شکوہ نے آپ کو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی اولاد سے لکھا ہے لیکن تاریخ برہان پور میں مولوی خلیل الرحمن صاحب مرحوم نے بدلائل واضحہ ثابت کیا ہے کہ آپ نسباً سید تھے اور شیخ کا لفظ آپ کے نام کے ساتھ محض ازراہ تعظیم اور بسبب علمی قابلیت کے مستعمل ہوا ہے۔

آپ کے دو فرزند تھے بڑے فرزند حضرت خواجہ فضل اللہ رحمۃ اللہ علیہ جن کی اولاد بلدہ حیدرآباد میں آپ کی معزز عہدوں پر فائز رہی اور دوسرے فرزند حضرت خواجہ فضیل علیہ الرحمۃ جن کی اولاد آج تک اپنے مسکن برہان پور اور بیجاپور میں موجود ہے اور آپ کی جاگیرات و انعامات سے بقدر حصہ شرعی بہرہ مند ہے یکم رمضان المبارک کو آپ کا اور حضرت شاہ وارث صاحب کا عرس شریف نہایت اہتمام سے ہوتا ہے۔

Marfat.com

مجبوراً وہیں ٹھہر گئے تھے۔ لہٰذا برہان پور اور دکن کی قطبیت وارشاد کا تعلق آپ کی
ذات عالیہ سے رہا یہاں پہنچکر آپ نے جس محنت و توجہ سے اس سلسلہ
عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کی ـــ

طریقہ نقشبندیہ مجددیہ کی خدمت | احیاء سنت کی اور اس کا بیان حیطۂ تحریر و تقریر سے باہر ہے

آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے مراقب عالیہ کے متصرف تھے اور حضرت
میر محمد نعمان علیہ الرحمۃ کو آپ سے بالمشافہ ملاقات تھی۔

ایک مرتبہ ایک شخص ملاقات کے لیے آپ کے پاس مرید ہونے کے لیے آیا تو آپ نے فرمایا ہمارے
قریب ہی اتنے بڑے مرجع خلائق بزرگ (حضرت مجدد) موجود ہوتے ہوئے تم مجھ سے بیعت کرنے آئے
چنانچہ شخص حضرت مجدد کے ... آپ بھی پابند اتباع سنت و مجتنب بدعات تھے۔

آپ کے حالات تذکرات کتب تواریخ میں بہ تفصیل مندرج ہیں ۱۲ منہ

حضرت شاہ عیسیٰ جند اللہ
رحمۃ اللہ علیہ

جامع معقول و منقول حاوی فروع و اصول علوم ظاہری و باطنی میں وحید عصر و فرید دہر تھے
تمام تعلیم اپنے والد ماجد شیخ محمد قاسم اور عم بزرگوار شیخ محمد طاہر سے حاصل کی اپنے وطن مالوف ملک سندھ
سے آکر برہان پور اقامت گزیں ہوئے آپ کے دریائے فیض سے ہزاروں تشنہ کامان وادی طلب
سیراب ہوئے۔ حضرت شاہ برہان رازالٰہی آپ کے اعظم خلفا سے تھے جن کا مزار شریف محلہ سندھی پورہ

حق تو یہ ہے کہ ملک دکن میں اس سلسلہ کو وہ فروغ حاصل ہوا کہ دوسرے سلاسل ماند پڑ گئے گویا کہ آفتاب و کواکب کا فرق نظر آنے لگا۔

معلوم رہے کہ طریقۂ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ (جیسا کہ جواہر مجددیہ میں بیان ہوا ہے) بدعات مرضیہ خلاف شرعیہ سے مجتنب اور محترز رہنا اور اتباع

برہان پور کے ایک وسیع احاطہ میں زیارت گاہ خلائق ہے ان کا عرس شریف ۱۵ شعبان المعظم کو ہوتا ہے وصال شریف سنہ ۱۲۰۸ھ ہے عمر شریف اسی سال سے زیادہ پائی۔

حضرت شاہ علی طریقہ شطاریہ میں حضرت شاہ لشکر محمد عارف کے مرید و خلیفہ خاص ہیں وجود با کمال بزرگ اور حضرت محمد غوث گوالیاری کے خلفاء سے تھے بیرون حصار برہان پور موضع رتی پورہ میں (جو آپ کی بیٹی صالحہ کاملہ مسماۃ بی بی رتی کے نام مبارک سے آباد ہے) آپ کا مزار شریف ہے ۲ شوال المکرم سنہ ۱۰۳۱ھ کو آپ کا وصال ہوا یکم شوال کو آپ کا اور ۲۱ رمضان المبارک کو صاحبزادی کا عرس شریف ہوتا ہے بہت کم اراضیات ان درگاہوں کے نام معافی انعام تھیں جو اب نہیں ہیں۔ مزار پر صاحب موجود متولی اور سجادہ نشین دونوں عرس کرتے ہیں۔

آپ کا لقب خلیفۃ اللہ پیر و مرشد شاہ لشکر کی طرف سے تھا کہ خلیفہ اور لشکر قدس سرہ العزیز آپ کا وصال ۲ شوال المکرم سنہ ۱۰۳۱ھ کو ہوا۔ آپ کے فرزند اور خلیفہ خاص حضرت شاہ شیخ محمد صاحب محدث مؤلف حضرت الشیخ شاہ ہیں۔ مصنف کتب مفتاح الصلوٰۃ فتوح الاوراد و فتوح الغیب و فتح المدارج الانفہ آپکی تصانیف سے ہیں آپ کے بڑے فرزند شیخ عبد الستار صاحب کامل بزرگ تھے مجلد دوم ادبیہ میں

سنت سنیہ پر مواظبت و مداومت کرنا ہے چنانچہ کتاب مذکور میں لکھا ہے کہ

انتخاب از جواہر مجددیہ

اس سلسلہ کی ابتدا حضرت سیدنا ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ سے ہے اور جس طرح حضرت ابوبکر صدیق مرتبہ انبیا و مرسلین کے بعد تمام انسانوں سے خواہ وہ صحابہ ہوں یا غیر صحابہ سب سے افضل و اعلیٰ ہے اسی طرح اس سلسلہ علیہ کی افضلیت و برتری تمام طریقوں پر ثابت ہے سبب یہی ہے جو بیان کیا گیا کہ یہ طریقہ عالیہ یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا طریقہ ہے اور بالکل شریعت نبویہ اور سنت مصطفویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام سے مستنبط و ماخوذ ہے

افضلیت طریقہ نقشبندیہ

اس طریقہ عالیہ میں نہ کوئی امتیازی لباس ہے نہ ذکر

آپ کا مزار شریف گنبد عالی شان کے اندر ہے اسی احاطہ میں ایک بلند چبوترہ پر مسجد بھی ہے۔ آپ کے خاندان کے مزارات بھی یہیں ہیں جاگیرات جو تھیں وہ اب حکومت کے قبضہ میں آگئے ہیں۔ اس وقت آپ کی درگاہ کے متولی جناب حکیم لاڈلے صاحب ابن جناب بسم اللہ صاحب ہیں آپ اور آپ کے بہنوئی جناب محمد منور صاحب نائب قاضی برہان پور اور آپ کے بھتیجے یعنی فرزندان حافظ احمد صاحب مرحوم آپ کا عرس شریف حسب شریعت عمدہ طریقہ سے کرتے ہیں یہ سب حضرت شاہ عیسیٰ کے خاندان سے ہیں ۱۲ منہ

Marfat.com

بالجہر معازف و مزامیر کے ساتھ سماع و غناء نہ یہ طریقہ قبور پر روشنی اور چراغاں کی اجازت دیتا ہے اور نہ کسی کی قدم بوسی اور سجدہ تعظیمی کو جائز رکھتا ہے ایسا ہی اُن بدعات اور رسومات سے دور رہتا ہے جس کو شریعت حقہ کے اصول و قواعد سے کوئی تعلق نہیں بخلاف دوسرے طریقوں کے کہ اُن میں ایسی پابندی نہیں ہے۔ یہ ظاہر ہے کہ اس پر آشوب زمانہ ظہور کذب و فساد اور شیوع بدعات شنیعہ میں کہ عوام کے لئے یہی چیزیں دلچسپی کا موجب اور یہی باتیں ولایت کی علامت رہ گئی ہیں کسی ایسے پاک طریقہ کا رائج ہونا بجز کسی محترم ذات کے ذریعہ ایسا ترقی پانا کیسا مشکل کام تھا۔

مشکلات اشاعت طریقہ نقشبندیہ

پس ہمیں خیال کرنا چاہیئے کہ حضرت خواجہ معصوم رحمۃ اللہ علیہ کو قطب ارشاد ہو کر یہاں آ نکلے بعد ملک دکن میں طریقہ نقشبندیہ کی ترویج و اشاعت میں کیسی مشکلات پیش آئی ہوں گی۔ خود آپ کے پیر و مرشد ہمارے آقا و مولا حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کو اسی زمانہ کی بدعتوں کو مٹانے اور احکام شریعت شریفہ پر چلانے میں ایسی دشواریاں پیش آئیں کہ خارج از حد بیان ہیں۔ سلاطین و امراء سے لیکر عوام کالانعام تک قرآن و حدیث و فقہ و تفسیر کے آداب و قوانین اور احکام و فرائض عین کو پس پشت ڈالکر لا ابالی زندگانی میں منہمک و مصروف تھے صوفیائے کرام سے قطع نظر

Marfat.com

۲۴۱

کبائر کا ارتکاب بغیر خوف و ملامت لائم ہوتا تھا اور ایک گروہ کثیر و جم غفیر کی زندگی [illegible] و آوارگی میں بسر ہوتی تھی۔

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے قید و بند کے مصائب جھیلے زن و فرزند کو تکلیف میں ڈالا مگر جو کام من جانب اللہ لیکر آئے تھے اس کو بہر طور پورا کیا اور چونکہ الف ثانی کے مجدد اور مامور من اللہ تھے لہٰذا انھوں نے کسی مصیبت اور کسی خطرہ کی اور شریعت نبویہ اور دین قیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم کی تجدید و تاسیس کر کے حق کے جھنڈے کو بلند کیا۔

یہی کام مخدوم زادگان گرامی اور آپ کے خلفاء کبار نے اطراف و اکناف ہند و بیرون ہند ایران و توران اور ممالک روم و شام و افغانستان میں انجام دیا اور ایسا انجام دیا کہ تاریخ داں حضرات آج تک احسنت و مرحبا کہتے اور موافقین شاباش و صلی علی کے نعرے بلند کرتے رہے ہیں۔

اشاعت طریقہ نقشبندیہ حضرت خواجہ سید ہاشم رحمۃ اللہ علیہ جب سرہند سے برہان پور آئے تو یہاں بھی شہر کا حال و قال اور وہی رنگ و خیال تھا یہاں کے خواص بھی عوام کی رائے کے تابع تھے اور مرشدین و مسترشدین سب کے سب ہم نوا بہ استثنائے معدودے چند خواص سب کے یہاں بدعات و مخترعات مروج تھے اور جن لوگوں کو بدعات میں زیادہ توغل ہوتا تھا وہی زیادہ روشن خیال سمجھے جاتے تھے اس لئے آپ شروع میں کچھ کھٹکے سے لوگوں کو کوسنے سے کیا فائدہ مگر چونکہ آپ کے کام میں للہیت

اور سنوں میں تھا اور حضرت قیوم اول کی توجہات باطنیہ شامل تھیں اس لئے کچھ زیادہ عرصہ نہ گزرا کہ آپ کے کام کو وہ فروغ حاصل ہوا کہ آپ خورشید درخشاں بن کر آسمان فضل و کمال پر چمکنے لگے علماء و فضلاء اور مشائخ کرام سے لیکر امراء و سلاطین تک پروانہ وار اس شمع ہدایت کے گرد و پیش جمع ہو گئے جب آپ کوئی مجلس کرتے تو ہزارہا شائقین جمع ہوتے اور کمال اعتقاد سے آپ کی ہدایات کو سنتے اور بدل و جان اُن پر عمل پیرا ہوتے اور جب آپ سوار ہوتے تو اکابر و عمائد شہر آپ کی ہمراہی کو باعث سعادت و افتخار سمجھتے

آپ کی شان سواری آپ ایک روز بزمانہ ہدایت و ارشاد برہان پور میں گھوڑے پر سوار ہو کر کہیں جا رہے تھے اور بہت سے امراء و حکام آپ کے جلوس میں تھے لوگوں کا زیادہ ہجوم تھا اس وقت براہ فطری انکسار آپ پر رقت طاری ہو گئی اور فرمایا کہ میں کیا اور میری لیاقت و قابلیت کیا یہ سب کچھ پیر و مرشد کے ایک کلمہ کا ظہور ہے جو آپ نے اس فقیر کی نسبت فرمایا تھا جس کا واقعہ یہ ہے کہ لاہور میں ایک روز میں اور دوسرے اکابر آپ کی سواری کے ہمراہ جا رہے تھے پس اس ہجوم میں بھیڑ میں گر پڑا آپ نے فرمایا کہ ای خواجہ بہت جلد وہ زمانہ آئیگا کہ تو گھوڑے پر سوار ہو گا اور اکابر تیری سواری کے جلوس میں ہوں گے۔

آپ کی بے ریائی و حق گوئی آپ کی بے ریائی اور حق گوئی کی یہ کیفیت تھی کہ خواہ کوئی ایک معمولی آدمی سمجھتے تھے اور کیسا ہی بڑا آدمی ہو آپ حق گوئی میں اس کی رعایت

Marfat.com

نہیں کرتے تھے اور منہ پر کھری کھری کہہ دیتے تھے۔

آپ کا استغنا بے پروائی اور استغنا کا یہ عالم تھا کہ لوگ نذریں دیتے اور نہ لیتے حالانکہ برہان پور میں ایسے بہت بزرگ ہیں جن کے یومئے اور جاگیر بند بھی ہوئی ہیں مگر آپ اس سے بالکل مستغنی اور بے نیاز رہے۔ بزرگان دین کی بہت سی درگاہوں کے معمول مقرر ہیں لیکن آپ کی درگاہ کے لئے کچھ بھی نہیں ہے نہ گنبد ہے نہ گنبد کے متعلق کوئی خانقاہ ہے۔ توکل قناعت آپ کا شیوہ اور صبر و ایثار آپ کا شعار تھا۔ جو کچھ آپ کے پاس آتا اس میں سے بقدر احتیاج رکھ لیتے باقی سب راہ خدا میں دے دیتے تھے۔

آپ کے اوراد و وظائف آپ اوراد و وظائف میں اپنے پیر و مرشد حضرت مجدد کے قدم بقدم پیرو تھے۔ جو اذکار و اشغال ان کے کتب تواریخ خصوصاً جواہر مجددیہ میں مرقوم ہیں بعینہٖ وہی آپ کے تھے۔

آپ کی شادی معزز خاندان شیوخ دہلی میں آپ کی شادی ہوئی آپ کے خسر صاحب کا نام معلوم نہ ہو سکا اتنا معلوم ہوتا ہے کہ دہلی کے باشندے تھے فوج بادشاہی میں ملازم تھے بادشاہ کے ساتھ دہلی سے برہان پور آئے اور یہیں سکونت اختیار کر لی تھی اور یہیں وفات واقع ہوئی۔

آپ کی اولاد آپ کی اولاد میں ایک صاحبزادہ خواجہ قاسم اور ایک دختر

۵۴

مسماۃ صفیہ خاتون بی بی تھے جن کا بعمر ۱۴ سال لاولد انتقال ہو گیا تھا صاحبزادہ کے
متعلق ایک زمانہ تک برہان پور میں قیام کا پتہ چلتا ہے چنانچہ ایک دستاویز پر العبد
فقیر محمد قاسم بن خواجہ ہاشم مرحوم بتاریخ ۲ ماہ ذی قعدہ ۱۰۶۹ھ تحریر دیکھی گئی۔

آپکے خلفاء

آپ کے سب خلفاء کا حال معلوم نہ ہو سکا مگر تحقیق ہے کہ آپ کے
مشہور خلفاء سے ایک تو آپ کے صاحبزادے یعنی خواجہ سید محمد قاسم علیہ الرحمۃ تھے اور دوسرے
مرد صحبت یافتہ فاضل و کامل التحصیل مولانا شاہ سید عبداللطیف صاحب تھے جن کی تاریخ
وفات اور عمر شریف معلوم نہ ہو سکی صرف اتنا پتہ چلتا ہے کہ ان کے مزارات دہلی
میں جہاں بعد میں آپ کے نعش مبارک منتقل کی گئی اور وہاں حالیہ مزار شریف واقع ہے۔

آپکی وفات و مزار شریف

وفات شریف حضرت خواجہ سید ہاشم رحمۃ اللہ علیہ

آخر وہ وقت آپہنچا جو ہر ذی روح کے لیے مقرر و متعین ہے اور جس سے انبیاء و
مرسلین بھی مستثنیٰ نہیں ہیں یعنی حضرت خواجہ سید ہاشمؒ نے بعد تین روز کی مختصر علالت کے
داعی اجل کو لبیک کہا اور آخری سانس تک بندگان خدا کو ہدایت کرتے رہے اور شاہباز شہر
طریقت دیکھتے دیکھتے وہ شاہباز اوج معرفت اور شاہین آشیانہ حقیقت رجب ۱۰۵۴ھ
میں اپنے رفیق اعلیٰ سے جا ملے اور عیدگاہ برہان پور کے جانب شرق ایک ٹیلے کے
فاصلہ پر باغ زیرا ندی ہے کی قدر دور بجانب غرب سپرد خاک ہوئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

Marfat.com

۱۶۴
آپ کی کرامتیں

حضرت خواجہ سید ہاشمؒ کی کرامات اور خوارق عادات بہت زیادہ ہیں جن کا بیان موجب طوالت ہوگا یہاں صرف چند کرامات بیان کی جاتی ہیں۔

ایک تو یہ کہ منتقلی مزار کے وقت جو دو سو سال بعد عمل میں آئی آپ کی نعش مبارک جیسی تھی ویسی ہی رہی کسی قسم کی بوسیدگی یا خستگی کفن یا جسم مبارک میں پیدا نہیں ہوئی کہ آپ کی بشارت کے مطابق اس کو دوسری جگہ دفن کیا گیا

دوسری کرامت یہ کہ اتنی مدت گزر جانے پر مولانا خواجہ احمد حسینؒ صاحب نے ارشاد روحی فرما کر سلسلہ کو دوسرے طریقہ سے جاری کرایا۔ مزار شریف کی تعمیر ہوئی: عرس شریف دوبارہ جاری ہوا۔ اس کے علاوہ دو کرامتیں آپ کے مزار شریف سے اب تک جاری ہیں اور اہل شہر و دیہات کا اسی پر عمل درآمد ہے۔

ایک یہ کہ کوئی لڑکا کیسا ہی غبی اور کند ذہن ہو آپ کے مزار پاک کی تھوڑی سی مٹی پانی میں گھول کر اس کو پلا دی جائے تو وہ ذکی و ذہین ہو جاتا ہے۔

دوسری یہ کہ اگر کسی کو سانپ کاٹا ہو اور شفا کے لئے آپ کے مزار پر انوار پر حاضر ہو کر عرض کیا جائے تو بفضل خدا اس کو صحت ہو جاتی ہے۔

کرامت | آپ فرماتے ہیں کہ ایک روز میں نے اثنائے تلاوت میں سورہ بنی اسرائیل کی یہ آیت کریمہ وَمِنَ اللَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهِ نَافِلَةً

Marfat.com

پڑھی اور خیال کیا کہ برکات مقام محمود حاصل کرنے کے لئے نماز
تہجد کا پڑھنا کچھ خصوصیت ضرور رکھتا ہوگا حضرت پیر و مرشد سے دریافت کرنا چاہیے
پس اس نیت سے میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس وقت آپ ارادہ وضو
فرما رہے تھے مجھے دیکھتے ہی فرمایا کہ کیا تم نماز تہجد پڑھتے ہو۔ میں نے عرض کیا جی ہاں
ارشاد فرمایا جو شخص مقام محمود (مقام شفاعت) سے برکات لینا چاہتا ہے اس کو چاہیے
کہ پابندی کے ساتھ نماز تہجد پڑھے اور یہی آیت تلاوت فرمائی میں نے عرض کیا کہ میں
اس وقت اسی کے دریافت کے لئے حاضر ہوا تھا الحمد للہ کہ بلا عرض کئے مقصود
حاصل ہو گیا۔ سہ اے لقائے تو جواب ہر سوال مشکل آساں می شود بے قیل و قال

کرامت | آپ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ آنحضرت نے ایک مخلص کے نام خط لکھا
میرے دل میں خیال گذرا اور یہ تمنا پیدا ہوئی کہ آنحضرت ایک مکتوب میرے نام
بھی تحریر فرماتے اور مکتوبات شریف کی جلد اول اسی مکتوب پر ختم ہوتی کیونکہ میں
آخری ہوں اور کمترین درویش آنحضرت کا ہوں۔ آنحضرت نے اشراق باطن سے
میرے اس خیال کو معلوم کر لیا اور ایک مکتوب میرے نام لکھا اور اس کے آخر میں یہ
لکھا کہ جلد اول کے مکتوبات کو اس میں مطابق اعداد فرقۂ اصحاب بدر تعداد پوری
ہو گئی ہے خواجہ ہاشم کے موسومہ مکتوب پر ختم کیا جاتا ہے۔

کرامت | آپ کا ایک مرید بیان کرتا تھا کہ میں نے ایک مرتبہ نذر مانی کہ اگر میرا

Marfat.com

گھوڑا فروخت ہو جائے تو اتنی شدہ اسے پیر خواجہ سید ہاشم کی خدمت میں گذرانوں گا
چونکہ پھر میرا گھوڑا فروخت ہو گیا اور نذر مجھے پورا کر سکے میں دو تین روز کی تاخیر ہو گئی۔
ایک روز میں آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس وقت میری ہمسائی میں بیٹھے
تھے حضرت نے خود فرمایا کہ آج تمہاری تھیلی کی رقم میں ہماری بھی شرکت ہے
کیوں اسے اپنی کرتے ہو آپ کے اس کلام کو سنکر میرا حال دگرگوں ہو گیا اور
فوراً آپ کی نذر ادا کی۔

کرامت آپ کے ایک مرید کا بیان ہے کہ زمانہ ملازمت فوج میں ایک جنگ میں
ہمیں شکست ہوئی اور لوگ ہر طرف جان بچا کر بھاگے جاتے تھے میں نے
اس وقت آپ کو یاد کیا اور گھوڑا دوڑایا اس پریشانی میں زین سے الگ ہو کر میں
گر گیا اس وقت آپ فوراً تشریف فرما ہوئے اور مجھ کو اٹھا کر گھوڑے پر بٹھا دیا
اور فرمایا کہ اچھی طرح بیٹھو میں اچھی طرح بیٹھ گیا پھر فرمایا کہ جاؤ سلامتی سے نکل جاؤ۔
اللہ تعالیٰ آپ کے طفیل مجھے سلامت لے آیا اور بہت سے سپاہی وہاں قتل ہو گئے

آپکی بشارت بنسبت شبلی

مزار شریف

شہر برہان پور سے مغرب کی طرف دروازہ شہر سے ایک دو فرلانگ کے فاصلہ پر
ایک ندی ہے جس کو زینا بادول کہتے ہیں آپ کا اسی ندی کے مغربی کنارے کی

Marfat.com

جانب دفن کیا گیا تھا اُس وقت یہ نہیں معلوم ہوتا تھا کہ ندی کا بہاؤ اُس طرف
زور کریگا لیکن ایک مدت دراز کے بعد اُس پہاڑی ندی کے بہاؤ کا زور
حضرت موصوف کی مزار شریف کی طرف بڑھ گیا اور ایسا بڑھا کہ مزار شریف
کے منہدم ہو جانے کا قوی خطرہ ہو گیا تو آپ نے خواب سے تقریباً اسی برس
پہلے اپنے مزار کی منتقلی کی نسبت اپنے ایک عقیدت مند خاص کو خواب
میں ہدایت کی آپ کے جسد اطہر کو اس خطرناک جگہ سے نکال کر فلاں جگہ
دفن کیا جائے جہاں اون کے خاندان اور خلفاء کے مزارات ہیں اس
اجمال کی تفصیل بقدر مناسب مقام حسب ذیل ہے۔

ذکر شیخ محمد طاہر صاحب جھنجھار

یہ بزرگ شہر برہان پور کے شاہ میراں جی ... ظریف اور خدا پرستوں میں سے تھے محلہ ... میں مسجد خانقاہ کے ... کی طرف آپکا مکان ... تھا ... بھی آپ سے شرف ملاقات حاصل تھا اکبر جب شہر برہان پور آیا تو برہان پور کی یادگار ... آپ کے مکان پر ... گیا ...

تمد۔ آپ کو خرقہ ... سلسلہ ... حضرت شاہ ... حاصل تھا ... شریف سے
حاصل تھا والد ماجد حضرت شاہ محمد اکبر صاحب قدس سرہ ... برہان پور ...

Marfat.com

رہا ہے اور آپ کی اور آپ کے لائق فرزند جناب محمد انور صاحب مرحوم داروغہ شہر کی مجھ فقیر پر بڑی کرم فرمائی رہی ہے۔

آپ ہی کی ایک ذات گرامی تھی جو اپنے اہتمام سے مختصر طور پر حضرت خواجہ محمد باقی کا عرس شریف کیا کرتے تھے بلکہ ہر جمعرات کو مزار مبارک پر حاضر ہوتے اور پھول چڑھاتے تھے آپ شہر میں ایک معمر بزرگ اور عابد و زاہد شخص تھے اور چونکہ حضرت کے معتقدین سے تھے اس لیے ان کو [illegible] اول مخدوم انہدام مزار حضرت خواجہ سید ہاشم نے خواب میں آپ کو بشارت دی کہ ان کے جسد شریف کو مزار سے نکال کر حالیہ مقام پر دفن کر دیا جائے۔

ذکر مولانا سید عبداللہ صاحب

آپ نے اس عجیب و غریب خواب کو شہر کے ایک فاضل اجل عالم نبیل حضرت مولانا سید جلال الدین اللہ والے صاحب قدس سرہ العزیز متوفی ۱۲۷۳ھ کے خلیفہ اکمل ملانا الوری عالم الہدیٰ کی حضرت مولانا سید نصیر الدین بن سید عبداللہ

محمد وسیم مشرقی جانب ایک احاطہ مدرسہ قدیم لب سڑک واقع ہے ان کا عرس شریف مورخہ ۲۸ و ۲۹ ذی الحجہ کو بڑی دھوم سے ہوتا ہے جس میں اہل بمبئی و اطراف و جوانب کے زائرین شرکت کرتے ہیں ان کا وصال انداز ۱۳۰۰ھ میں ہوا۔

Marfat.com

۱۵

رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۳۱۲ھ (نظام حضرت البقیع) کی خدمت میں حاضر ہو کر
عرض کیا (یہ علماء کرام آپ ہی کے تعارف میں تھے، موجودہ خانقاہ کے متصل سکونت
رکھتے تھے اور شہر برہان پور کے علاوہ ممالک مالوہ خاندیس، برار وغیرہ
مرجع خاص و عام تھے) آپ نے اس کو باور نہ کیا کیونکہ ایسے واقعات شاذ و نادر
ہی ہوتے ہیں لیکن جب یہی رویا مسلسل شب جمعہ کو خود حضرت مولانا موصوف کو
نظر آیا تو مولانا موصوف نے بیقرار ہو کر اپنی اور جمعدار صاحب کے خواب کا ذکر
ظاہر کیا سب نے تفتیش حال اور تعمیل ارشاد کی رائے دی۔ چنانچہ مولانا موصوف
صبح ہوتے ہی بمعیت چند علماء کرام و مشائخ عظام آپ کے مزار پر انوار پر تشریف لائے
اور قبر شریف کو کھلوایا تاکہ حکم کے مطابق عمل کیا جائے کہ جمعہ کا دن تھا کیا دیکھتے ہیں
نعش مبارک قبر میں موجود نہیں ہے ناچار حیرت و استعجاب کے ساتھ بند کر کے
واپس آئے اور تمام دن پریشانی میں گزرا بعد از نماز عشاء سو گئے کیا دیکھتے ہیں کہ
حضرت خواجہ سید ہاشم مسکراتے ہوئے سرہانے کھڑے ہیں اور فرماتے ہیں آج جمعہ کے روز
جو ہماری نعش قبر میں نہیں پائی گئی اس کا سبب یہ تھا کہ ہم نماز جمعہ ادا کرنے مدینہ منورہ
حرسہا اللہ تعالیٰ مجلس رسالت پناہی صلی اللہ علیہ وسلم میں گئے تھے اب از راہ عنایت و شفقت کی
وہیں اپنے مقام پر پائیں گے چنانچہ دوسرے دن روز شنبہ خلق کے ازدحام کثیر کے ساتھ

Marfat.com

پھر تشریف لے گئے اور نعش مبارک کو دیکھا کہ کفن نیا تر و تازہ ہے اور جسد اطہر بھی زمین کی دست برد سے پاک و مصئون ہے۔

ذکر مولانا حافظ محمد انور خان و منتقلی مزار شریف بمقام عالیہ

حضرت مولانا سید عبید اللہ صاحب مرحوم نے جمعیت کے لئے والد مرحوم کے شاگرد رشید مولوی حافظ انور خان صاحب نے حضرت خواجہ صاحب نور اللہ مرقدہ کو قبر میں اتارا حافظ صاحب بھی وہیں سے اور

تذکرہ حافظ مولوی محمد انور خان صاحب

محلہ برہانپور میں مولانا عبید اللہ صاحب اور ان کے والد مولانا عنایت اللہ صاحب کی ذوات ستودہ صفات اخیر دور میں غنیمت تھیں شہر میں ان کے بہت سے شاگرد اور تلامذہ تھے مثلاً مولوی اکرام اللہ صاحب مرحوم موجودہ امام جامع مسجد مولوی سید حفیظ اللہ صاحب کے دادا صاحب مولوی فصیح الدین صاحب مرحوم اور مولوی حاجی حافظ محمد انور خان صاحب مرحوم تمام شاگردوں میں حافظ صاحب کو خاص امتیاز تھا کیونکہ علم و عمل اور حق گوئی راست بازی میں آپ سب سے سبقت لے گئے مسجد خانقاہ کی امامت بھی دونوں اساتذہ کی زندگی اور انتقال کے بعد حافظ صاحب موصوف کے ذمہ رہی اور آپ نے اپنی زندگی بھر اس فرض کو بغیر کسی معاوضہ و غرض کے نبھایا۔ فقیر مؤلف پر بڑے مہربان تھے چاندی سونے کے زرتار بنا کر گذر اوقات کیا کرتے تھے تمام عمر کسب حلال رزق حلال پیدا کیا بڑے حق گو اور نہایت متقی المزاج تھے مولانا عبید اللہ صاحب کے ساتھ حج و زیارت کو بھی تشریف لے گئے تھے میں اکثر فرصت کے وقت ان کے پاس بیٹھتا اور باوجود کبر سنی کے بوجہ تبلیغ سوالات بھی استفادہ کرنے سے دریغ نہ کرتے تقریباً نوے سال کی عمر پاکر سنہ ۱۳۲۲ھ میں انتقال فرمایا۔ غفر اللہ لنا ولہم اجمعین ۱۲ منہ۔

Marfat.com

بلند کہا کہ مولانا تابچہ میں کوئی کاغذ رکھا ہوا ہے۔ چنانچہ کاغذ دیکھا گیا تو وہ حضرت کا
شجرۂ طریقت تھا جس میں آپ کا نام بھی درج تھا۔ الغرض نعش شریف کو قبر سے نکالا اور
تجہیز و تکفین کے ساتھ نماز جنازہ ادا کر کے موجودہ مقام پر بہ تزک و احتشام دفن کیا۔

موجودہ مقام پر دفن کرنے کی ایک وجہ یہ تھی کہ اسی جگہ آپ کے خلفاء اور خاندان کے
ذکور و اناث دفن ہیں گویا یہ مقام آپ کا خاندانی احاطہ (ہڈوارہ) ہے۔ چنانچہ آپ کے مزار شریف سے بجانب غرب آپ کے فرزند خواجہ میر کاظم عرف محمد قاسمؒ اور ان کی ہمشیرہ حفیظہ
خاتون بی بی کے مزارات ہیں اور آپ کے خلیفہ سید شاہ عبداللطیف صاحب اور ان کے
برادر سید عبدالرحیم کے مزارات آپ کے پائیں بجانب مشرق واقع ہیں۔ نیز آپ کے مزار شریف سے
چند گز کے فاصلہ پر مشرق کی جانب ایک نہایت پختہ ... ۱۲۷۱ھ میں تعمیر کرائی گئی تھی اب تک خوب
شکستہ حالت میں موجود ہے۔

تذکرہ سید محمد برہانپوری

آپ کے والد کا نام حافظ سید میراں تھا۔ آپ کی ولادت
برہانپور میں ۱۲۲۰ھ میں ہوئی۔ چودہ سال کی عمر میں خواجہ ہاشمؒ کے مزار کے متعلق کے
واقعات بچشم خود دیکھے تھے اور خود آپ کے مرید رہ چکے تھے۔ ہمارے پیر و مرشد
مدظلہ کی تشریف آوری ... کے وقت آپ کی عمر ... تھی اور خود آپ نے ان واقعات
کو بیان کیا اور حضرت پیر و مرشد کو اپنے ہمراہ بہ معیت چند علماء و شرفا حضرت سید ہاشم کے مزار

ہزار پر انوار پر لیگئے اور مذکورہ واقعات کو رقت انگیز انداز میں بیان کیا اور حیدر آباد

کی حالات کا مختصر جائزہ رجوع کا ہوا اور آن کی وفات موقوعہ ۱۲۰۲ھ کے بعد لوگوں کا

بند ہو جانا بیان کیا جس کی تصدیق بہت سے معتبر اصحاب نے فرمائی سید صاحب قرآن

شریف خوب پڑھتے اور اردو۔ فارسی سے بخوبی واقفیت رکھتے تھے مولانا اشرف علی

کی اور ان کے فرزند کی مجالس میں شریک رہتے ہوئے تھے کثیر الصلاۃ و اوراد پابند صوم و

صلوۃ تھے بتاریخ ۶ محرم ۱۳۵۳ھ انتقال کیا۔

تذکرہ محمد سلیم صاحب | برادر حاجی منشی علی صاحب ناقل ہیں کہ ان سے محمد سلیم صاحب مرحوم

نے بیان کیا کہ میرے والد ماجد محمد اسلم صاحب مرحوم متوفی سنہ ۱۳۲۰ھ پیش امام مسجد

دارالشفاء حیدرآباد پور متصل مزار شریف حضرت سید ہاشم کے موقع پر موجود تھے تاہم جب عرس

شریف دستیاب ہوا تو دوسرے زائرین کی طرح انہوں نے بھی اس کو ملاحظہ کیا جس میں

حضرت خواجہ سید ہاشم صاحب کا نام اور آن کے سلسلہ چشتیہ و نقشبندیہ کے اسامی گرامی مندرج

تھے جس سے ثابت ہوا کہ آپ وہی بزرگ ہیں جو بحکم حضرت مجدد و اصلاح مروان دکن تشریف لائے

برہانپور تشریف لائے تھے اس کے بعد ایک عرصہ تک حضرت خواجہ سید ہاشم کی کرامت

تحریر کیا حاجی مرزا محمد بیگ صاحب مرحوم نائب مہتمم دو مرتبہ مسجد حضرت علی عفا قدس سرہ | و ولایت کا چرچا زبان زد خاص و عام رہا اور آپ کی جانب رجوع خلائق ہوتا رہا

Marfat.com

پھر کچھ مدت مدید بعد مسلمانوں کی غفلت سے کسی کو ادہر توجہ نہ رہی حتی کہ عرس شریف تک مسدود ہو گیا اور حالیہ مزار و مسجد کی حالت بھی ناگفتہ بہ ہو گئی کوئی شخص وہاں جاتا لامحالہ درندگان صحرا نے وہاں اپنا مسکن و ماویٰ بنا لیا تقریباً ستر برس گذر گئے مگر چونکہ خدا کو منظور تھا کہ حضرت خواجہ صاحب مرحوم کے ذریعہ ملک دکن میں پھر چشتیہ و نقشبندیہ سلسلہ کو قائم کرے اس لئے غیب سے ایسے اسباب پیدا ہو گئے کہ خدا کے فضل سے پھر ترویج سلسلہ عالیہ اور درستی مزار شریف و مسجد کا ظہور عمل میں آیا جس کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

حضرت میرانجی صدیقی و شاہ جان اللہ احمد شاہ باب اللہ کے حالات

حاجی مرزا امیر بیگ صاحب مرحوم شہر کے نمازیوں سے تھے اور محلہ حیدر پورہ میں سکونت رکھتے تھے اسی محلہ میں حضرت شیخ میراں جی صدیقی قدس سرہ کی مسجد ہے اور وہیں آپکا مزار شریف ہے آپ کا طریقہ قادریہ سہروردیہ تھا شجرۂ طریقت حسب ذیل ہے۔

میرانجی صدیقی عن شاہ عبدالشکور گجراتی عن شاہ برہان الدین گجراتی عن شاہ عالم گجراتی عن شاہ نجم الدین گجراتی عن شاہ یحیی الخطیب (قطب عرش اللہ) عن سید برہان الدین قطب عالم عن سید ناصر الدین محمد عن میر سید جلال الدین ثانی جہانیاں جہانگشت یہاں سے دو شاخیں حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ تک ہیں شاخ اول عن شیخ نور الدین علی بن یوسف الشطنوفی (مؤلف بہجۃ الاسرار و معدن الانوار) عن شیخ صالح المجذوب الجیلی عن شیخ کمال الدین کوفی

Marfat.com

عن شیخ سعید الدین ابو الفتوح بغدادی عن حضرت سیدنا شیخ عبد القادر الجیلانی رضی اللہ عنہم

شجرہ دوم عن سید رکن الدین ملتانی عن سید صدر الدین ملتانی عن سید بہاؤ الدین زکریا ملتانی

عن شیخ الشیوخ شہاب الدین عمر السہروردی عن خالہ شیخ ابو النجیب ضیاء الدین السہروردی عن شیخ

سیدنا شیخ عبد القادر الجیلانی رضی اللہ عنہم ان کے بعد کے اسماء مشہورہ ہیں ۔

آپ علم سلوک کے علاوہ فن دعوات میں بھی عالم تھے دو خلیفہ آپ کے مشہور ہیں سید جان محمد

و سید عبد السلام ابناء سید عبد اللطیف ساکن قصبہ سنور علاقہ پٹیالہ پنجاب عالم باعمل ان میں سے بڑے کو

اور چھوٹے بھی کامل تھے چند روز آپ کے خدمت میں رہے آپ نے خلعت خرقہ و خلافت

سے سرفراز کر کے دکن کی رخصت دی اور لکھ آباد کو رخصت کیا اب دونوں بھائیوں کو سید جان محمد

و سید عبد السلام اللہ بخشا اور فرمایا کہ الحاجۃ الی الطریق دوسرے شیخ سے بھی فیض حاصل کرنے کی اجازت ہے

دونوں لکھ آباد گئے وہاں سے دونوں بھائی باز حکم حرمین شریفین (زادہما اللہ شرفا و کرامۃ)

تشریف لے گئے وہاں حضرت سید شاہ عبد الجلیل ثانی بن نبیرہ صاحبزادہ جانشین حضرت غوث اعظم

سے بیعت کیا و خلافت تامہ سے سرفراز ہوئے آپ کا سلسلہ قادریہ جدیدہ کا شجرہ حسب ذیل ہے

عن سید شاہ عبد الجلیل ثانی البغدادی عن والدہ سید محمد الحق حسنی الحسینی عن والدہ سید شاہ عبد الجلیل

اول عن والدہ سید ابو الفرج سراج الحق و الدین عن والدہ شیخ الشیوخ ابو البرکات سید عبد الجبار عن

والدہ ابو محمد سید محی الدین عبد القادر الجیلانی رضی اللہ عنہم آپ کے نام بعد آپ کے

۷۵

سیدنا شیخ ابو صالح اور دادا پردادا کے نام حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ تک پہنچا ہے۔ جب آپ
ہندوستان واپس تشریف لائے تو کچھ دنوں اورنگ آباد مقیم رہے اوس کے بعد چلے گئے
شاہ اورنگ زیب آپ کا بڑا ادب اور وقار کرتا تھا بہت نیازمندی کے ساتھ آپ کی خدمت
حاضر ہوتا تھا۔ مشہور ہے کہ چودہ مرید اور تین سو خلیفہ آپ کے ہمراہ تھے۔ روزانہ ایک سو اکیاون
من پانی دم کی جاتی تھی اور ۲۵ تنور روشن کئے جاتے تھے سالن کبھی کم پڑتا تو خدام
آپ کو وضو کراتے تو آپ کی کرامت سے وہ پانی سرکہ اور اچار بن جاتا تھا اور لنگر پورا
ہو جاتا تھا۔ آپ کے پانچ خلیفہ حضرت شاہ ... حضرت شاہ دیانی حضرت شاہ محمود
حضرت شیخ حضرت شاہ عنایت لنگر والے ... رہے وہیں ان کی قبور ہیں ...
بن آسودہ ہیں۔ روایت ہے کہ ... پور کے قریب ایک ندی کے کنارے ...
شیواجی مرہٹہ سے جنگ ہوئی ... شکست کھا کر فرار ہوا آپ نے اوس کو بد دعا دی ...
زمانہ ۱۰۹۱ھ میں وہ مرتے ہی پور جا کر گیا۔ ... خان اور ... آزاد اپنی تاریخ
لکھتے ہیں سید جان محمد جان اللہ در دعوت ... مشاہیر ... کن ... توجہ باطنی ان بزرگ
خورشید تاباں ... سیواجی ... ناگہانی داشت متوجہ ...
در ہمو سال ... گشت و تاریخ ... جہنم رفت ...
شکست کھا کر جب سیوا فرار ہوا تو بہت کچھ مال غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ لگا۔ اوس کے بعد آپ

Marfat.com

برنجی اور نوبت کا نقارہ درگاہ شریف میں بطور یادگار موجود ہے برابر استعمال میں لایا جاتا ہے۔ آپ کے مزار کے لنگر کے لیے بادشاہ وقت نے پورا جالنہ کا تعلقہ بطور جاگیر عطا کرنا چاہا تھا۔ آپ نے منظور نہ فرمایا اور اس میں سے صرف پانچسو اسی بیگہ زمین قبول فرمائی اور شہر پناہ کی تعمیر کا حکم دیا اور اس قلعہ کا نام قادر آباد تجویز کیا جو اب بفضلہ تعالیٰ آباد ہے سرکار نظام کے زمانہ میں معاوضہ جاگیر وغیرہ اور متفرقات آکر بہتر ہزار روپیہ سالانہ آپ کے درگاہ شریف کے خزانہ میں جو ایک علیحدہ صیغہ تحصیل جالنہ میں ہے جمع ہوتا ہے اس کارکن کا لقب داروغہ قادر آباد ہے بالفعل شنکر راؤ داروغہ اسی آمدنی سے جملہ مصارف عرسیات و عود گل درگاہ جات جالنہ و برہانپور و انتظام مساجد مدارس و مشاہرہ خدام و مصارف تعمیر و ترمیم عمارات وغیرہ ادا ہوتے ہیں۔

حضرت شاہ جان اللہ رح کی تاریخ وفات ۲۲ رمضان المبارک ۱۱۳۴ھ و تاریخ وفات قطب المشائخ ۱۰۹۳ھ رحیم عرس شریف اور شوال کے پہلے عود گل ادا ہوتی ہے پونے پانسو روپیہ خزانہ درگاہ شریف ملتے ہیں حضرت شاہ بابا پشتہ کا عرس شریف ۵ ذی الحجہ کو ہوتا ہے سنہ ۱۰۹۶ھ سنہ وفات ہے آپ کے عرس شریف کے مصارف پونے چار سو روپیہ ملتے ہیں دونوں بزرگواروں کا مزار شریف ایک عالی گنبد میں ہے جس کے احاطہ میں مسجد اور خانقاہ و مدرسہ ہے۔ ان خدمات کی ہر ماہ تنخواہ ادا ہوتی ہیں جالنہ کی چند مساجد اور درگاہوں کے مصارف عود گل و روشنی جاروب کش

Marfat.com

ادا ہو تجہیز کی۔ خدام ہی کی تعداد کم و بیش ہوتی رہتی ہے بطور تنخواہ ہر مہینہ تنخواہ پاتے
ہیں چنانچہ ماہ اردی بہشت ۱۳۱۴ف میں تعداد خدام چار رہی آٹھ سے زیادہ تھی اور
تنخواہ فی کس (للعہ) کچھ اضافہ ہوا تھا ہر خادم کی شادی کے لئے دس روپیہ اور ہر متوفی کی
تجہیز و تکفین کے لئے پانچ روپیہ اور بچہ کے لئے (للعہ) ملتے ہیں اسی خزانہ درگاہ شریف سے مسجد کا
حضرت میراں جی صاحب جو واقع برہان پور کے خدمتی محمد شاہ اللہ کو بہ حالی وظیفہ مقرر رکھا
اون کے لاوارث حالت میں فوت ہو جانے کے سبب سے وظیفہ مذکور مسدود ہو گیا مگر مصارف
درگاہ و مسجد کے نام سے رقم مقررہ جمع ہوتی رہی بہا سال کے بعد اوس کی مقدار
کئی ہزار ہو گئی۔

مرزا صاحب موصوف نے چاہا کہ اس جمع شدہ وظیفہ کو حاصل کر کے اوس سے
مسجد و مزار کی تعمیر و مرمت کی جاوے (جو اوس وقت شکستہ حالت میں تھے) چنانچہ
اونہوں نے بذریعہ خط و کتابت برہان پور کے باشندے
دو معزز وکلا اورنگ آباد یعنی جناب مولوی خواجہ حکیم الدین صاحب

وکیل مولوی خواجہ حکیم الدین
و مولوی حافظ محمد عبدالغفور صاحب

ناظم اور جناب حافظ عبدالغفور صاحب مرحوم سے مشورہ لیا اور دوسرے حضرات کے
مشورہ سے بھی فائدہ اٹھایا جب ان کی ہدایت حاصل ہو گئیں تب چند برس تک باقاعدہ
کارروائی جاری رہنے کے بعد خدا خدا کر کے وہ دن آیا کہ مرزا صاحب کی اور ان
بزرگوں کی کوششیں بار آور ہو گئیں۔

Marfat.com

۶۰

"نقل خطبہ صدارت"

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی حبیبہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین اما بعد فقد قال اللہ تعالیٰ لئن شکرتم لازیدنکم وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ۔

حضرات چونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اگر تم میرا شکر کروگے تو میں تمہاری نعمت زیادہ کروں گا اور نیز ہمارے آقائے نامدار حضرت محمد رسول اللہ نے فرمایا ہے کہ جو شخص لوگوں کا شکر نہیں کرتا وہ خدا کا بھی شکر نہیں کرتا لہٰذا مجھ پر واجب ہوا کہ میں آپ کی اس عزت افزائی کا شکریہ ادا کروں جو آپ نے میرے لئے حضرت خواجہ سید محمد ہاشم صاحب کشمی برہانپوری قدس سرہ کے جلسہ عرس شریف کی صدارت کے لئے تجویز فرمائی اور اس جلسہ کے لئے مجھکو صدر منتخب کیا ہے۔

مرا عمریست چون عزت نواخت ٭ بدست رحمت از خاکی برداشت

دنیاوی اجتماعات اور سیاسی کانفرنسوں کی صدارت ضرور ایک اہمیت رکھتی ہے اور صدر صاحبان عہدگی سے اس کے فرائض ادا کرسکتے ہیں

Marfat.com

لیکن مذہبی اور خاص دینی جلسوں کی صدارت اور اُس کے فرائض کی ادائیگی حقیقت میں ایک ایسا اہم کام ہے کہ کمترین بہ نظر تو خود کو اس اہل نہیں سمجھتا مگر چونکہ آپ حضرات کے اصرار و اتفاق سے یہ عہدہ جلیلہ تجویز ہوا اس لئے میں آپ ہی سے ملتجی ہوں کہ دعا فرمائے اللہ تعالیٰ بطفیل اولیاء طیبات بزرگان عظام مجھ ایسے بضاعت کو ان فرائض کے انجام دہی کی توفیق مرحمت فرمائے۔

بزرگان کرام! چونکہ آخر کے تعلقات اور حضرت خواجہ سید محمد اعظم شاہ کے مختصر حالات ابھی آپ کو فاضل اجل مولانا مولوی اختر محمد صاحب نقشبندی مجددی خلیفہ حضرت پیر و مرشد مولانا خواجہ احمد حسین خان صاحب کی تقریر سے معلوم ہو گئے ہیں اس لئے یہ دعا گو ان امور پر زیادہ روشنی ڈالنا تحصیل حاصل اور غیر مناسب سمجھتا ہے صرف یہ ایک ضروری بات آپ حضرات سے عرض کرنا ہے کہ سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ جو تقریباً تین سو دس سال کے بعد پھر سے محترم بزرگ زادہ حضرت پیر مولانا خواجہ احمد حسین خان صاحب مجددی الہاشمی کی کوشش فراواں سے دوبارہ رواں ہوا۔ تو واضح ہو کہ سلسلہ کی پیروانی بطور نسبت اویسیہ کے ہے اس قسم کی تعلیمات اویسیہ اس سلسلہ عالیہ نقشبندیہ

Marfat.com

ابتدا ہی میں ظہور پذیر نہیں ہوا جیسے حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کا یہ سلسلہ بہت زمانہ کے بعد حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ تک جاری ہوا اور حضرت بایزید بسطامی کا سلسلہ عرصۂ ایک سو سال کے بعد حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی رحمہ تک روان ہوا۔ اسی طرح سے اس روانیٔ سلسلۂ نقشبندیہ اور نسبت اویسیہ کی بابت جیسا کہ بذریعہ مراقبہ و مکاشفہ دربار عالیہ حضرت خواجہ خواجگان سرتاج عرفائے ہندوستان سیدنا رضی الدین محمد المعروف بہ خواجہ محمد باقی باللہ صاحب سے بھی تحقیق کیا تو حکم ہوا کہ عبدالمجید بن خواجہ محمد ہاشم کے مسدود شدہ سلسلے کو جاری کر چکا ہماری طرف سے اسکو "محی السلسلۃ الہاشمیہ" کا خطاب دیا جاتا ہے اور اس کی نسبت صحیح ہے اور تو بھی اس شاخ کے سلسلہ کو اس سے حاصل کر لہٰذا میں نے اپنے بزرگوں کے حکم سے بر آں پیر حاضر ہو کر اس سلسلہ کی بیعت و ارشاد و شجرہ اویسیہ ہاشمیہ کو بتوسط حضرت مولانا موصوف دل و جان سے حاصل و قبول کیا۔

حضرات! میں سمجھتا ہوں کہ اس مختصر تقریر کے بعد میں اپنا ضروری فرض ادا کر چکا ہوں لہٰذا میں دوبارہ آپ کی عزت افزائی کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور آپ حضرات کے حق میں حصولِ فیوضاتِ باطنی کے لئے بشارت دیکر دعا

Marfat.com

اپنی تقریر کو ختم کرتا ہوں وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ
والسلام علی طٰہٰ و یٰسٓ وآلہ الطیبین واصحابہ قائلی الحق بالحق و
اولیاء امتہ وعلماء ملتہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین

شرح دستخط جناب مصنف

عاجز سید منور علی غفر لہ نبیرہ حضرت خواجہ خواجگان خواجہ
سید محمد باقی باللہ قدس سرہ رحمۃ اللہ علیہ
ساکن دہلی - ۱۱ ماہ رجب المرجب سنہ ۱۳۵۰ھ

Marfat.com

مولانا مشتاق احمد انبیٹھوی

(۱۲۷۳۔۱۳۶۰ھ/۱۸۵۶۔۱۹۴۱ء)

مولانا مشتاق احمد بن مخدوم بخش بن نوازش علی حنفی انصاری انبیٹھوی چودھویں صدی ربیسوی صدی کے اکابر علماء وصوفیہ میں سے تھے۔

آپ سہارنپور کے ایک قصبہ انبیٹھہ (Anbatha) میں ۱۲۷۳ھ/۱۸۶۵ءکو پیدا ہوئے، انہوں نے مولانا سعادت علی سہارنپوری، مولانا سدید الدین بن مولانا رشید الدین خان دہلوی، مولانا سید محمد علی چاندپوری اور علامہ فیض الحسن سہارنپوری کی خدمت میں تحصیل کی، اس کے بعد علم حدیث پڑھنے کے لیے حضرت مولانا قاری عبدالرحمٰن پانی پتی کے حضور رہ کر تکمیل کی، اس کے بعد خود درس وتدریس سے وابستہ ہو گئے، مولانا انبیٹھوی کا انتقال محرم ۱۳۶۰ھ/۱۹۴۱ءکو ہوا۔[۱]

گنج پورہ (ضلع کرنال) کے رئیس مولانا کے تقدس اور مرتبہ علمی کے باعث ان کو اپنے سے جدا نہیں کرنا چاہتے، قصبہ کی تمام آبادی ان کا بہت احترام کرتی ہے۔[۲]

مولانا انبیٹھوی مدتوں حضرت مولانا شیخ الاسلام محمد انوار اللہ معین المہام امور مذہبی دکن کی خدمت میں رہے، آپ کے امر پر کئی اہم رسائل تالیف کیے، جو حیدر (دکن) سے ہی طبع ہوتے رہے۔

---

۱ عبدالحی حسنی: نزہۃ الخواطر ۴۷۲/۸

۲ عبدالحلیم انصاری: تذکرہ رحمانیہ ۴۳

Marfat.com

صاحب نزہتہ الخواطر مولانا عبدالحی حسنی کے فرزند مولانا ابوالحسن علی ندوی صاحب نے جو نزہتہ الخواطر کی اٹھویں جلد کے مرتب بھی ہیں، مولانا انبیٹھوی کے حالات میں قوسین میں ایک عجیب جملہ کا اضافہ کیا ہے:

کان عنده میل الی الانتصار بعض البدع [1]

ان کے علاوہ ان کے نشست نے اساتذہ دارالعلوم دیوبند سے بھی رہی جو ہرگز بدعتی نہیں تھے، ہاں مولانا انبیٹھوی اپنے سلسلہ چشتیہ صابریہ کے مشائخ سے بہت عقیدت رکھتے تھے، یقیناً ان کا ارشارہ اسی طرف ہے، جب کہ مولانا ندوی خود بھی نقشبندیہ بنوریہ سلسلہ میں مجاز ہیں اور پاکستان، ہندوستان اور عربستان میں ان کے مریدین کی بڑی تعداد مصروف کار ہے۔

مولانا انبیٹھوی کا پیش نظر یہ رسالہ (عقد اللآلی) اگرچہ قدیم طرز تذکرہ نویسی کے تحت لکھا گیا ہے لیکن اس میں انہوں نے تمام احوال و واقعات اصل اور معاصر مآخذ کے حوالوں سے تحریر کئے ہیں، یہ رسالہ صرف ایک ہی بار طبع ہوا تھا، اس لیے بہت کمیاب ہے، اب اس کا عکس ہدیہ قارئین ہے، مولانا کے حالات کے لیے ملاحظہ ہو۔

(۱) نگرامی، محمد ادریس: تذکرہ علمائے حال ۱۴۲، ۲۴۳

(۲) بدایونی، محمد حسین: مظہر العلماء مرتبہ خوشتر نورانی، لاہور، دارالنعمان ۴۴۹، ۸۳۸

(۳) عبدالحی حسنی: نزہتہ الخواطر ۴۷/۸

(۴) انصاری، عبدالحلیم: تذکرہ رحمانیہ ۴۳

---

[1] نزہتہ الخواطر ۴۷/۸

Marfat.com

تالیفات

مولانا انبیٹھوی کی حسب ذیل تالیفات کا ہمیں تا حال علم ہے:

۱۔ تذکرہ فریدیہ (حالات شیخ فریدالدین گنج شکر)

۲۔ انوار العاشقین (تذکرہ مشائخ سلسلہ چشتیہ صابریہ)

۳۔ عقد اللالی یعنی مناقب شاہ ابوالعالی (رسالۂ حاضر)

۴۔ تحفۃ السالکن

۵۔ فیصلہ شاہ صاحب دہلوی (شاہ عبدالعزیز محدث) رسالہ وحدت الوجود کا ترجمہ

۶۔ الکلام الاعلیٰ فی تفسیر سورۃ الاعلیٰ

۷۔ تحصیل المنال باصلاح حسن المقال

۸۔ التمہید فی اثبات التقلید

۹۔ قریۃ العین بتحقیق رفع الیدین

۱۰۔ احسن التوضیح فی مسالۃ التراویح

۱۱۔ المعراج الجسمانی فی الرد علی القادیانی

۱۲۔ تبشیر الاصفیاء باثبات حیاۃ الانبیاء

۱۳۔ الضابطۃ فی تحصیل الرابطہ

۱۴۔ رفیق الطریق فی اصول الفقہ

۱۵۔ ازالۃ الالتباس

۱۶۔ نسخ التوراۃ والانجیل

Marfat.com

ان کتابوں میں سے اول تا ہشتم میرے ذخیرہ (مخزونہ پنجاب یونیورسٹی لائبریری، لاہور میں ہیں) اور ہفتم تا شانزدھم کا ذکر صاحب نزہتہ الخواطر (۴۷۲/۸) نے کیا ہے۔ تذکرہ رحمانیہ میں لکھا ہے کہ مولانا انبیٹھوی کے مختلف کتب درسیہ پر عربی پر حواشی بھی ہیں۔

محمد اقبال مجددی

Marfat.com

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمَٰنُ وُدًّا

درین آوان بفضل ایزد سبحان

عقد اللآلی

یعنی

مناقب شاہ ابو المعالی

مؤلفہ

مولانا الحافظ الحاج مولوی مشتاق احمد صاحب حنفی چشتی صابری انبہٹوی

بفرمائش سید غلام بھیک نیرنگ قادری چشتی اشرفی وکیل انبالہ

در مطبع بلالی اسٹیم پریس ساڈھورہ باہتمام منشی کرم بخش پرنٹر مطبوع گردید

سنہ ۱۳۱۱ھ

Marfat.com

ا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہِ الطَّیِّبِیْنَ وَاَصْحَابِہِ الطَّاھِرِیْنَ وَاَتْبَاعِہِ الْکَامِلِیْنَ مِنَ الْاَوْلِیَاءِ وَالصَّالِحِیْنَ وَالْعَارِفِیْنَ الْعَاشِقِیْنَ ط

اَمَّا بَعد میگوید سراپا قصور و خطا عاجز بینوا اسیر حرص و ہوا مریض درد لادوا خاک نشین زاویہ گمنامی عاصی مشتاق احمد چشتی صابری انبہٹوی کہ ایں تحریرے است مختصر در حالات یکی از اولیاء نامور مشہور میان متاخرین صلحاء کرام معروف در طبقات عارفین چشتیان عظام اعنی قطب ربانی غوث صمدانی حضرت سیدنا شاہ ابوالمعالی چشتی صابری انبہٹوی رضی اللہ عنہ وارضاہ عنی کہ در وقت خود عدیم النظیر و بلا نکیر مسلم نزد ہر صغیر و کبیر بودند ❊

فرمود حضرت مولانا لطف اللہ مصنف ثمرۃ الفواد کہ حضور ممدوح خلف الصدق حضرت سید محمد اشرف حسنی مکی و نبیرہ شاہ حافظ محمد انصاری اند اول بخدمت حضرت محبوب الٰہی شیخ محمد صادق گنگوہی قدس سرہ بشرف بیعت مشرف شدہ بودند مگر تربیت سلوک و خرقہ خلافت از مقرب بارگاہ ودود حضرت بندگی شاہ داؤد رحمۃ اللہ علیہ یافتند۔ و عارف کامل حضرت مولانا محمد اکرم رحمۃ اللہ علیہ در اقتباس الانوار تحریر مے فرمانید کہ وے (حضرت سیدنا شاہ ابوالمعالیؒ) در تفرد فنا یگانۂ روزگار و در خلق و تواضع عدیم المثال و در عشق حقیقی و مجازی بے ہمتا بود۔ و تمامی عمر خویش بذکر جہر و استغراق باطن گذرانید۔ و ہم میگوید وے قدس سرہٗ شہرت بسیار یافتہ بود و در تربیت مریدان اشتہار تمام داشت ❊

و بدیگر جا در اقتباس الانوار در اثناء ذکر حضرت مستغرق بحر شہود بندگی شیخ داؤد قدس سرہٗ آوردہ۔ الغرض ولایت بفتح واؤ و ولایت بکسر واؤ در ذات بندگی شیخ داؤد گنگوہی قدس سرہ

Marfat.com

علی السویہ بودند و در ذات پاک مرشدی مخدومی قطب افراد بندگی شیخ سوندھا سفیدونی قدس سرہ کہ خلیفہ برحق و جانشین مطلق وے است قدس سرہ وَلایت بفتح بر وِلایت بکسرہ غالب بود۔

اقول نزد ایں خاکسار ذرہ بیمقدار حضور سیدنا ابوالمعالیؒ ببرکت فیضان حضرت پیر و مرشد حقانی خود علی السویہ جامع ہر دو مراتب (وَلایت بفتح واؤ و وِلایت بکسرہ واؤ) بودند چراکہ شیخ کامل مکمل ہموں است کہ علی السویہ جامع ہر دو مراتب مذکورہ باشد۔

در نزہتہ السالکین گفتہ شیخ را ہم وِلایت بالکسر و ہم وَلایت بالفتح مے باشد سائچہ میاں خلق است ولایت اول است چوں مرید را بخدا رساندن و طریق آموختن اما ولایت دوم محبت و قرب حضرت مصطفےٰ است (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) چوں از دنیا نقل کند ولایت اول بہر کہ خواہد بخشد و اگر او ندہد روا باشد کہ حق تعالیٰ بیکے از دوستان خود آں ولایت را بخشد اما ولایت ثانی ہمراہ او باشد و با خود بردا نتہے۔

پس در ذات قدسی سمات حضور سیدنا شاہ ابوالمعالی کہ شیخ کامل و مکمل وقت خود بودند از ہر دو ولایت علی السویہ نصیبے وافر و حظ متکاثر جمع بود۔ نسبت ولایت اول خود حضرت عارف باللہ مولانا محمد اکرم تحریر مے فرمایند کہ در تربیت مریدان اشتہار تمام داشت و نسبت ولایت دوم نیز خود مولانا ممدوح میگویند در فقر و فنا یگانہ روزگار بود۔ و نیز تصرفات و خوارق عادات و کثرت مجاہدات حضور ممدوح شاہد عدل اند بر ینکہ حضور از کمل مقربین بارگاہ رب العالمین و محبوب ترین حضرت رحمۃ للعالمین صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہ و علی اجمیع المرسلین بودند۔

بیان کرامات

چنانچہ مے آرند کہ وقتے در قصبہ تھانیسر اولیاء کرام و صوفیاء عظام مثل حضرت شیخ ابوالفتح سرہندی و حضرت قطب الوقت شیخ سوندھا ہوبری و حضرت شیخ بلاقی و حضرت شیخ عبدالقادر سنوری و حضرت شاہ غریب اللہ ساکن کیرانہ و غیرہم جمع شدہ بودند۔ دراں مجمع حضور قطب ربانی

Marfat.com

سیدنا شاہ ابوالمعالی رحمۃ اللہ علیہ نیز مع خادم خاص خود حضرت قطب الوقت سیدنا شاہ بھیکھ رحمۃ اللہ علیہ تشریف میداشتند وہمہ بایکدیگر تذکرہ بزرگان سلف وحالات کشف وکرامت ایشاں میکردند درین اثنا شیخ ابوالفتح سرہندی از راہ خوش طبعی برزبان آوردند بھائی ابوالمعالی در بحث نفی و اثبات چہ طور میفرمایند حضرت فرمودند ایں سخن بگفتن راست نمی آید دیدن را شاید دراں وقت یک گاؤمیش روبرو ایستادہ بود فرمودند اگر مدّ لا نفی در گوش ایں حیوان کشیدہ شود بیجان شدہ برزمین بیفتد وچوں آواز کلمہ اثبات مستمع گردد بحکم آفرینندہ ایستادہ شدہ برخیزد ؛

یاران حضار مجلس کہ ہر یک دعوی ہم چشمی داشتند وپہلو بہمتائی میزدند ایں سخن را انکار آوردند کہ امتحان باید کرد حضور ممدوح از مجلس برخاستہ نزد گاؤمیش رفتہ لا نفی بگوش وے دمیدند۔ گاؤمیش چرخ زدہ برزمین بیفتاد وجان بجان آفریں داد۔ بار دیگر چوں کلمہ اثبات الا اللہ برزبان آوردند بمجرد استماع کلمہ اثبات بقدرت خالق الارض والسموات زندہ گشت وچریدن گرفت ہمہ یاراں از معائنہ ایں واردات زبان بثنا وصفت پیشوایان سبیل طریقت وقافلہ سالاران طریق معرفت حضرت شیخ شبلی رح وحضرت جنید رح بکشودند ومیگفتند کہ از انہا ہم ایں قسم خوارق عادات بظہور آمدہ ؛

دریں اثنا حضرت پیر دستگیر (حضرت سید شاہ بھیکھ رح) بجوش آمدند وبخروش مے فرمودند کہ در ہر وقت وہر دہر شبلی رح وجنید رح بودند دریں عصر ہم شبلی وہم جنید است واز ہمیں قبیل اکثر کلمات شطحیات گفتن گرفتند واز تاثیر ایں کلمات مجلس را شورش عظیم روداد۔ وقتیکہ ہنگامہ جوش وخروش بطوالت کشید حضرت مرشد آفاق سیدنا شاہ ابوالمعالی رحمۃ اللہ علیہ دست حضرت پیر دستگیر سیدنا شاہ بھیکھ رحمۃ اللہ علیہ گرفتہ بنشاندند وفرمودند حالا ایں سخناں را ختم سازند۔ ہمانہم بامر پیر ومرشد سکوت ورزیدند (انتہی من ثمرۃ الفواد)

وحضرت عارف باللہ مولانا محمد اکرم رحمۃ اللہ علیہ کرامت حضور ممدوح را در اقتباس الانوار بایں الفاظ نقل میکنند کہ وے (شاہ ابوالمعالی رح) قدس سرہ بموسم خشکی در دیہے کہ در آنجا زراعت شدہ میکشیدند بجائے بعد نصف شب تعبّد ادا کردہ بہ دیوار احاطہ آں موضع نشستہ ودر زیر دیوار دیگر شخصے

بود کہ بر وے شیرۂ نیشکر را در ظرف آہنی کہ آں را در زبان ہندی کڑاہ میگویند انداختہ برائے شکر و قند کردن مے نہادند و جوش میدادند۔ اتفاقاً دراں وقت رانندہ ڈھگاواں جوار کہ در لغت ہندی آنرا کولھو گویند بزبان ہندی بلحن خوب و صوت مرغوب میگفت و آں الفاظ ہندی اینست

توں چلیا جا الکتارا۔ تیرے کھوٹے نہ لاگے گارا

آدھی رات اندھیری۔ میری جوگی کی سی پھیری

بمجرد استماع ایں صوت ہندی حضور ممدوح را عالم شوق و محویت و بیخودی در گرفت نعرہ ھو برآوردہ و از دیوار در ظرف شیرہ کہ برائے جوش بر دیگدان نہادہ زیر وے آتش در دادہ بودند و آں ظرف از تیزئ آتش ہمرنگ وے گشتہ بود بجفیدند مردمان از ہر طرف دویدہ او را ازاں مقام جاں کاہ بیروں کشیدند دیدند کہ ہیچ موئے از اندام مبارکش نسوختہ بود در حیرت بماندند و ہمہ مردم آں مقام بصدق تمام در حلقہ ارادت وے درآمدند۔

پس حضور موصوف مثل پیران نامدار چشتیان کبار خود سوختہ آتش عشق ذات مطلق و دو ختہ ناوک محبت حضرت حق بودند۔ سماع را کہ نعمتے است عظمیٰ میان عاشقان حضرت مولا بسیار دوست میداشتند۔ چنانچہ عارف باللہ مولانا محمد اکرم نسبت حضور ممدوح تحریرے فرمایند کہ در وجد و سماع توغل بسیار داشت و نسبت مرشد ایشاں مستغرق بحر شہود بندگی شیخ داؤد قدس سرہٗ مے نویسند کہ وے قدس سرہٗ شیفتۂ سماع بود۔ چوں در سماع درآمدے بر ہر کہ نظر مبارکش در افتادے در حال از خطرۂ ماسوا اللہ فارغ گشتے (انتہیٰ)

فائدہ۔ وقتے بمقام گنگوہ شریف محفل سماع آراستہ بود و دراں محفل عشق منزل حضرت مستغرق بحر شہود بندگی شیخ داؤد و مرید خاص آن ذات گرامی سیدنا حضرت شاہ ابو المعالی ہم تشریف میداشتند ذوق و شوق و گریہ و زاری عشاق شطار سلسلہ چشتی صابری بحدے رسیدہ بود کہ یکے از دیگرے خبر نمے داشت و جان و جہان در عشق جانان مے باختند۔ درچنیں وقت بریں والہان ذات بحت بعض منکران طریقت اعتراض کردند و گفتند کہ گریہ ایں درویشاں دلالت میکند بر محرومی ایشاں از قرب

جانان چرا کہ گریہ و زاری علامت بُعد و جدائی و نشان ہجر و نارسائی است۔ دران مان این سرور عارفان فخر چشتیاں حسب اشارہ مرشد کامل خود قلم جواہر رقم را حرکت دادند و بجواب منکرین رسالہ شوقیہ المعروف بہ ہفت گریہ تحریر فرمودہ نہ صرف داد فصاحت و بلاغت دادند بلکہ منکرین را ساکت کردند و جواب اعتراض ایشاں دادند و بر مقامات و منازل عرفان کہ وقتاً فوقتاً سالکان طریقت را پیش می آیند اطلاع بخشیدند و عجایب نکات و اسرار متعلقہ سلوک عشاق شطار کہ گاہے در حیطہ بیان نیفتادہ شدہ بودند جہتہ شیفتگان سماع طریقت دراں تحریر بے نظیر ودیعت نہادند تبرکاً ملخص وے دریں اوراق برائے دردمندان عشاق درج میسازم ؂

حضرت ممدوح دراں رسالہ ثابت میکنند کہ گریہ را کہ بحالت وجد در سماع لاحق میشود ہفت اقسام است۔ اول آنکہ اگر مردے صالح و دردمند باشد البتہ از شنیدن سرود اگرچہ بشغل و سلوک تعلق نداشتہ باشد دل صنوبری شے درگریہ و زاری مے آید و آہ و نالہ مے نماید خواہ بخیال عذاب قبر و عقاب دوزخ یا از افسوس تہی دست رفتن ازیں عالم یا از بے توفیقی اعمال نیک یا ورائے ایں چیز ہا کہ لائق سعادت مندی شے باشد یا بسبب اندوہ دنیوی بہرحال کہ مے باشد مے گرید و مے نالد فی الجملہ حق تعالیٰ سرود و آواز حزیں را لطافتے بخشیدہ است کہ دل ہمہ را چہ انسان و غیرہ شے برقت و حرکت مے آرد و حالت اعلیٰ او را یاد میدہد ؂

حالت گریہ دوم۔ آنکہ صوفی مبتدی ناسوتی محض از بیماری درد فراق محبوب دل از کثرت اندوہ نادیدن مطلوب کہ دراں ہیچ ذوق نمود و شوق شہود نیست مے طپد و مے سوزد و مے گرید و مے نالد اما ایں سوز و اضطراب را نمیداند کہ از کجا است و از چیست لیکن ایں صوفی بجز درد عشق ہیچ از انوار و اسرار سبحانی ندارد ہمے در عشق میگرید و مے نالد و بس ؂

حالت گریہ سوم۔ آنکہ صوفی سالک اہل نظر را وقتے پیش آید کہ چشم باطن بر حسن جمال محبوب حقیقی مے افتد و از بس زیبائی و رعنائی جمال مطلوب ازلی کہ مے بیند از خود بے اختیار شدہ شیفتہ و فریفتہ روئے دوست میگردد و در جوش و خروش مے آید و بیہوش و مدہوش مے شود و باوجود حضوری در

Marfat.com

گریہ وزاری مے آید چنانچہ حافظ شیرازیؒ مے فرمایند ؎

بلبلے برگ گل خوش رنگ در منقار داشت — واندراں برگ ونوا خوش نالہ ہائے زار داشت
گفتمش در عین وصل ایں نالہ و فریاد چیست — گفت ما را جلوۂ معشوق در ایں کار داشت

پس رموز اسرار عشق کہ از جانبین میان عاشق و معشوق سر میکشند۔ عاشق را گاہے درخندہ و گاہے در گریہ مے آرند۔ ایں حالت محض فراق نیست بلکہ فراق وصال است فراق وصال آنکہ تا بود نابود عاشق درمیان است۔ عاشق از نہایت حرارت عشق و از پس غلبہ محب با محبوب چنین معیت میخواہد کہ وجود مجاز درمیان نماند و لذت وصل محبوب حقیقی بے تعین مجاز بگیرد و ہر چہ کند باو کند ہر چہ بیند باو بیند و ہر چہ شنود باو شنود و ہر چہ گوید باو گوید دوئی درمیان نماند ولیکن تا سالک باطن را بذکر اللہ تصفیہ نہ دہد آفتاب ایں دولت ہرگز بروے پرتو نیندازد و ایں صوفی را عقل معاد باقی مے ماند و محو مطلق نہ شدہ است ٭

حالت گریہ چہارم۔ آنکہ صوفی سالک را خدا تعالیٰ وقتے نصیب مے کند کہ دراں وقت از نزول حضوری انوار جلال و جمال محبوب حقیقی وجود خود را مے بیند کہ از دست مے رود تمامی خواہد رفت۔ درین حال اضطراب مے نماید و گوید ہیہات ہیہات کاشکے با ایں بود و جود خویش بجا ندم و جمال کمال محبوب حقیقی را مطالعہ میکردم و حظ حسن چنانکہ ہست میگرفتم چنانچہ بزرگے مے فرماید ؎

بشرط آنکہ منت بندہ وار در خدمت — ستادہ باشم و تو شاہ وار بنشینی
مرا شکیب نمے آید اے مسلماناں — ز روئے خوب لکم دینکم ولی دینی

ازیں حسرت میسوزد و میگرید لیکن ہیچ فائدہ ندارد چراکہ اگرچہ آرزوے فتیلہ موم برایں است اما آنچہ کار آتش است باد میکند و او را با بود او نمے گذارد و از وے بردہ درخود محو میسازد و عین آتش میگرداند۔ پس عاشق میگرید و مے نالد ٭

حالت گریہ پنجم۔ آنکہ صوفی سالک اہل معنی را حالتے پیدا میشود کہ لذتش را نہ بیان است و نہ نشان۔ دل داند یا جان۔ دراں گریہ نہ شور است نہ اضطراب۔ جب درجب است و ابتلاء

Marfat.com

در ابتلاء و لذّت در لذّت و محویّت در محویّت دریں وقت از دل سالک آرزوئے تمام می شود که از جمیع نسبتہا ر خود رفته یگانگی پیدا کند و محو مطلق شود و اَلْاٰنَ کَمَا کَانَ شود ٭

ہر چند عاشق جانباز چنیں محویّت میخواہد که عین معشوق گردد مگر تمام آرزویش میسّر نمی آید درینجا نیز ناله و زاری بسیارے نماید حسب تقاضا کُلَّ یَوْمٍ هُوَ فِیْ شَاْنٍ که ہمیشه در پئے شان ظہور است - عاشق را ہرگز بیک قرار نمی گذارد گاه از ظہور به بطون و گاه از بطون بظہور مے سپارد - بالکلیه عین شدن نمیدہد و کما کان بودن دست نمی آید - ناچار عاشق را بظہور در آرد و بہستی سپارد - ازیں حسرت و حیرت باوجود حضوری تمام بے اختیار در گریه و زاری می آید و آه و ناله می نماید - خواجه حافظ رحه ازیں مقام خبر میدہد ؎

مرا در منزل جاناں چه امن و عیش چوں ہر دم
جرس فریاد میدارد که بر بندید محملہا

ازینجا است که چوں حضور رسول اکرم صلے الله علیه و آله وسلم بمقام قرب قاب قوسین اَوْ اَدْنٰی رسیدند از ہوا ہویت احدیت فرمان آمد که قِفْ یَا مُحَمَّد فَاِنَّ رَبَّكَ یُصَلِّیْ یعنی باش اے محمدؐ بدرستی که پروردگار تو در نماز است یعنی در مرتبه تنزیه است که دراں مرتبه ہیچ نسبت را گنجایش نیست بدیں سبب فریاد برآوردند ایا لیت رب محمد لم یخلق محمد ! اے برادر فہم کرده که آں سرور کائنات علیه افضل الصلوٰة را چرا حکم قِفْ صادر گشت پس بدانکه خواہش ازلی بحکم فَاَحْبَبْتُ چناں تقاضا نمود که بود و تعین علیه السلام را بجہت برپا داشتن ناز محبوبی و تنوع اسرار تجلیات مطلوبی که بداں منوط و مربوط است مسلم داشتن درکار است و بے محل ناز نیاز پامال شود و اسباب عاشقی و معشوقی و ناظری و منظوری و طالبی و مطلوبی تا ابدالآباد موقوف مے نماید بنا براں حکم قِفْ صدور یافت ٭

یا آنکه از برائے ایں معنی باشد که تعیّن ظاہری حضور علیه الصلوٰة والسلام جمال حق بود چنانکه گفت ؎ چو آدم را فرستادیم بیروں جمال خویش در صحرا نہادیم ٭

Marfat.com

پس آن جمال خواست کہ از خود برخاستہ عین جلال گردد حکم شد قِفْ یا محمد فَاِنَّ رَبَّكَ یُصَلِّیْ باش اے محمد کہ پروردگار تو متوجہ جمال خود است میخواہد کہ محو گردد۔ یا اینکہ چوں مطلب حضور سرور کائنات علیہ الصلوات والتسلیمات آن بود کہ با بود و تعین محمدیت اسرار عالم لاشان جلال ہویت احدیت را مطالعہ کند و مشاہدہ نماید۔ ممکن نہ بود ازیں جہت حکم قِفْ بظہور پیوست جان من ہرچند خواہش و آرزوئے محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام آن بود اما ایں خود شدنی نیست کہ بندہ خدا گردد۔ اگرچہ بصفات اللہ و باخلاق او سبحانہ بطریق عاریت موصوف و متخلق گردد لیکن باز بندہ بندہ است و خدا خدا زیرا کہ عبد کہ و رسولہ دامنش نمیگذارد۔ اے برادر ایں امر نہانی است کہ در احاطہ فہم ہیچکس نیاید فہم مَنْ فہم و عرف مَنْ عرف چوں ازاں حالت بر حال افاقت آمدند فرمودند ہا اوذی بنی مثل ما اوذیت (الی ان قال رضی اللہ عنہ) اے عزیز حالت ایں گریہ ہا را ایں نیازمند خاکپائے درویشاں بلکہ تراب نعل ایشاں از نقصان استعداد و کمی فہم بمقتضائے وقت و بضرورت بیان نمودہ است لیکن شرح ایں گریہ و زاریہا تمام مجمل است کہ یک حرف ہم ازاں در حیز تفصیل نمی تواں آورد ؎

حرف عشق از سر زبان دور است	شرح ایں آیت از بیاں دور است
مدعی کے رسد بدعوی عشق۔	طالب ایں ازاں نشاں دور است
اے بحرص و ہوا کمر بستہ	ایں حکایت ازاں میاں دور است

محب من عاشقاں را در زیر زبان سخن است کہ لب محرم آں نیست در میان محب و محبوب گفتگوئیست کہ جز بگوشہ چشم نتواں دانست و فیما بین طالب و مطلوب جستجوئیست کہ جز با بر و نتواں نمود ؎

چو اینجا بے خودی مے آورد ہوش	عبارت را اشارت گفت خاموش
اشارت ہم بہایت اقتصار کرد	کسے کو دم زند اینجا خطا کرد

Marfat.com

بیت

زپردہ مرا کرد اشارت سروش　　بلندی گرفت ایں حکایت خموش

پس چہ در بیان آید و کسے چہ شرح نماید۔ ایں بیان را خاموشی بہتر بود زانکہ خاموشی نشان ایں بیان است والسلام والاکرام علی من اتبع الھدیٰ +

حالت گریہ ششم۔ آنکہ صوفی را در عین وجد و سماع بعض اوقات چناں میشود کہ اعضاء وجود وے را از لذت و حظ ہیچ خبر نمے باشد چراکہ از عالم مجاز اہمال نمودہ در عالم باطن سیر می کند و از انجا حظ میگیرد و دل حقیقی وے را اطلاع نباشد نہ دل صنوبری را کہ از گل است آں دل را ازیں دل ننگ است از گل تا دل ہزار فرسنگ است پس لذت و حظ آں وقت کہ در عالم اسرار روئے نماید بایں زبان و بایں دل چہ بیان و نشان تواں داد و سبب عدم بیان و نشان ایں لذت آنست کہ ہیچ چیز از یں عالم موافق آں نمی یابد بنا براں از گفتن و نوشتن و نشاں دادن قاصر و عاجز است چنانچہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مے فرماید العجز عن درک الادراک ادراک (الیٰ ان قال رضی اللہ عنہ) اگرچہ ایں فقیر حقیر موافق دانش ظاہری خود طبع آزمائے تقریر و تحریر شدہ است اما حالتے کہ از گریہ بر صوفی مستولی میشود از بیان و نشان منزہ است باللہ و اللہ ہرگز در بیان نیاید و ہیچ کس از وے نشان نماید دوستان محرم اسرار ہر چند جد و جہد کنند چنانکہ ہست در بیان نمے آرند معلوم است کہ لذت عشق راچہ قسم در بیان آرند و چگونہ عیاں کنند بنا براں گنگ می مانند +

حالت گریہ ہفتم۔ اینکہ بعض وقت صوفی صاحب ذوق و وجد را در عین حالت سماع و رقص تمامی شعور برقرار می باشد و ہیچ ذرہ از ذات عالم بے خبر نمے شود و ہمگی شناخت عمرو زید بر پا ستہ ماند۔ لیکن ایں عجب کہ از خود و ہستی خود یک ذرہ ہم خبر ندارد و ھذا من عجائب الرب

وحالات دیگر مراہل سماع را بقدر حوصلہ و استعداد ہر یکے بہ مقتضائے وقت وحال روے نماید بسیار و بیشمار اند ایں سخن پایاں ندارد۔

انتہی کلامہ الشریف ملتقطاً

فائدہ

بشنو اے طالب بارگاہ حضرت الٰہ کہ عشاق شطار پیران نامدار ما سماع را شنیدہ اند و فائدہ ہا بر داشتہ و مقامات قرب حضرت مولی تعالیٰ بایں عمل حاصل کردہ چرا کہ خاصیت سماع آنست کہ ہر چہ بر ولایت بشریتہ غلبہ دارد۔ شنیدن سماع آنرا محکم مے کند و شائق ترے سازد۔ پس در حق طائفہ کہ سر ایشاں بمحبت حق تعالیٰ مشغول و دل ایشاں بعشق مولا مشغوف است شنیدن سماع محبت وعشق ایشاں را زیادہ میکند و طلب کمال القرب فی التجلیات در طبائع ایشاں پیدا می آید +

اما در حق کسانیکہ مبتلا بخواہشات نفسانی و گرفتار خطرات شیطانی اند موجب وبال و سبب ازدیاد غفلت و ضلال می شود۔

حضرت مولانا حلیم اللہ جالندھری رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ حضور سیدنا قطب الوقت سید شاہ بھیکھ رحمۃ اللہ علیہ در کتاب نزہت السالکین دریں باب تحریر می فرمایند و انصاف آنست کہ دریں زمان سماع بر وجہے کہ اہل روزگار و متصوفہ میکنند رسمے است عین وبال و محل انکار است چہ بیشتر چنانکہ مشاہدہ مے افتد بنا بر آں بر دواعی نفسانی و حظوظ طبیعت است نہ بر قاعدہ صدق و اخلاص و طلب مزید حال کہ وضع ایں طریق در اصل بر آں اساس بودہ است و در عین العلم گفتہ الاسلم الاجتناب لمکان الاختلاف و نندرۃ تحقق الشرائط لدقتہا و مکائد النفس والشیطان (انتہیٰ)

بدانکہ اولاً در زمانہ فیض نشانہ حضور محبوب الٰہی سلطان نظام الدین اولیا رضی اللہ عنہ وارضاہ عنا مجالس سماع را البیار فروغ حاصل شدہ بود۔ بعد ازاں در عہد مبارک شیخ المشائخ

Marfat.com

قطب العالم شیخ عبدالقدوس گنگوہی قدس سرہ ہم محافل سماع رونق پذیر شدند - این ہر دو پیشوایان چشتیان سماع را ازبس دوست میداشتند - چنانچہ حضور محبوب الٰہی رح در فوائد الفواد فائدہ تلاوت و سماع - در یک عبارت اظہار مے نمایند و میفرمایند کہ در حالت تلاوت و سماع سعادتے کہ حاصل مے شود - آن بر سہ قسم است - انوار است و احوال است و آثار است و آن از ہر سہ عالم نازل می شود از ملک و ملکوت و جبروت و بر سہ جا فرود مے آید بر ارواح و قلوب و جوارح (انتہی بقدر الضرورۃ)

و حضرت قطب العالم در رشد نامہ در باب سماع تحریر مے فرمایند - اے برادر نظیرے از من گوش دار - آب چاہ بیرون نیاید تا آنکہ او را کشندہ نباشد ہمچنان اسرار الٰہی کہ در دل تست سماع پیدا آرندۂ آن اسرار ہاست - و در باب سماع فتوی شرع است جائز لاہلہ و حرام لغیرہ و اہل سماع کسے را گویند کہ ہیچ صوتے جز پیام دوست نشنود و ہیچ جمالے بغیر جمال دوست نہ بیند - چون این حال در دل وے متمکن شود ضرور در رقص آید و این علم را نزدیک عاشقان وجد خوانند و این سر عظیم است (الی ان قال رضی اللہ عنہ)

فرماید شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ ؎

سماع اے برادر بگویم کہ چیست — اگر مستمع را بدانم کہ کیست
گر از برج معنی پرد طیر او — فرشتہ فرو ماند از سیر او

و ہم درین باب مست حضرت ذوالجلال شیخ شرف قتال مے فرماید ؎

گر عشق نبودے و غم عشق نبودے — چندین سخن نغز کہ گفتے کہ شنیدے
گر باد نبودے سر زلفش کہ ربودے — رخسارہ معشوق بعاشق کہ نمودے

و ہم درین معنی دیوانہ حضرت معبود ملک مسعود میفرماید ؎

این طائفہ کز اہل سماع اند کدام اند — آنان کہ بجز دوست نہ بینند و ندانند
در رقص درآیند چو از غایت مستی — از گردن دل رشتہ جان را گسلانند

Marfat.com

فافہم حاصل کلام قطب العالم ان السماع جائز لاھل الوجد والحال و غیر جائز للغافل المسود البال و قصہ سماع عارف ربانی حضرت قطب الوقت شیخ سوندھا سفیدونی بگوش ہوش باید شنید کہ حضرت عارف باللہ مولانا محمد اکرم رحمۃ اللہ علیہ در اقتباس الانوار بایں طور نقل مے کنند کہ وقتے آنحضرت در مجلس عرس حضرت شاہ جلال تھانیسری در قصبہ تھانیسر متصل روضہ شریفہ وے حاضر بود کہ یکایک اور ا عالم محویت روے نمود دید کہ روحانیت حضرت خواجہ بزرگ معین الحق والدین چشتی و حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رح حاضر است و بوے میفرمایند کہ ما ازیں مجلس مے رویم چراکہ روحانیت حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نیز اینجا بود لیکن بسبب حضور بعضے ممنوعات شرعیہ دریں مجلس منغص شدہ برفت وے قدس سرہ پرسید آں ممنوعات شرعیہ چیست فرمودند حضور امارد صبیح کہ حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم از صحبت شان منع فرمودہ و گفتہ اتقوا من ابناء الملوک فان لھم شھوۃ کشھوۃ النساء ٭

و نیز فرمودند کہ حضور روحانیت حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بدریں مجلس بسبب استدعار روحانیت حضرت شیخ جلال تھانیسری بود تا اہل مجلس از ذوق و شوق و جمیع احوال باطن مستفیض شوند۔ چوں ایشاں ادب شریعت نگاہ نمیدارند ما ازینجا میرویم ٭

چون آنحضرت ایں حالت در معاملہ دید از ہیبت عتاب روحانیت پیران باقامت بیعت و جمیع امارد را از مجلس اخراج کرد۔ بعد ازاں عجب حالتے مر اہل مجلس را روی داد کہ ہمہ آنہا یکبارگی بہ محویت و از غیر و غیریت درگذشتند ٭

ازینجا معلوم میشود کہ نزد پیران اہل چشت چنانکہ حضور اخوان و زمان و مکان برائے استماع سرود شرط است ہمچنیں عدم حضور امارد و نساء و اہل دنیا نیز شرط است (انتہی)

۔ ۱۱ ھ ۱۱ اصلا ھ .

Marfat.com

وفرید عصر خود بودند ودریں باب مشابهت تامه بمتقدمین سلسله چشتیه میداشتند کما نقل
فی ثمرة الفواد - که حضرت مرشد آفاق را عیال بسیار و درویشان بشیار بودند - معاش بعسرت
میگذشت - حضرت مستغرق بحر شهود بندگی شیخ داؤد قدس سره نظر بر کثرت اطفال و اهل و عیال
مبلغ دو روپیه یومیه بجهت خرج از سرکار هدایت آثار خود بدولت مقرر نموده بودند بلا ناغه میرسید
بحسب نرخ بازار غله وغیره آنچه سرانجام مے یافت آش و نان پخته بے کم و زیاده بهر کدام مساوی
قسمت مے فرمودند و ایام بسر مے بردند - اتفاقاً حضرت شیخ قدس سره روزے نماز صبح
ادا نموده در حجره شریفه تشریف برده زنجیر محکم کردند تا مدت دو سال در نکشودند و حالتے روداد
که دریں مدت یک قطره آب و یا یک چمچه آش از حلق فرو نه بردند بعد انقضاء ایام مذکوره
افاقت روداد و امر کردند که همه یاران حاضر آیند و از واقعات و واردات خود ها بعرض رسانند
جمیع خلفاء و درویشان صاحب حال و قال مثل شیخ عبدالقادر سنوری و سید غریب ساکن
کیرانه و شیخ سوندها ساکن بهوبری و شاه محمد شاه آبادی حالات خود را بحضور انور گذارش نمودند
چوں نوبت حضرت مرشد آفاق رسید از راه عاطفت پرسیدند آنچه دو روپیه روزینه بجهت
خرچ اخراجات از سرکار مے یافتند - دریں مدت موقوف مانده باشد معاش چگونه گذشت
اول احوال گذران بیان کنند - حضرت مرشد آفاق عرض نمودند بتوجهات پیر و مرشد بآسودگی
گذشت - دو عدد هاون چوبی شالی کوب و دو عدد سنگ آسیا در صحن خانه فقیر موجود اند و اکثر ظالم
نسار قوم دروگران و گوجران برائے سائیدن و کوفتن مے آمدند - از شالی برنج بر آورده سبوس
آن را افشانده و برتافته مے رفتند قشر که بر هاونها افتاده مے ماندند - از مالکان اجازت آن
گرفته در آسیا گذرانیده نان ها پخته مع وابستگان مے خوردیم و شکر ایزد تعالی بجا می آوردیم
و ایام موصوف بسیار خوش گذرانیدیم - آنحضرت بسیار تحسین فرمودند که شاهباز معرفت
هستند - ایں چنیں حالات از کسے دیگر بوقوع نمی آید - مگر از آں کسے که موهبت الٰهی باشد ﴿

Marfat.com

Marfat.com

هیچ نگفته بودند- چون نوبت تکرار شد عرض کردند آرے آمده بودند و روئداد برین منوال است فرمودند آں ظرف بمن هم بنمایند- حضرت عصمت پناه دل آگاه بی بی صاحبه مخدومه اشاره بآں ظرف کردند- حضرت مرشد آفاق آں ظرف را نگونسار ساختند و فرمودند که این ظرف از کرامت میاں جیو تا قیامت خالی نخواهد شد و میر الصاحب را طلبیده فرمودند اے میراں جی در فقر من خرابی خیند از ید- این فقر اختیاریست اضطراری نیست که اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ حضرت صلی الله علیه وآله وسلم فرموده است- بار دیگر ایچنیں حرکات نباید کرد و از بس درین باب نصائح بسیار فرمودند (انتهی من ثمرة الفواد)

بیان استغراق

ونیز حضور سیدنا شاه ابوالمعالی رحمة الله علیه را همچو اسلاف پیران نامدار عشاق شطار چشتیاں کبار خود محویت و استغراق حاصل شده بود که روزها از ما سولے یعنی دنیا و ما فیها اصلا خبر نمے داشتند بدانکه عاشقان چشتیه باین نعمت محویت و استغراق مخصوص اند- صاحب کتاب مراة الاسرار در ذکر حضور سیدنا شیخ العالم قطب افخم حضرت مخدوم احمد عبدالحق ردولوی رضی الله تعالیٰ عنه و ارضاه عنی مے آرد که در سلسله پاک حضرات خواجگان چشت قدس سرارهم بعد از حضرت خواجه ابو محمد چشتی و حضرت خواجه قطب الدین بختیار کاکی قدس اسرارهما این نوع استغراق و تحیر دوام مشاهده دائره وجود مطلق و نقطه ذات حقیقة الحق که مخدوم شیخ احمد عبدالحق را دست داده بود بهیچ یکے را از اولیا میسر نگشته (انتهی) اقول همچناں میان متاخرین حضرات چشتیه صابریه در حالت محویت و فنا و استغراق با حضور قطب ربانی سیدنا شاه ابوالمعالی رضی الله عنه کسے از معصران و عارفان زمان مناسبتے نمی داشتند در جمیع کمالات از همه گوئے سبقت ربوده بودند قال فی ثمرة الفواد که زبانی شیخ هدا و شیخ موسیٰ ساکن سیوانه و شاه غلام محمد کر مستمع

گردیده که زمانے حضرت مرشد آفاق را محویت رو داده بود و استغراق طاری شده که ازیں عالم ہیچ اطلاع نداشتندے و تا مدت سہ ماه و دو ماه اکل و شرب نفرمودندے ہرگاه وقت نماز رسیدے خادمان دوش مبارک را حرکت داده آگاه می ساختند که وقت نماز رسیده است۔ میفرمودند که مارا خبرے نیست وضو بکنانید و بر نماز موافق قاعده ایستاده کنید ہمچناں میکردند۔ مدتے بریں منوال بگذشت بعدهٔ حالتے رو داد که ہرگاه وقت نماز میرسید از خود آگاه گردیده وضو نموده موافق قاعده و ضابطہ بے تغیر احکام ادا میکردند باریافتگان متعرض استفسار ایں معنی شدند که پیش ازیں حضرت ازیں عالم خبرے نداشتند بغیر اظہار دیگرے نماز و اوقات نماز از خاطر مبارک محو بود۔ اکنوں آگاہی کمال است که از خود بدیں امر مشغول میشوند خالی از حکمت و اسرار نخواہد بود ❊

فرمودند که در ایام ماضی ہیچ اطلاعے نداشتم۔ الحال نماز صورت گرفته پیش نظر حاضر میشود۔ فرض میگوید که ما فرض خدائیم و سنت خبر میدہد که من سنت رسول علیہ السلام ❊ بموجب اظہار فرائض و سنن نیت میکنم و نماز ادا می نمایم۔ چندیں بریں حالت بگذشت آخر محویت و استغراق بدرجہ اتم رو داد تا دم واپسیں ازیں عالم اطلاع نداشتند (انتہی) راقم الحروف معروض میدارد که دلیل بر کمال معرفت و ولایت ایں قطب ربانی سیدنا شاه ابوالمعالی رحمۃ اللہ علیہ زیاده بریں چه خواہد بود که مثل غوث دوران فخر چشتیاں سید شاه بھیکھ رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ ایشاں شدند و ہمچوں صاحبزاده والا تبار ایشاں ذوی المناقب و المفاخر حضرت شاه محمد باقر مانند مستغرق ذات الٰہ حضرت شاه مدا یادگار آنجناب بودند۔ و در ثمرۃ الفواد گفته که حضور مرشد آفاق در ۱۱۱۲ھ یک ہزار و یک صد و دوازده بتاریخ دوازدہم ماه ربیع الاول برحمت حق پیوستند۔ مزار مقدس حضور ممدوح بمقام قصبہ انبیٹہ مطاف خلائق و مرجع صوفیاں عشاق است دو صاحب از اولاد حضور سجاده نشین درگاه اند۔ یکے حضرت شاه محمد فخر الدین سلمہم اللہ تعالیٰ دوم حضرت شاه مسعود احمد ابقاہم اللہ تعالیٰ۔ ہر دو جناب علیحده علیحده عرس سالانہ میکنند و مسافران را

خبرگیراں مے باشند ۞

الحاصل صفات محمودہ و شمائل پسندیدہ ایں سرور عارفان قدوۂ عاشقان در ریاضت و مجاہدہ و اعراض از دُنیا و دنیہ و محویت و فنا در ذات مولا ہمچناں بود کہ سلاف چشتیان بداں موصوف و بزرگان ایں سلسلہ سوختگان بآں معروف اند۔ چنانکہ صاحب نزہۃ السالکین در خصائل چشتیاں نوشتہ کہ شمہ از سیرت چشتیان آنست کہ در شہر و قریہ خانہ نہ سازند و خلق را دعوت از باطل بسوئے حق کنند۔ و اتم الاحوال معرض از دنیا و اہل آن باشند و ریاضت و مجاہدہ شعار خود سازند و بفقر و فاقہ بسر برند و صحبت فقرا و مساکین دارند و اعراس پیراں کنند و دستہائے غریباں شویانند و آش و طعام پیش فقیراں خود فراز کنند و تعظیم فقرا بیشتر از اغنیاء کنند۔ ہرگز غنی را بالائے فقرا جائے نہ دہند ہر کہ دعوئے ارادت و دوستداری خاندان اہل چشت کند باید کہ در وے دو صفت باشد۔ یکے ترک و ایثار دوم عشق و انکسار در ہر کہ ایں دو صفت موجود نبود او را حظے و نصیبے از مشرب چشتیاں نبود (انتہی) ۞

پس بداں اے طالب رحمان اگر در سلسلۂ عالیہ ایں عاشقان الہ و شیفتگان مولا داخل شدہ و مقبول شدن بجناب ایشان آرزو داری احوال برکت اشتمال ایں والہان بارگاہ ذوالجلال را مطالعہ کن و پیروی ایشاں اختیار نما چناں عجز و زاری و شکستگی را توشہ کن کہ ہر کہ ترا بیند رحمش آید و خدمت مخلوق خدا بر خود لازم گیر و ایں عاجزی و شکستگی و خدمت گذاری صفت نفس تو شود۔ ہمچو چینائی در چشم و شنوائی در گوش خود میدانی کہ غیر از عاجزی و شکستگی در بارگاہ کبریا خوب تریں تحفہ و لائق ترین ہدیہ نہ باشد از برائے آنکہ ہمہ نعمتہا و دولتہا در انجا مہیا است مگر شکست و نیاز ندارد کہ ایں قسم اشیاء سزا وار حضرت پروردگار نیست ان اللہ لغنی عن العالمین ۞

پس طالب حق را باید کہ ہر لحظہ و لمحہ از عجز و نیاز خالی نباشد تا بوئے فنا در مشام وے رسد و راہ سلوک و معرفت آسان گردد دل از کونین بردارد و دیدہ از غیر حق دوزد و لب از غیر حق

Marfat.com

بندو وخون جگر خورد و از خود وارہد و بدوست پیوندد ۔

دانی طلب چہ باشد در شوق و طپیدن
دریاد دوست بودن و از غیر او بریدن

دانی طلب چہ باشد ہر لحظہ نالہ کردن
از خرمی گذشتن غم را بجاں خریدن

دانی طلب چہ باشد ہر لحظہ انتظارے
بیخود وبحق حضوری خود را میاں ندیدن

دانی طلب چہ باشد ہر لحظہ بادہ نوشی
ہر لمحہ در فراقش نعرہ زجاں کشیدن

دانی طلب چہ باشد سر را برہ نہادن
چوں گوئے پیش چوگاں ہر سو بسو دویدن

اے برادر وقت خود ضائع مکن ۔ ساعت بساعت خبردار دل باش و مراقبہ کن کہ چندیں عمر کہ گذشت در چہ گذشت و چہ کار کردی و توشہ آخرت چہ برگرفتی و بعمر گرانمایہ چہ خریدی انفاس نفیسہ خود کجا بربادوادی ۔ ہوشیار شو بیدار شو درپے کار شو ۔

ہرچہ جز راہ حق مجازی داں
ہرچہ جز یاد دوست بازی داں

دم ہماں دم بود کہ دریاد است
عمر بے یاد او ہمہ باد است

اے عزیز تا آں زماں کہ بصیقل ذکر از آئینہ دل خود زنگار غفلت را صاف نہ کنی و بایاد حق موانست تامہ پیدا نہ نمائی حلاوت ایمان نہ یابی و لذت اذعان حاصل نہ سازی ۔

تا بجاروب لا نہ روبی راہ
نہ رسی در سرائے الا اللہ

بہتر از ہمہ اذکار ذکر نفی و اثبات لا الٰہ الا اللہ است ۔

فرمود حضور رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ اگر ہفت آسمان و آنچہ در آسمان ہا است و ہفت زمین در یک پلہ نہادہ شوند و لا الٰہ الا اللہ در پلہ دیگر نہادہ شود لا الٰہ الا اللہ غالب آید حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ ما تحت ایں حدیث تحریر مے فرمایند چرا افضل نباشد و راجح نیاید یک کلمہ آں نفی جمیع ماسوٰی مینماید چہ سمٰوات و چہ ارضین و چہ عرش و چہ کرسی و چہ لوح و چہ قلم و چہ عالم و چہ آدم و کلمہ دیگر اثبات معبود حق میفرماید جل برہانہ کہ خالق سمٰوات و ارضین است (انتہیٰ) ۔

Marfat.com

بزرگے چہ خوب فرمودہ کہ لا الٰہ الا اللہ چہ خوش شربے است برائے عاشقاں کہ ہر چند بیاشامند ہشیار تر شوند۔

لا الٰہ الا اللہ چہ آفتاب است کہ ہر چند تاباں تر است پوشیدہ تر است۔

لا الٰہ الا اللہ چہ ولایت و مملکت دارد کہ ہر چند روندگان او بہ ہزار سال بروند۔ ہنوز قدرے راہ از مملکت نہ رفتہ باشند۔

لا الٰہ الا اللہ چہ زخم دارد بر جان طالبان کہ ہر چند زخم بیشتر خورند زخم آنرا تشنہ تر اند۔

لا الٰہ الا اللہ چہ میدان دارد کہ ہر چند سواران میدان پیش روند پس تر اند۔

لا الٰہ الا اللہ کلمہ ایست کہ بندگان را از ہستئ ایشان خلاصی دہد و بحق رساند۔ ایں کلمہ ایست کہ بدرقہ طالبان است و سرمایۂ ایشان۔ مرہم جراحت دردمنداں کشندہ عاشقاں دوا درد دل مسکینان زنجیر شیفتگان شربت ہجر دہان ہمنشین بے دلاں آتش دل دیوانگان چراغ کلبہ بیچارگان سماع حلقہ محبت زدگان مراد بے مرادان نشان بے نشانان۔

ایں کلمہ ایست کہ مردہ دل را زندہ کند و بحق رساند و گسستگی و تبرا از غیر حق و از جمیع تعلقات در دل ذکر پیدا آرد۔

ولِلّٰہ در العالم الربانی حضرت مولانا عبد الرحمن جامی قدس سرہ السامی حیث قال

دلت آئینہ خدا لائے نما است — روئے آئینہ تو تیرہ چرا است
صیقلے دار صیقلے میزن — باشد آئینہ ات شود روشن
ہر چہ فانی از و زدودہ شود — وانچہ باقی در و نمودہ شود
صیقلے آن اگر نہ ای آگاہ — نیست جز لا الٰہ الا اللہ
لا نہنگیست کائنات آشام — عرش تا فرش درکشیدہ بکام
ہر کجا کردہ آن نہنگ آہنگ — از من و ما نہ بوئے ماند نہ رنگ
کرسی لاشناث الیست صغیر — اندرو مضمحل جہان کبیر

Marfat.com

گرچه لا داشت تیرگی عدم — دارد الّا فروغ نور قدم

گرچه لا بود کان کفر وجود — هست الّا کلید گنج شهود

چون کند لا بساط کثرت طے — دهد الّا ز جام وحدت مے

تا نه سازی حجاب کثرت دور — نه دهد آفتاب وحدت نور

دائم آن آفتاب تابان است — از حجاب تو از تو پنهان است

گر برون آئی از حجاب توئی — مرتفع گردد از میانه دوئی

در زمین و زمان و کون و مکاں — همه او بینی آشکار و نهان

اگر در خانه کس است حرفے بس است وهذا آخر الکلام فی هذا المقام و صلے الله علی سیدنا ومولانا محمد الف الف صلوات وسلام علی آله العظام واصحابه الکرام واولیاء الفخام

کتبه العبد العاجز القاصر الراجی رحمة الغنی

مشتاق احمد انبهٹوی مقیم بلده دہلی

فی شهر شوال المکرم سنه ۱۳۳۰ ہجری

رسائل وجراید کے

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نمبر

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ (م:۱۰۳۴ھ) کی ذات گرامی علمی وعوامی حلقوں میں یکساں مقبول ہے۔ مغرب میں جن صوفیہ کا خصوصی مطالعہ کیا گیا ہے ان میں آپ کی ذات گرامی بھی شامل ہے، آپ کی خدمات کے لیے اقبال کے الفاظ ''وہ ہند میں سرمایہ ملت کا نگہبان'' شاعری نہیں اظہار حقیقت ہے۔ آپ کی حیات، خدمات، افکار، اور تعلیمات پر ہزاروں کتابیں مختلف زبانوں میں شائع ہو چکی ہیں، آپ کی فکر کو عام کرنے کے لیے اردو زبان میں شائع ہونے والے رسائل وجرائد نے خاص نمبر بھی شائع کیے۔ ان خاص نمبروں کی افادیت واہمیت کو مولانا منظور نعمانی نے ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

> ''بہرحال ہماری اصل غرض اس سلسلہ سے یہ ہے کہ اس طرح ہم اپنے ان اسلاف کی زندگیوں کو روشن اور ان کی ہدایات کو زندہ کر کے دنیا کے سامنے پیش کر سکیں جنہوں نے ہندوستان میں احیاء ملت اور اشاعت توحید و سنت کی خاص خدمات سرانجام دیں لیکن ہماری غفلت اور زمانے کے اتفاقات نے ان کی مجاہدانہ اور مصلحانہ زندگی پر پردے ڈال دیئے اور اس لیے آج ہم ان کی زندگی اور ان کی ہدایات سے کوئی روشنی حاصل

Marfat.com

نہیں کر رہے، دوسری طرف یہ بھی امید ہے کہ ان نمبروں کے ذریعہ شاید الفرقان کی دعوت اور ہماری اسلامی مساعی کا دائرہ کچھ وسیع ہو جائے۔ کیونکہ خاص نمبر جو خاص اہتمام سے نکالے جاتے ہیں۔ ان کو عموماً لوگ زیادہ پڑھتے ہیں۔ اور درحقیقت ہماری ان ناچیز کوششوں کی بڑی کامیابی یہی ہے کہ وہ زیادہ سے زیادہ لوگوں تک پہنچیں اور ان کی افادیت کا حلقہ زیادہ سے زیادہ وسیع ہو اور پھر حق تبارک وتعالیٰ اپنے فضل و کرم سے قبول فرمائے۔'' (الفرقان، بریلی، ۱۳۴۷، جلد ۸، ۹، ۱۰، ص: ۷)

ان میں اکثر خاص شمارہ جات دستیاب نہیں ہوئے اس لیے ان رسالہ جات کے مندرجات سے آگاہی ضروری ہے تاکہ تحقیقی کام کرنے والے اہل علم کو بکھری ہوئی معلومات ایک جگہ دستیاب ہو سکیں۔ اس علمی ضرورت کے لیے ذیل میں خاص نمبروں کا تعارف پیش کیا جا رہا ہے۔

الفرقان: بریلی

۱۳۵۷ھ میں مولانا منظور احمد نعمانی نے اپنے رسالہ الفرقان کا مجدد الف ثانی نمبر نکالا، غالباً حضرت مجدد پر شائع ہونے والا یہ کسی جریدہ کا پہلا خاص نمبر ہے۔ اس شمارہ کے لیے خاص اہتمام سے مضامین لکھوائے گئے اور بعد ازاں کتابی شکل میں ۱۳۷۸ھ/ ۱۹۵۹ء اکیس سال بعد شائع بھی ہوئے۔ اس لیے اس شمارہ کے مقالات اور مقالہ نگاروں کا تفصیلی تعارف مولانا منظور نعمانی کے قلم سے ہی ملاحظہ فرمائیں تاکہ

Marfat.com

مندرجات کے فہم میں آسانی رہے۔

میری گزارشات کے بعد پہلا مضمون مولانا محفوظ الرحمن صاحب نامی مجددی کا ہے، موصوف دارالعلوم دیوبند کے ان ممتاز فرزندوں میں سے ہیں جو باوجود اپنی نوجوانی کے صلاحیت اور خدمات کے لحاظ سے بڑے ہیں۔ مولانا کا مضمون باوجود اختصار کے اپنے اندر ایک خاص جامعیت رکھتا ہے اور صرف اس کے مطالعے سے حضرت مجدد قدس سرہٗ کی حیات طیبہ اور آپ کے کارناموں کا ایک اجمالی نقشہ آنکھوں کے سامنے کھنچ جاتا ہے اور حضرت ممدوح کو پہچاننے اور سمجھنے کی استعداد وصلاحیت پیدا ہوسکتی ہے اور اس کی اسی خصوصیت کا لحاظ کرتے ہوئے بطور مقدمۃ الکتاب کے اس کو شروع میں رکھا گیا ہے۔

اس کے بعد حضرت مولانا احمد علی صاحب امیر خدام الدین لاہور کا مضمون ہے وہ بھی اگرچہ بہت مختصر ہے لیکن ایک جامعیت کی شان اس میں بھی ہے اور پھر اس کی حیثیت ایک وعظ کی سی بھی ہے اور اس لحاظ سے گویا وہ الفرقان کے سلسلہ ''موعظہ و ذکری'' کی ایک کڑی ہے۔ اسی واسطے اس کو بھی ابتدائی صفحات میں درج کیا گیا ہے۔

بعدازاں حضرت مولانا مفتی سید مہدی حسن صاحب شاہ جہاں پوری کا مضمون ہے، اس مضمون میں حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کی بلند شخصیت، آپ کے علوم و معارف، آپ کی ملی خدمات اور دینی اصلاحات کے متعلق نہایت مفید معلومات کا کافی ذخیرہ ہے بالخصوص اس کے ابتدائی حصے میں منصب تجدید دین وملت اور حدیث مجددیت پر جو مبسوط کلام کیا گیا ہے وہ حضرات اہل علم کے لیے بھی قابل ملاحظہ ہے اور اگر اس نمبر میں حدیث مجددیت کی یہ بحث نہ ہوتی تو یقیناً ایک بڑی کمی رہ جاتی۔

Marfat.com

اس کے بعد مولانا سید محب الحق صاحب محشر حسینی کا ایک مختصر مضمون ہے جس میں امر بالمعروف واستقامت علی الحق کی پاداش میں حضرت مجدد علیہ الرحمہ کے قید کئے جانے کا واقعہ نہایت دلکش انداز میں لکھا گیا ہے ناظرین الفرقان محشر صاحب کی طرز تحریر اور ان کی خصوصیات سے خوب واقف ہیں۔

ازاں بعد حضرت مولانا عبدالشکور صاحب فاروقی مجددی لکھنوی کا مضمون گرامی ہے جو ایک مستقل اور جامع تذکرہ کی حیثیت رکھتا ہے.......... حضرت ممدوح سے تعلق اور واقفیت رکھنے والوں کو معلوم ہے کہ بوجہ ضعف اور بعض خاص مشاغل کے سبب ایک عرصے سے حضرت مولانا گویا قلم ہاتھ سے رکھ چکے ہیں یہاں تک کہ حضرت موصوف کی بعض اہم تصانیف جو ناتمام رہ گئی ہیں ان کی بھی تکمیل اس وقت نہیں ہو رہی ہے ان حالات کے علم کے باوجود میں نے ممدوح سے مضمون کی درخواست کی اور عرض کیا کہ خواہ مختصر ہی ہو مگر اس نمبر میں حضرت محترم کا مضمون ضرور چاہتا ہوں مجھے الحمدللہ ان نسبتوں کا علم تھا جو مولانا ممدوح کو حضرت مجدد قدس سرہٗ سے حاصل ہیں اور جن کا اثر یہ ہے کہ جب کبھی آپ حضرت قدس سرہٗ کا ذکر کرنے لگتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ زبان کام نہیں کر رہی دل بول رہا ہے، اس لیے مجھے یقین تھا کہ جب حضرت قدس سرہٗ کے متعلق آپ لکھنے کا ارادہ فرمائیں گے تو پھر اختصار خود آپ کے اختیار میں نہ رہے گا چنانچہ ایسا ہی ہوا اور چند در چند موانع اور مصروفیتوں کے باوجود آپ نے وہ گرامی قدر مضمون مرحمت فرمایا جو صفحہ ۵۷ سے صفحہ ۹۵ تک قریباً چالیس صفحے پر آپ ملاحظہ فرمائیں اس مضمون کے متعلق بھی اتنا ہی یہاں عرض کیا جا سکتا ہے کہ اگر مجدد نمبر میں صرف یہ ہی ایک مضمون ہوتا جب بھی حضرت مجدد علیہ

Marfat.com

الرحمہ کی سیرت نگاری کا فریضہ بڑی حد تک ادا ہو جاتا......... اس کے بعد مجھے حضرت مولانا مدظلہ، سے اپنی ایک جسارت کی معافی چاہنی ہے۔ ممدوح نے سخت تاکید سے لکھا تھا کہ مضمون کی اشاعت میرے نام سے نہ کی جائے اور مسودہ میں اپنے اسم گرامی کی جگہ یہ لفظ ارقام فرمائے تھے۔

''یکے از خدام متوسلین این سلسلہ علیہ الرحمتے اللہ تعالیٰ بالطافہ الخفیہ''

اور مجھے اپنے ایک دوست سے (جن کے ہاتھوں سے یہ مضمون گرامی مجھ تک پہنچا تھا) دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ حضرت مولانا کا منشا اس عدم اظہار سے غالباً یہ ہے ''کہ کہیں لوگ یہ نہ سمجھیں کہ ''میں بھی سلسلہ فقر ودرویشی سے کوئی تعلق رکھتا ہوں حالانکہ میں اس کا اہل نہیں ہوں'' .... لیکن جو شخص حضرت مولانا کی اس حیثیت کو یقین کے ساتھ جانتا ہو وہ کیوں اس عدم اظہار پر مجبور کیا جائے؟.........

بہرحال میں نے مولانا ممدوح کی سخت تاکید کے باوجود اس ہدایت پر عمل نہیں کیا لیکن میں سمجھتا ہوں کہ میری یہ عدول حکمی باغیانہ نہیں ہے، اور صلح حدیبیہ میں حضرت علیؓ کی ادب آمیز عدم تعمیل' میرے لیے کافی سند ہے۔

حضرت مولانا عبدالشکور صاحب مدظلہ کے مضمون کے بعد حضرت مولانا محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند کا مضمون ہے اگرچہ مختصر ہے لیکن منصب تجدید اور مقام مجددیت پر اس میں بہت اچھی روشنی ڈالی گئی ہے میں اپنے محترم کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے بیحد اور نہایت اہم مصروفیتوں کے باوجود میری درخواست منظور فرمائی اور جب اطمینان کا کوئی وقت نہ نکل سکا تو اثنائے سفر میں چلتی ریل ہی سے یہ مضمون ارقام فرما کر ارسال فرما دیا۔

Marfat.com

بعدہٗ حضرت مولانا سید مناظر احسن صاحب گیلانی صدر شعبہ دینیات عثمانیہ یونیورسٹی حیدر آباد دکن کا مضمون گرامی ہے ممدوح ہماری جماعت کے ممتاز اور مایہ ناز افراد میں سے ہیں، بلکہ حق یہ ہے کہ اپنی بہت سی گرامی قدر خصوصیات کے لحاظ سے وہ ''فرد'' ہی ہیں، دیگر اعلیٰ کمالات کے ساتھ آپ انشاء میں بھی ایک خاص قسم کے وجد آفریں طرز کے مالک بلکہ موجد ہیں۔ ہندوستان کے دینی اور مذہبی بلند پایہ صحیفوں میں کم ایسے ہوں گے جن کو آپ کے مضامین کی اشاعت کا شرف حاصل نہ ہوا ہو مگر الفرقان کی کوتاہ نصیبی تھی کہ وہ ابھی تک اس سے محروم رہا آج حضرت مجدد قدس سرہٗ کے صدقہ میں وہ اس شرف سے بھی مشرف ہو رہا ہے.........مولانا کی نظر کرم ادھر کیوں ملتفت ہوئی یا کس طرح اس کو ملتفت کرایا گیا یہ ایک عجیب اور دلچسپ داستان ہے تفصیل کا تو موقع نہیں اور نہ اس کے لئے گنجائش لیکن بالکل خاموشی سے گزرا بھی نہیں جاتا، واقعہ یہ ہوا کہ جب مجددؒ الف ثانیؒ نمبر نکالنا طے کر لیا گیا تو دوسرے حضرات کے ساتھ مولانا ممدوح کی خدمت میں بھی مضمون کے لیے عریضہ لکھا گیا اور ہونے والی بات کہ بالکل بلاقصد محض اتفاقی غلطی سے وہ حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی دامت فیوضہم و برکاتہم کی خدمت میں جانے والے عریضہ کے ساتھ انہیں کے لفافہ میں بند ہو گیا اور حضرت ممدوح نے اس کے ساتھ چند سفارشی کلمات لکھ کر مولانا کے پاس حیدر آباد روانہ فرما دیا۔

اب وہ صرف الفرقان کے حقیر مدیر کا ''نا قابل اعتنا'' عریضہ نہ تھا، بلکہ اس کے ساتھ حضرت استاذ بھی تھا اس لیے توجہ سے ملاحظہ فرمایا گیا، پھر درخواست کا تعلق حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی مقدس ذات سے تھا اور اسی قدسی صفات کے

Marfat.com

متعلق مضمون مانگا گیا تھا جو ان کے ذوق وجدان کی خاص چیز اور ان کی جولانی کا خاص میدان تھا پھر کوئی وجہ نہ تھی کہ ''الغفاری'' اور ''اویس قرنی'' کا مصنف ''ابل نہ پڑتا'' حضرت مجدد قدس سرہٗ کے نام نامی نے گیلانی سمندر میں تلاطم برپا کر دیا جس کی پہلی موج ۵۲ صفحات پر اس نمبر میں پھیلی ہوئی ہے اور اس کا آخر بعد میں آنے والی موجوں کی خبر دے رہا ہے یہ مضمون کیسا ہے؟ اور اس میں کیا ہے؟ یہ تو ناظرین کرام خود ہی ملاحظہ فرمائیں یہاں میں اتنا ہی عرض کر سکتا ہوں کہ خود میں نے بھی حضرت مجدد قدس سرہٗ کو اس گرامی قدر مضمون کے مطالعہ کے بعد ہی کچھ پہچانا ہے۔

محترم مولانا نے اپنی تمہید میں بالکل صحیح لکھا ہے کہ حضرت مجدد علیہ الرحمہ کے سمجھنے میں عام طور پر یہ خاص غلطی ہوئی ہے کہ جب ان کو دیکھنے کی کوشش کی گئی تو اس ماحول سے جدا کر کے آپ کو دیکھا گیا جس میں آپ کا وجود مسعود قدرت کی جانب سے سرزمین ہند کو عطا ہوا تھا، حالانکہ ان کو اور ان کی انقلاب آفریں مجاہدانہ مساعی کو سمجھنے کے لیے ضروری ہے کہ اس پر فتن و تاریک دور کا پورا نقشہ یعنی عہد اکبری اور دور جہانگیری کی پوری تاریخ آنکھوں کے سامنے ہو۔

مولانا ممدوح کا ہم پر یہ احسان ہے کہ آپ نے خاص کوشش اور کافی محنت و جانفشانی سے اس زمانے کا پورا نقشہ قلمبند کر کے پیش کر دیا اور حضرت امام ربانیؒ کی معرفت اور آپ کی سراپا ہدایت زندگی سے روشنی حاصل کرنے کی راہ کھول دی، بایں ہمہ اس کا افسوس ہے کہ آخری حصہ میں بہت ہی اجمال سے کام لیا گیا ہے اور جو باتیں بیسیوں بلکہ پچاسوں صفحات پر آنی تھیں ان کو دو چار ورق میں سمیٹ دیا گیا ہے اور یہ غالباً اس لیے کہ ممدوح کے پیش نظر ایک رسالہ کے صفحات کی محدود وسعت تھی جیسا

Marfat.com

کہ خود انہوں نے تصریح بھی فرما دی ہے، حالانکہ اگر محترم مولانا اس حصہ کو بھی بسط و تفصیل سے لکھتے تو آپ کے مضمون کے لیے اس نمبر میں زائد سے زائد صفحات کا اضافہ کیا جا سکتا تھا لیکن شکر ہے کہ موصوف نے مضمون کے آخر میں بھی اور پھر ایک کرم نامے میں بھی وعدہ فرمایا ہے کہ وہ باقساط اس سلسلہ کی تکمیل فرمائیں گے اور حضرت مجدد قدس سرہٗ کے جہاد تجدید کے ہر ہر شعبے پر تفصیلی روشنی ڈالیں گے، یہ سلسلہ ان شاء اللہ تعالیٰ الفرقان میں کافی عرصے تک جاری رہے گا۔

مولانا سید مناظر احسن صاحب گیلانی کے اس مضمون کے بعد مولانا ابوعبدالرحمٰن صاحب چشتی مچھلی شہری کا مضمون ہے۔ اس میں بھی حضرت مجدد علیہ الرحمہ کے متعلق معلومات کا بہت بڑا ذخیرہ ہے۔ بالخصوص شروع میں مکتوبات شریف کے متعلق جو معلومات اس میں جمع کر دیے گئے ہیں وہ کسی دوسرے مضمون میں نہیں ہیں اور مجدد نمبر میں ان کا ہونا نہایت ضروری تھا۔

بعد ازاں مولوی سید محبوب الحسن صاحب رضوی دیوبندی کا مضمون ہے، اس میں بھی جامعیت کی شان پائی جاتی ہے۔ موصوف نے اس کو کافی تلاش اور محنت سے مرتب کیا ہے آخر میں حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کے ہدایت افروز ارشادات اس مضمون کا خاص اور لائق قدر تحفہ ہیں۔

اس کے بعد جناب مولانا سید محمد میاں صاحب دیوبندی محرر خصوصی ماہنامہ قائد مرادآباد کا مضمون گرامی ہے اس میں حضرت مجدد علیہ الرحمہ کی مجددیت پر تاریخی نقطہ نظر سے بحث کیے گئے ہے اور بتلایا گیا ہے کہ آج ہندستان میں جو کچھ دینی سرسبزی نظر آ رہی ہے اس میں مجدد علیہ الرحمۃ کی مساعی کو کیا دخل ہے۔

Marfat.com

اس کے بعد مولانا سید محب الحق صاحب محشر حسینی کا دوسرا مضمون ہے جس میں حضرت مجدد قدس سرہ کے اس ارشاد کی تشریح پیش کی گئی ہے کہ ''ذبح بقرہ ہندوستان از اعظم شعائراست'' اور بتلایا گیا ہے کہ مسلمانان ہند کی اسلامیت اور ذبیحہ گاؤ میں کیا رشتہ ہے۔

اس کے بعد جناب مولوی فاروق احمد صاحب ایم، اے کلکتہ کا ایک مضمون ہے جس میں حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کے مختصر حالات لکھے گئے ہیں اور آخر میں آپ کی تصانیف کا بالاستیعاب ذکر کیا گیا ہے۔

اس کے بعد جناب پیرزادہ سید محمد سلیمان صاحب نقشبندی جالندھری کا ایک مضمون ہے جس میں دکھلایا گیا ہے کہ مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کو کس نظر سے دیکھتے ہیں۔

اس کے بعد میرا مضمون ہے میں نے چاہا تھا کہ حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کے جہاد تجدید کے تمام شعبوں پر کچھ لکھوں اور بالاستیعاب لکھوں لیکن جب اس نظر سے مکتوبات شریف کا مطالعہ کیا اور اس کے لیے اقتباسات لئے تو اندازہ ہوا کہ اگر بالاستیعاب لکھا گیا۔ تو کم از کم دو سو صفحات پر یہ مضمون آئے گا۔ اس لئے بعض شعبے یکسر نکال دیئے گئے اور جن پر لکھا بھی گیا ان پر بھی بہت کم، تاہم اس میں جو کچھ آ گیا ہے وہ بھی بجائے خود کافی ہے اگر حق تعالیٰ نے توفیق دی تو جو حصے اس وقت چھوڑ دیئے گئے ہیں اور بھی دوسرے مستقل عنوانوں سے گاہ گاہ الفرقان ہی میں پیش ہوتے رہیں گے۔

سب سے آخر میں حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کے خلفاء کبار کے متعلق

Marfat.com

مولانا نسیم احمد صاحب فریدی امروہی کا مضمون ہے یہ مضمون بھی بہت زیادہ قابل قدر ہے اور بڑی محنت سے لکھا گیا ہے اور اگر یہ نہ ہوتا تو بیشک مجدد نمبر میں ایک بڑی کمی رہ جاتی۔

حصہ نظم

حق تعالیٰ کے فضل وکرم سے مجدد نمبر کے لیے جہاں بہتر سے بہتر مضامین ملے وہیں نظمیں بھی بہت بلند حاصل ہوئیں، ایک نظم علامہ اقبال مرحوم کی ہے جو غالباً موصوف نے حضرتؒ کے مزار ہی پر پہنچ کر کہی ہے یہ بال جبرئیل سے ماخوذ ہے۔

ایک نظم مولوی سید انیس الدین احمد صاحب رضوی امروہوی (ایم، اے) کی ہے موصوف ایک ممتاز پایہ کے شاعر ہیں اور الفرقان پر آپ کی یہ پہلی عنایت نہیں ہے اس سے پہلے بھی آپ کی متعدد بلند پایہ نظمیں الفرقان کے صفحات کی زینت بن چکی ہیں۔

ایک نظم مولانا محمد داؤد صاحب پسروری کی ہے یہ ہم کو مولانا محفوظ الرحمٰن صاحب نامی کے ذریعہ سے موصول ہوئی ہے۔

ایک فارسی نظم حضرت مولانا مفتی سید مہدی حسن صاحب شاہجہانپوری کی ہے جو حضرت مجدد صاحب قدس سرہٗ کی سیرت طیبہ پر اجمالی طور پر حاوی ہے ایک بلند پایہ فارسی نظم جناب مولانا سید عبدالرشید صاحب شہزاد پوری کی ہے جس کا لفظ لفظ عشق وشوق کے جذبات میں ڈوبا ہوا ہے۔

ایک نظم جناب عبداللہ مجنون صاحب نقشبندی کی ہے اور نظم کیا ہے معلوم ہوتا ہے۔ کہ کسی سوختہ جگر عاشق کے دل کی صدا ہے جس کے لفظ لفظ میں سوز وگداز بھرا ہوا ہے۔

ایک نظم پچپن شعر کی جناب محشر حسینی صاحب کی ہے جس میں دور حاضر کے مسلمانوں کے درد کا علاج حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کی روح مقدس سے

Marfat.com

دریافت کیا گیا ہے اور پھر اس کا بصیرت افروز جواب حضرت قدس سرہ کی طرف سے مسلمانوں کو سنایا گیا ہے۔

ان کے علاوہ جناب شوقی اسعدی انبالوی جناب شہاب امروہوی جناب عصمت صاحب جناب فریدی صاحب کی نظمیں ہیں اور سب ماشاء اللہ بلند اور پاکیزہ جذبات کی ترجمان ہیں۔

میرے برادر معظم جناب مولوی محمد حسن صاحب بدر سنبھلی اور جناب سید عبدالرب صاحب صوفی نے اس نمبر کے لیے تاریخیں لکھیں، جو آخر میں درج ہیں اور انہیں پر یہ نمبر ختم ہے۔ (الفرقان، بریلی جلد ۸، ۹، ۱۰۔ ۱۳۵۷ھ، ص: ۷۔۱۲)

یہ نمبر اپنے تحقیقی معیار کی وجہ سے بہت مقبول ہوا۔ اور کتابی شکل میں آنے کی وجہ سے علمی کام کرنے والوں میں معروف ہوا۔ رسالہ کے صفحات کی تعداد ۲۸۷ ہے۔

تبیان: (گوجرانوالہ)

تبیان گوجرانوالہ کے مضافات ''دادوالی'' سے پیر محمد بڈھا کی سرپرستی میں نکلتا تھا۔ اس رسالہ کی جلد ۲ کا شمارہ ۱۔۲ (مارچ اپریل ۱۹۵۴) مجدد الف ثانی نمبر کے طور پر شائع ہوا۔ اس پیشکش کے بارہ میں لکھا گیا ''یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ تبیان کے دوسرے سال کی ابتدا مجدد الف ثانی نمبر سے ہو رہی ہے اور ہم اس تاریخی علمی اور روحانی نمبر کو اس عظیم ہستی کے نام نامی سے منسوب کر رہے ہیں جسے اپنے اوصاف و کمالات کے لحاظ سے جملہ اولیائے امت پر فضیلت حاصل ہے۔ (تبیان جلد ۲، شمارہ ۱۔۲، ۱۹۵۴، ص: ۳)

اس رسالہ کے مندرجات پر غور کرنے سے پتا چلتا ہے کہ طبع زاد مضمون شامل کرنے کی بجائے مولانا ابوالکلام آزاد، محشر حسن بلیاوی، مولانا مودودی اور دیگر

Marfat.com

اہل علم کی کتب سے مضامین کا انتخاب کیا گیا ہے۔ اسی طرح مختلف موضوعات پر مکتوبات امام ربانی سے اقتباسات نقل کئے ہیں، افتخار ضمیری، علامہ اقبال، صاحبزادہ فیض الحسن، شاہ عبدالغنی، فیض لدھیانوی کے منظوم کلام کو بھی اس رسالہ میں جگہ دی گئی۔

گویا اس رسالہ کو تین حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔

(ا) مقالات (ب) منظومات (ج) اقتباسات مکتوبات طیبات اس شمارہ کے صفحات کی تعداد ۱۲۰ ہے۔

نور اسلام: شرقپور

شرقپور میں نقشبندی سلسلہ کی ایک عظیم خانقاہ ہے جس کی بنیاد میاں شیر محمد سرقپوری رحمۃ اللہ علیہ نے رکھی۔ اسی خانقاہ کے سجادہ نشین میاں جمیل احمد شرقپوری کی ادارت میں نکلنے والے نور اسلام کا حضرت مجدد پر خاص نمبر تین جلدوں اور گیارہ سو سے زائد صفحات پر مشتمل ہے۔ رسائل وجرائد کے شماروں میں سے یہ سب سے ضخیم شمارہ ہے، اس نمبر کے نکالنے کا فیصلہ ۲۳ رکنی کمیٹی نے ۲۷ مارچ ۱۹۸۰ء کو کیا اس میں نمایاں ترین افراد میں ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی اور صوفی غلام سرور نقشبندی ہیں۔ اس کمیٹی نے موضوعات کا ایک خاکہ ترتیب دیا چونکہ اس خاکہ کے مضمون مکمل طور پر نہ لکھوائے جا سکے اور کئی ایسے ہیں کہ ان پر اب بھی کام ہونا باقی ہے اس لئے ذیل میں اس نمبر کا مجوزہ خاکہ پیش کیا جاتا ہے۔

(۱) حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی ایک مختصر اور جامع سوانحی خاکہ

(۲) حضرت مجدد الف ثانیؒ، حضرت خواجہ باقی باللہ کی تحریرات کی روشنی میں۔

Marfat.com

(۳) حضرت مجدد الف ثانیؒ اپنی تحریرات کی روشنی میں۔

(۴) حضرت مجدد الف ثانیؒ کے منابع فکر

(۵) حضرت مجدد الف ثانیؒ علامہ اقبال کی نظر میں۔

(۶) حضرت امام ربانیؒ کے مشائخ کرام۔

(۷) حضرت امام ربانیؒ کے تلامذہ

(۸) حضرت امام ربانیؒ کے خلفاء۔

(۹) حضرت مجددؒ کی رُوحانی زندگی۔

(۱۰) حضرت مجدد کی اہم تعلیمات

(۱۱) حضرت مجددؒ کے تجدیدی کارنامے

(۱۲) حضرت مجددؒ اور عشق رسول ﷺ

(۱۳) مشاہدہ ومکاشفہ حضرت مجددؒ کی نظر میں

(۱۴) نبوت، ولایت، شہادت اور صدیقیت امام ربانی کی نظر میں

(۱۵) شریعت، طریقت اور حقیقت نگاہ مجدد میں

(۱۶) حضرت مجددؒ اور نظریہ قومیت کے مدارج

(۱۷) حضرت مجددؒ اور عہد اکبری

(۱۸) حضرت مجددؒ اور اورنگ زیب عالمگیر

(۱۹) حضرت مجددؒ اور بھگتی تحریک

(۲۰) حضرت مجددؒ اور دین الٰہی

(۲۱) حضرت امام ربانی اور نظام تبلیغ

Marfat.com

(۲۲) امام ربانیؒ اور سرمایہ ملت کا نگہبانی

(۲۳) امام ربانیؒ اور دو قومی نظریہ

(۲۴) امام ربانیؒ اور سلسلہ نقشبندیہ

(۲۵) حضرت امام ربانیؒ اور اجتہاد

(۲۶) حضرت امام اعظمؒ نگاہ مجددؒ میں

(۲۷) حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی، حضرت مجدد کی نظر میں

(۲۸) حضرت امام غزالی اور، حضرت مجدد الف ثانیؒ

(۲۹) حضرت مجددؒ کے تبلیغی خطوط

(۳۰) حضرت مجددؒ کے تبلیغی وفود

(۳۱) حضرت مجدد کے سیاسی خطوط

(۳۲) حضرت مجدد اور حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے باہمی روابط

(۳۳) حضرت مجدد الف ثانیؒ کا فلسفہ وحدت الشہود

(۳۴) فلسفہ وحدت الوجود اور وحدالشہود کا فرق وامتیاز

(۳۵) حضرت مجدد الف ثانیؒ کی دینی اور علمی خدمات

(۳۶) حضرت امام ربانیؒ کے سیاسی رجحانات

(۳۷) آداب مشائخ حضرت مجدد کی تعلیمات کی روشنی میں۔

(۳۸) رجال مکتوب...... تاریخی آئینہ میں

(۳۹) حضرت شاہ سکندر قادری

(۴۰) شاہ فضل الرحمٰن برہانپوری

Marfat.com

(۴۱) شیخ عیسیٰ برہانپوری

(۴۲) شیخ نظام الدین تھانیسری

(۴۳) خواجہ خاوند محمود لاہوری

(۴۴) ملا عبدالحکیم سیالکوٹی

(۴۵) مولانا جمال لاہوری تلوی

(۴۶) مکتوبات کی تدوین کا تحقیقی جائزہ

(۴۷) مکتوبات امام ربانی کا علمی مقام

(۴۸) مکتوبات امام ربانی کے مضامین کا مختصر تعارف

(۴۹) اثبات النبوۃ کا تحقیقی جائزہ

(۵۰) مبدا و معاد کا تحقیقی جائزہ

(۵۱) حضرت امام ربانیؒ کی تصانیف کا مختصر تعارف

(۵۲) معارف لدنیہ کا تحقیقی جائزہ

(۵۳) حضرت مجدد الف ثانی پر لکھی گئی تصانیف کا مختصر تعارف

(۵۴) رسالہ جذب وسلوک کا تحقیقی جائزہ

(۵۵) زبدۃ المقامات کا تحقیقی جائزہ

(۵۶) حضرات القدس کا تحقیقی جائزہ

(۵۷) رسالہ تہلیلیہ کا تحقیقی جائزہ

(۵۸) روضۃ القیومیہ کا تحقیقی جائزہ

(۵۹) حضرت مجددؒ اور تزک جہانگیری

Marfat.com

(۶۰) حضرت مجددؒ اور خانخاناں

(۶۱) حضرت مجددؒ اور صدر جہاں

(۶۲) سلسلہ نقشبندیہ کی برصغیر پاک و ہند میں اشاعت اور امام ربانی

(۶۳) سلسلہ نقشبندیہ کے بزرگوں کے مختصر حالات

(۶۴) سندھ میں سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کے بزرگان دین

(۶۵) بلوچستان میں سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کے بزرگان دین

(۶۶) پنجاب میں سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے بزرگان دین

(۶۷) سرحد میں سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے بزرگان دین

(۶۸) افغانستان میں سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے بزرگان دین

(۶۹) ترکی میں سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے بزرگان دین

(۷۰) سرہند کا مدرسہ حدیث اور اس کے اثرات

(۷۱) حضرت مجدد الف ثانیؒ اور علامہ اقبال فکری اور ارتقائے ذات کا ایک مطالعہ

(۷۲) خانوادہ مجددیہ کی عربی ادب میں خدمات۔

(۷۳) حضرت مجددؒ کا اثر مابعد پر

(۷۴) حضرت امام ربانیؒ پر معترضین کے اعتراضات کا جائزہ

(۷۵) حضرت امام ربانیؒ اور ان کے ناقدین

(۷۶) حضرت امام مجدد الف ثانیؒ اور جدید ناقدین

(۷۷) مکتوب امام ربانیؒ کا اشاریہ مضمون

یہ ایک خاکہ تھا جو مختلف اہل قلم کو روانہ کیا گیا وصول شدہ مضامین، جو شائع

Marfat.com

ہوئے ان کی تفصیل بیان کرتے ہوئے میاں جمیل احمد شرقپوری لکھتے ہیں:

''پہلی جلد حضرت مجدد الف ثانی کے سوانح حیات، آپ کی اولاد امجاد آپ کے مولد و مسکن اور مرکز تبلیغ ......سرزمین سرہند کے ذکر پر مشتمل ہے۔ دوسری جلد میں آپ کے علمی اور دینی گرانقدر کارناموں کا کوذکر ہے۔ آپ کی عظیم تصانیف پر تبصرہ ہے۔ مقام مجدد کو اُجاگر کیا گیا ہے۔ آپ کے دوقومی نظریے کے پیش کرنے اور اسلامی ملی تشخص کو اُبھارنے کا ذکر کیا گیا ہے۔ اس تنقید کا بھی ذکر ہے جو معاندین نے آپ کے روشن چہرے کو داغدار صورت میں پیش کرنے کے لیے انجام دی ہے اور حضرت مجددؒ کے ان اوصاف حمیدہ اور فکری توانائیوں کا بھی ذکر کیا گیا ہے جن سے آپ کی شخصیت یوں نکھر کر سامنے آ گئی جیسے چاند کالی بدلیوں سے نکل کر پوری آب و تاب کے ساتھ دیکھنے والوں کو سکون و طمانیت بخشنے والی ٹھنڈی کرنوں سے محظوظ کرتا ہے۔

فاضل نوجوان سردار علی قادری نے حضرت مجدد الف ثانیؒ اور دوقومی نظریے ......پس منظر، تحریک، اثرات..........کو بڑے مبسوط انداز میں پاکستان کے قیام تک مربوط پیش کیا ہے۔

نور اسلام، مجدد الف ثانی نمبر، جنوری فروری ۱۹۸۸، جلد اول، ص: ۷۔۸

اس شمارہ کے مقالہ نگاروں میں ملک کے ممتاز اہل قلم شامل ہیں۔ جن میں ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں، ڈاکٹر مسعود احمد، پروفیسر خورشید حسین بخاری، ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی اور پروفیسر اقبال مجددی شامل ہیں۔

Marfat.com

تنظیم الاسلام (گوجرانوالہ)

شارح مکتوبات امام ربانی علامہ محمد سعید احمد مجددی کی نگرانی میں اس رسالہ کا آغاز ہوا۔ ان کی وفات کے بعد بھی جاری ہے۔ ''مجدد الف ثانی نمبر'' سے ہی اس کا آغاز ہوا۔ اس کے اداریہ (بعنوان مطلع) میں علامہ محمد سعید مجددی نے اس نمبر کی غرض و غابت ان الفاظ میں بیان کی اور کون نہیں جانتا کہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ النورانی وہ آفتاب رشد و ہدایت ہیں کہ جس کی ضیاء پاشیوں اور جلوہ سامانیوں سے پوری کائنات جگمگا اٹھی، برصغیر پاک و ہند بلکہ پورے ایشیا میں جہاں کہیں، علم و عرفان کے اسرار اور عمل وایقان کے انوار نظر آ رہے ہیں وہ سب آپ کے فیضان تجدید کے نتائج وثمرات ہیں، ہمیں پوری طرح احساس ہے کہ یہ نمبر آپ کی عظمت وجلالت اور شان ولایت کے لائق ہرگز نہیں تاہم اظہار نسبت کا ایک طریقہ ضرور ہے''۔

(سہ ماہی تنظیم الاسلام، ۱۴۰۹ھ، ص:۸)

۱۰۰ صفحات پر مشتمل اس خاص نمبر میں علامہ سعید احمد مجددی کے علاوہ ڈاکٹر محمد مسعود احمد کے مضامین شامل ہیں۔

انوار لاثانی: (سیالکوٹ)

جولائی اگست ۱۹۹۴ء کا شمارہ مجدد اعظم نمبر کے طور پر شائع ہوا اس نمبر کی اہم ترین خصوصیت غلام مصطفیٰ مجددی کی ایک طویل نظم بعنوان ''مجدد نامہ'' ہے جناب غلام مصطفیٰ نے حضرت مجدد کے حالات اور دیگر تفصیلات کو نظام کی صورت میں بیان کیا ہے۔ حواشی میں بعض تفصیلات درج کی گئی ہیں۔

Marfat.com

الطاہر: حیدر آباد

۱۹۹۹ء میں اس رسالہ کا خصوصی شمارہ حضرت مجدد الف ثانی نمبر کے

صورت میں شائع ہوا۔

۱۰۰ صفحات پر مشتمل اس شمارہ میں چھوٹے بڑے مقالات شامل

ہیں۔ چند اہم مقالات درج ذیل ہیں۔

(۱) حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے عہد کی صورت حالات اور تحریک تجدید کا مرکزی نقطہ

(۲) حضرت مجدد الف ثانی اور [illegible]

(۳) حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی تحریک کا تاریخی پس منظر

(۴) دین اکبری کے فتنے

(۵) حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا طریقہ تجدید

(۶) ہندوستان میں بدعت کا تجزیہ

(۷) حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ [illegible]

منظوم کلام بھی اس شمارہ کا حصہ ہے۔

یہ رسالہ معروف نقشبندی صوفی محمد صابر کی نگرانی میں حیدر آباد پاکستان سے

شائع ہوتا ہے۔

السیف الصارم: لاہور

۱۹۹۷ء میں اس رسالہ کا خصوصی نمبر شائع ہوا۔ رسالہ کے مدیر محمد شہزاد مجددی

تھے، اس میں شائع ہونے والے مقالات اعلیٰ تحقیقی معیار کے نہ تھے۔ بلکہ اپنے حلقہ

Marfat.com

ارادات میں شامل لوگوں کے اصلاح اور معلومات کے حوالے سے اہم تھے۔ سلسلہ مجددیہ سیفیہ کا بہرصورت یہ خراج عقیدت تھا حضرت مجدد کی خدمات کو۔ رسالہ کے صفحات کی تعداد ۱۵۲ ہے۔

مجلّہ یادگار مجدد: (کراچی)

یہ مجلّہ دراصل کراچی میں ہونے والی مجدد الف ثانی کانفرنس کے مقالات کی اشاعت کے لیے شروع کیا گیا۔ اس کا شمارہ سال بعد شائع ہوتا پہلا شمارہ ۲۰۰۲ء /۱۴۲۲ھ میں شائع ہوا جبکہ نواں اور دسواں شمارہ ۲۰۱۱ء میں شائع ہوا۔ اس شمارہ پر صاحبزادہ ابوالسرور محمد مسرور احمد کا نام بطور مدیر درج ہے اسی طرح گیارھویں شمارہ میں ہے جبکہ بقیہ شماروں پر مرتبین کی فہرست مختلف شماروں کی اس فہرست میں درج ذیل نام شامل ہیں۔

مولانا جاوید اقبال مظہری، ڈاکٹر سید عدنان خورشید سعودی، مولانا محمد یونس باڑی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ پر شائع ہونے والے ان خصوصی شماروں کے عموماً تین حصے ہیں ایک حصہ میں مختلف صاحبان علم و دانش کے پیغامات ہیں۔ دوسرے حصہ میں پچھلی کانفرنس یا کسی اور جگہ ہونے والی مجدد الف ثانی کانفرنس کی روئداد اور تیسرے حصہ میں کراچی کانفرنس میں پڑھے جانے والے علمی مقالات میں، مختلف مواقع کی کانفرنسوں کے چند اہم مقالات اور پیش کنندگان کے نام درج ذیل ہیں۔

(۱) حضرت شیخ احمد سرہندی اور عقیدۂ توحید: پروفیسر سید مقصود علی محمودی

(۲) سلطنت مغلیہ پر حضرت مجدد الف ثانی کی تعلیم و تبلیغ کے حیرت انگیز

Marfat.com

اثرات: ڈاکٹر محمد مسعود احمد

(۳) حضرت مجدد الف ثانی اور دو قومی نظریہ: علامہ رضوان احمد نقشبندی

(۴) مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی کی اہمیت: ڈاکٹر محمد انصار احمد

(۵) عہد جدید میں حضرت مجدد الف ثانی پر تحقیقی کام کا جائزہ: ابوالسرور محمد مسرور احمد (شمارہ:۱)

(۶) اتباع سنت، مکتوبات کی روشنی میں: ڈاکٹر محمد مسعود احمد

(۷) حضرت مجدد الف ثانی اور صحابہ کرام: علامہ رضوان احمد خاں

(۸) تعلیمات امام ربانی کے عہد جہانگیری میں اثرات: ڈاکٹر مجید اللہ قادری (شمارہ:۲)

(۹) حضرت امام ربانی اور وحدۃ الشھود: حافظ سید مقصود علی

(۱۰) حضرت مجدد الف ثانی پر کام کے آغاز اور کام کی رفتار کا سرسری جائزہ: ابوالسرور محمد مسرور احمد۔ (شمارہ:۳)

(۱۱) حضرت مجدد الف ثانی اور مسلک اہلسنت: پروفیسر نثار احمد جان

(۱۲) مکتوبات امام ربانی کا عربی ترجمہ: علامہ محمد ذاکر اللہ نقشبندی (شمارہ:۴)

(۱۳) حضرت امام ربانی کے پیر طریقت خواجہ باقی باللہ: ڈاکٹر حافظ عبدالباری صدیقی

(۱۴) دور حاضر کو درپیش چیلنجز اور ان کا مقابلہ حضرت مجدد الف ثانی کی دعوت حق اور طرز تبلیغ کی روشنی میں: پروفیسر محمد عامر بیگ

(۱۵) مکتوبات خواجہ محمد معصوم بنام اورنگ زیب عالمگیر: جاوید اقبال مظہری (شمارہ:۶)

(۱۶) اجتھادات امام ربانی مجدد الف ثانی: پروفیسر غلام مصطفیٰ مجددی

Marfat.com

(۱۷) لاہور کے مشائخ نقشبندیہ مجددیہ: صوفی محمد عبدالستار طاہر مسعودی

(۱۸) مستحقین کے لیے اعیان مملکت کے نام سفارشات: قاری محمد رفیق (شمارہ: ۷)

(۱۹) حضرت مجدد کا نظریہ جہاد: پیر نثار احمد جان سرہندی

(۲۰) شیخ سلطان تھانیسری کی جلاوطنی اور شہادت: پروفیسر محمد اقبال مجددی (شمارہ: ۸)

(۲۱) فتاوی رضویہ میں اذکار مجدد الف ثانی: ڈاکٹر ناصر الدین صدیقی

(۲۲) تکفیر مسلم میں حضرت مجدد کی کمال احتیاط: پروفیسر نثار احمد جان (شمارہ ۹۔۱۰)

(۲۳) مجدد الف ثانی اور محبت اہل بیت: ڈاکٹر ناصر الدین صدیقی

(۲۴) حضرت مجدد بحیثیت مشفق والد: صاحبزادہ احمد بلال مجددی (شمارہ: ۱۱)

ان شماروں میں بلا شبہ ایسے عنوانات زیر بحث آئے جن پر مزید تحقیق ہو سکتی ہے۔ حضرت امام ربانی پر ہونے والے کام کی فہرست بھی ان گیارہ شماروں سے مرتب کی جا سکتی ہے۔ اگر پیغامات کا حصہ نہ بھی شامل ہوتا تو ان کی علمی افادیت میں کوئی فرق نہ پڑتا۔ علاوہ ازیں مقالات میں غیر تحقیقی عنوانات بھی شامل ہو گئے ہیں اور کئی مقالہ نگاروں نے حوالہ جات کا اہتمام بھی نہیں کیا۔ ایک ہی عنوان سے ہر سال مقالہ شامل کرنا بھی مناسب معلوم نہیں ہوتا۔

مجلّہ معارف اولیاء (لاہور)

محکمہ مذہبی امور و اوقاف پنجاب کا نمائندہ رسالہ ہے۔ اس کی جلد ۶ کا شمارہ ۴ حضرت مجدد الف ثانی نمبر ہے۔ اس رسالہ کے مدیر اعلیٰ ڈاکٹر طاہر رضا بخاری ہیں،

Marfat.com

زیر نظر شمارہ کے لیے جن لوگوں نے تگ و دو کی ان میں صوفی غلام سرور مجددی (م:۲۰۰۹ء) نمایاں ہیں۔ اس شمارہ کے اداریہ میں مدیر اعلیٰ لکھتے ہیں: ''زیر نظر شمارہ حضرت مجدد الف ثانی، شیخ احمد سرہندیؒ کے افکار و احوال سے مزین ہے۔ حضرت اقبال نے حضرت مجدد الف ثانیؒ کو ''سرمایہ ملت اسلامیہ کا نگہبان'' اور محافظ قرار دیا ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی ملت اسلامیہ کے نگہبان و محافظ ہونے کے ساتھ ساتھ ملت کا اثاثہ و سرمایہ بھی ہیں۔

(معارف اولیاء، جلد ۶، شمارہ ۴، دسمبر ۲۰۰۸، ص:۶)

اس شمارہ میں کل دس مقالات ہیں جن میں آٹھ اردو، اور عربی و انگریزی میں ایک ایک مقالہ ہے جبکہ پندرہ شعراء کے منظوم نذرانہ ہائے عقیدت اس کے علاوہ ہیں۔ مقالات کی تفصیل درج ذیل ہے۔

(۱)　حضرت مجدد بحیثیت فقیہ اسلام　:　مفتی محمد صدیق ہزاروی

(۲)　حضرت مجدد کی تحریک احیاء دین　:　پروفیسر محمد اقبال مجددی

(۳)　حضرت مجدد الف ثانی کا نظریہ تصوف:　ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی

(۴)　مجدد الف ثانی، محی الدین ابن عربی اور علامہ محمد اقبال میں مختصر تقابلی جائزہ:　مرزا محمد اسلم

(۵)　امام ربانی کی تعلیمات تصوف　:　صاحبزادہ ڈاکٹر ساجد الرحمٰن

(۶)　اقبال۔ مجدد الف ثانی کے حضور میں:　ڈاکٹر ظہور احمد اظہر

(۷)　عہد اکبری میں اسلام کی زبوں حالی اور حضرت

Marfat.com

مجدد الف ثانی کا تجدیدی وفکری کردار: ڈاکٹر محمد حسین آزاد القادری

(۸) حضرت مجدد الف ثانی بحیثیت محدث: ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس

(۹) دراسۃ وتحقیق المکاتیب الامام احمد السرھندی: ڈاکٹر افتخار احمد خاں

(۱۰) Al-Jannat Al-Thamaniyyah

شعراء کے منظوم کلام کو ڈاکٹر محمد سلطان شاہ

نے جمع کیا ہے۔ : ڈاکٹر محمد سلطان شاہ

زیر نظر شمارہ کے مقالہ نگاروں کا تعلق پاکستان کی معروف جامعات سے ہے اس لیے عمومی طور پر اسلوب تحقیقی تقاضوں کو پورا کرتا ہے۔ اکثر مقالات اس شمارہ کے لئے خصوصی طور پر لکھے گئے مگر بعض پہلے سے شائع شدہ میں یا کسی کتاب سے لئے گئے ہیں صفحات کی تعداد ۱۶۰ ہے۔

المظہر: (کراچی)

کراچی سے ابوالسرور مسرور احمد کی سرپرستی میں یہ رسالہ شائع ہوتا ہے۔ جس کے مدیر مولانا جاوید اقبال مظہری ہیں۔ اس کے دو شمارے ۹۶ اور ۱۰۸ بالترتیب ۲۰۱۰ء اور ۲۰۱۱ میں امام ربانی نمبر کے طور پر شائع ہوئے مگر کم وبیش تمام مضامین پہلے سے شائع شدہ ہیں۔ نئے مضامین نہ ہونے کے برابر ہیں۔ چونکہ یہ رسالہ حلقہ مسعودیہ کا نمائندہ اور اس حلقہ میں جہاں امام ربانی جیسا وقیع کام موجود ہے اس لیے غالباً المظہر میں کوئی اعلیٰ درجہ کے تحقیقی مضامین کے لیے اہتمام نہیں کیا گیا۔ صفحات کی تعداد ۴۰ اور ۴۸ ہے۔

Marfat.com

المظہر کا ہی شمارہ ۸۶ بھی امام ربانی نمبر کے طور پر شائع ہوا تھا اس کے صفحات ۶۴ تھے اور مضامین کا علمی معیار درج بالا دونوں شماروں سے بہتر تھا۔

خصوصی شماروں کے اس جائزہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ مجدد نمبر سب سے پہلے الفرقان بریلی سے نکلا اور سب سے ضخیم نمبر نور اللہ کا تھا۔ نور اسلام کا نمبر اپنے مقالات کے موضوعات میں تنوع کی وجہ سے نئے تحقیق کاروں کے لیے چراغ راہ ثابت ہوا۔

Marfat.com

خواتین کے لئے منہج دعوت وارشاد

(سلسلہ مجددیہ کے مکتوبات کی روشنی میں)

اسلام نے انسان کو جو شرف و کمال اور عزت و وقار عطا کیا اس کا دائرہ صرف مردوں تک محدود نہیں بلکہ اس شرف و بزرگی میں خواتین بھی شریک ہیں۔ قرآن کریم کے خطاب یاایھا الذین امنوا میں خواتین بھی مخاطب ہیں علاوہ ازیں سورۂ احزاب میں دس اعتقادی، عملی اور اخلاقی صفات کے تذکرہ میں ان کو برابر شریک کیا۔[۱] اسلام نے مرد وزن کے جسمانی فرق کی تفاوت اور خواتین کے کارگاہ حیات میں جداگانہ ذمہ داریوں کا تذکرہ کیا کیوں کہ معاشرتی نظام کو جاری رکھنے کے لیے یہ ضروری ہے مگر روحانی تفاوت میں وہ کسی سے بھی کم نہیں۔ روحانی تکامل کے نتیجہ میں اجر مرتب ہونے کی جہت سے دونوں اصناف میں قرآن کوئی فرق نہیں کرتا۔

(من عمل صالحا من ذكر او انثى وهو مؤمن
فاولئك يدخلون الجنة)[۲]

(جو نیک کام کرتا ہے، مرد ہو یا عورت، بشرطیکہ وہ ایماندار ہو،
تو وہ جنت میں داخل ہوں گے)

اس دنیا میں آرام وسکون اور امن ومحبت کا معاشرہ قائم کرنے کے لیے ایمان کے ساتھ دونوں کی صالحیت پر مبنی مشترکہ جدّ وجہد کو لازمی قرار دیا ہے اس کے نتیجہ میں آخرت میں مرتب ہونے والے اجر کے اعتبار سے بھی دونوں کو مساوی ٹھہرایا۔

Marfat.com

من عمل صالحا من ذکر اوانثی وھو مومن فلنحیینه حیوة
طیبة ولنجزینھم اجر ھم باحسن ما کانوا یعملون۔[3]

(جو بھی نیک کام کرے، مرد ہو یا عورت بشرطیکہ وہ مومن ہو، تو ہم اسے ایک پاکیزہ زندگی عطا کریں گے، اور ہم انہیں ان کا اچھے اور مفید کاموں کے عوض جو وہ کیا کرتے تھے ضرور اجر دیں گے)

اس وجہ سے نبی کریم ﷺ نے خواتین کی تعلیم وتربیت کے حوالے سے بھی خصوصی احکامات ارشاد فرمائے کیونکہ اس طبقہ کی صحیح رہنمائی اور تربیت ہی سے معاشرہ کا توازن واعتدال قائم رہ سکتا ہے، آپ نے ان کی درخواست پر ان کی تعلیم کے لیے ایک علیحدہ دن بھی مقرر فرمایا۔[4]

آپ کی ان تعلیمات کی روح پر عمل کرتے ہوئے صوفیہ نے بھی خواتین کی تعلیم وتربیت کا اہتمام کیا۔ البتہ یہ اہتمام شریعت کے اصولوں کے مطابق پردہ میں ہوتا۔ مرد وزن کے جس اختلاط سے شریعت نے منع کیا ہے خانقاہوں میں اس کی کبھی بھی اجازت نہ رہی۔

تعلیم وتربیت کا یہ سلسلہ شریعت کی پابندی اور حدود وقیود کے ساتھ جاری رہا۔ یہی وجہ ہے کہ صوفیہ کے تذکروں میں صالحات کے تذکرے کے لیے علیحدہ باب قائم کئے گئے سلمی (۳۶۵/۹۷۶_۴۱۲/۱۰۲۱) نے اس موضوع پر ایک کتاب لکھی۔[5] نفحات الانس میں ۳۰ سے زائد صالح خواتین کا ذکر کیا اس باب کا عنوان، فی ذکر النساء العارفات الواصلات الی مراتب الرجال[6] رکھا۔ آغاز بایں الفاظ کیا:

Marfat.com

وکل ماذکره من هؤلاء الرجال باسم الرجال فقد یکون منهم النساء ولکن یغلب ذکر الرجال قیل لبعضهم کم الابدال قال اربعون نفسا فقیل له لم لاتقول اربعون رجالا فقال قدیکون فیهم النساء[7]

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اخبار الاخیار میں ''ذکر بعضے از نسائے صالحات''[8] کے عنوان سے چند عارفہ خواتین کا ذکر کیا۔ حضرت ابوالحسن زید فاروقی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک خاتون کے احوال ومقامات پر تفصیلی نوٹ لکھا۔[9]

خواجہ باقی باللہ[10] اور آپ کے بعد آپ کے تربیت یافتہ نامور خلیفہ مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں تزکیہ وتعلیم نسواں کے آثار مکاتیب میں دیکھے جاسکتے ہیں۔[11] مجددی حضرات کے ہاں مخاطب خواتین میں معاشرہ کی عام خواتین کے علاوہ امراء کی خواتین اور شاہزادیاں بھی شامل ہیں۔ ایسے مکاتیب کے مضامین پر مجموعی طور پر نظر ڈالیں تو ان میں اصلاح عقائد واعمال کے علاوہ اوراد ووظائف کی تلقین کے مضامین بھی شامل ہیں۔ بعض خواتین نے اپنے باطنی احوال لکھے تو ان کو اس کا جواب بھی دیا گیا۔ ان مکاتیب سے مجددی صوفیہ کے سیاسی ماحول پر گرفت اور سیاسی اصلاح کے طریق کار کی وضاحت بھی ہوتی ہے۔

اصلاح عقائد واعمال کے لیے حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک ارادت مند صالح خاتون کو خط لکھا، اس خط کا عنوان ''در بیان عقائد دینیہ وترغیب بر عبادات شرعیہ''[12] رکھا گیا۔ آپ نے اس مکتوب میں اہل سنت کے ۱۴ عقائد عام فہم الفاظ میں بیان کیے۔ ان میں وجود باری تعالیٰ اور اس سے متعلقہ مباحث، صفات

Marfat.com

ثمانیہ، علم الٰہی، دیدار الٰہی، انبیاء کرام اور ان کی بعثت کی ضرورت واہمیت، ملائکہ پر ایمان قیامت، خلفائے اربعہ کی فضیلت، اور مشاجرات صحابہ میں اہل سنت کا مؤقف جیسے اہم اعتقادی اور کلامی مباحث شامل ہیں۔ ایمان کی تعریف اور وضاحت بایں الفاظ کی ''وایمان عبارت از تصدیق قلبی است بہ اموری کہ از دین بہ طریق ضرورت و تواتر بہ ثبوت پیوستہ است، واقرار لسانی نیز بہ آن امور ضرورت (است) ان امور کی وضاحت کرتے ہوئے وجود صانع اور توحید، کتب وصحائف کا منزل من اللہ ہونا، انبیاء کرام ملائکہ آخرت پر ایمان جس میں اجساد کے ساتھ اٹھنا، عذاب دوزخ اور بہشت کا دائمی ہونا، آسمانوں کا انشقاق، ستاروں کا جھڑنا، پہاڑوں کا ریزہ ریزہ ہونا'' اس عبارت میں انتہائی اختصار کے ساتھ ضروریات دین کی وضاحت بیان کر دی۔[۱۳]
چونکہ ایک عام خاتون کے اعتقادات کو مضبوط ومربوط کرنا تھا اس لیے علم العقائد کے پیچیدہ اور فنی مباحث سے اجتناب کیا۔ اس سے آپ کی داعیانہ شان بھی اجاگر ہوتی ہے، عقیدہ چونکہ بنیادی اہمیت کا حامل ہوتا ہے اور اعمال میں عقیدہ کی جھلک وپرتو نظر آتا ہے۔ اس لیے عقائد کے بعد اعمال کا ذکر کرتے ہوئے لکھا: ''بعد از تصحیح اعتقاد، از اتیان اعمال ہم چارہ نبود۔ پیغمبر فرمودہ علیہ وعلی الہ الصلوٰۃ والسلام کہ بنای اسلام بر پنج چیز است''۔[۱۴]

اعمال کی تفصیلات کا ذکر کرتے ہوئے نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، اور اذکار مسنونہ کی تلقین پر ہی اکتفا نہیں کیا بلکہ مطالعہ کی تلقین بھی کی ایک صالح خاتون کو نصیحت کر رہے ہیں ''واز کتاب ہای فقہ کہ بہ عبارت فارسی نوشتہ اند، در رنگ ترغیب الصلوٰۃ و تیسیر الاحکام وامثال اینھا باید کہ ھمہ وقت باخود دارند ومسائل شرعیہ را از آنجا اخذ

Marfat.com

نمایند و بہ عمل در آرند" ۱۵ گویا آپ یہ چاہتے ہیں کہ خواتین فقہی مسائل سے آگاہ ہوں اور اپنے پاس مستند کتب فقہ رکھیں اور ان کے مطابق عمل کریں، اس مکتوب سے اگر ایک طرف آپ کے ہاں دینی تعلیم برائے خواتین کی اہمیت اجاگر ہوتی ہے تو دوسری طرف اس دور کی خواتین کے دینی ذوق کا اندازہ بھی بآسانی لگایا جا سکتا ہے، بلکہ اس مکتوب میں آپ ایک اہم اصول بھی بیان فرما رہے ہیں جو صرف خواتین ہی کے لیے نہیں ہر فرد کے لیے اہم ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ ان کتابوں کے مقابلہ میں گلستان کا مطالعہ بھی فضول اور لایعنی ہے۔ دین میں جس چیز کی ضرورت ہے اس کو لازم جاننا چاہیے اور اس کے علاوہ کسی اور طرف توجہ نہیں کرنی چاہیے۔ ۱۶ اعمال میں نیت کو بنیادی واساسی اہمیت حاصل ہے۔ اس حوالہ سے اس مکتوب میں لکھا کہ ہر عمل میں نیت رضائے الٰہی کی ہونی چاہیے۔ جن اعمال سے اجتناب کرنا چاہیے اس کی تفصیل ایک دوسرے مکتوب ۱۷ میں کی گئی جس کو سورۃ الممتحنہ کی آیت۔

یاایھا النبی اذاجاء ک المومنت یبا یعنک علی ان لایشر کن باللہ شیئا و لا یسرقن و لایزنین و لایقتلن اولادھن و لا یاتین ببھتان یفترینہ بین ایدیھن وارجلھن و لایعصینک فی معروف فبا یعھن واستغفرلھن اللہ ان اللہ غفور رحیم (اے نبی مکرم! جب آپ کی خدمت میں مؤمن عورتیں حاضر ہوں تاکہ اس بات پر بیعت کریں کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گی اور نہ چوری کریں گی، اور نہ بدکاری کریں گی اور نہ اپنے بچوں کو قتل کریں گی اور نہیں لگائیں گی جھوٹا الزام جو انہوں نے گھڑ لیا ہو اپنے ہاتھوں اور پاؤں کے درمیان اور نہ آپ کی نافرمانی کریں گی کسی نیک کام میں تو (اے میرے محبوب)

Marfat.com

انہیں بیعت فرمالیا کرو اور اللہ سے ان کے لئے مغفرت مانگا کرو۔ بے شک اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے۔) کی تفسیر بالماثور کہنا مناسب ہوگا۔ اس آیت کی وضاحت کرتے ہوئے آپ نے خاتون کو لکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیعت کے وقت عورتوں کا ہاتھ نہیں چھوا۔ پھر شرک، کافروں کی رسمیں بجالانا، چوری کرنا، بدکاری، اولاد کو قتل کرنا، بہتان وافترا، جیسے اعمال قبیحہ سے اجتناب پر سیر حاصل بحث کی، فارسی کے تقریباً دس صفحات پر مشتمل اس طویل مکتوب کے مطالعہ سے اس دور میں خواتین کے طبقہ میں پیدا ہونے والی غلط رسوم ورواج کا علم بھی ہوتا ہے اس لیے آپ نے احکام شرعیہ کی پابندی کے ساتھ ان چیزوں کی تلقین کی۔

(۱) تمام نشہ آور چیزوں سے پرہیز کرنا اور ان کو شراب کی طرح حرام اور برا جاننا۔

(۲) گانا بجانے سے پرہیز بھی ضروری ہے کیونکہ یہ لہو ولعب میں داخل ہے۔

(۳) بدشگونی کا ہرگز اعتبار نہ کریں۔ اور یہ عقیدہ بھی نہ رکھا جائے کہ ایک کا مرض دوسرے کو لگ جاتا ہے، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بدشگونی اور مرض کے متعدی ہونے کی نفی فرمائی ہے۔

(۴) کاہن اور نجومی کی بات کا اعتبار نہ کیا جائے۔ ان سے غیبی باتیں ہرگز دریافت نہ کی جائیں۔

(۵) جادو خود بھی نہ کریں اور جادوگر کو بھی کام میں نہ لائیں کیونکہ یہ قطعی طور پر حرام ہے۔

(۶) ہندوؤں کے بڑے دنوں کی تعظیم کرنا اور ان کی مشہور رسموں کو بجالانا بھی سراسر شرک اور کفر کے زمرے میں آتا ہے۔ جیسا کہ دیوالی کے دنوں میں جاہل مسلمان اور ان کی عورتیں کافروں کی رسموں کو بجالاتی ہیں اور اپنی عید

Marfat.com

جیسی خوشی مناتی ہیں اور کافروں کی طرح اپنی بیٹیوں اور بہنوں کو ہدیے بھیجتی ہیں۔ اور اس موسم میں کفار کی طرح اپنے برتنوں کو رنگین کر کے ان کو سرخ رنگین چاولوں سے بھر کر بھیجتی ہیں اور اس موسم کا بڑا اعتبار اور اہتمام کرتی ہیں۔

اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس دور میں کیونکہ غیر اسلامی رسمیں، معاشرہ میں رچ بس گئی تھیں۔ اس لیے آپ نے اپنی ارادت مند خواتین کو بالخصوص اور دیگر مومنات کو بالعموم انتہائی سخت فقہی اسلوب میں منع فرمایا۔ یہ مکتوب مشائخ کی ہر دور میں ذمہ داریوں اور فرائض کی بنیادوں کا تعین بھی کرتا ہے۔ اس مکتوب کے آخر میں آپ نے آج کی اور اس دور کی بھی ایک غلط فہمی کی اصلاح فرمائی ہے۔ شیخ کی ضرورت پر تبصرہ کرتے ہوئے آپ اس صالح خاتون کو لکھتے ہیں: ''نجات کا طریقہ اور چھٹکارہ کا راستہ اعتقاد وعمل میں صاحب شریعت علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام کی متابعت ہے۔ استاد اور پیر کو بھی اسی غرض کے لیے پکڑتے ہیں کہ شریعت کی طرف رہنمائی کریں اور ان کی برکت سے شریعت پر اعتقاد اور عمل میں آسانی اور سہولت پیدا ہو نہ یہ کہ مرید جو چاہیں کرتے پھریں، جو چاہیں کھاتے پھریں اور پیران ان کے لیے ڈھال بن جائیں گے اور ان کو عذاب سے بچائیں گے۔ وہاں بھی حق تعالیٰ کی مرضی کے بغیر کوئی سفارش نہیں کر سکتے۔ اور راضی اس وقت ہوگا جب شریعت کے مطابق عمل کرنے والا ہوگا۔ البتہ بشریت کے تقاضے کی بنا پر اگر کوئی لغزش اس سے ہوئی ہے تو شفاعت کے ذریعے اس کا تدارک ممکن ہے۔[20]

خواجہ میر محمد نعمان۔[21] کی زوجہ کے نام ایک خط میں خصوصاً یہ نصیحت بھی

Marfat.com

فرمائی کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے عورتوں کے زیورات میں بھی زکوٰۃ ادا کرنے کا حکم فرمایا ہے۲۲ خواجہ میر محمد نعمان کے نام ایک خط میں ان کی مذکورہ اہلیہ کے لیے یہ نصیحت بھی درج کی: ''وباید کہ خدمت شمارا غنیمت دانستہ ودر رضا جویی شما باشد'' ۲۳ کہ وہ آپ کی (یعنی شوہر کی) خدمت کو غنیمت جانیں اور آپ کی رضا جوئی میں مشغول رہیں، گویا اس خط میں بھی تعلیمات نبوی کی روشنی میں آپ نے خاتون کے لیے دائرہ کار متعین کیا۔ اس دور میں بھی، شاید آج کل کی طرح، عورتوں کو یہ وہم تھا کہ ذکر اذکار کے اثرات مرتب ہونا ضروری ہے آپ نے اس غلط فہمی کو دور کرتے ہوئے لکھا کہ آخرت کو پیش نظر رکھ کر ذکر میں مصروف ہونا چاہیے۔ رہ گئی اثرات ولذت تو ''چہ درکار است کہ لذت تمام در ذکر پیدا شود و چیزھا درنظر آید، آن خود داخل لھو ولعب است ۲۴۔ یعنی یہ ضروری نہیں کہ ذکر میں لذت پیدا ہو اور کچھ نظر آئے یہ بھی لھو ولعب میں داخل ہے۔

حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد بھی تعلیم وتزکیہ بذریعہ مکتوب نگاری کا رجحان مجددی حضرات میں موجود رہا۔ خواجہ محمد سعید ۲۵۔ آپ کے لخت جگر ہیں۔ ان کے ہاں بھی خواتین کے نام مکاتیب ملتے ہیں ایک خط تعزیت نامہ ہے جو بی بی خانمی بنت تربیت خاں کو غالباً ان کے بیٹے کی وفات پر لکھا گیا اس میں آپ نے وضاحت کی کہ فعل الحکیم لایخلو عن الحکمۃ اور مرحوم کے لیے دعائیہ کلمات لکھے ۲۶۔ آپ کے مجموعۂ مکاتیب میں عبدالرحیم خان خانان ۲۷ کی بیٹی کے نام بھی ایک خط ہے۔ اس کو ابتدا میں نصائح کا آغاز ان الفاظ سے کیا: ''وچوں اتباع شریعت مطہرہ دو جزء است، اتیان مراضی واجتناب از معاصی'' ۲۸ بعد ازاں

Marfat.com

شریعت مطہرہ کی پابندی اور سلوک نقشبندیہ کی وضاحت کی اور سلوک کی مختلف منازل کا تذکرہ کیا۔

خواتین کو تلقین ونصائح کا یہ سلسلہ مکتوبات معصومیہ میں بھی نظر آتا ہے۔ بلکہ یوں محسوس ہوتا ہے کہ مکتوبات معصومیہ اور اس کے بعد مرتب ہونے والے مجموعہ ہائے مکاتیب میں خواتین کے نام مکاتیب میں شغل باطنی، باطنی کیفیات اور مجددی اذکار ووظائف کی تفصیلات بڑھتی گئی ہیں۔ خواتین اپنے رشتہ دار یا شہر سے سرہند حاضر ہونے والے لوگوں کے ہاتھ رقعات ارسال کرتیں۔ خواجگان سرہند کی طرف سے جواب دیا جاتا۔ مکتوبات معصومیہ (مکتوب ۸۹) ۲۹ کے مطالعہ سے اس حقیقت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ اس مکتوب کا اختتام ان الفاظ پر کیا ''جس قدر غفلت زائل ہو گئی ہے اور حضوری حاصل ہوگئی ہے ایک نعمت ہے کوشش کریں کہ باطن سے غفلت پوری طرح سے دور ہو جائے اور حضور کامل کہ جس کے بعد غیبت نہ ہو حاصل ہو جائے۔ یہی حضور جب غالب آجاتا ہے تو نفس حاضر درمیان سے اٹھ جاتا ہے، حق سبحانہ کا حضور خود بخود حاصل ہو جاتا ہے، ۳۰ یہ مکتوب بتاتا ہے کہ خواتین آپ کی دعاء و توجہات سے کاملیت کے مقامات طے کرتیں۔ حاجی بیگم کے لیے آپ فنائے حقیقی کے حصول اور نفس امارہ کا نفس مطمئنہ کے درجہ پر فائز ہونے کا ذکر کیا۔

توحید خواص جیسے دقیق مسئلہ کے معارف وحقائق بھی ایک خاتون کے لیے آپ نے وضاحت سے بیان فرمائے۔ ۳۲ ماہ جیو نے مجددی طریقہ کے اذکار کی بابت معلوم کیا تو آپ نے ذکر اسم ذات ذکر نفی واثبات، وقوف قلبی مراقبہ، اور تصور شیخ کی وضاحت پر مبنی تفصیلی خط لکھا ۳۳ سیدہ بی بی کو صبح وشام کے مختلف وظائف اور

Marfat.com

ماثورہ دعاؤں کی تفصیلات لکھتے ہوئے، آغاز بایں الفاظ کیا: ''عصمت پناہ عفت دستگاہ ہمشیرہ دینی سیدہ بی بی ازیں جانب سلام عافیت انجام خوانند معلوم آں ہمشیرہ باشد کہ دنیا جائے عیش و آسائش نیست محل کشت وکاراست وموطن طاعت وعبادت،۳۴ (عصمت پناہ غفلت دستگاہ ہمشیرۂ دینی سیدہ بی بی اس جانت سے سلام اس ہمشیرہ کو معلوم ہو کہ دنیا عیش و آسائش کی جگہ نہیں ہے کھیتی اور کام کرنے کی جگہ اور طاعت و عبادت کا مقام ہے) اور اختتام ان الفاظ سے کیا'' واین استغفار نیز بست وپنج بار ہر روز بگویند استغفر اللہ الذی لا الہ الا ھو الرحمن الرحیم الحی القیوم الذی لایموت واتوب الیہ رب اغفرلی این استغفار جلیل القدر را بزرگان روز وشب مداومت کردہ اند ومنافع وفوائد آنرا بیش از بیش مشاہدہ نمودہ در حدیث آمدہ است ہر کہ این استغفار بگوید در روزے بست وپنج بار ہیچ مکروہی درخانہ خود واز خود و شہر خود نہ بیند و برائے برآمدن حاجات وکشایش مشکلات کلمہ لاحول ولاقوۃ الا باللہ پانصد بار بگویند واول وآخر درود بخوانند لا اقل صد بار ۳۵ (اور استغفار بھی پچیس بار ہر روز کہیں استغفر...... بزرگوں نے اس استغفار کی روز وشب مداومت کی ہے اور اس کے منافع وفوائد کو بہت زیادہ مشاہدہ کیا ہے، حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص اس استغفار کو ایک دن میں پچیس بار کہے گا وہ اپنے گھر میں اور اپنے آپ سے اور اپنے شہر سے کوئی ناپسندیدہ چیز نہیں دیکھے گا اور حاجات برآوری وحل مشکلات کے لیے کلمۂ لاحول...... پانچ سو بار کہیں اور اس کے اول وآخر درود شریف پڑھیں جو سو بار سے کم نہ ہو) یہ اقتباس ظاہر کرتے ہیں کہ حضرات مجددیہ نے خواتین کی اصلاح وتربیت کے لیے جو لائحہ عمل مرتب کیا وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات کے تابع ہے۔

Marfat.com

اس نقطہ نظر سے اگر خواجہ سیف الدین رحمۃ اللہ علیہ [۳۶] کے مکاتیب دیکھیں تو یہاں بھی خواتین کے نام پندرہ مکاتیب ملیں گے جن میں ۱۱، روشن رائے بیگم [۳۷] جو اورنگ زیب کی بہن ہیں، کے نام ہیں، ان پندرہ مکاتیب میں درج بالا موضوعات کے علاوہ باطنی حقائق و لطائف سے متعلقہ ابحاث کی کثرت ہے۔ چونکہ یہ عام قارئین کی دلچسپی کا موضوع نہیں اس لیے چند مکاتیب کے عناوین درج کرنے پر اکتفا کرتا ہوں۔

(۱) در تحریص بر محاسن ذکر و بیان آن کہ سرعت تاثیر مخصوص این طریقہ است......

(۲) در بیان فنائے نفس بہ طریق اجمال۔ [۳۸]

(۳) در بیان آنکہ اہل اللہ بعد از فنا و بقا ہر چہ می بینند در خود می بینند...... [۳۹]

(۴) در بیان آنکہ ہر زمین را فیض علیحدہ است و ذکر مکاشفہ مخصوصہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ درین مقام۔ [۴۰]

(۵) در جواب آنچہ عدم یافت احوال باطن نوشتہ بود و بیان اختلاف مشائخ در فقدان و وجدان و ترجیح اول بر ثانی۔ [۴۱]

(۶) در بیان آنکہ لطائف خمسہ عالم امر اسرار الٰہی اند و ہر کدام آنہا زیر قدم نبی است از انبیاء اولوالعزم علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات۔ [۴۲]

یہی صوفیانہ مباحث شیخ عبدالاحد وحدت گل [۴۳] کے مکاتیب میں نظر آتے ہیں۔ شہزادی زیب النساء [۴۴] بنت اورنگ زیب کے نام مکاتیب میں صوفیانہ مباحث اور عرفانی اسلوب بیان کا مشاہدہ کیا جا سکتا ہے۔ سلسلہ مجددیہ کی ترویج و اشاعت میں نمایاں کردار ادا کرنے والی شخصیت حضرت مظہر جان جاناں رحمۃ اللہ علیہ [۴۵] کی ہے۔ آپ کے مکاتیب میں قاضی ثناء اللہ پانی پتی کی اہلیہ کے نام ایک خط ملتا ہے۔

Marfat.com

اس خط کے مندرجات عمومی اور عرفانی تربیت کے حوالہ سے بہت مہم ہیں ''عمومی ہدایات یہ ہیں: ''اگر بزرگوں کے ساتھ ادب اور چھوٹوں کے ساتھ محبت اور شفقت سے زندگی بسر کریں تو کوئی شخص آپ کی برائی نہیں کر سکتا ہے اور شوہر کی فرمانبرداری اور خدمت کرنے کی کوشش کرنی چاہیے جس پر دارین کی فلاح اور اللہ تعالیٰ کی رضا مندی موقوف ہے اور قہر اور غصے کو پی جانا چاہیے۔ اور نامناسب کلمات زبان پر نہ لانا چاہیے۔ نماز کی ادائیگی میں پابندی کرنی چاہیے۔ اور اس کے بعد کسی شخص کی کیا مجال ہے کہ آپ کو اذیت پہنچائے۔ اور یہ فقیر جو آپ کا طرف دار ہے اگر آپ میری بات غور سے سنیں تو بہت بہتر ہے ورنہ میں اور آپ دونوں عقلمندوں کے سامنے موردالزام اور شرمندہ ہوں گے۔ اور حج کرنے جانے کے لیے کون سا ایسا مسلمان ہے جو کسی دوسرے مسلمان کو منع کرے گا لیکن شرط یہ ہے کہ اس پر فرض ہو۔ آپ پر فرض نہیں۔ جو کچھ میں نے لکھا اس پر عمل کرنا ضروری ہے۔[۴۶]

ان معاشرتی اور دینی معاملات کی تلقین کے بعد درج ذیل اقتباس ملاحظہ فرمائیں جو تصوف کے حوالہ سے بہت اہمیت رکھتا ہے: ''اگر خواتین کو توفیق ہو اور آپ سے توجہ چاہیں تو اس کی آپ کو اجازت ہے۔ اس کا اثر ہوتا ہے بزرگوں سے قوی امید ہے اور کبھی کبھی میں آپ کو توجہ دیتا ہوں اور ترقی ظاہر ہوتی ہے۔[۴۷]

مکاتیب کے ان اقتباسات اور جائزہ سے یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کی روشنی میں صوفیہ نے خواتین کی تبلیغ واصلاح اور تزکیہ و تربیت کے فریضہ کو انجام دیا۔ عام خواتین اور دربار سے متعلقہ لوگوں کے اہل خانہ کی اصلاح و تربیت کے ذریعہ مجددی سلسلہ کے صوفیہ نے سماجی وسیاسی اصلاح کا فریضہ انجام دیا۔

Marfat.com

حوالہ جات

۱۔ سورۃ الاحزاب: ۳۵

۲۔ سورۃ المومن: ۴۰

۳۔ سورۃ النحل: ۹۷

۴۔ بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب الاعتصام بالکتاب والسنة، باب تعلیم النبی اُمّته من الرجال والنساء ...... رقم الحدیث: ۷۳۱۰

۵۔ یہ کتاب ابی عبدالرحمٰن محمد بن الحسین السلمی کی طبقات الصوفیۃ کے ساتھ شائع ہو چکی ہے۔ اس کا انگریزی زبان میں ترجمہ Rkia Elaroui Cornell Early Sufi Women کے نام سے کیا۔ اور ساتھ ہی عربی متن شائع ہو چکا ہے۔ Cornell نے اس کتاب کے حوالہ سے مبسوط مقدمہ بھی تحریر کیا ہے۔ اس کا عربی متن مصطفیٰ عبدالقادر عطا کی تحقیق کے ساتھ دارالکتب العلمیۃ بیروت سے ۲۰۰۲ء/۱۴۲۴ھ میں شائع ہوا۔ کتاب کا پورا نام ''ذکر النسوة المتعبدات الصوفيات'' ہے اور اس میں ۸۴ صوفی خواتین کے حالات جمع کئے گئے ہیں زین الدین محمد عبدالرؤف المناوی کی کتاب جو بیروت سے ۵ جلدوں میں شائع ہوئی کئی صوفی خواتین کے احوال اس میں مذکور ہیں۔ کتاب کا نام الکواکب الدرية فی تراجم السادة الصوفية ہے۔ Cornell نے انگریزی کتاب میں بطور ضمیمہ ابن الجوزی کی کتاب صفۃ الصفوہ سے ۱۶ صوفی خواتین کا تذکرہ بھی کیا۔ خواتین صوفیہ کے حوالہ سے Margarat Smith نے لکھا:

It was the development of mysticism (sofism) within Islam which gave women their great

Marfat.com

opportunity to attain the rank of sainthood. (p.1)

مزید یہ بھی لکھا:

The high position attained by the women sofis is attested forther by the fact that the sofis themselves give to a woman the first place among the earliest Muhammadan mystics and have chosen her to be the reprecsantative of the first development of mystiasm in Islam. (Smith, Margaret, Rabia the Mystic and Her Fellow saints In Islam, Hijra Publihers, Lahore, 1983, p.3)

Annemarie Schimmel نے Mystical Dimansions of Islam میں The Feminine Elemant in sufism کے عنوان سے ص:435-426 پر سیر حاصل بحث کی۔ مگر مشمل کی تمام آراء سے اتفاق مشکل ہے۔ Cornell نے بھی بصری اور شامی خواتین کے صوفی مکاتب کا ذکر کیا ہے

Cornell, Rkia Elarovi, Early Sofi women, Suhail Acadcmy Lahore 2005, p61, 63

۶ جامی عبدالرحمٰن، نفحات الانس من حضرات القدس، از انتشارات کتاب فروشی محمودی، ص: ۶۱۵ تا ۶۳۶

۷ ایضاً ص: ۶۱۵

۸ عبدالحق، شیخ، اخبار الاخیار مع مکتوبات، النوریہ الرضویہ پبلشنگ کمپنی، لاہور، ۲۰۰۹ ص ن: ۲۹۴۔۲۹۸۔

Marfat.com

۹ امۃ الجمیل عرف جمیلہ (م:۱۳۵۸ھ/۱۹۳۹ء) کے بارہ میں شاہ ابوالحسن (م:۲دسمبر ۱۹۹۳ء) لکھتے ہیں: ''آپ نے اپنے نانا محدث دارالہجرۃ حضرت شاہ عبدالغنی اور اپنے حضرت والد سے پڑھا تھا اور نسبت شریفہ بہ درجہ اتم حاصل تھی''، فاروقی، شاہ ابوالحسن زید، مقامات خیر، شاہ ابوالخیر اکادمی دہلی، ص:۱۰۹۔

۱۰ پروفیسر محمد اقبال مجددی دامت برکاتہم العالیہ نے اپنی زیر ترتیب کتاب میں بعض خواتین کو حضرت خواجہ باقی باللہ (۹۷۱ھ۔۱۰۱۲ھ) کے خلفاء میں شمار کیا ہے وہ نام یہ ہیں: بی بی دولت قرشیہ، بی بی فاطمہ، بی بی قطب

۱۱ حضرات القدس میں درج یہ واقعہ بھی قابل ملاحظہ ہے۔

''خواجہ محمد ہاشم (م:۱۰۵۴ھ) نے بتایا کہ ایک دن حضرت مجدد زنانہ مکان میں تشریف رکھتے تھے کہ آپ کی صاحبزادی ام کلثوم جو اس وقت سات سال کی تھیں استاد کے پاس سے پڑھ کر آئیں اور بہت افسوس ظاہر کیا کہ من ہمہ شمارا از حق سبحانہ غافل می یابم'' حضرت ایشان فرمودند کہ بی بی! ایں حال برشما از کجا پرتو انداخت؟ صاحبزادی نے عرض کی کہ آپ فلاں عورت کو ذکر تلقین کر رہے تھے، من حاضر بودم اور اس کا اثر بیان کرتے ہوئے عرض کی: ازاں روز دل مرا شغولی گرفتہ است ہیچ گاہ برمن غفلت طاری نمی شود و حال ہیچ دل برمن پوشیدہ نیست (بدرالدین سرہندی، شیخ حضرات القدس، مقدمہ، تحقیق، تصحیح، مولانا محبوب الٰہی محکمہ اوقاف پنجاب، ۱۹۷۱ء، ص:۲۹۸)

۱۲ مکتوبات امام ربانی، دفتر سوم، مکتوب:۱۷

۱۳ ایضاً

۱۴ ایضاً

۱۵ ایضاً

۱۶ ایضاً

Marfat.com

۱۷۔ ایضاً دفتر سوم، مکتوب: ۴۱

۱۸۔ سورۃ الممتحنۃ: ۱۲

۱۹۔ ایضاً

۲۰۔ ایضاً

۲۱۔ خواجہ میر محمد نعمان حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کے نامور خلیفہ ہیں آپ کی ولادت ۹۷۷ھ میں ہوئی۔ سال وصال ۱۰۵۸ھ ہے۔ احوال حیات کے لیے ملاحظہ فرمائیں۔

حضرات القدس جلد ۲، ص، ۲۹۹۔۳۱۱

۲۲۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر سوم، مکتوب ۳۴

۲۳۔ ایضاً مکتوب ۱۲

۲۴۔ ایضاً

۲۵۔ خواجہ محمد سعید (۱۰۰۵ھ/۱۵۹۶ء۔ ۱۰۷۱ھ/۱۶۶۱ء) حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے بیٹے ہیں، آپ کے احوال حیات کا مفصل تذکرہ شیخ عبدالاحد نے لطائف المدینہ میں کیا ہے۔ علاوہ ازیں حضرات القدس جلد دوم، ص: ۲۳۴۔۲۶۲ بھی ملاحظہ فرمائیں۔ آپ کے مکتوبات کا مجموعہ ایک جلد میں ہے اور ''مکتوبات سعیدیہ'' کے نام سے معروف ہے۔ اس میں کل ۱۰۰ مکاتیب ہیں جو فارسی اور عربی زبان میں ہیں ان کے جامع حضرت مولانا محمد فرخ ہیں۔ یہ، مکتبہ حکیم سیفی لاہور سے، محکمہ اوقاف مغربی پاکستان کی اعانت سے ۱۳۸۵ء میں شائع ہوئے۔

۲۶۔ مکتوبات سعیدیہ، مکتوب: ۷۷

۲۷۔ عبدالرحیم خان خاناں (۹۶۴ھ۔ ۱۰۲۶) بن بیرم خاں عہد مغلیہ کا ایک معروف نام ہے۔ علم دوستی کی وجہ سے بھی شہرت ہے۔ ایک جلد ساز انہی وسط ایشیا سے بھاگ کر آیا تو آٹھ ہزار ماہانہ پر اسے رکھ لیا۔ حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کے ۱۳ مکتوب آپ کے نام

Marfat.com

ہیں۔ حسن عزیز جاوید نے اس علم پرور امیر کے دوھے "عبدالرحیم خانخانان اوران کے دوھے" کے نام سے مرتب کئے جو ۱۹۶۸ء میں "شائستہ ادب" کراچی سے شائع ہوئے اس میں احوال حیات بھی درج ہیں۔

۲۸۔ مکتوبات سعیدیہ، مکتوب:۵۸ (اتباع شریعت کے دو جز ہیں ایک اللہ کی رضا کے مطابق عمل اور دوسرا گناہوں سے بچنا)

۲۹۔ مکتوبات معصومیہ، حضرت خواجہ محمد معصوم (۱۰۰۷ھ/۱۵۹۸ء۔۱۰۷۹ھ/۱۶۶۸ء) حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کے دوسرے بیٹے ہیں۔ آپ کے مکاتیب تین جلدوں میں ہیں، ان کی تعداد ۶۵۲ ہے۔ تینوں دفتروں کا اردو ترجمہ سید زوار حسین شاہ نے کیا اور ادارہ مجددیہ کراچی سے شائع ہوا۔ تینوں جلدوں کا ملخص نسیم احمد فریدی نے تیار کیا۔ ترکی ترجمہ مستقیم زادہ سلیمان سعد الدین نے کیا۔ (مقامات معصومی جلد اول ص :۲۰۰۱۔۲۵۳) پروفیسر محمد اقبال مجددی نے آپ کے احوال وآثار وتعلیمات پر مشتمل مقامات معصومی کو چار جلدوں میں (مقدمہ، ترجمہ، متن، حواشی) ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور سے ۲۰۰۴ء میں شائع کروایا۔

۳۰۔ مکتوبات معصومیہ دفتر سوم، مکتوب:۸۹

۳۱۔ ایضاً مکتوب:۱۸۴

۳۲۔ ایضاً، دفتر اول، مکتوب:۲۳

۳۳۔ ایضاً دفتر دوم، مکتوب:۱۱۳

۳۴۔ ایضاً مکتوب:۳۳

۳۵۔ ایضاً

۳۶۔ خواجہ سیف الدین (۱۰۵۵۔۱۰۹۵ھ) حضرت خواجہ معصوم رحمۃ اللہ علیہ کے پانچویں فرزند ہیں۔ اورنگ زیب نے مدارج روحانیہ آپ کی تربیت سے حاصل کئے۔ بادشاہ

Marfat.com

سے اس مصاحبت کا مقصد حاجت مندوں کی ضرورتوں کی تکمیل کے علاوہ: ترویج سنت وتوہین اہل بدعت کہ درین آخرالزمان بے معاونت ومخالطت سلاطین محال است (مکتوبات سیفیہ مکتوب:۱۶۱) تھا۔آپ کے مکتوبات، مکتوبات سیفیہ کے نام سے معروف ہیں۔ان کی تعداد ۱۹۰ ہے اوران کو مولانا محمد اعظم نے جمع کیا۔ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں کے بقول: ''گویا مذکورہ بالا ملکی اور بیرونی سلاطین، امراء اور علماء سبھی آپ سے مستفیض تھے۔اس لیے ظاہر ہے کہ ان مکتوبات کا لکھنے والا، ورع وتقوی، خلوص و کمال میں کس قدر بلند تربیت ہوگا۔'' (مقدمہ مکتوبات) یہ مکتوبات نایاب تھے۔ باقیاتِ جہانِ امامِ ربانی کی تیسری جلد میں ان کے فارسی متن کو شائع کر دیا ہے۔

۳۷۔ عام تاریخوں میں نام روشن آرا ہے۔ان مکاتیب میں روشن رائے بیگم ہے یہ داراشکوہ سے چھوٹی تھی۔

۳۸۔ مکتوبات سیفیہ، مکتوب: ۷ اور ۸ باقیات جہان امام ربانی، جلد ۳ ص: ۸۷۔۸۸

۳۹۔ ایضاً مکتوب: ۱۰/ایضاً ص: ۹۲

۴۰۔ ایضاً مکتوب: ۷۷/ایضاً ص: ۱۸۵

۴۱۔ ایضاً مکتوب: ۷۳/ایضاً ص: ۱۷۷

۴۲۔ ایضاً مکتوب: ۱۵/ایضاً ص: ۲۴۶

۴۳۔ شیخ عبدالاحد وحدت گل (۱۰۵۰ھ/۱۶۴۰۔۱۱۲۶ھ/۱۷۱۴ء) خواجہ سعید کے بیٹے ہیں۔ان کے مکاتیب گلشن وحدت کے نام سے شائع ہوئے، جامع شیخ محمد مراد کشمیری ہیں۔اوران کی تعداد ۱۰۹ ہے۔ادبی لحاظ سے یہ مکاتیب بڑی اہمیت رکھتے ہیں۔یہ مجموعہ مکاتیب بھی جہان امام ربانی میں شائع ہوا ہے۔وحدت گل کے احوال وآثار کے لیے راقم کا مضمون ملاحظہ فرمائیں۔الجنات الثمانیہ اوراس کا مصنف، درفکر ونظر، جلد ۴۶۔شمارہ ۳، ص: ۹۱۔۱۰۴

Marfat.com

۴۴؎ گلشن وحدت مکتوب: ۴۴، ۴۷، ۵۶

۴۵؎ حضرت مظہر جان جاناں (۱۱۱۱ھ۔۱۱۹۵ھ) کے احوال وآثار کے لیے ملاحظہ فرمائیں۔

(i) عبدالرزاق قریشی، میرزا مظہر جانجاناں اوران کا کلام، دارالمصنفین، اعظم گڑھ، ۲۰۰۴ء

(ii) محمد اقبال مجددی (مرتب) مقامات مظہری، اردو سائنس بورڈ لاہور

(iii) ڈاکٹر سید تبارک علی نقشبندی، مرزا مظہر جان جاناں ان کا عہد اور اردو شاعری، دہلی، 1988 حضرت مظہر کے مکاتیب کے دو مجموعے دستیاب ہیں۔

(الف) عبدالرزاق قریشی (تدوین)، مکاتیب میرزا مظہر جانجاناں، ترجمہ: ڈاکٹر محمد عمر، خدا بخش اورنیٹل پبلک لائبریری پٹنہ، ۱۹۹۵

اس میں ۱۴۷ مکاتیب ہیں اکثر قاضی ثناء اللہ پانی پتی اور آپ کے متعلقین کے نام ہیں۔

(ب) خلیق انجم (مرتب ومترجم)، مرزا مظہر جانجاناں کے خطوط، مکتبہ برہان، دہلی اس مجموعہ میں مکاتیب کی تعداد ۹۱ ہے۔

۴۶؎ مکاتیب میرزا مظہر جانجاناں، مکتوب ۱۳۳، ص: ۱۳۱

Marfat.com

برصغیر میں فکر اسلامی کے احیاء میں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا کردار (تجزیاتی مطالعہ)

قرآن نے تزکیہ نفس کو نبوت کے فرائض چہارگانہ میں شمار کیا ہے۔(۱) دین کا یہی شعبہ جب ایک مرتب علم یا فن کی صورت میں سامنے آیا تو اسے تصوف کہا جانے لگا(۲)۔ یہ اصطلاح کب اور کہاں سے آئی؟ اس سے زیادہ اہم بات یہ ہے کہ اسکی اصل کیا ہے؟ اس کی اصل تو دین پر اس کی حقیقی روح کے ساتھ عمل پیرا ہونا ہے، اس کو نام جو بھی دے لیا جائے۔ دوسرے مذہب میں بھی اس کا تصور پایا جاتا ہے لیکن اسلام اور دیگر مذاہب کے تصوف میں بنیادی فرق یہ ہے کہ اسلام میں تصوف اخلاص کے ساتھ دین کے تمام تقاضوں کو اتباع رسول ﷺ کی شکل میں پورا کرنا ہے اور اس کے بیرونی مظاہر یا اثرات جو کشف وکرامت کی صورت میں ظاہر ہوتے ہیں ان کی ہرگز کوئی اہمیت نہیں ہے جبکہ دیگر مذاہب (۳) میں ان بیرونی اثرات کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔

برصغیر میں صوفیہ نے معاشرتی سطح پر اہم کردار ادا کیا ہے۔ انہوں نے فرد اور معاشرہ کی اصلاح پر خاص توجہ دی۔ علم کا فروغ اور انسانوں کی بنیادی ضروریات کی تکمیل کے لئے یہ گروہ سرگرم عمل رہا۔ ان صوفیہ میں سے مشرق ومغرب میں ایک معروف نام شیخ احمد سرہندی (۹۷۱-۱۰۳۴ھ/۱۵۶۳-۱۶۲۴ء) کا ہے(۴)۔ یہ اپنے

Marfat.com

نام سے زیادہ لقب مجدد الف ثانی (۵) سے مشہور ہوئے۔ سرہند (۶) میں آپ کی ولادت ہوئی جو ہندوستان کا معروف شہر ہے۔آپ کے والد (۷) ایک نامور عالم دین اور صوفی تھے۔تقریباً سترہ سال کی عمر میں تمام مروجہ دینی علوم حاصل کرنے کے بعد تدریس شروع کی۔ بادشاہ کے دربار میں آنا جانا نہ تھا البتہ مشیران اکبر، ابوالفضل اور فیضی سے نجی ملاقاتوں میں علمی مسائل پر گفتگو ہوا کرتی تھی لیکن یہ سلسلہ بھی جلد ہی منقطع ہوگیا (۸)۔صوفیانہ ذوق چونکہ وراثت میں ملا تھا اس لئے (۱۰۰۸/۱۵۹۹ء) میں نقشبندی سلسلہ کی نامور شخصیت خواجہ محمد باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کے مرید ہوئے (۹)۔آپ کی روحانی منازل اور عرفانی سفر کی بلندیوں کا اندازہ ان مکاتیب سے لگایا جاسکتا ہے جو آپ نے اپنے شیخ کو لکھے (۱۱)۔خواجہ باقی باللہ تو (۱۰۱۲ھ/۱۶۰۳ء) میں انتقال کر گئے مگر آپ کے تربیت یافتہ خلیفہ حضرت مجدد الف ثانی نے ایک علمی وفکری تحریک بپا کی، اس کی قیادت کی اور اپنے مشن کو پایہ تکمیل تک پہنچایا۔ وقت نے اس بات کو ثابت کیا کہ ان نازک وابتر حالات میں مجددی فکر وفلسفہ ہی فکر اسلامی کے بقا کی، کامیابی سے تگ ودو کرسکتا تھا۔اس تگ ودو میں شیخ سرہندی کا کردار اور کارنامہ کلیدی اور قائدانہ ہے۔

شیخ احمد سرہندی کی تصانیف تعداد میں آٹھ ہیں جن میں سات رسائل اور مکتوبات کے تین دفتر ہیں۔مگر غالب گمان ہے کہ آپ کی تصانیف کی تعداد اس سے زیادہ ہو۔آپ کی اکثر علمی تحقیقات سرہند کی تباہی میں ختم ہوگئی ہوں گی (۱۲)۔

صاحبان علم ودانش کے مکاتیب (۱۳) کی ہمیشہ افادیت وحیثیت کو تاریخی طور پر تسلیم کیا گیا (۱۴)۔مگر جیسی شہرت مکتوبات شیخ احمد سرہندی جو مکتوبات امام ربانی

کے نام سے معروف ہوئے، کو ملی دنیا میں بہت کم مجموعہ ہائے مکاتیب کو مل سکی۔ یہ مکاتیب تعداد میں 536 ہیں اور تین جلدوں میں دستیاب ہیں۔ پہلی جلد ۳۱۳، دوسری ۹۹ جب کہ تیسری ۱۲۴ مکتوبات پر مشتمل ہے (۱۵)۔

یہ مکتوبات اپنے زمانے کی معاشرتی اور دینی تاریخ کا مظہر ہونے کے ساتھ ساتھ فکر شیخ احمد سرہندیؒ کے عکاس بھی ہیں مگر اس حقیقت کو ضرور سامنے رکھنا چاہیے کہ یہ کسی مربوط کتاب کی طرح نہیں ہیں۔ مختلف مباحث مختلف مقامات پر پھیلے ہوئے ہیں۔ علاوہ ازیں مکتوب الیہم جو تعداد میں تقریباً ۱۲۹ ہیں مختلف ذہنی وفکری حیثیتوں کے مالک تھے جن میں شیخ احمد سرہندی کے پیر خواجہ باقی باللہ کے علاوہ آپ کے فرزند اور خلفاء کے ساتھ ساتھ علماء عوام الناس اور دربار سے وابستہ امراء بھی شامل ہیں۔ علاوہ ازیں زمانی اعتبار سے تقریباً ۲۶ سال کے طویل عرصہ میں لکھے گئے ان مکاتیب میں یقیناً تجربات ومشاہدات میں اضافہ سے اسلوب بیان میں لازمی ایک تبدیلی آتی ہے۔ حالات اور زمانہ کی تبدیلی بھی رنگ دکھاتی ہے۔ اسی وجہ سے مکتوبات میں اپنے ہی خیالات کی تشریح وتوضیح، اپنی تحقیقات سے رجوع بھی شامل ہیں۔ شیخ احمد سرہندی شریعت وتصوف، کے مباحث کو مرتب کتاب کی صورت میں مرتب نہ کر سکے علاوہ ازیں مکتوب الیہم کے وہ سوالات جن کے آپ نے جوابات تحریر فرمائے محفوظ نہ رہ سکے۔ ان وجوہ سے یہ کہا جا سکتا ہے کہ مکتوبات امام ربانی سے نتائج اخذ کرنے کے اعتبار سے بہت ساری غلط فہمیاں بھی پیدا ہو سکتی ہیں جو اس عظیم رہنما کی مساعی جمیلہ کو شک وشبہ کی نظر سے دیکھنے کا سبب بنتی ہیں۔ اس لئے شیخ احمد سرہندی کے افکار کو سمجھنے کے لئے ان کا کردار، شریعت کے بارہ ان کا مجموعی مزاج، نبی

Marfat.com

کریم ﷺ کی ذات اقدس پر غیر متزلزل یقین وایمان کے ساتھ آپ ﷺ کی تعلیمات پر عمل کی اہمیت واثرات پر پختہ یقین جیسے اہم امور کو بنیادی طور پر سامنے رکھنا چاہیے۔ اس کے ساتھ ہی آپ کے صاحبزادگان کے مکاتیب اور لکھی گئی سوانح عمریوں اور معاصر تاریخی مواد کو بھی نظر انداز نہ کرنا چاہیے۔ یہ بھی نہیں ہونا چاہیے کہ کسی مکتوب کے آدھے حصے سے نتیجہ نکال لیا جائے اور مکتوب کے بقیہ حصے کو نظر انداز کردیا جائے۔ (۱۶) میرا خیال ہے کہ شیخ احمد سرہندی کے بارے میں اس طرز عمل سے ہی لوگوں کے سامنے آپ کے کارناموں اور فکر کی صحیح تصویر آ سکتی ہے۔

فکر اسلامی کے فروغ میں شیخ احمد سرہندی کے کردار کا جائزہ لینے کے لئے یہ ضروری ہے کہ نہایت ہی اختصار سے اس دور کے مذہبی حالات کا جائزہ لیا جائے۔

مغل بادشاہ اکبر (۹۴۹ھ/۱۵۴۲ء۔۱۰۱۴ھ/۱۵۹۶ء) کے عہد میں شیخ سرہندی نے آنکھ کھولی۔ اکبر کا انتقال ہوا تو آپ کی عمر ۴۳ سال تھی۔ شیخ سرہندی کے مکتوبات میں اکبری عہد کے مذہبی خیالات کی جھلک باآسانی تلاش کی جاسکتی ہے (۱۷)۔ البتہ اس دور کے ایک دوسرے مورخ عبدالقادر بدایونی نے ان حالات پر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے (۱۸)۔ صورتحال یہ تھی کہ وہ اکبر جو ابتدا میں ایک خالص مذہبی آدمی تھا، اب بعض سیاسی مقاصد، علماء کے رویے اور مفاد پرستی کی بناء پر خود مجتہد بن گیا تھا۔ وہ یہ سمجھنے لگ گیا کہ اسلام کو ایک ہزار سال پورا ہو گیا اب نبوت محمدی سے رشتہ وتعلق کی کوئی ضرورت نہیں اس لئے ہر وہ کام جس سے مسلمان کا نبوی رشتہ کمزور کیا جاسکتا تھا کیا گیا۔ محمد اور احمد ناموں پر پابندی لگادی، مساجد کو بند کردیا (۱۹)۔ شیخ سرہندی رحمتہ اللہ علیہ نے اس دور کو اسلام کی غربت کے زمانہ سے تعبیر کیا ہے (۲۰)۔

Marfat.com

دین الٰہی کی ساخت میں اعتدال اور روشن خیالی کے نام پر اسلام دشمنی لازمی عنصر تھا۔ اکبر کو نبی کریم ﷺ سے مماثل ثابت کرنے کے لئے امی (۲۱) ثابت کیا جاتا ہے حالانکہ اس کے اساتذہ کے ناموں کی تفصیل دستیاب ہے (۲۲)۔ یہ وہ حالات تھے جن میں شیخ احمد سرہندی نے اپنے کام کا آغاز کیا۔ جہانگیر بھی ایسا ہی تھا مگر چونکہ اسے اس عوامی ردعمل کا احساس وادراک تھا جو اکبر کے خلاف موجود تھا، علاوہ ازیں اس کو اقتدار دلانے میں ان امراء کا کردار بھی تھا، جو شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کے زیر اثر تھے اس لئے اس کے رویہ ومزاج میں آہستہ آہستہ تبدیلی آئی (۲۳)۔ جہانگیر کے دور حکومت میں آپ نے اپنی عمر کے بیس سال بسر کئے اور اس عرصہ میں آپ کی علمی تحریکی، دعوتی، فکری تحریک کے محور ومرکز درج ذیل تین نکات رہے اور یہی نکات فکر اسلامی کے فروغ میں آپ کے بنیادی کام کا تعین کرتے ہیں۔

(۱) شیخ احمد سرہندی نے اسلام کی خالص فکر کے احیاء کے لئے ''بدعت'' کی مذمت پر بہت زور دیا۔ بدعت کی مذمت پر تحقیقات مکتوبات کی تینوں جلدوں میں موجود ہیں۔

بدعت کے حوالے سے آپ کے نقطہ نظر میں سختی کا عنصر اس لئے محسوس ہوتا ہے کہ آپ نے اس حقیقت کو جان لیا تھا کہ اسلام کی خالص تعلیمات پر عمل ہی قرب الٰہی پانے اور موجودہ پریشان کن مسائل سے نجات کا راہ ہے۔ اسی لئے آپ نے فرمایا کہ بعثت نبوی کو ہزار سال ہو گئے ہیں سنت ہم سے پوشیدہ ہو گئی ہے اب یہی راہ ہے کہ اس سنت کو سختی سے اپنا لیں۔

آپ کے خیال میں بدعت وہ دینی عمل ہے جو نبی کریم ﷺ اور صحابہ کے

Marfat.com

زمانے میں نہ تھا (۲۴)۔ آپ نے اس حقیقت کو بھی نظر انداز نہ کیا کہ زمانہ تیز رفتار ہے نئی نئی دریافت انسان کی تگ ودو کے نتیجہ میں منظر عام پر آئیں گی اس لئے آپ نے فرمایا کہ جو چیزیں عرف وعادت سے تعلق رکھتی ہیں ان کا تعلق بدعت سے نہیں ہے۔

علماء نے بدعت کو دو حصوں میں تقسیم کیا ہے۔ بدعت حسنہ اور بدعت سیئہ مگر آپ کو علماء کی اس تقسیم سے بھی سخت اختلاف ہے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ بدعت میں کبھی حسن ہو ہی نہیں سکتا۔ اگر متقدمین نے یہ تقسیم کی تو اس کی وجہ یہ تھی کہ سنت کے نور کے غلبہ کی وجہ سے بدعت کی ظلمت کا احساس نہیں ہوتا تھا اور اب اس دور میں چونکہ ظلمات کا ڈیرہ ہے اس لئے بدعت کی کوئی شکل بھی قبول نہیں کی جا سکتی۔

شیخ احمد سرہندی نے اس مسئلہ میں اپنے مؤقف کی وضاحت کے لئے درج ذیل آیات واحادیث سے استدلال کیا ہے۔

اليوم اكملت لكم دينكم واتممت عليكم نعمتي.

(آج کے دن ہم نے تمہارے لئے دین کو مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت تمام کر دیں)۔

من احدث في امرنا هذا ماليس منه فهو رد.

(جس نے ہمارے دین میں کوئی نئی چیز نکالی جو اس میں نہیں تو وہ قابل رد ہے)۔

فان خير الحديث كتاب الله وخير الهدى هدى محمد وشر الامور محدثاتها وكل محدثة بدعة ضلالة.

(بہترین کلام کلام اللہ ہے اور بہترین طریقہ حضرت محمد ﷺ کا

Marfat.com

ہے اور سب سے بدترین چیز دین میں نئی باتیں ہیں اور ہر بدعت گمراہی ہے۔)

اوصیکم بتقوی اللّٰہ والسمع والطاعة وان کان عبدا حبشیا فانه من یعش منکم بعدی فسیری اختلافا کثیرا فعلیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدین المهدیین تمسکوا بها وعضوا علیها بالنواجذ وایاکم ومحدثات الامور فان کل محدثة بدعة وکل بدعة ضلالة.

(میں تم کو وصیت کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اپنے حاکم کی بات سنو اور اسکی تابعداری کرو اگرچہ تمہارا حاکم حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو کیونکہ جو شخص میرے بعد زندہ رہے گا وہ عنقریب بہت اختلافات دیکھے گا پس تم میری اور میرے خلفائے راشدین مہدیین کی سنت کو لازم پکڑو۔ اور اس کو بہت مضبوطی سے تھامو اور نئے پیدا شدہ امور سے بچو کیونکہ ہر نئی چیز بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے) (۴۵)۔

درج بالا مختلف احادیث سے شیخ احمد سرہندی نے اپنے نقطہ نظر کو واضح کیا ہے۔ وہ بدعت کو سنت کی ضد اور نقیض سمجھتے ہیں اس لئے اس کے انکار پر پورا زور صرف کرتے ہیں۔ وہ حدیث سے ما احدث قوم بدعة الا رفع مثلها من السنة کہ کوئی قوم بدعت ایجاد کرتی ہے تو اس سے اس کی مثل سنت اٹھالی جاتی ہے کی وضاحت میں بعض مثالیں بھی درج کرتے ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ کس طرح بدعت

Marfat.com

،رافع سنت ہے۔ان مثالوں میں یہ بات ضرور ہے کہ سب کا تعلق دینی امور سے ہے۔اختراعات وایجادات یا عرف وعادت کے معاملات ان میں شامل نہیں ہیں (۲۶)۔

شیخ احمد سرہندی بدعتی کی تعظیم اور اس کی صحبت کو ایک مسلمان کے لئے انتہائی مضر سمجھتے ہیں اور اس کے مقابلہ میں سنت کو زندہ کرنا کارثواب لکھتے ہیں (۲۷)۔وہ یہ بھی چاہتے ہیں کہ بدعتوں کا معاشرہ سے خاتمہ ہو مگر اس طرح نہیں کہ ایک نیکی کی کوکھ سے کئی برائیاں جنم لے لیں بلکہ انتہائی دانائی اور حکمت سے بدعت کو مٹایا جائے اور یہ کام ہر کس وناکس کو کرنے کے لئے اٹھ کھڑا نہیں ہونا چاہیے بلکہ یہ اولی الامر کی ذمہ داری ہے (۲۸)۔

شیخ احمد سرہندی کے نظریہ بدعت سے یہ حقیقت عیاں ہوتی ہے کہ وہ معاشرہ میں سنت کا چلن دیکھنا چاہتے ہیں مگر دنیوی امور شریعت کی حدود میں رہتے ہوئے اپنے عرف وعادت کے مطابق انجام دیں۔آپ کے نظریہ بدعت میں بین السطور یہ تاریخی حقیقت بھی محسوس ہوتی ہے کہ اس زمانہ میں ہندوستان کے حالات کس قدر ابتر تھے اسلام کے نام پر کیا کچھ ہو رہا تھا اور لوگ حقیقی اور خالص اسلام سے کس قدر دور کردیئے گئے تھے۔علاوہ ازیں اس نظریہ میں آپ کا سیاسی پیغام بھی پوشیدہ ہے کہ ایسے اولی الامر کا وجود کس قدر ضروری ہے جو بدعات کا قلع قمع کرسکیں۔اگر ایسا اولی الامر نہ ہو تو معاشرہ ابتری کا شکار ہو جائے گا۔

(۲) شیخ احمد سرہندی نے صوفیہ کے ہاں پیدا ہونے والے غلط افکار اور اعمال کی اصلاح پر بڑا زور صرف کیا۔مکتوبات کا ایک حصہ شیخ کے اسی فکر وفلسفہ کو واضح کرتا ہے۔اس سلسلہ میں انہوں نے سب سے زیادہ وضاحت سے

Marfat.com

جس مسئلہ پر تنقید کی وہ وحدت الوجود ہے۔وہ شیخ ابن عربی کے مداح بھی ہیں۔تصوف میں ان کی خدمات کے معترف اور اس میدان میں ان کی اولیات کے اقرار کے ساتھ ساتھ وحدت الشھود کے تصور کو منظم انداز میں پیش کیا ہے۔توحید وجودی ایک ہی ذات کو موجود ماننا اور اس کے غیر کو نیست ونابود سمجھنا اور اس ایک ذات کے سوا سب کو عدم (نیست ونابود) جاننے کے باوجود اس کی جلوہ گاہیں اور مظاہر سمجھنا۔یہ علم الیقین کی قسم ہے۔جب کہ توحید شہودی ایک ہی ذات کو دیکھنا ہے۔یہ عین الیقین کی قسم ہے(۲۹)۔شیخ احمد سرہندی توحید وجودی کو منزل کی ضرورت قرار دیتے ہیں اور ''مقام عبدیت'' کو منزل، جو کہ توحید شہودی سے حاصل ہوتا ہے۔

آپ نے وجودی فکر وفلسفہ کا عمیق نظری سے مطالعہ کرنے کے بعد اس کے افراد و معاشرہ پر اثرات کا بھی جائزہ لیتے ہوئے واضح کیا ہے کہ بندہ کسی بھی صورت میں شریعت کی پابندیوں سے آزاد نہیں ہوتا اور طریقت، شریعت سے متصادم کوئی نظام نہیں بلکہ شریعت کی روح پر عمل کرنے سے عبارت ہے۔اسی طرح وجودی صوفیہ نے حلول کا جوڈھونگ رچایا آپ نے اس پر بھی شرح وبسط سے کلام کیا ہے(۳۰)۔

وحدت الوجود اور شہود کو عموماً محققین نے فلسفیانہ یا صوفیانہ افکار کی روشنی میں ایک فکر وفلسفہ سے زیادہ اہمیت نہیں دی۔اگر اس موضوع پر شیخ احمد سرہندی کے افکار کا تجزیہ کریں تو یہ بات واضح ہوتی ہے کہ یہ صرف ایک نظریہ نہیں فکر انسانی اور اعمال انسانی پر اثر انداز ہونے والی قوت باطنہ ہے۔درحقیقت وجودی فکر وفلسفہ کی بنیاد پر مذہبی سیاسی اور معاشرتی بے راہ روی شیخ کی نگاہوں کے سامنے تھی جس کی بنا پر انہوں نے

Marfat.com

اس فلسفہ پر کاری ضرب لگائی اور دونوں سطحوں پر ایک مثبت تبدیلی کی راہ ہموار کی۔

(۳) عقل کی اہمیت و عظمت، ایک مسلمہ حقیقت ہے لیکن یہ مکار ہے سو بھیس بدل لیتی ہے اور انفرادی مفادات پر زور دیتی ہے۔ جبکہ وحی الٰہی ہمیشہ ذاتی مفادات سے بہت بلند تر ہو کر اجتماعیت کے مفادات کو ملحوظ خاطر رکھتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ فلاسفہ جو اپنے آپ کو عقل کل سمجھتے ہیں ان کی فکر کا ایک نکتہ پر اجماع نہ ہو سکا اگرچہ وہ ایک ہی زمانہ سے تعلق رکھتے ہوں۔ مگر انبیاء کے زمانوں میں طویل فرق ہونے کے باوجود بنیادی فکری ڈھانچہ ایک نظر آتا ہے۔ شیخ احمد سرہندی نے زمانہ طالبعلمی میں فلسفیانہ مباحث پڑھے بھی اور بعد ازاں پڑھائے بھی مگر جب اکبر کے عہد حکومت میں ان فلاسفہ نے زمینی حقائق کے تقاضوں اور بادشاہ کے وسیع تر مفاد کی خاطر، وحی الٰہی کو بھی خاطر میں نہ لاتے ہوئے ایک نیا مذہب تشکیل دیا تو شیخ احمد سرہندی جو فلاسفہ کی مکاریوں سے خوب آگاہ تھے ان کی دو وجہ سے مخالفت کی (۳۱)۔

(الف) اللہ تعالیٰ کے احکامات اور انبیاء کی خبروں کا انکار

(ب) اپنے بیہودہ مقاصد کی تکمیل کے لئے جو مقامات قائم کرتے ہیں وہ جھوٹے ہوتے ہیں۔

اسی بنا پر اگر شیخ احمد سرہندی کی تحریروں میں بعض علوم پر تنقید یا ان کی عدم ضرورت پر زور نظر آتا ہے تو اس کا سبب یہ ہے کہ یہ علوم آخرت میں کسی کے کام کے نہیں۔ البتہ اگر دنیوی ضرورتوں کے لئے یہ علوم حاصل کیے جائیں تو اس میں کوئی حرج نہیں اسی لئے آپ علم نجوم اور طب کے بارے میں لکھتے ہیں کہ فلاسفہ نے ان کو

Marfat.com

انبیاء کے کلام سے چرایا ہے (۳۲)۔

آپ نے اپنی فکری بنیادیں طریقہ نبوت پر بلند کیں کیونکہ اس طریقہ میں آخرت کی سلامتی بھی ہے اور معاشرہ کی ہم آہنگی کا راز بھی مضمر ہے۔ یہ طریقہ تشکیک کی بجائے تیقن پیدا کرتا ہے۔ اسی وجہ سے خالص اسلامی تعلیمات جو نبی کریم ﷺ کی عملی تشریحات کی صورت میں سامنے آئیں کی ترویج واشاعت کو ہی شیخ احمد سرہندی نے اپنی تمام تر مساعی کا محور ومرکز بنایا۔

درج بالا بحث سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ شیخ احمد سرہندی نے فلاسفہ وعلمائے سوء، بے راہ روصوفیہ اور بدعت پر جو سخت تنقید کی ہے اس کا سبب یہی تھا کہ وہ تعلق بالرسول کو ہی ایک مسلمان کی انفرادی اور اجتماعی زندگی میں کامیابی کا ذریعہ جانتے تھے۔ اس مقصد کے حصول کے لئے آپ نے مختلف کتب اور خطوط تحریر کئے اور اپنے خلفا کو عوام الناس کی تربیت کے لئے مختلف علاقوں میں بھیجا۔ اس ساری فکری تحریک کے درج ذیل دو نکات اہمیت کے حامل ہیں۔

(الف) ان کوششوں کے نتیجے میں ان لوگوں نے آپ کی مخالفت شروع کر دی جن کے مفادات پر براہ راست زد پڑتی تھی۔ ان میں علماء وصوفیہ دونوں ہی شامل تھے۔ البتہ بعض لوگوں نے صرف غلط فہمی کی بنا پر مخالفت کی۔ مخالفت کے درج ذیل محرکات سامنے آتے ہیں۔

(i) بعض لوگوں نے صرف حسد اور بغض کی بنا پر آپ پر اعتراضات شروع کیے۔ جن لوگوں کا مطمع نظر ہی متاع دنیا اکٹھا کرنا تھا خواہ وہ بادشاہ کے دربار کے لوگ ہوں یا جاہل علماء وصوفیہ، ان کو یہ کب گوارا تھا کہ ایک آدمی

Marfat.com

صرف اخلاص کے ساتھ دعوت دے کہ قرآن وسنت کی طرف پلٹ آؤ اس وجہ سے ان لوگوں نے آپ کی مخالفت کی۔

(ii) بہت سے صوفیہ یہ سمجھتے تھے کہ وحدت الوجود ایک متفقہ اور اجماعی عقیدہ ہے اور اس کا تعلق ضروریات دین سے ہے۔ جب آپ نے اپنے مشاہدات اور تجربات سے ثابت کیا کہ حقیقت میں ایسا نہیں تو صوفیہ اور علماء کی ایک کثیر تعداد یہ سمجھ بیٹھی کہ شیخ احمد سرہندی نے کسی اجماعی عقیدہ سے اختلاف کیا ہے اس لئے انہوں نے مخالفت شروع کر دی۔

(iii) آپ نے اپنی تصانیف میں جو اصطلاحات استعمال کیں وہ کم وبیش وہی ہیں جو ابن عربی اور فلاسفہ دونوں کے ہاں موجود ہیں۔ شیخ احمد سرہندی اور دوسرے لوگوں کی اصطلاحات میں اشتراک لفظی تو تھا مگر معنوی طور پر وہ دونوں گروہوں سے مختلف تھیں۔ یہی وجہ ہے کہ ابن عربی کے متبعین اور فلاسفہ دونوں نے معانی نہ سمجھنے کی بنا پر مخالفت شروع کر دی۔ شیخ سرہندی کا کلام تو اتنا عمیق اور علمی ہے کہ خود علامہ محمد اقبال نے کہا تھا نفسیات حاضرہ ،کلام مجدد کا ترجمہ کرنے سے قاصر ہے (۲۳)۔

عمر کے گذرنے کے ساتھ ساتھ شیخ کی بعض تحقیقات میں تبدیلی بھی آئی بعض چیزوں سے رجوع بھی کیا، بعض تحقیقات میں تبدیلی بھی آئی بعض چیزوں سے رجوع بھی کیا، بعض لوگوں کے پاس آپ کی پہلی تحقیقات تھیں تو وہ غلط فہمی کا شکار ہو گئے۔ اس حقیقت کو بھی نظر انداز نہیں کرنا چاہیے کہ مجددی فکر کے فروغ کا بنیادی ذریعہ مکتوبات تھے کوئی تفصیلی کتاب نہ تھی۔ مکتوب نگاری میں حالات وواقعات، مکتوب

Marfat.com

الیھم کا مقام و مرتبہ، مکتوب نگار کے خط لکھتے وقت کی کیفیات، ان سب کو ملحوظ خاطر رکھنا چاہیے (۳۴)۔ اگر ان چیزوں کو پیش نظر رکھا جائے تو ابہام نہیں رہتا۔ اس زمانے میں بعض لوگوں نے آپ کے مکاتیب میں تحریف بھی کردی، بعض نے عربی میں غلط تراجم کر کے ان کو پھیلایا۔ مخالفین کی ان کوششوں سے بعض مخلصین بھی غلط فہمیوں کا شکار ہو گئے مگر ایسے لوگوں نے جلد ہی حقیقت حال کو جان کر رجوع کرلیا (۳۵)۔

یہ حقیقت کہ انقلابی فکر کے حامل لوگوں پر تنقید ہوتی ہی ہے، مگر آپ نے جب ان غلط فہمیوں کو خود اپنے مکاتیب میں دور کیا، آپ کی اولاد اور خلفاء نے جوابات تحریر کیے، اس کے باوجود آج تک ان اعتراضات کو کیوں اچھالا جارہا ہے؟ اس کی یہ وجہ بھی ہو سکتی ہے امت کو فکری جمود سے نکالنے اور متحرک بنانے کے لئے مجددی فکر آج بھی اتنی ہی اہم ہے جتنی سترھویں صدی میں تھی اس لئے آپ کی شخصیت اور کارناموں پر پردہ ڈالنے کی کوشش کی جاتی ہے۔

(ب) شیخ احمد سرہندی کے مغل بادشاہوں سے روابط اور ان پر اثرات کو صرف جہانگیر، شاہ جہاں یا اورنگ زیب کے دور حکومت کے حوالہ سے نہیں دیکھنا چاہیے بلکہ اس کو ایک قدیم تاریخی اور روحانی رشتہ کے حوالہ سے ضرور دیکھنا ہوگا جو بابر کو اپنے والد سے ورثہ میں ملا تھا۔ گویا یہ نقشبندی مشائخ کا مغل خاندان سے قدیم تعلق و رشتہ تھا جو آگے چل کر نقشبندی مجددی خاندان سے جڑ گیا۔ بابر کا والد عمر شیخ خواجہ عبید اللہ احرار سے عقیدت و محبت رکھتا تھا (۳۶)۔ نانا نے اسی نقشبندی بزرگ کے ہاتھوں پر توبہ کی (۳۷)۔ خواجہ احرار کا انتقال (۸۹۶ھ/۱۴۹۱ء) ہوا تو بابر آٹھ سال کا تھا۔ لیکن خواجہ سے

Marfat.com

عقیدت قائم رہی۔ خواجہ کے رسالہ والدیہ کا ترجمہ ترکی زبان میں بابر نے ہی کیا (۳۸)۔ بابر خواجہ احرار کے خلیفہ مولانا محمد قاضی سے بہت ہی محبت رکھتا تھا (۳۹)۔ ہمایوں کی دو بیٹیاں نقشبندی بزرگوں سے بیاہی گئی تھیں (۴۰)۔ اکبر بھی ابتداء میں نقشبندی بزرگوں سے عقیدت رکھتا تھا۔ جہانگیر کے شہزادگی کے زمانہ میں نقشبندیوں سے روابط (۴۱) اور شاہ جہاں پر اثرات بھی ایک تاریخی حقیقت ہیں (۴۲)۔ جہانگیر کا شیخ احمد سرہندی کو گرفتار کرنا اور پھر چھوڑ دینا بھی سیاسی و مذہبی پس منظر رکھتا ہے (۴۳)۔ شیخ گرفتاری کے بعد جب لشکر میں تھے تو مکتوبات سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے اس سے کئی ملاقاتیں کیں جن میں اسلام کی تعلیمات کے حوالے سے طویل گفتگو ہوتی رہی (۴۴)۔

اورنگ زیب عالمگیر سے خانوادہ مجددیہ کے تعلقات زمانہ شہزادگی اور بادشاہی دونوں میں رہے۔ تخت کی جنگ میں خانوادہ مجددیہ نے اورنگ زیب کی طرف داری کی۔ وہ خواجہ معصوم سرہندی کا مرید تھا (۴۵)۔ خواجہ سیف الدین رحمۃ اللہ علیہ نے بادشاہ کو نقشبندی طریقہ کی تربیت دی (۴۷)۔ یہ لوگ شاہی تقاریب میں اعزاز واکرام سے بلائے جاتے (۴۸)۔ بادشاہ احترام واکرام کے ساتھ ان سے ملاقاتیں کرتا (۴۹)۔ خانوادہ نقشبندیہ مجددیہ کے دیگر شاہی خاندان سے بھی گہرے روابط تھے (۵۰)۔ بذریعہ مکتوب نگاری بھی بادشاہ سے ربط و تعلق رہا۔ خواجہ معصوم نے اورنگ زیب کو ۶، خواجہ سعید نے ۹، خواجہ سیف الدین نے ۱۹، خواجہ محمد نقشبند نے ۱۵، خواجہ عبیداللہ نے ۹ خط لکھے (۵۱)۔ اس کے علاوہ شاہی خاندان کے دیگر افراد

Marfat.com

کے نام خطوط بھی مجموعہ ہائے مکاتیب میں ملتے ہیں (۵۲)۔خواجہ معصوم کا علاج کروانے کے لئے اورنگزیب نے ایک ڈاکٹر بھی بلایا تھا (۵۳)۔ان روابط کا مقصد خواجہ سیف الدین کے الفاظ میں صرف یہ تھا کہ دین کو تقویت ملے اور یہ بادشاہوں ہی سے ممکن ہے (۵۴)۔ان روابط سے ظاہر ہوتا ہے کہ کہیں بھی مجددی حضرات نے دنیوی مفاد حاصل نہیں کیا۔یہ خطوط بیوروکریسی اور بادشاہ سے مسلسل رابطہ تھا جن کے ذریعے ان کو دینی ذمہ داریوں سے مسلسل آگاہ کیا جاتا تھا۔جو لوگ ان خطوط کی اہمیت کا انکار کرتے ہیں وہ دراصل پیر اور مرید کے باہمی رشتہ محبت اور صوفیہ کے طریق اصلاح سے ناواقف ہیں۔

ان سطور سے واضح ہوتا ہے کہ شیخ احمد سرہندی صرف ایک عالم اور صوفی نہ تھے۔ایک مصلح ومجدد تھے چونکہ انہوں نے اپنی اصلاحات کی بنیاد خالصتاً نبوی طریق پر رکھی اس لئے وہ بعض اوقات ایک عالم یا صوفی نظر آتے ہیں اور معاشرتی وسیاسی اصلاح والا رخ نظروں سے اوجھل ہوجاتا ہے۔حالانکہ نبوی طریق ہی جامعیت کا حامل ہے اس سے معاشرہ میں ہر سطح پر مثبت تبدیلی آتی ہے لوگوں نے اصلاح کے بنیادی ڈھانچہ کو دیکھا تو صرف عالم سمجھ بیٹھے حالانکہ مجددی تطہیر کے اثرات کثیر الجہت تھے۔یہی وجہ ہے کہ بہت سے مغربی مؤرخین نے بھی شیخ کے سیاسی اثرات کو تسلیم کیا (۵۵)۔انکار کرنے والے بھی جزوی اثرات تسلیم کئے بغیر نہ رہ سکے (۵۶)۔

اس دور کا تجزیہ کرتے ہوئے اس حقیقت کو بھی کبھی فراموش نہیں کرنا چاہیے کہ وہ زمانہ دور حاضر کی طرح سیاسی تحریکات کا نہ تھا کہ جس میں مظاہرے اور جلسے جلوس کئے جاتے ہیں۔شیخ احمد سرہندی نے اسی وجہ سے اپنے سیاسی پیغام کو دربار تک پہنچانے

Marfat.com

کے لئے اپنے دور کے مطابق مناسب ترین طریقہ کو اختیار کیا۔ بہر صورت ایک صوفی اور عالم شیخ احمد سرہندی کی شخصیت کو ایک ''خاموش مؤثر سیاسی کردار'' سے جدا نہیں کیا جاسکتا۔ Julian Baldick نے بجا طور پر انہیں بیسویں صدی میں Mainline Islam (اکثریتی مسلم عوام کا Champoin (پیش رو) قرار دیا ہے (۵۷)۔

اہم نوٹ:

مغربی اسکالرز میں سے Yohanan Friedmann نے خویشگی کے مندرجات پر انحصار کر کے بعض غلط نتائج اخذ کئے ہیں۔ یہاں میں صرف اس بات کی وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ خویشگی اس سلسلہ میں کس قدر غیر مستند ہے۔

غلام معین الدین عبداللہ عبدی خویشگی قصوری (۱۰۴۳/۱۱۰۶ھ/۱۶۳۲۔ ۱۶۹۵) خواجگان چشت سے عقیدت کی وجہ سے وہ اپنے نام سے پہلے غلام معین الدین لکھا کرتا تھا۔ فارسی میں عمدہ شعر کہتا تھا۔ ایسے اساتذہ سے تعلیم حاصل کی جو غالی وجودی نظریات کے حامل تھے۔ اس کی مشہور کتابوں میں معارج فی مدارج الہدایت یا معارج الاولیاء فی مدارج الاصفیاء ہے۔ جو (۱۰۹۶ھ/۱۶۸۴) میں مکمل ہوئی۔ یہ تقریباً ۴۵۶ پاک وہند کے مشائخ کے حالات پر مشتمل ہے اور دس ابواب پر مشتمل ہے۔ یہ کتاب قدیم تذکرہ نویسی کے اسلوب پر لکھی گئی ہے۔ غیر مستند اور سماعی باتیں بغیر نقد وتبصرہ کے نقل کر دی گئی ہیں۔ دوسری کتابوں سے متن نقل کرتے وقت اس بات کا بھی خیال نہیں رکھا گیا کہ یہ کتاب اس بزرگ کی واقعی ہے بھی؟ مشائخ کے سنین ولادت و وفات کو یکسر نظر انداز کر دیا ہے۔ جن مشائخ کے سنین درج کئے ہیں

Marfat.com

ان کا ماخذ شیخ عبدالحق کی اخبار الاخیار ہے مگر تذکرہ نویسی میں شیخ عبدالحق نے جس تحقیق کی بنیاد ڈالی یہ کتاب اس سے یکسر خالی ہے۔

تمام سلاسل صوفیا کے احوال خویشگی نے لکھے لیکن مجددی سلسلہ کو یکسر نظر انداز کر دینا اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ اسے اس سلسلہ سے سخت عداوت تھی کیا ایسے شخص کی کتاب تحقیقی کام کے لئے بنیاد بن سکتی ہے؟ اور جب کتاب کی بھی یہ صورت ہو کہ وہ مجددی سلسلہ کے حوالہ سے ایک اور کتاب کا سر المخالفین کی نقل ہو۔ گویا خود خویشگی نے براہ راست غیر جانبدار ہو کر شیخ سرہندی کی کتب کا مطالعہ ہی نہیں کیا۔ مثلاً اس نے لکھا ہے کہ شیخ سرہندی نے منصور حلاج اور ابن عربی کی تکفیر کی اور زندیق لکھا ہے۔ مگر کیا پورے مکتوبات شیخ احمد سرہندی میں کوئی ایسا جملہ ہے۔ ہرگز نہیں؟ خویشگی نے بادشاہ کے حوالہ سے جس خط کا ذکر کیا اور Friedmann نے بھی اسے نقل کیا، روضۃ القیومیۃ میں اسے جعلی اور من گھڑت قرار دیا۔ ایک مشکوک اور غیر مستند خط کی بنیاد پر یہ کیسے یقین کیا جا سکتا ہے کہ اورنگزیب نے مکتوبات امام ربانی پر پابندی لگائی ہو گی جبکہ یہ کام تو جہانگیر نے بھی نہ کیا تھا وہ یہ حکم نامہ جاری کرتا تو قابل یقین بھی ہوتا۔ اورنگ زیب کے شاہی فرامین شائع ہو چکے ہیں ان میں کہیں اس حکم کا اشارہ نہیں۔

خویشگی کے مجددی تحریک کی مخالفت کے درج ذیل اسباب ہو سکتے ہیں۔

(i) خویشگی کا جن صوفیہ سے تعلق رہا وہ اکثر غالی وجودی تھے ان صوفیہ کی صحبت کے نتیجہ میں اس کے ذہن میں شیخ احمد سرہندی کی مخالفت کا عنصر پیدا ہوا۔

(ii) خویشگی نے جن دنوں اورنگ آباد میں قیام کیا وہاں ان دنوں وہ لوگ مقیم

Marfat.com

تھے جو مجددی خاندان کے مخالفین تھے اس وجہ سے ماحول سے متاثر ہو جانا کوئی بعید نہیں (۵۸)۔

درج بالا بحث کے بعد کہا جا سکتا ہے کہ معارج الولایت مجددی سلسلہ پر تحقیق کے لئے ایک غیر مستند ماخذ ہے اور صرف اسی ماخذ کو بنیاد بنا کر نہیں کہا جا سکتا کہ اونگرزیب نے مکتوبات امام ربانی کے بارے میں کسی قسم کی پابندی کا فیصلہ کیا تھا۔

حواشی

(۱) سورۃ البقرہ:۱۲۹،۱۵۱

(۲) تصوف، اس کی اہمیت اور تعریفات کے لئے ملاحظہ فرمایئے:

(i) عروج قادری، سید احمد، اسلامی تصوف، مرکزی مکتبہ اسلامی پبلشرز، نئی دہلی، ۲۰۰۳ء

(ii) عبدالقادر عیسیٰ شاذلی، تصوف کے روشن حقائق، مترجم محمد اکرم الازہری، زوایہ لاہور ۲۰۰۰ء

(iii) Encyclopedia of Islamic Spiritually Vol.1

(iv) Farrukh,Omer A,Mysticism in Islam,Beirut, 1947

(۳) دیگر مذاہب میں Mysticim کی جو اصطلاح استعمال ہوتی ہے وہ اسلام کے تصور تزکیہ یا تصوف سے قطعی مختلف ہے۔ ملاحظہ فرمائے:

(i) لطیف اللہ، پروفیسر، تصوف اور سریت، ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور ۱۹۹۶ء ص:۲-۷۲-۱۵۶

(ii) اس حوالہ سے Smith کا درج ذیل اقتباس بھی قابل توجہ ہے:

Marfat.com

The word "Mysticism" itself comes down to us from the Greeks and is derived from a root meaning "to close".The mystic was one who had been initiated into esoteric knowledge of divine things and upon whom was laid the necessity of keeping silence concerning his saved knowledge.(An introduction to the History of MysticismP:1)

دوسرے مذاہب میں تصوف کے حوالہ سے معلومات کے لئے ملاحظہ فرمائیں:

(i) Mysticism in the World's Religions by Edward Geoffery.

(ii) An Illustraed Encyclopedia of Mysticism and Mystery Religions by John Ferguson.

(iii) The Roots of Christain Mysticism :Text and Commentary by Olivier Clements.

(iv) A hand book of Christan Mysticism by Michael.

(v) Judaism and Mysticism according to Gershon Scholem by Eliezer Schweid.

(vi) Hindu Mysticism by Mahendranath Sircar.

(vii) Major trends in Jewish Mysticism by Gershom.

(viii) Mysticism East and West by Rudolf Otto translated by Bertha L.Bracey.

(۴) حیات وآثار، خدمات وافکار کے لئے ملاحظہ فرمائیں:

(i) کشمی محمد ہاشم، زبدۃ المقامات، مترجم: ڈاکٹر غلام مصطفی، مکتبہ نعمانیہ

Marfat.com

سیالکوٹ ۱۴۰۷ھ

(ii) بدر الدین سرہندی، علامہ، حضرات القدس، مکتبہ نعمانیہ سیالکوٹ ۱۴۰۳ھ

(iii) مسعود احمد، ڈاکٹر، جہان امام ربانی، امام ربانی فاؤنڈیشن کراچی

(iv) اقبال مجددی، محمد، مقدسہ مقامات معصوصی، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور ۲۰۰۴ء

(v) Ansari,Muhammad Abdul Haq ,Sufism and The Islamic Foundation U.K Sharish,

(۵) ''دوسرے ہزارے کے مجدد'' آپ کا یہ لقب تاریخی حیثیت کا حامل ہے۔ الف ثانی کی باطل تحریکات کے مقابلہ میں آپ نے رجوع الی القرآن والسنتہ کیا۔

(۶) سرہند کے لئے ملاحظہ فرمائیے:

(i) Sirhind through Ages by Fauja Singh

(ii) The Mughal Empire,R.C.Majumdar(General Editor)P:705

(۷) شیخ عبدالاحد، آپ کے والد گرامی کا اسم ہے۔ احوال حیات کے لئے ملاحظہ فرمائیں، زبدۃ المقامات، ص: ۱۳۷۔۱۸۴

(۸) ایضاً ص: ۱۹۵۔۱۹۶

(۹) احوال حیات کے لیے ملاحظہ فرمائیں حضرات القدس جلد اول ص: ۲۶۳۔۳۶۶

(۱۰) دفتر اول کے پہلے بیس مکاتیب

(۱۱) دفتر اول کے پہلے بیس مکاتیب

(۱۲) سرہند کی تباہی کے حوالے سے معلومات کے لئے ملاحظہ فرمائیں:

(i) The Cambrige History of India edited by Sir Richard Burn Vol:4,P:322

(ii) History of Sikhs by Khushwant Singh.

Marfat.com

(iii) The Sikh Religion by Max Arthor Macauliffe Vol:4,P:248

(۱۳) مکتوب نگاری کا آغاز کب ہوا اس کے متعلق وثوق سے کچھ نہیں کہا جاسکتا۔Persian کی ایک ملکہ Atossa کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ سب سے پہلے خط اس نے لکھا۔مکتوب نگاری کی تاریخ،اس کے لئے استعمال ہونے والے کاغذ،سیاہی،قلم خط پوسٹ کرنے کے ذرائع پر عمدہ معلومات کے لئے ملاحظہ فرمایئے:

" Roberts,William,History of Letter Writting from earliest period to the fifth century n.d London".

(۱۴) بعض لوگ مکتوب نگاری کی اہمیت کا انکار کرتے ہیں حالانکہ یہ پوری دنیا میں اپنی فکر کے فروغ کا ذریعہ ہے۔اسی لئے مغرب میں بھی اہم شخصیات کے مکاتیب کی تجمیع کا کام کیا جاتا ہے۔ایسی چند کتابوں کے نام ملاحظہ فرمائیں:

(i) A life in letters by Gabriel Faure.

(ii) The letters of Mozart and his family by Mozart

(iii) Correspondence of Karl Marx and Friedrich Engels by Karl Marx

(iv) The correspondence between Prince A.M.Kurbsky and Tsar Ivan IV of Russia by Kurbskii

(v) An Epistle of Comfort 1587-88/Robert SouthwellB(and a poeme declaring the real referance of Christ in the blessed sacrament,1606] by Robert Southwell.

(vi) Brownson-Hecker Correspondence edited by Joseph F.Gower and Richard M.Leliaert.

Marfat.com

(۱۵) مکتوبات شیخ احمد سرہندی کو محققین مشرق و مغرب نے اپنی تحقیقات کا مرکز بنائے رکھا ہے۔مختلف زبانوں میں ان کے تراجم ہوئے۔ وجیہ الدین ان کا انگریزی ترجمہ کررہے ہیں۔پہلی جلد لاہور سے چھپ چکی ہے۔اس ترجمہ پر انہوں نے بہت محنت کی۔دو ماہ دہلی میں خواجہ باقی باللہ کے مزار پر رہے اور انگریزی میں اصطلاحات خود وضع کیں۔باقی جلدوں پر کام ہورہا ہے۔(یہ معلومات شیخ وجیہہ الدین کا خط بنام امجد صاحب U.K. سے لی گئی ہیں)

صوفیہ نے اپنے مریدوں کو مکتوبات کے درس دیئے۔ان کی مختلف شروح بھی لکھی گئیں۔ اردو میں ایک نامکمل شرح علامہ سعید احمد مجددی نے تحریر کی جو گوجرانوالہ پاکستان سے شائع ہوئی۔

(۱۶) مکتوبات سے غلط یا ادھورے نتائج اخذ کرنے کی دو مثالیں Yohanan Friedmann کے حوالے سے نقل کرتا ہوں۔دفتر سوم (Volume:3) کے مکتوب ۴۳ سے Friedmann نے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ شیخ احمد سرہندی نے جہانگیر سے ملاقات میں اسلام کے بنیادی عقائد سے متعلق گفتگو کی ص ۸۵۔Friedmann کے تبصرے سے یہ تاثر ابھرتا ہے کہ ایک ہی ملاقات ہوئی۔حالانکہ شیخ احمد سرہندی نے صرف ایک ملاقات کی قدرے تفصیل دی ہے مگر مکتوب کے آغاز میں جو کچھ لکھا وہ محقق نے بالکل ہی نظرانداز کردیا۔ان ابتدائی سطور سے وہ تاثر سامنے نہیں آتا جو پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ابتدائی سطور یہ ہیں ''اللہ سبحانہ کی عنایت سے عجیب وغریب صحبتیں گذر رہی ہیں دینیہ اور اصول اسلامیہ کی ان گفتگوؤں میں سرموستی اور مداہنت دخل نہیں اور وہی باتیں جو کہ خاص خلوتوں اور مجالس میں بیان ہوا کرتی ہیں اللہ تعالیٰ توفیق سے ان مجالس میں بھی بیان کرتا ہوں۔اگر ایک مجلس کا حال لکھا جائے اس کے لئے دفتر چاہیے۔(دفتر اول،مکتوب:۴۳)

دفتر اول،مکتوب نمبر ۱۳۸ سے Friedmann نے یہ نتیجہ نکالا سرہندی بادشاہوں سے میل ملاپ سے منع کرتے تھے حالانکہ اسی مکتوب میں جس کا حوالہ دیا گیا ہے شیخ

Marfat.com

احمد سرہندی نے خود وضاحت کی ہے کہ اس مبارک اور تاکید کا سبب کیا ہے۔
ایسے اقتباسات سے بعض اوقات یوں محسوس ہوتا ہے کہ شاید Yohanan Friedmann نے خود مکتوبات کا تفصیلی مطالعہ نہیں کیا بلکہ دوسرے لوگوں کے کردہ اقتباسات سے نتائج اخذ کئے ہیں۔

(۱۷) مکتوبات امام ربانی، دفتر اول، مکتوب: ۴۷، ۴۸، ۶۵، ۸۱

(۱۸) ملاحظہ فرمایئے: بدایونی، عبدالقادر، منتخب التواریخ، تحقیق علی صاحب تہران ۲۰۰۰، جلد دوم۔

(۱۹) اکبر کے دین الٰہی پر تفصیلی معلومات کے لئے ملاحظہ فرمائیں:

(i) Akbarand Religion by Khaliq Ahmed Nizami

(ii) The Commentaries of Father Monserrate ,by S.J. Hoyland.

(iii) Akbar the Great Mugal by Vincent A.Smith P:214-21

(۲۰) مکتوبات امام ربانی، دفتر دوم، مکتوب: ۲۳

(۲۱) نبی کریم ﷺ کی ذات اقدس ''امی'' ہے یعنی آپ نے علماء و معارف کی تحصیل دنیا میں کسی فرد سے نہیں کی۔

(۲۲) Abul Fazl,Akbar Nama Vol.1,P.518

(۲۳) جہانگیر نے اپنے وصیت نامہ کے آخر میں لکھا ہے: جہاں تک ہو سکے شریعت اسلامیہ کی پیروی کرو تا کہ روز قیامت بخشے جاؤ۔
ہروی، خواجہ نعمت علی، تاریخ خاں جہانی و مخزن افغانی، مترجم ڈاکٹر محمد بشیر حسین اردو سائنس بورڈ لاہور ۱۹۸۶، ص: ۵۱۴
مکتوبات امام ربانی، دفتر اول، مکتوب: ۱۸۶

(۲۴) مکتوبات امام ربانی، دفتر اول، مکتوب: ۱۸۶

Marfat.com

(۲۵) ایضاً، دفتر اول، مکتوب: ۲۳۱، ۲۵۵، ۱۰۵، ۵۴، ۱۸۶، ۱۵۷

دفتر دوم، مکتوب: ۲۳

(۲۶) ایضاً، دفتر اول، مکتوب: ۱۳۱، ۱۶۸، ۲۳۱، ۲۸۸

(۲۷) ایضاً، دفتر سوم، مکتوب: ۱۰۵/ دفتر دوم، مکتوب: ۲۳

(۲۸) ایضاً، دفتر سوم، مکتوب: ۱۰۵/ دفتر دوم، مکتوب: ۱۵

(۲۹) ایضاً، دفتر اول، مکتوب: ۴۳

(۳۰) ایضاً، دفتر اول، مکتوب: ۴۳/ دفتر سوم، مکتوب: ۸۹

(۳۱) ایضاً، دفتر اول، مکتوب: ۲۶۶، ۲۵۹

(۳۲) ایضاً، دفتر سوم، مکتوب: ۲۳/ دفتر اول مکتوب: ۲۶۶

(۳۳) محمد اقبال، ڈاکٹر، تشکیل جدید الٰہیات، لاہور، ۱۹۵۸ء، ص: ۲۹۸، ۲۹۹

(۳۴) مبدا و معاد کی درج ذیل عبارت اس حقیقت حال کو واضح کرتی ہے:

احوال، وجدانات اور علوم و معارف کو بیان کرنے کے سلسلہ میں اگر اس راقم کی عبارت میں کوئی تناقض یا اختلاف معلوم ہو تو اسے اوقات کے مختلف ہونے اور حالات و کیفیات کے جداگانہ ہونے پر محمول کرنا چاہیے کیونکہ ہر وقت کے احوال اور وجدانات مختلف ہوتے ہیں اور ہر حالت و کیفیت کے علوم و معارف جداگانہ ہوتے ہیں۔ لہٰذا درحقیقت یہ کوئی تعارض یا اختلاف نہیں ہوتا۔ اس کی مثال احکام شرعیہ کی مثال کی طرح ہے کہ وہ منسوخ اور تبدیل ہونے کے بعد متضاد احکام نظر آتے ہیں لیکن جب اوقات اور حالات کے اختلاف کو نظر میں رکھا جاتا ہے تو وہ تناقض اور اختلاف رفع ہو جاتا ہے۔ اور اس میں اللہ تعالیٰ سبحانہ کی بڑی حکمتیں اور مصلحتیں ہیں۔ لہٰذا تم شک کرنے والوں میں سے نہ بنو۔ اور اللہ تعالیٰ رحمتیں نازل فرمائے ہمارے آقا حضرت محمد ﷺ اور آپ کی آل پر اور سلامتیاں اور برکتیں بھی نازل

Marfat.com

فرمائے۔(مجدد الف ثانی، احمد سرہندی، مبدا و معاد مترجم سید زوار حسین شاہ، ادارہ مجددکراچی ۱۹۸۴ء، منہا نمبر ۶۱ ص: ۲۲۱۔۲۲)

(۳۵) ملاحظہ فرمایئے:

(i) مسعود احمد، ڈاکٹر، سیرت مجدد الف ثانی، امام ربانی فاؤنڈیشن کراچی ص ۳۱۶۔۳۶۳

(ii) اقبال مجددی، محمد، احوال و آثار عبداللہ خویشگی، لاہور ۱۵۹۔۱۶۱

(۳۶)

(i) Netton,Ian Richard ,Sufi Ritual,P:64

(ii) Cambridge History of Iran Vol:6,P:117

(iii) Memoris of Zehir-ed-Din Muhammad Babur P:31 oughlat ,Mirza Muhammad Haider, Tarikh-i -Rashidi,English Translation by E.Denison Ross Sampson Law, Marston and Law Company Ltd.P:97

(۳۸) Memories of Babur Vol.2,P.347-8

(۳۹) ایضاً، جلد اول، ص: ۹۲۔۹۳

(۴۰) مقامات معصومی، جلد اول، ص: ۱۱۵

(۴۱) Asher ,Catherine B,and Talbot ,Cynthia ,India before Europe,Cambridge Press 2006,P:226

(۴۲) ایضاً: ۲۹۴، ۲۲۷ رمقامات معصومی جلد دوم، ص: ۲۲۶

(۴۳) جہانگیر نے حسد، بغض غلط فہمیوں اور حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے سیاسی اثر رسوخ کی وجہ سے آپ کو قید کیا۔ جلد ہی غلطی کا احساس ہونے پر چھوڑ دیا۔ گرفتاری اور رہائی دونوں سیاسی پہلو سے بھی بہت اہم ہے۔ Dr.Beni Prasad کا یہ کہنا

Marfat.com

تاریخی حقائق کے خلاف ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ جہانگیر سے معافی مانگی۔ ملاحظہ فرمایئے:

"Majumdar ,R.C.The Mughal Empire, Bombay,1974,P.194"

(۴۴) مکتوباب امام ربانی، دفتر، مکتوب:۴۳

(۴۵) مقامات معصومی، جلد ۲، ص:۲۰۲، ۲۴۵، ۶۴۸

(۴۶) ایضا، ص:۵۳۱

(۴۷) مکتوبات معصومیہ، دفتر سوم، مکتوب: ۲۲۰، ۲۴۲

(۴۸) شہزادہ اعظم کی شادی میں خواجہ سیف الدین نے ۳ جنوری ۱۲۲۹، کوشرکت کی اور اس کے گواہان نکاح میں سے تھے۔

Saqi,Mustaid Khan ,Maasir-i-Alamgiri,English translation by Jadu Nath Sarkar,Royal Asiatic Society,1947,P.49

(۴۹) 3 جون 1669 کو عالمگیر نے خواجہ سیف الدین سے جو ملاقات کی اور جس اعزاز واکرام سے پیش آیا، ساقی خان نے اس کا تذکرہ ان الفاظ میں کیا ہے:

On Thursday,3rd June 1669/13th Muharram Emperor visited the porter's ledge which was assigned for residence of said Shaikh Saif uddin Sirhindi.After an hour Spent in talking with the saint and honouring him,he returned to the palace.(P.53)

اسی کتاب کے ص:3-312 پر بادشاہ کے مذہبی رجحانات پر سیر حاصل بحث ہے۔

Marfat.com

(۵۰) شہزادی روشن آرا بیگم بنت شاہ جہاں نے خواجہ معصوم کو ایک خط لکھا جس میں انتہا درجہ کی نیازمندی اور عقیدت کا اظہار کیا۔ (مقامات معصومی، جلد ۲، ص: ۳۱۷)

اسی شہزادی نے خواجہ معصوم کا روضہ تعمیر کروایا۔ (ایضاً ص: ۳۳۲ / روضۃ القیومیہ، جلد ۲، ص: ۲۸۱)

(۵۱) Rizvi ,Saiyid Athar Abbas,A History of Sufism in .482-91Vol2,P983,India,New Deldhi,1

اطہر عباس رضوی نے یہ تفاصیل تو دی ہیں مگر اس نے جو نتائج اخذ کئے ان سے اتفاق مشکل ہے۔

(۵۲) ایضاً

(۵۳) ڈاکٹر کا نام Sikandar Beg تھا۔ مقامات معصومی جلد اول، ص: ۱۵۲، جلد دوم، ص: ۳۱۳

(۵۴) مکتوبات سیفیہ، مکتوبات: ۱۶۲

(۵۵) چند نام ملاحظہ فرمائیں:

(i) Johns,A.H.and Lewis F.D,Encyclopedia of Religions Vol,13,P.9-10

(ii) Ian Richard,Sufi Ritval P.5

(iii) Brown ,John.The Darvishes P.446

(iv) Renard,John,Histrical Distionary of Sufism P.244

(v) Alexander Knysh,Islamic Mysticism P.231

(vi) Khuswant Singh,A History of Sikhs P.59

(۵۶)

(i) Gventher,Alam M.India's Islamic Traditions P.211

Marfat.com

(ii) Encyclopedia of Religion Vol.12P.8413

(iii) Yohanan Friedmann,Shaykh Ahmed Sirhindi An outline of his thought....,P.101

(۵۷)Baldick,Julian,Mystical Islam P.121

(۵۸) یہ تفصیلات محمد اقبال مجددی کی کتاب احوال وآثار عبداللہ خویشگی قصوری سے لی گئی ہیں۔

Marfat.com

حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ بحیثیت محدث

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے شیخ یعقوب کشمیری رحمۃ اللہ علیہ اور قاضی بہول بدخشیؒ سے کتب احادیث پڑھیں۔ حدیث میں آپؒ کی مہارت تامہ کا اندازہ آپؒ کے رسائل اور مکتوبات سے لگایا جاسکتا ہے۔(۱) مکتوبات میں کم وبیش تین سو(۲) احادیث کے حوالے بعض مقامات پر نہایت عمدہ تشریح کے ساتھ ملتے ہیں۔

علم حدیث میں آپؒ کے مقام ومرتبہ کے بارے میں مولانا سید سلیمان ندوی لکھتے ہیں:

''متن حدیث میں ایک ''اربعین'' یعنی چالیس منتخب احادیث (۳) کا مجموعہ آپؒ کی تالیف ہے جو عام طور پر ملتا ہے۔ اس کے علاوہ جس نے آپؒ کے مکتوبات کا مطالعہ کیا ہے وہ اس بات کی شہادت دے گا کہ آپؒ کا مقام علم حدیث میں کتنا بلند تھا۔''(۴)

آپؒ کی محدثانہ حیثیت کے پیش نظر سید احمد رضا بجنوریؒ نے مقدمہ ''انوار الباری'' میں محدثین احناف میں آپؒ کا ذکر کیا ہے۔(۵) اور انور شاہ کشمیری (۶) شاہ عبدالغنی مجددی (۷)۔ علامہ شبیر احمد عثمانی (۸)، سید احمد رضا بجنوری (۹)، مولانا ادریس کاندھلوی (۱۰)، سراج احمد سرہندی (۱۱)، مولانا سلیم اللہ خاں (۱۲) نے اپنی شرحات میں، محمد زکریا سہارنپوری نے صحاح ستہ کے متعلق اپنے مکاتیب میں (۱۳)

Marfat.com

حضرت مجددؒ کے حوالے دیے۔ شیخ عبدالغنی نے ''تبریز المکنونات فی تخریج احادیث المکتوبات''، محمد سعید نے ''تشیید المبانی فی تخریج احادیث المکتوبات للامام الربانی'' اور مولانا سعید نقشبندی نے مکتوبات کے اردو ترجمہ میں احادیث کی تخریج کی۔ (۱۴) ڈاکٹر بابر بیگ مطالی نے احادیث مکتوبات کی تخریج کے حوالے سے پی۔ ایچ۔ ڈی کے لیے تحقیقی مقالہ لکھا۔ مکتوبات ودیگر رسائل میں آپ نے بعض مقامات پر اصول حدیث کے فنی مباحث جیسے صحیح، حسن، خبر واحد، خبر متواتر اور راویوں پر جرح وغیرہ کے حوالے سے بھی گفتگو کی (۱۵)۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ عصر حاضر کے نامور محدث مولانا غلام رسول سعیدی نے ایک روایت کے مفہوم کو اس لیے صحیح قرار دیا کہ مکتوبات میں حضرت مجددؒ نے اسے نقل کیا ہے۔ اس سلسلہ میں وہ لکھتے ہیں:

''شیخ مجدد الف ثانیؒ کا جو علمی اور تحقیقی مقام ہے وہ خویش وبیگانہ سب کے نزدیک مسلم ہے اور مکتوبات میں شیخ کا اس حدیث کا متعدد بار ذکر کرنا اور اس سے استدلال کرنا اس امر پر آفتاب سے زیادہ روشن دلیل ہے کہ ان کے نزدیک حدیث: ''لولاک لما خلقت الافلاک'' معنی صحیح اور ثابت ہے۔'' (۱۶)

حجیت حدیث اور حضرت شیخ سرہندی:

اللہ تعالیٰ نے انسانیت کی رشد وہدایت کے لیے نبوت ورسالت کے سلسلہ کا آغاز کیا۔ انبیاء کرام علیھم الصلوٰت والسلام کی مبارک ومقدس زندگیاں، انسانوں کی فلاح وکامرانی کی ضمانت ہیں۔ ان نفوس قدسیہ کے نقوش پا کی اتباع ہی خدا کی خوشنودی ورضا کا ذریعہ ہے۔ خاتم الانبیاء سید المرسلین ﷺ کی تشریف آوری

Marfat.com

انسانیت پر خداوند قدوس کا سب سے بڑا انعام وفضل ہے۔ سلسلہ نبوت کا ختم ہونا، دینی، ثقافتی اور نظریاتی اعتبار سے مسلمان کا ایمان ہے۔ اب آپ ﷺ کا اسوہ حسنہ، "آنچه خوبان همه دارند تو تنها داری" کے مطابق مسلمان کی زندگی کا دستور ولائحہ عمل اور ضابطہ حیات ہے۔ آپ ﷺ کی اطاعت واتباع ہی سے محبوب خدا بنا جاسکتا ہے۔

اسی جذبہ اطاعت واتباع کی تکمیل کے لیے محدثین اور سیرت نگاروں نے اپنی زندگیاں وقف کر کے آپ ﷺ کے روز وشب کے معمولات وعادات کریمہ کو اکٹھا کیا۔ اس طرح ہمارے اسلاف کی ان کوششوں کے نتیجہ میں اب ہمارے زندگی گذارنے کے لیے آپ ﷺ کی تعلیمات وسیرت کی روشنی میں رہنما اصول موجود ہیں۔ یہ تگ ودو خود اس بات کی شاہد ہے کہ اسلامی طرز حیات میں رسول اللہ ﷺ کی احادیث کس قدر اہمیت کی حامل ہیں۔ مگر اس کے باوجود قدیم وجدید معتزلہ نے ہمیشہ اپنی عقل پر ناز کرتے ہوئے ان کی اہمیت وافادیت کو مختلف حیلے بہانوں سے کم کرنے کی کوشش کی، مگر امت نے بحیثیت مجموعی اس فتنہ پر علمی اور عملی حوالے سے کاری ضرب لگائی اور ایسے افکار کی سختی سے تردید کی۔

دسویں صدی ہجری میں جب ایرانی مابعد الطبیعات نے دین اکبری کے روپ میں بال وپر نکالنے کی کوشش کی تو برصغیر میں شیخ احمد فاروقی سرہندیؒ نے اس فتنہ کو سرکوبی کے لیے عملاً جدوجہد کی۔ اکبری فکر وفلسفہ یہی تھا کہ عقل ہی انسان کے جملہ معاملات ومسائل کے حل کے لیے کافی ہے، اب عہد رسالت مآب ﷺ سے رشتہ وناطہ قائم رکھنے کی ضرورت نہیں۔ اس تناظر میں حضرت مجدد الف ثانیؒ نے اپنی

Marfat.com

تحریرات میں ذات رسالت مآب ﷺ سے رشتہ و تعلق کی استواری پر زور دیا۔ اپنے مکتوبات میں اطاعت واتباع رسول ﷺ کا قرآن کریم میں جو حکم دیا گیا ہے اس کا بار بار حوالہ دیا۔ اپنی فکر کی بنیاد تعلیمات نبویہ پر رکھی۔ صوفیاء کرام ہوں یا فقہاء، رعایا ہو یا بادشاہ سب کے سب اطاعت رسول اللہ ﷺ کے پابند ہیں۔ حجیت حدیث کو ثابت کرنے کے لیے وہ کام تھا جو حضرت مجددؒ نے اس دور میں کیا۔ آپ کا رسالہ ''اثبات النبوۃ'' بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ کا ''مدارج النبوۃ'' اور شروح حدیث'' رقم کرنا بھی اس دور میں حجیت حدیث کے لیے کام کرنے کی ضرورت واہمیت کو واضح کرتا ہے۔

حضرت مجدد الف ثانیؒ نے اتباع رسول ﷺ پر جو علمی و تحقیقی گفتگو کی وہ بے مثال اور عدیم النظیر ہے۔ اس سلسلہ میں آپؒ نے اتباع کی باقاعدہ درجہ بندی کی۔ اس حوالے سے سید شاہ محمد کو لکھا گیا مکتوب فرمائیں:

(۱) ''(مطابعت کا) پہلا درجہ عوام اہل اسلام کے لیے ہے۔ یعنی تصدیق قلبی کے بعد اطمینان نفس سے پہلے جو کہ درجہ ولایت سے وابستہ ہے احکام شرعیہ کا بجالانا اور سنت سنیہ کی متابعث ہے اور علمائے ظاہر، عابد اور زاہد حضرات جن کا معاملہ ابھی اطمینان نفس تک نہیں پہنچتا سب اسی متابعث کے درجہ میں شریک ہیں اور اتباع کی ظاہری صورت کے حاصل کرنے میں سب برابر ہیں، اور چونکہ اس مقام میں نفس ابھی کفر وانکار پر ہی اڑا ہوا ہوتا ہے اس لیے یہ درجہ متابعث کی صورت کے ساتھ مخصوص ہوگا۔ متابعت کی یہ صورت، اس کی حقیقت کی طرف آخرت کی کامیابی اور نجات کا موجب اور دوزخ کے عذاب سے بچانے والی اور جنت میں داخل ہونے کی خوشخبری

Marfat.com

دینے والی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے کمال کرم سے نفس کے انکار کا اعتبار نہ کر کے صرف تصدیق قلبی پر کفایت فرمائی ہے اور نجات کو اس تصدیق پر وابستہ کیا ہے:

می توانی کہ دھی اشک مرا حسن قبول

اے کہ در ساختہ قطرہ، بارانی را

''یعنی اے وہ ذات کہ جس نے بارش کے قطرے کو موتی بنا دیا، تو یہ بھی کرسکتا ہے کہ میرے آنسو کے قطرے کو حسن قبول عطا فرمائے۔''

(۲) متابعت کا دوسرا درجہ آں سرور علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام کے ان اقوال واعمال کی متابعت ہے جو باطن سے تعلق رکھتے ہیں۔ مثلاً اخلاق کا درست کرنا، بری عادتوں کا دور کرنا، باطنی امراض اور اندرونی بیماریوں کا ازالہ کرنا وغیرہ وغیرہ جو مقام طریقت سے متعلق ہیں اور اتباع کا یہ درجہ ارباب سلوک کے ساتھ مخصوص ہے جو طریقہ صوفیہ کو شیخ مقتدا سے اخذ کر کے سیر الی اللہ کی وادیوں اور جنگلوں کو قطع کرتے ہیں۔

(۳) متابعت کا تیسرا درجہ آں سرور علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام کے ان احوال، اذواق اور مواجید کی متابعت ہے جو ولایت خاصہ کے مقام سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہ درجہ ان ارباب ولایت کے ساتھ مخصوص ہے جو مجذوب سالک یا سالک مجذوب ہوں۔ جب مرتبہ ولایت اپنی انتہا کو پہنچ جاتا ہے تو نفس بھی مطمئنہ ہو جاتا ہے اور طغیان وسرکشی سے باز آ جاتا ہے، انکار سے اقرار میں اور کفر سے اسلام میں آ جاتا ہے۔ اس کے بعد جس قدر متابعت میں کوشش کرے گا وہ متابعت کی حقیقت ہوگی۔ اگر نماز ادا کرے گا تو متابعت کی حقیقت بجالائے گا اور اگر روزہ ہوگا تو اس کا بھی یہی حال ہوگا، اور اگر زکوٰۃ ہے تو وہ بھی اسی طریقے پر ہوگی۔ علیٰ ہذا القیاس شریعت

Marfat.com

کے تمام احکام بجالانے میں ''حقیقتِ متابعت'' شامل ہو جاتی ہے۔

(۴) (متابعت کا) درجہ چہارم یہ ہے کہ پہلے درجے میں اس متابعت کی صورت تھی اور یہاں اس اتباع کی حقیقت ہے۔اتباع کا یہ درجہ علمائے راسخین کے ساتھ مخصوص ہے۔جو اطمینان نفس کے بعد حقیقت متابعت کی دولت سے سرشار ہیں۔اولیاء اللہؒ کو تمکین قلب کے بعد اگر چہ ایک طرح کا اطمینان نفس حاصل ہو جاتا ہے لیکن نفس کو کمال درجہ اطمینان کمالات نبوت کا حصول کے بعد حاصل ہوتا ہے جو کہ وراثت کے طور پر ان کمالات سے علماء راسخین کو بھی حصہ حاصل ہے۔پس علماء راسخین نفس کے کمال اطمینان کے باعث شریعت کی حقیقت ،جو کہ اتباع کی حقیقت ہے، سے متحقق ہوتے ہیں اور دوسروں کو چونکہ یہ کمالات حاصل نہیں ہوتے اس لیے کبھی وہ شریعت کی صورت سے متلبس اور کبھی اس کی حقیقت سے متحقق ہوتے ہیں۔

(۵) متابعت کا پانچواں درجہ آں سرور ﷺ کے صرف ان کمالات کی اتباع ہے جن کے حاصل ہونے میں علم وعمل کا کوئی دخل نہیں ان کا حصول خداوند جل سلطانہ، کے محض احسان پر موقوف ہے۔یہ درجہ نہایت ہی بلند ہے۔سابقہ درجات کی اس درجے کے مقابلے میں کوئی حیثیت نہیں۔یہ کمالات بالاصالۃ اولوالعزم انبیاء کرام علیہم السلام کے ساتھ مخصوص ہیں اور دوسروں کو تبعیت ووراثت کے طور پر حاصل ہوتے ہیں۔

(۶) متابعت کا چھٹا درجہ آں سرور ﷺ کے ان کمالات کی اتباع ہے جو آں سرور ﷺ کے مقام محبوبیت کے ساتھ مخصوص ہیں۔جس طرح پانچویں درجہ میں کمالات کا فیضان محض محبت پر موقوف ہے جو تفضّل واحسان سے بالا وبرتر

Marfat.com

ہے۔ متابعت کا یہ درجہ بہت ہی کم لوگوں کو نصیب ہوتا ہے۔ پہلے درجے کے علاوہ متابعت کے یہ پانچ درجے مقامات عروج کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں اور ان کا حصول بھی صعود پر موقوف ہے۔

(۷) متابعت کا ساتواں درجہ وہ ہے جو نزول وہبوط سے تعلق رکھتا ہے اور یہ درجہ سابقہ تمام درجات کا جامع ہے۔ کیونکہ اس مقام میں نزول تصدیق قلبی بھی ہے، تمکین قلبی بھی، نفس کا اطمینان بھی اجزائے قالب کا اعتدال بھی ہے جو طغیان وسرکشی سے باز آ گئے ہیں۔ پہلے درجے گویا اس متابعت کے اجزاء تھے اور یہ درجہ ان اجزاء کے کل کی مانند ہے۔ (۱۷)

اتباع رسول ﷺ کی ان تحقیقات سے مترشح ہوتا ہے کہ حضرت مجددؒ کے ہاں سنت وحدیث کی اہمیت کس درجہ بنیادی حیثیت کی حامل ہے۔

حجیت حدیث کے بارے میں آپؒ کے درج ذیل جملے اپنی معنویت اور فکر انگیزی کی بناء پر نہایت ہی اہم اور معروف ہیں۔

"کلام محمد عربی علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام درکار است نہ کلام محی الدین عربی وصدرالدین قونیوی وعبدالرزاق کاشی۔"

"ہمیں تو محمد عربی ﷺ کا کلام (حدیث) درکار ہے نہ کہ حضرت محی الدین عربی، صدرالدین تونیوی اور عبدالرزاق کاشی کا کلام ہے۔"

آگے تحریر فرماتے ہیں:

"مارا بانص کار است نہ بفص فتوحات مدنیہ ازفتوحات مکیہ مستغنی ساختہ است۔" (۱۸)

Marfat.com

''ہم کو نص (قرآن وحدیث) سے کام ہے نہ کہ فص (فصوص الحکم) سے ،فتوحات مدنیہ (احادیث) نے ہم کو فتوحات مکیہ سے بے نیاز کر دیا۔''

کتنا بلیغ اور گہرا اشارہ ہے جو قاری پر حدیث کی اہمیت واضح کر رہا ہے۔آپؒ کے مکتوبات سے یہ بھی اندازہ ہوتا ہے کہ ''فتوحات مکیہ'' کو تو ''فتوحات مدنیہ'' کی کنجی ہونی چاہیے۔عبدالرحیم خان خاناں کو لکھے گئے خط کے دعائیہ کلمات ملاحظہ فرمائیں:

''فتوحات مکیه ،مفتاح فتوحات مدنیه باد''.(۱۹)

اس کی شرح کرتے ہوئے مکتوبات کے مصحح نور احمد لکھتے ہیں:

''احوال ومواجید ومطالعه کلمات قدسیه حضرات صوفیه کرام علیهم الرضوان موجب اتباع شریعت غراء وسنن مصطفویه باد.''(۲۰)

صوفیہ کے احوال ومواجید اوران کی تصانیف کا مطالعہ اتباع شریعت وسنت کا ذریعہ ہونا چاہیے نہ کہ ان چیزوں سے بے نیاز کرنے کا سبب۔

اس حوالہ سے آپ نے بعض صوفیا کرامؒ کے غلبہ حال اور سکر کی وجہ سے کہے گئے ایسے کلمات ،جن سے وہم ہوتا تھا کہ اللہ اور رسول ﷺ کی اطاعت دو الگ الگ چیزیں ہیں، پر سخت تنقید کی ہے۔آپؒ لکھتے ہیں:

''حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے:مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهِ(۲۱) (جس نے رسول ﷺ کی اطاعت کی اس نے یقیناً اللہ کی اطاعت کی) حق سبحانہ وتعالیٰ نے اطاعت رسول ﷺ کو عین اپنی اطاعت قرار دیا ہے۔لہٰذا حق تعالیٰ

Marfat.com

عز وجل کی وہ اطاعت جو رسول اللہ ﷺ کی اطاعت (واتباع) کی شکل میں نہ ہو وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت نہیں ہے اور اس حقیقت کی تاکید و تحقیق کے لیے کلمہ ''قد'' ''تاکید'' لایا گیا ہے تاکہ کوئی بوالہوس ان دونوں اطاعتوں کے درمیان فرق پیدا نہ کرے اور ایک دوسرے پر ترجیح نہ دے۔ چنانچہ دوسری جگہ حق سبحانہ وتعالیٰ ایک جماعت کے حال میں جو ان دونوں اطاعتوں (یعنی اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی اطاعت) کے درمیان فرق پیدا کرتی ہے بطور شکایت فرماتا ہے:

يُرِيدُونَ اَنْ يُفَرِّقُوا بَيْنَ اللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَيَقُولُونَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّنَكْفُرُ بِبَعْضٍ وَّيُرِيدُونَ اَنْ يَّتَّخِذُوا بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيلًا (۱۵۰) اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ حَقًّا (۲۲)

''اور جو لوگ چاہتے ہیں کہ اللہ اور اس کے رسولوں کے درمیان فرق کریں اور کہتے ہیں کہ بعض (آیات) پر ہم ایمان لاتے ہیں اور بعض سے انکار کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ اس (حق وباطل) کے بین بین راہ اختیار کرلیں یقیناً یہی لوگ کافر ہیں۔''

ہاں بعض مشائخ کبار رحمہم اللہ نے سکر اور غلبہ حال کی وجہ سے ایسی باتیں کہی ہیں جو ان دو اطاعتوں کے درمیان تفرقہ ظاہر کرتی ہیں اور ایک کی محبت کو دوسرے کی محبت پر ترجیح دینے کی خبر دیتی ہیں۔ (جیسا کہ) منقول ہے کہ سلطان محمود غزنوی اپنی بادشاہت کے دوران ''خرقان'' کے نزدیک ٹھہرا ہوا تھا، وہاں سے اس نے اپنے وکیلوں کو حضرت شیخ ابوالحسن خرقانی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں بھیجا اور خواہش ظاہر کی کہ حضرت شیخ اس (سلطان) کی ملاقات کو آئیں اور اپنے وکیلوں سے کہہ دیا

Marfat.com

کہ اگر شیخ سے اس معاملہ میں توقف محسوس ہو تو یہ آیت:

اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ (۲۳)

''اطاعت کرو اللہ تعالیٰ کی اور اطاعت کرو رسول اللہ کی اور ان کی جو تم میں سے حکمران ہوں۔'' ان کے سامنے پڑھیں۔ (چنانچہ) جب وکیلوں نے شیخ کی طرف سے توقف محسوس کیا تو آیت کریمہ ان کے سامنے پڑھی۔ شیخ خرقانی علیہ الرحمہ نے جواب دیا کہ میں ''اطیعو اللہ'' میں اس قدر گرفتار ہوں کہ ''اطیعو االرسول'' کی اطاعت سے شرمندہ ہوں اور اطاعت اولی الامر کے متعلق کیا بیان کروں۔ حضرت شیخ نے اطاعت حق سبحانہ کو اطاعت رسول ﷺ کے علاوہ سمجھا، یہ بات (سکر کی بناء پر ہے اور) استقامت سے بعید ہے۔ مستقیم الاحوال مشائخ نے اس قسم کی باتوں سے پرہیز کیا ہے اور شریعت، طریقت اور حقیقت کے تمام مراتب میں حق سبحانہ وتعالیٰ کی اطاعت کو رسول ﷺ کی اطاعت میں جانتے ہیں اور حق تعالیٰ کی وہ اطاعت جو آنحضرت ﷺ کی صورت میں نہ ہو اسے عین ضلالت وگمراہی خیال کرتے ہیں۔'' (۲۴)

حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کے یہ افکار اس بات کو واضح کرتے ہیں کہ سنت خیر الانام ﷺ کی پابندی ہی حیات مسلم کا طرہ امتیاز ہے اور اس کے علاوہ ہدایت کا کوئی دوسرا ذریعہ نہیں۔ سلسلہ نقشبندیہ کا دوسرے سلاسل سے امتیاز ہی یہ ہے کہ یہاں اس مسئلہ پر نہایت سختی وشدت سے عمل کیا جاتا ہے۔

اس حوالہ سے مزید تفصیلات کے لیے ملاحظہ فرمائیں:

دفتر اول مکتوب: ۹، ۵۷، ۷۷، ۲۵۶

Marfat.com

''مبدا و معاد'' منہا: ۳۶

''معارف لدنیہ'' معرفت: ۴۰

اس سلسلہ میں آپؒ نے بعض صوفی شعراء کے اشعار بھی نقل کیے ہیں:

محال است سعدی که راه صفا

تواں رفت جز درپی مصطفی ﷺ (۲۵)

''اے سعدی مصطفی ﷺ کی اتباع کے بغیر صراط مستقیم پر چلنا ناممکن ہے۔''

شیخ احمد سرہندیؒ کے علم حدیث میں اساتذہ:

آپؒ نے علم حدیث قاضی بہول بدخشانیؒ اور شیخ یعقوب صرفی کشمیریؒ سے پڑھا۔ کتب احادیث کی اجازت آپؒ نے قاضی بہلول بدخشانیؒ ہی سے حاصل کی مگران کے احوال حیات کے بارے میں زیادہ معلومات نہیں مل سکیں۔ البتہ حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کے احوال پر لکھی گئی کتابوں سے یہ ضرور واضح ہوتا ہے کہ شیخ مذکور حضرت مجدد کے حلقہ ارادت میں داخل ہو گئے تھے۔ میر صفر احمد معصومی نے قاضی بہلول بدخشانیؒ کے بارے میں یہ الفاظ لکھے ہیں:

"یکے از مخلصان و مریدان آنحضرت". (۲۶)

آپؒ کے مختصر احوال محمد اسحاق بھٹی نے یوں نقل کیے ہیں:

''شیخ بہول دہلوی دراصل شکار پور کے رہنے والے تھے، وہاں سے دہلی آئے اور مفتی جمال الدین دہلوی سے اخذ علم کیا۔ پھر گجرات گئے، وہاں کے مشہور اساتذہ شیخ عبداللہ بن سعد اللہ اور

Marfat.com

شیخ رحمت اللہ بن قاضی عبداللہ سے علم حدیث کی تحصیل کی اور طویل عرصہ ان کی صحبت میں رہے۔ گجرات سے پھر عازم دہلی ہوئے اور شیخ قیص بن ابوالحیات سادھوروی سے کسب فیض کیا اور بعدازاں درس افادہ کا سلسلہ شروع کیا۔ عالم کبیر، محدث وقت اور مشہور فقیہ تھے۔ تفسیر اور حدیث پر بھی گہری نظر رکھتے تھے۔ زہدوتعبد اور اصلاح عمل میں ضرب المثل تھے۔ منتخب التواریخ میں ملا عبدالقادر بدایونی نے ان کے علم وفضل کی وضاحت کرتے ہوئے لکھا کہ علم حدیث میں بہت اشتغال اور مہارت رکھتے تھے، درس وافادہ میں مصروف رہتے تھے، ذوق معرفت وطریقت میں بے مثل تھے اور دنیا اور اہل دنیا سے بے نیاز تھے چوں کہ مستقل طور پر دہلی کو اپنا مسکن قرار دے لیا تھا لہٰذا دہلوی مشہور ہوئے۔ اس عالم دین اور گیارھویں صدی ہجری کے ہندی فقیہ نے ۱۴رجب ۱۰۰۷ھ کو دہلی میں وفات پائی۔ (۲۷)

علم حدیث میں حضرت مجدد الف ثانیؒ کے دوسرے استاذ شیخ یعقوب کشمیریؒ ہیں۔ شیخ یعقوب صرفی کشمیریؒ برصغیر کے معروف ادیب، صوفی اور فارسی کے شاعر ہیں۔ ۹۲۸ھ/۱۵۲۲ء میں سرینگر میں آپؒ کی ولادت ہوئی۔ آپؒ کے والد کا نام حسن گنائی عاصمی ہے۔ آپؒ کا خاندان علم وفضل میں معروف تھا اس لیے لفظ گنائی (عالم) آپ کے خاندان کی شناخت بن گیا۔ حضرت عمر بن خطابؓ کے بیٹے حضرت عاصمؓ سے آپ کا شجرہ نسب ملتا ہے۔ اس حوالہ سے آپ کا خاندان عاصمی مشہور تھا۔

Marfat.com

شیخ یعقوب کشمیریؒ کے علم وفضل کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ آپؒ کے نام کے ساتھ "شیخ الاسلام" کا لقب استعمال کیا جاتا تھا۔اسی طرح استاذ نے آپ کو "جامی ثانی" کے لقب سے نوازا۔سات سال کے تھے کہ قرآن حکیم حفظ کرلیا اور اسی زمانہ میں آپ شعر بھی کہتے۔آپ کے والد گرامی قدران کی اصلاح فرماتے ۔صرف ،نحواور علوم فقہ،رضی الدین کشمیر (م ۹۶۴ھ) سے جبکہ منطق ،حکمت اور معانی جیسے علوم میں ملا بصیر خندہ بھولی سے استفادہ کیا۔فن شاعری آپ نے شیخ محمد آنی ختلانی سے سیکھا جو عبدالرحمان جامی کے شاگرد تھے۔یہی وہ استاد ہیں جن کے ایماء پر آپ کا تخلص "صرفی" ہوااور انہوں نے ہی آپ کو "جامی ثانی" کا خطاب دیا۔

سفر سمرقند میں آپ شیخ کمال الدین حسین خوارزمیؒ کے حلقہ ارادت میں داخل ہوئے اور مقامات روحانی طے کیے خود فرماتے ہیں:

تعجب مکن گر مرا نیز پیر
در اندک زمان ساخت روشن ضمیر
چه روشن ضمیری که روی زمین
شد از پرتوم روشنای گزین

اپنے سفر حرمین میں شیخ نے وہاں کے علماء سے بھی استفادہ کیا۔ان میں علامہ ابن حجر مکی ،مولانا شیخ عبدالعزیز،شیخ حسن مکی،شیخ فتح اللہ مدنی شامل ہیں۔اس سفر میں آپ نے کابل ،بدخشاں ،بلخ کے اہل علم سے بھی ملاقتیں کیں۔امیر کبیر سید میر علی ہمدانی کے مزار پر تین ماہ معتکف رہے۔یہ اشعار اسی دور کی یادگار ہیں:

مشرف شده ایں فقیر حقیر

Marfat.com

بطواف مزار امیر کبیر

آپ کی وفات ۱۲ ذی قعدہ ۱۰۰۳ھ میں ہوئی۔ آپ کا مزار سرینگر میں زینہ کدل کے علاقہ میں ہے۔ یہ محلّہ، محلّہ ایشان کے نام سے معروف ہے۔

مختلف لوگوں نے تاریخ ہائے وصال کہیں چند درج ذیل ہیں۔

(۱) بہر تاریخ نقل رہبر دین، اول و آخر چراغ بہین (۱۰۰۳)

(۲) فخر الانام (۳) شیخ امم بود (۴) شیخ الباطن

تصانیف:

مختلف تذکروں میں حضرت یعقوب کشمیری کی درج ذیل تصانیف کے نام ملتے ہیں:

(۱) مطلب الطالبین (عربی میں آخری دو پاروں کی تفسیر)

(۲) شرح بخاری

(۳) شرح ثلاثیات بخاری

(۴) مناسک الحج

(۵) حاشیہ توضیح وتلویح

(۶) اربعین (اہل بیت اور خلفائے راشدین کے فضائل میں چالیس احادیث)

(۷) کنز الجواھر (فن تعمیہ)

(۸) ید بیضاء تقریظ (یہ سواطع الالہام پر عربی میں لکھی گئی ہے۔ تذکروں میں اس کو بے نقط تفسیر لکھا ہے مگر یہ بے نقط نہیں)

Marfat.com

(۹) روائح (جواب لوائح جامی)

(۱۰) مغازی النبی (بجواب سکندر نامہ نظامی، خرد نامہ اسکندری جامی، وہفت پیکر خسرو، اشعار ۳۳۸۰، سال تصنیف ۱۰۰۰ھ

(۱۱) مسلک الاخیار (بجواب مخزن الاسرار نظامی، تحفۃ الاحرار جامی و مطلع الانوار خسرو تعداد اشعار ۴۰۵۳ اور ۹۹۳ھ میں لکھی گئی)

(۱۲) وامق وعذرا (بجواب شیریں وخسرو نظامی، یوسف زلیخا جامی (۲۸) اشعار کی تعداد ۳۶۰۴ ہے جبکہ سال تصنیف ۹۹۳ھ)

(۱۳) لیلیٰ ومجنوں (اشعار کی تعداد ۲۶۰۴ ہے جبکہ ۹۹۸ء کی تصنیف ہے)

(۱۴) مقامات مرشد (ضرورت مرشد اور مسائل تصوف پر مشتمل ۳۵۰۰ اشعار۔ سن تالیف ۱۰۰۰ھ ہے)

(۱۵) قصائد (حضرت امیر کبیر سید ھمدانی، کمال الدین حسین خوارزمی اور دیگر اولیاء کی شان میں ۵۰۰ قصائد کا مجموعہ ہے)

(۱۶) دیوان (۸۵۰ غزلیات پر مشتمل دیوان)

(۱۷) انوار الاذکار (یہ نظم اور نثر دونوں میں ہے)

(۱۸) تحفۃ الشعراء (علم عروض اور کافیہ پر کتاب ہے)

(۱۹) شرح رباعیات کشمیری (اپنی ہی رباعیات کی شرح کی)

خواجہ ہاشم کشمی، حضرت شیخ یعقوب صرفی اور حضرت مجدد الف ثانیؒ کے مابین استاد وتلمیذ کے رشتہ کو ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں: ''اور بعض کتب احادیث شیخ یعقوب کشمیری علیہ الرحمۃ پاس پڑھیں اور یہ شیخ یعقوب شیخ معظم وقطب مکرم شیخ

Marfat.com

حسین خوارزمی کبروی قدس سرہما کے بزرگ خلفاء میں سے تھے۔ اور حرمین محترمین (زادہما اللہ شرفا) میں اس جگہ کے کبار محدثین کے حضور حدیث کی تصحیح کی تھی۔''

''حضرات القدس'' سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہ زمانہ طالب علمی سیالکوٹ میں گذرا۔ اور حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ سلسلہ کبرویہ میں آپ سے بیعت ہوئے۔ ڈاکٹر شیخ محمد اکرم نے ''رود کوثر'' میں حضرت مجددؒ پر آپ کے استادِ گرامی کے فکری اثرات کا تذکرہ بھی کیا ہے۔ (۲۹)

امام سخاوی تک حضرت شیخ سرہندیؒ کی ایک سند ملا کمال الدین کاشمیری کے واسطہ سے ''الدر المنظوم'' میں نقل کی گئی ہے۔ (۳۰) اس سے پتہ چلتا ہے کہ آپ نے درس حدیث اخوند کمال الدین سے بھی لیا۔

آپؒ خواجہ عبدالشہید احراری نقشبندی کے ارادت یافتہ تھے۔ علاوہ ازیں بابا فتح اللہ حقانی کے مرید و داماد تھے۔ انہی دو بزرگوں کے فیض صحبت اور توجہ ظاہری و باطنی سے ''علامہ مشرقین'' اور ''معلم ثقلین'' مشہور تھے۔ ۱۰۱۷ھ میں آپ نے لاہور میں وفات پائی۔ (۳۱)

''التمہید'' سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ الشیخ قطب الدین (م: ۹۹ھ) (۳۲) بھی آپ کے استاذ ہیں۔ (۳۳)

حضرت مجدد الف ثانیؒ کے محدثین پر اثرات:

فلسفہ زدہ ماحول اور صرف فقہ کے ارد گرد گھومنے والے علماء کے زمانہ میں حضرت مجدد الف ثانیؒ نے حدیث کی حجیت و اہمیت کا شعور اجاگر کرنے میں اہم کردار

Marfat.com

ادا کیا۔ ڈاکٹر برہان احمد فاروقی کے بقول:

''شیخ مجددؒ الف سے پہلے علم دین کے مغنی فقہ رہ گئے تھے لیکن شیخ مجددؒ کے اثر سے اس کا رخ کتاب وسنت کی طرف پھر گیا۔ اور حدیث کا چرچا شروع ہوا۔'' (۳۴)

آپؒ کے لخت جگر حضرت خواجہ محمد سعیدؒ (۱۰۰۵ھ۔۱۰۷۱ھ) نے ''مشکوۃ المصابیح'' پر حاشیہ لکھا اور اس میں ان احادیث کی صحت پر خصوصی محنت کی جو فقہ حنفی کا ماخذ ہے۔ (۳۵)

خواجہ محمد معصومؒ (۱۰۰۷ھ۔۱۰۷۹ھ) نے جامع الاصول، مشکوٰۃ، حصن حصین، الترغیب والترھیب اور جمع الجوامع سے مسنون اذکار کا انتخاب کیا۔ (۳۶)

آپ کا ایک اور رسالہ بھی اذکار مسنونہ پر مشتمل ہے۔ (۳۷)

عالمگیر بادشاہ نے صحیح بخاری خواجہ فرخؒ (۱۰۳۸ھ۔۱۱۲۱ھ) سے پڑھی۔ (۳۸)

خواجہ محمد اعظم (م: ۱۱۱۴ھ) ابن خواجہ سیف الدین نے فیض الباری کے نام سے بخاری کی شرح لکھی۔ (۳۹)

برصغیر میں شاہ ولی اللہؒ (۱۱۱۴ھ۔۱۱۷۶ھ) نے حدیث کی جو خدمت کی وہ بھی مجددی فیوضات وبرکات کا نتیجہ ہے۔ (۴۰)

حضرت شاہ ولی اللہؒ کی سند حدیث میں آپ کے استاذ حدیث علامہ محمد افضل سیالکوٹی (۴۱) کا نام بھی آتا ہے۔ استاذ مذکور نے حدیث کی اجازت حضرت شیخ عبدالاحدؒ سے حاصل کی تھی۔ شیخ عبدالاحدؒ حضرت مجددؒ کے پوتے ہیں۔ اس سند کا ذکر خود شاہ ولی اللہ نے ان الفاظ میں کیا:

''واجازلی المشکوۃ المصابیح والصحیح البخاری

Marfat.com

وغیرہ من الصحاح الستة الثقة الثبت حاجی محمد افضل عن الشیخ عبدالاحد عن ابیه الشیخ محمد سعید عن جده شیخ الطریقه الشیخ احمد السهرندی بسنده الطویل."

"مشکوٰۃ المصابیح، بخاری اور باقی صحاح ستہ کی اجازت مجھے معتمد اور ثقہ عالم حاجی محمد افضل سے ملی۔ انہیں یہ اجازت شیخ عبدالاحد سے انہیں اپنے والد شیخ محمد سعید سے اور انہیں اپنے جد امجد شیخ سلسلہ احمد سرہندیؒ سے حاصل ہوئی۔" (۴۲)

اس سند سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ حضرت شاہ ولی اللہؒ کے معارف حدیث پر حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کا فیضان بھی ہے۔ پھر شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کا فیضان حدیث برصغیر ہی میں نہیں عرب دنیا میں بھی پھیلا۔

اس خاندان کے اکثر بزرگ مجددی سلسلہ میں بیعت تھے۔ سلسلہ مجددیہ کے کئی بزرگوں نے سند حدیث اس خاندان سے لی۔ شاہ عبدالغنی مجددیؒ نے حرمین شریفین میں خدمت حدیث کا فریضہ انجام دیا اور "انجام الحاجة" کے نام سے سنن ابن ماجہ کا حاشیہ تحریر فرمایا۔ (۴۳)

اس مختصر بیان سے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ حضرت مجدد الف ثانیؒ کے زیر اثر "صوفی محدثین" کی جماعت تیار ہوگئی جس نے حدیث نبوی ﷺ کی خدمت علماء وارباب عرفان کے طرز پر کی۔ یہی وہ ہے جو مابعد کے محدثین پر حضرت شیخ احمد سرہندیؒ کی فکر سے رونما ہوا۔

Marfat.com

حوالہ جات

۱۔ کشمی، محمد ہاشم، المقامات، نولکشور ۱۳۰۷ھ، ص: ۱۳۰

۲۔ اگر ایک حدیث مختلف مقامات پر ہے تو اسے ایک ہی شمار کیا گیا ہے۔

۳۔ ان احادیث کو مع مقدمہ، اردو، انگریزی ترجمہ اور احادیث کی تخریج کے ساتھ تحقیقات لاہور نے ۲۰۰۸ء میں شائع کیا۔

۴۔ ندوی، شاہ معین الدین احمد، مقالات سلیمان، نیشنل بک فاؤنڈیشن، اسلام آباد ۱۹۸۹ء، ج ۲، ص: ۳۴

۵۔ بجنوری، سید احمد رضا، مقدمہ انوار الباری، مکتبہ، گوجرانولہ ۱۹۸۸ء، ج ۲، ص ۱۷۸ تا ۱۸۰

۶۔ کشمیری، انور شاہ، فیض الباری مجلس علمی ڈابھیل، الہند ۱۹۳۸ء، ج ۱ ص: ۱۹

۷۔ عبدالغنی، مجددی، انجاح الحاجہ حاشیہ سنن ابن ماجہ، ایچ۔ایم سعید کمپنی، کراچی، ص: ۳، ۹، ۳۱۵، ۳۲۳، ۳۳۰

۸۔ عثمانی، علامہ شبیر احمد، فضل الباری شرح صحیح بخاری، ادارہ علوم شرعیہ، کراچی، ج ۱، ص: ۱۲۳

۹۔ بجنوری، سید احمد رضا، انوار الباری شرح اردو صحیح بخاری، ج ۱ ص: ۶۵/ ج ۲، ص ۸۳، ۸۴

۱۰۔ کاندھلوی، محمد ادریس، الابواب والتراجم اردو شرح بخاری شریف، کتب خانہ جمیلی، لاہور، ص: ۸۴، ۹۴

۱۱۔ سراج احمد سرھندی، شروح مجموعہ اربعہ ترمذی، مطبع نظامی، کانپور ۱۳۰۶ھ، ج ۱، ص: ۳۰۱

۱۲۔ سلیم اللہ خان، مولانا، کشف الباری، مکتبہ فاروقیہ، کراچی ۱۴۱۸ھ، کتاب التفسیر، ص: ۱۴

Marfat.com

۱۳۔ سہارنپوری ،محمد زکریا،مکتوبات علمیہ،مرتب: محمد شاہد سہارنپوری ،سعید کمپنی، ادب منزل،کراچی۱۳۹۳ھ،ص:۱۴۲

۱۴۔ محمد سعید ،تشید المبانی فی تخریج احادیث المکتوبات للامام الربانی ،حیدرآباد دکن ۱۳۲۳ھ،ص:۳۰

۱۵۔ ملاحظہ فرمایئے:'' سرہندی ،شیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ ،مکتوبات ،دفتر اول ،مکتوب ۱۶۲، ۳۰۹/دفتر دوم،مکتوب: ۸۷/معارف لدنیہ ،ص:۱۷۷/مبداؤ معاد، ص۱۲۶ تا۱۲۸/۔ تائید اہل سنت،ص:۵۵،۷۳ ،دفتر سوم مکتوب ۲۴ میں عبدالرزاق کو اکابر شیعہ میں سے قرار دیا ہے۔اسی طرح امام ذہبی کے بارے میں لکھا ہے کہ وہ اکابر محدثین میں سے ہیں۔''

۱۶۔ سعیدی،غلام رسول، مقالات سعیدی،فرید بک سٹال، لاہور،۱۹۸۲ء،ص:۱۳۸

۱۷۔ دفتر دوم،مکتوبا:۵۴

۱۸۔ دفتر اول مکتوب:۱۰۰

۱۹۔ دفتر اول مکتوب:۱۹۸

۲۰۔ مکتوبات امام ربانی، مکتبہ احمدیہ مجددیہ کوئٹہ، جلد اول: ۸۷

۲۱۔ سورۃ النساء:۸۰

۲۲۔ سورۃ النساء:۱۵۰۔۱۵۱

۲۳۔ سورۃ النساء:۵۹

۲۴۔ دفتر اول،مکتوب:۱۵۲

۲۵۔ دیوان سعدی،ص:۱۴۸

۲۶۔ جلد۳،ص:۳۱،مرتب اقبال احمد مجددی مزید زبدۃ المقامات ص:۱۹۲،عمدۃ المقامات ص:۱۳۰

Marfat.com

۲۷۔ تاریخ فقہائے ہند جلد ۴، ص: ۱۳۱

۲۸۔ ڈاکٹر ظہور الدین کے بقول ''اکبر کے عہد میں یعقوب صرفی نے ایک کم معروف عشقیہ داستان ''وامق عذرا'' کا احیاء کیا''

۲۹۔ احوال حیات اور علمی و دینی خدمات کی تفصیلات کے مآخذ درج ذیل کتب ہیں:
دانش نامہ ادب فارسی، رودکوثر، پاکستان میں فارسی ادب کی تاریخ۔
تذکرہ شعرای کشمیر، کشمیر ادب و ثقافت، طبقات اکبری،
سواطع الالہام، دانش، نزہتہ الخواط، حضرات القدس، زبدۃ المقامات، عمدۃ المقامات

۳۰۔ الدر المنظوم، ص: ۱۱

۳۱۔ فوق، محمد الدین، تاریخ سیالکوٹ و مشاہیر سیالکوٹ، طبع: ۱۹۲۴، ص: ۸۰

۳۲۔ نزہتہ الخواطر، جلد ۴، ص: ۱۷۱

۳۳۔ التمہید ص: ۱۸۸۔۱۸۹

۳۴۔ برہان احمد فاروقی، ڈاکٹر، حضرت مجدد الف ثانی کا نظریہ توحید، آئینہ ادب لاہور، ۱۹۷۴، ص: ۴۳

۳۵۔ زبدۃ المقامات، ص: ۲۱۶

۳۶۔ مکتوبات معصومیہ، دفتر اول، مکتوب ۱۴، ۱۸۲

۳۷۔ مقامات معصومی، جلد اول، ص: ۲۷۵۸

۳۸۔ مقامات معصومی جلد دوم، ص: ۵۳۱

۳۹۔ مقامات معصومی، جلد: ۳، ص: ۳۴۷ / جلد ۴، ص ۲۳۸ / نزہتہ الخواطر، جلد: ۶، ص: ۲۸۴

۴۰۔ علم حدیث میں آپ کی خدمات کے لیے ملاحظہ فرمائیں: شاہ ولی اللہ کی خدمات حدیث از ڈاکٹر لیسین مظہر صدیقی۔

Marfat.com

۴۱۔ محمد افضل سیالکوٹی (م:۱۱۴۶) حضرت مظہر جان جاناں کے بھی استاذ ہیں۔احوال حیات کے لیے ملاحظہ فرمائیں،نزھتہ الخواطر، جلد:۶، ص۲۸۱/ مقامات مظہری ،ص:۲۴۴۔۲۴۶

۴۲۔ القول الجمیل،ص:۱۲۶/الیانع الجنی،ص:۱۱۶

۴۳۔ تفصیلات کے لیے حضرت ابوالحسن زید فاروقی کی کتاب ''مقامات خیر'' ملاحظہ فرمائیں۔

Marfat.com

مکتوبات امام ربانی کی روحانی وعرفانی معنویت اہل ایران کی نظر میں

تاریخ انسانی میں ہمیشہ سے باہمی روابط کے لیے مکتوب نگاری کا سہارا لیا گیا اس کی جدید شکل کوئی بھی ہوسکتی ہے مگر اظہار ومدعا کا بہترین ذریعہ آج بھی مکتوب نگاری ہے۔ نبی کریم ﷺ نے جہاں فکر انسانی کو نئی جہات سے آشنا کیا، چیزوں اور الفاظ کے استعمال کو بدل دیا وہیں مکتوب نگاری کو دعوت کے مقصد کے لیے استعمال کرنے کا سلیقہ بھی عطا کیا۔ آپ ﷺ کی اتباع میں حضرات صوفیہ نے اسی طریقہ دعوت سے بھرپور استفادہ کیا۔ اس حوالہ سے سب سے اہم ترین مثال مکتوبات امام ربانی کی ہے۔

مکتوبات امام ربانی دراصل حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی کی فکری، علمی وعملی تگ ودو کا مظہر وآئینہ دار ہیں۔ یہ مکاتیب اپنی علمی، معاشرتی، سیاسی اور تاریخی حیثیت سے ہمیشہ صوفیہ، علماء اور مؤرخین کی دلچسپیوں کا مرکز رہے ہیں۔

تین دفاتر اور ۵۳۵ مکتوبات پر مشتمل اس مجموعہ عرفانی سے اہل علم کی دلچسپی کا حال یہ ہے کہ لوگوں نے اس کی شروح تحریر کیں، اہل ذوق کی خانقاہوں میں ان کے دروس کا اہتمام ہوا، اہل دل نے ان کو حفظ کرنے کا بھی اہتمام کیا۔ جامعات اور خانقاہیں دونوں اس منبع علم ودانش سے فیض یاب ہو رہے ہیں۔ اس کی فکری فیض رسانی میں اضافے

Marfat.com

کے لیے عربی، اردو، انگریزی، لاطینی، پشتو اور دیگر زبانوں میں تراجم بھی ہوئے۔

اس کے مختلف نسخے عام دستیاب ہیں مگر سب سے زیادہ پذیرائی نور محمد امرتسری کے نسخے کو ہوئی۔ انہوں نے ان مکاتیب کی تصحیح اور حواشی کے حوالہ سے گرانقدر کام کیا جو آج تک متداول ہے۔ اسی طرح ڈاکٹر عارف نوشاہی اور پروفیسر محمد اقبال مجددی ان مکاتیب کا ایک جدید نسخہ مرتب کرنے میں کوشاں ہیں۔ ان مکاتیب کا ایک نسخہ ایران سے شائع ہوا۔ یہ نسخہ بھی اپنی افادیت کے اعتبار سے اہم ہے۔

محقق نے ان مکاتیب کے مقدمہ میں ''حضرت مجدد الف ثانی (ھزارہ دوم) کیست'' کے عنوان کے تحت درج ذیل کارنامہ حیات خواجہ مجدد کا ذکر کیا ہے:

۱. تغیر حکومت حاکم برھندوستان ازبی دینی به اسلام واقعی

۲. حاکم کردن شریعت اسلامی براء رات درسرزمین هندو سرزمین های اطراف

۳. اعلا احکام الهی واحیاء سنت های نبوی ﷺ درسر زمین هندو سرزمین های اطراف.

۴. ترویج طریقه نقشبندی مجددی درسرزمین هندوسرزمین های مجاور

۵. پاسداری ودفاع ازعقائد اسلامی

۶. مبارزه بامخالفان ودشمنان صحابهؓ

۷. دفاع ازحقوق مستضعفین وياری رساندان به مستمندان.

۸. نگاشتن مقالات، رسائل و کتاب های متناسب بانیاز

Marfat.com

مسلمانان (ص: ۸)

ان نکات سے اندازہ ہوتا ہے کہ مقالات عرفان پر مبنی یہ تحقیقات اہل ایران کے ہاں کس قدر اثرات کی حامل ہیں۔

محقق نے حضرت امام ربانی کی دیگر تصانیف کا ذکر بھی کیا ہے مگر ''جایگاہ مکتوبات امام ربانی ومقبولیت آن'' کے تحت پہلے ان کی اہمیت بایں الفاظ بیان کی:

''مکتوبات امام ربانی درمدارس دینی و دانشگاہ های اسلامی و محافل عرفانی، به وثیره درحلقه نقشبندیان بسیار مواد واعتماد بوده وهست ترجمه آن به زبان های عربی، فارسی، ترکی وکردی وهچنین بسیار زیاد آن کشور های مختلف اسلامی نشان از مقبولیت وتوجه خاص افشا، مختلف جامعه به این اثر گرانقدرمی باشد'' (۱۰)

اور پھر اس کام کے ہدف کا ذکر کرتے ہوئے محقق نے دو امور کی نشاندہی کی ہے جن کی وجہ سے وہ اس کام کی طرف متوجہ ہوئے۔ ایک تو یہ کہ عصر حاضر میں لوگ بزرگان دین کی خدمات کا انکار کرتے ہیں اور ان کو ہدف تنقید بناتے ہیں اور دوسرا وہ لوگ جو تصوف وعرفان کی آڑ میں مکتب عرفان کو نقصان پہنچاتے ہیں۔ ان دو باتوں کی وجہ سے اس کتاب کی اشاعت کو محقق نے ضروری سمجھا اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ اہل ایران کا یہ خیال ہے کہ امام ربانی تصوف حقیقی کی نمائندہ شخصیت ہیں اور نمائندہ کتاب مکتوبات امام ربانی ہیں۔ محقق ایوب گنجی نے عرفانی ادب میں مکتوبات کو

Marfat.com

ایک علمی وادبی شاہ پارہ سمجھا ہے اس لیے وہ اس کتاب کی گیارہ ایسی خوبیاں ذکر کرتے ہیں جو انہوں نے مکتوبات کے بغور مطالعہ کے بعد اخذ کی ہیں۔ اس انداز کے خصائص مکتوبات پہلی مرتبہ اس تحقیق کے بعد سامنے آئے ہیں۔ یہ خوبیاں ذیل ہیں:

۱. نقش عرفا وصوفیان حقیقی درمسائل اجتماعی وسیاسی

اس عنوان سے ظاہر ہوتا ہے کہ صوفیہ نے صرف ذکر اذکار پر زور نہیں دیا بلکہ اجتماعی وسیاسی مسائل پر بھی توجہ دی ہے۔

۲. سطح علمی ومیزان آشنالی عرفا باعلوم عقلی ونقلی

۳. توجه کامل به شریعت وعشق به عمل کردن به سنت

۴. عشق به رسول الله ﷺ واصحاب گرانقدہ آن حضرت ﷺ

۵. مبارزه بابدعات وخرافات

۶. پاسداری ازعقاید اسلامی

۷. شناختن عرفان حقیقی واصل تصوف واقعی

۸. معارف غریبه ای در مورد ذات وصفات الهٰی

۹. شفقت ودلسوزی نسبت به مردم

۱۰. اخلاص وللهیت درکار عرفا

۱۱. شناختن علماء ووارثان حقیقی رسول ﷺ (۱۲.۱۱)

اس مقدمہ میں مصحح نے حضرت مجدد کے احوال حیات، حضرت مجدد کے شجرہ ہائے طریقت، مناقب مجدد از دیدگاہ بزرگان نقشبند، حضرت مجدد درمیدان سیاست، مریدان مجدد، خوارق وکرامات جیسے اہم پہلوؤں پر روشنی ڈالی ہے۔ اس حصہ میں

Marfat.com

حضرت امام ربانیؒ کے خصائص واخلاق پر تحریر کیے گئے خوبصورت نکات:

۱. عشق به پیامبر و یارانش علیه وعلیهم الصوات والتسلیمات

۲. توجه وپابندی به شریعت محمدی علی صاحبها الصلوٰة والسلام

۳. دفاع همیشگی ازعقاید حقه اهل سنت وجماعت

۴. شفقت ودلسوزی نسبت به یاران وشاگردان

۵. غمخوارگی وهمدردی ودلسوزی برائے مسلمانان

۶. مبارزه شدید باظلم وستم وبی عدالتی

۷. مبارزه همیشگی بادشمنان اسلام،پیامبر وصحابه و......رامی توان نام برد(۲۶)

مصحح نے اس کتاب پر کام کی تفصیلات کا بھی خود ذکر کیا ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱۔ مقدمہ

اس کی بعض مندرجات کا ذکر گزر چکا ہے۔

۲۔ متن:

تین بنیادی نسخوں کی مدد سے اس کا متن تیار کیا گیا ہے۔اس میں عربی ترجمہ بھی شامل ہے۔طویل جملوں میں رموز کا استعمال، پیراگراف اورفہم کے لیے دیگر عصری لوازمات کو پیش نظر رکھا گیا ہے۔اس کی افادیت واہمیت کا اندازہ زارعی کے ان الفاظ سے ہوتا ہے:

''ان دیگر کارهای انجام شده برمتن، مشخص نمودن شماره آیات وسوره های

Marfat.com

باشد کہ این کار برای اولین بار روی مکتوبات انجام گرفتہ است۔'' (۴۷)

۳۔ تعلیقات:

محقق نے بعض لغوی مباحث، عربی عبارات اور صوفیانہ نکات کی حواشی میں وضاحت کی ہے۔

۴۔ فہرست ھا:

تین قسم کی فہارس اس نسخہ میں دی گئی ہیں:

(الف) فهرست اجمالی و در ابتدای هر جلد

(ب) فهرست تفصیلی برای هر جلد در آخر همان جلد آمده است

(ج) فهرست موضوعی مشترکاازتمام مکتوبات که دربخش تعلیقات در آخر جلد سوم قرار گرفته است

مقدمہ کی آخری سطور میں چند اہل علم کا تذکرہ کیا ہے جنہوں نے اس کار تحقیق کی انجام دہی کے لیے مختلف طرح معاونت فراہم کی۔ یہ فہرست اس حقیقت کی عکاس ہے کہ اہل ایران میں مجدد شناسی کا ایک حلقہ موجود ہے جو فکر مجدد کی اشاعت میں سرگرم ہے۔ اس میں سرفہرست مولانا حسن زارعی مجددی ہیں۔ ان لوگوں کا تذکرہ ان الفاظ میں کیا گیا ہے:

''تشکر وقدردانی نماید وطبق های سپاس وتقدیر وتشکر رابه پیشگاهشان تقدیم دارد، خصوصاً استاد عزیز وگرانقدرم، کسی که مراپرورش داد وبامکتب حضرت مجدد آشناساخت، کسی که

Marfat.com

باعث اتصال این مسکین به جمع آن مقبولان بارگاه الهی گردید وکسی که مراد رمدرسه معرفت حق ثبت نام کرد،یعنی "مولانا حسن زارعی مجددی". حفظ الله وسلمه الله تعالیٰ که هر چه دارم ازکمال اوست،وگرنه"من همانم که خود وانم".

همچنین برخود لازم می دانم ازمرشد واقعی وعارف کامل "حضرت مولانا محمد عمر سربازی" مدظله العالی مدیر محترم مدرسه دینی منبع العلوم کوه ون ونیز استاد اندیشمند وداعی دلسوز جناب "مولانا محمد قاسم قاسمی" حفظ الله.استاد حدیث حوزه علمیه دارلعلوم زاهدن که بادعاها وتشویق هایشان سبب این بنده ناچیز دراین میدان گام بنهد،تشکروسپاس خویش رااظهار می دارم ونیز از برادران عزیز ومخلصم،شاگردان وارادتمندان مکتب حضرت مجدد ،مدرسین مدرسه علوم دینی "الجامعة الشافعية"سنندج،عزیزان هم مسلکم: ماموستا اسعد زند سلیمی،ماموستاصلاح الدین

Marfat.com

سورسوری، ماموستا صادق غریبی وماموستا عبدالجبار لطفی که درآن بروقت باوجود مشغولیت فراوان دروس طلبگی دردارلعلوم زاهدان، وقت خویش رابرای تصحیح وبازخوانی نسخه های حروفچینی شده صرف کردند وبااین کار، خدمت بزرگی به اینجانب نمودند، سپاسگزاری می نمایم وبردیدگانشان بوسه می زنم، وازخداوند سبحان بهترین پاداش هارابری این عزیزان مسئلت می نمایم و هچینین از زحمات بی دریغ مدیر محترم حروفچینی احمد"سندج" آقای فرید عزت پور وهمکاران ارجمند شان که درحروفچینی این اثر، کمال همکاری رامبذول داشتند، تشکر می نمایم، جزاهم الله عنا خیر الجزاء."

حضرت امام ربانیؒ کے حوالہ سے ایک اور اہم علمی کام ابراہیم ادھم بیلگین، جواستنبول یونیورسٹی میں شعبہ الٰہیات کے استاد ہیں، کی کتاب کا فارسی ترجمہ ہے۔ یہ ترجمہ منصورہ حسینی اور داؤد وفائی نے کیا اور تہران سے شائع ہوا۔ فارسی میں کتاب کا نام "جنبش ھای انقلابی صوفیان درھندوامام ربانی" ہے۔ اس کتاب میں تاریخی حقائق اور مکتوبات کی روشنی میں حضرت مجدد کے فکر مجدد کے تحریکی پہلو پر روشنی

Marfat.com

ڈالی ہے۔

ان دو کتب سے اندازہ ہوتا ہے کہ اہل ایران حضرت امام ربانی کی تخلیقات وتحقیقات کو دینی وعرفانی ادب میں ایک بے مثال ولازوال شاہکار تسلیم کیا ہے۔ایران میں اس کام کا ہونا وہاں مذہبی رواداری ،احترام سلف کا آئینہ دار بھی ہے۔ایسی شخصیات پر کام باہمی محبت کے فروغ کے لیے کلیدی کردار ادا کر سکتا ہے۔

Marfat.com

دیوان رافت: تعارف وجائزہ

مجددیہ صوفیہ نے اردو ادب کے ارتقاء اور فروغ کے لیے نا قابل فراموش خدمات انجام دی ہیں (۱)۔ اس کی وجہ حضرت خواجہ باقی باللہ اور حضرت امام ربانیؒ کے فیوض وبرکات واثرات ہیں (۲)۔ حضرت امام ربانیؒ کے سب سے چھوٹے بیٹے شاہ محمد یحییٰ (م ۲۷ رجمادی الاخری ۱۰۹۴ھ) کی اولاد میں شاہ رؤف احمد رافت (م ۱۲۴۹ھ/۱۸۳۳) کا شمار بھی اردو زبان کے نمایاں شعراء میں ہوتا ہے۔

جواہر علویہ میں اپنے بارے میں تحریر کرتے ہیں:

''میں مصطفیٰ آباد عرف رامپور میں ۱۴ رمحرم ۱۲۰۱ھ کو پیدا ہوا۔ میرے جد بزرگوار نے میرا تاریخی نام رحمٰن بخش رکھا''۔ (۳)

خاندان قادری میں محبوب الٰہی حضرت شاہ درگاہیؒ سے کسب فیض کیا۔ شاہ غلام علی دہلوی کی درگاہ میں آئے تو خواہش سے زیادہ پایا اور ان ہی کے حکم پر بھوپال تشریف لے گئے۔ انتقال سفر حج کے دوران ہوا اور یلملم کے قریب دفن ہوئے۔

شاہ رؤف کی علمی وادبی خدمات پر زیادہ نہیں لکھا گیا مگر جو کچھ محفوظ ہوا وہ اردو زبان وادب میں ان کی خدمات عالیہ کا مظہر ہے۔ رافت (۴) تخلص ہے اور اشعار میں بعض جگہ رافتا (۵) بھی استعمال کیا ہے جس کی دو وجہیں ہیں پہلی وجہ ضرورت شعری ہے کہ جس میں ارکان بحر کی مطابقت کی رعایت رکھی گئی ہے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ رافت کے آگے الف کا لگانا خطاب ونداء کی علامت ہے یہ دوسری وجہ ہی

Marfat.com

زیادہ معتبر ہے۔ان کے شاگرد عبدالغفور نساخ (م ۴رشوال ۱۳۰۴ھ/جون ۱۸۸۹ء) نے سخن شعراء میں ان کے ایک فارسی اور چھ اردو دواوین کا ذکر کیا ہے۔ان کی شاعری پر نساخ نے ان الفاظ میں تبصرہ کیا ہے:

> ''بڑے زبردست عالم تھے۔عروض وقوافی میں اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے۔فارسی میں ایک دیوان اور ریختہ میں چھ دیوان اور ہر فن میں ان سے ایک دو رسالے یادگار ہیں۔جمیع اصناف سخن پر قادر تھے''۔(۶)

اردو میں دیوان ''عقد پروین المعروف بہ دیوان رافت'' ہے۔دیوان کا آغاز ان جملوں سے ہوتا ہے:

> ''الحمدللہ العلی العظیم القادر الرؤف الکریم والصلواۃ والسلام علی حبیبہ الاحمدؐ الرؤف الرحیم اعنی علیٰ امتہ الاثیم وعلیٰ آلہ وصحبہ الف الف آتحیۃ وصلوٰۃ وتسلیم،بعد حمد ونعت کے صاحبان رافت وخبرت پر روشن ہو کہ موقع سپاس بی قیاس رب الناس ہے کہ یہ دیوان رفیع نبیان جناب غفران مآب محبّ باصفا شیخ ابراہیم موسیٰ نے جمع کیا ہے نام دیوان عقد پروین ہے یہ نسخہ ایک ایسے بزرگوار عالی مقدار کی تصنیفات سے ہے کہ جس کی بزرگی اور ولایت میں مسلمانان باخبر اور دین داران نیکو سیر کو کسی طرح کا شک وشبہہ نہیں الحق مردان خدا خدانہ باشد،لیکن

Marfat.com

زخدا جدانہ باشد، قیامت ان کی وفات خوش آیات کے وقت سب کے سب رفقاء پر روشن ہوئی اس دیوان کے غزلوں کا پڑھنا جو کہ سراسر جناب رسالت مآب علیہ الف الف تحیۃ الی یوم الحساب کی مدح اور توصیف سے مملو ہیں۔ دین ودنیا کی مرادوں کی تحصیل کا موجب ہے بلکہ اس دیوان کی ایک ایک جلد اپنے مکان میں رکھنا موجب برکت وآبادی مکان ہی آپ کی تصنیفات سے مولود رؤفی جس میں حضرت ﷺ کی ولادت کا احوال خوش مآل ہے اور تفسیر اردو کثیر الحجم زبان تصوف میں آپ نے لکھی جس کی سیر سے آپ کے علم وکمال کا حال روشن ہوتا ہے دوسرا حضرت کا معراج نامہ اعجاز ختامہ مشہور ومعروف ہے۔ اسم مبارک آپ کا مولانا رؤف احمد اور تخلص رافت ہے۔ جناب تجارت مآب سوداگر خلیق وحلیم قاضی عبدالکریم صاحب ابن مرحوم ومغفور قاضی فتح محمد صاحب کی بہت بڑی خوش نصیبی ہے کہ ان کتابوں کو وہ چھپواتے ہیں اجر عظیم پاتے ہیں اور کاتب کی بھی سعادت ہے کہ ایسے بزرگ کے کلام تحریر کرے، دامن مراد گلہائے مقاصد سے بھرے اب جناب باری اس راقم کا اور ان سب کا خاتمہ بخیر کرے زندگی بعزت بیر کرے۔ آمین اللھم آمین بحق سید المرسلین وآلہ وصحبہ اجمعین"۔ (۷)

سید امیر الدین نزہت نے اس دیوان کی تاریخ تالیف یوں نکالی ہے:

Marfat.com

سراوصاف سے تاریخ تالیف ہوئی ہے خوب نوطرز مرصع (۸)

۱۲۸۱

اس دیوان کا آغاز حمدیہ اشعار سے ہوتا ہے۔ پہلا شعر ملاحظہ فرمائیں:

لکھوں ثنا اس کی کیا کہ جس نے کیا ہے ارض وسماء پیدا
صدف سے موتی شکم سے انسان کیا بیک قطرہ ماء پیدا (۹)

اہل فن سے یہ بات پوشیدہ نہیں کہ درمیان شعر ہمزیہ قوافی کو برتنا ہر کس ومہ کی بات نہیں۔ آخر شعر میں ہمزیہ قوافی کی مثالیں تو کلام عرب میں مل سکتی ہیں مگر ادب اردو میں اس کا امکان معدوم ونایاب نظر آتا ہے۔ متاخرین میں سے کسی نے اس پر طبع آزمائی کی ہو تو کچھ کہہ نہیں سکتے تاہم متقدمین میں اس کا التزام نہیں ملتا، چہ جائیکہ کسی نے درمیان شعر ہمزیہ قوافی کو ن نبا ہا ہو۔

اس کے بعد نعت ہے۔ آخری شعر یہ ہیں:

کرم سے ان کے یقین ہے شیطان بہ نزع کچھ شک نہ لا سکے گا
کرے گا گر یک سوال آکر تو ہوں گے لاکھوں جواب پیدا
گناہ ہیں بے حساب رافت اگر چہ اپنے یہ شکر ہی پر
کہ کر دیے ہیں خدا نے ایسے شفیع روز حساب پیدا (۱۰)

دیوان رافت کا گہری نظر سے مطالعہ کیا جائے تو علم بیان کے اصول اربعہ تشبیہ، استعارہ، مجاز اور کنایہ کے ساتھ ساتھ ان اصولوں کے وہ تمام اجزائے فروعیہ کہ جوان کے ذیل میں نمو پذیر ہوتے ہیں، دیوان رافت میں جا بجا ملتے ہیں۔ اسی طرح علم معانی وبدیع کی اقسام وصناعات کا وجود بھی دیوان رافت کے جہان فصاحت

Marfat.com

میں کثیر مقامات پر نظر آتا ہے۔ دیوان رافت کا حصہ اول تو ایک مستقل غزلیہ تسلسل ہے کہ جس کو ایک ہی بحر میں صرف قافیہ کی تبدیلی کے ساتھ نباہا گیا ہے۔ حصہ اول میں ۳۴ کلام ہیں جن میں اشعار کی تعداد ۲۵۸ ہے جو ایک ہی وزن ''بحر متقارب مقبوض اثلم فعول فعلن فعول فعلن فعول فعلن فعول فعلن'' میں نظم کیے گئے ہیں۔ ان تمام اشعار کی ردیف ایک ہی ہے بس قافیہ مختلف ہے۔ ہر کلام کے مقطع میں قافیہ کی تبدیلی کا اشارہ کیا جاتا ہے اور بعد ازاں حروف تہجی کی ترتیب کے مطابق الف سے یا تک بڑی ماہرانہ دسترس کے ساتھ اس تسلسل کو پایہ تکمیل تک پہنچایا گیا ہے۔ اسی طرح حصہ دوم جو کہ ایک الگ مکمل دیوان ہے جس میں ۳۴ کلام نظم کیے گئے ہیں جن میں اشعار کی تعداد ۲۷۰ ہے جو ایک ہی وزن بحر رمل مثمن مزاحف مخبوں مقطوع محذوف مسکن مذال فاعلاتن فعلاتن فعلن رفعلان میں ہیں۔ یہاں فرق صرف اتنا ہے کہ ہر کلام اپنی ذات میں ایک مستقل کلام ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دیوان رافت میں شعر اول سے شعر آخر تک قاری کا ذوق انتشار کا شکار نہیں ہوتا اور وجدان قاری کے تاروں کو قافیہ کی تبدیلی ایک نئی ضرب اور ہر ضرب ایک نئی کیفیت اور ہر کیفیت ایک نئے لطف سے آشنا کرتی ہے۔ نئے نئے تجربات اور لفظوں کو حقیقی ومجازی معنی میں استعمال کرنے کا جو عمل دیوان رافت میں ہے وہ دوسروں کے دواوین میں مفقود نہیں تو بہت کم نظر آتا ہے۔ ایسے ایسے نادر مضامین ہیں کہ جن کو شعر میں باندھتے ہوئے اساتذہ بھی ہچکچاتے ہیں، بڑی سہولت کے ساتھ استعمال کیے گئے ہیں۔

یہاں ایک فنی نکتہ بھی غور طلب ہے کہ حصہ اول جو کہ بحر متقارب میں ہے اور حصہ دوم جو کہ بحر رمل میں ہے۔ دونوں حصے الگ الگ نوعیت کے دیوان ہیں۔ پہلا

Marfat.com

تو متحد النوع ہے کہ ایک ہی نوع کی ردیف ہر کلام کا حصہ ہے جبکہ دوسرا حصہ مختلف النوع ہے کہ ہر کلام کی ردیف الگ ہے جو حروف تہجی کے اعتبار سے ورود پذیر ہوئی ہے، یعنی پہلے حصے میں حروف تہجی کا اعتبار باعتبار قافیہ کیا گیا ہے اور دوسرے حصہ میں حروف تہجی کا اعتبار باعتبار ردیف کیا گیا ہے۔ ان دونوں دواوین کی ہیئت کے مختلف ہونے میں راز یہ ہے کہ پہلا حصہ بحر متقارب میں ہے اور بحر متقارب دائرہ متفقہ کی بحر ہے اور دوسرا حصہ بحر رمل میں ہے اور بحر رمل دائرہ مجتلبہ مسدسہ کی بحر ہے۔ جب بحروں کا دائرہ مختلف ہوا تو دونوں دواوین کی ہیئت بھی مختلف رکھی گئی۔ اب یہ اتفاق فکر ہے یا التزام فکر، کچھ کہا نہیں جاسکتا تاہم یہ توجیہہ قابل التفات ہے۔

اب اگر بلاغت کے نقطہ نظر سے کلام رافت کو دیکھیں تو اس میں تمام فنی خصائص بدرجہ راتم پائے جاتے ہیں۔ ''عقد پروین المعروف دیوان رافت'' کی غزل کا ایک مقطع جس میں مشبہ اور مشبہ بہ میں قصد مساوات کیا گیا ہے:

غزل بدل قافیہ سنا پھر کہ ہند میں تو ہو ہے رافت
نظامی و جامی اور سعدی سحابی و بدرو چاچ پیدا (۱۱)

اس شعر میں رافت نے اپنے مقام و مرتبہ کا ذکر کیا۔ خود مشبہ بنے اور دیگر بلند مرتبہ اساتذہ سخن کو مشبہ بہ بنایا۔ مشبہ و مشبہ بہ بعض اوقات حسی ہوتے اور بسا اوقات عقلی۔ ان کی مثالیں کلام رافت میں دیکھی جاسکتی ہیں۔ غزل کا ایک شعر جو قوت باصرہ سے متعلق ہے:

تمہارے قد رکا ہو گر تصور بنزع ایغیرت صنوبر
تو خود بخود بعد مرگ ہووے مزار پر کیوں نہ کاچ پیدا (۱۲)

Marfat.com

مشبہ اور مشبہ بہ کے حسی ہونے کی ایک خوبصورت مثال:

نہیں ہے روئے عرق فشاں پر کسی کی زلف سیاہ رافت
ہوا ہے یہ اس کے چاٹنے کو خدا کی قدرت کا ناگ پیدا (۱۳)

تشبیہ ملفوف (۱۴) کی قبیل سے رافت کا ایک شعر دیکھیے:

چشم اس کے قدر موزوں پہ فلک دیکھ کہیں
نرگس حسن عجب ہے یہ صنوبر کے بیچ (۱۵)

اس شعر میں دو مشبہ اور دو ہی مشبہ بہ ہیں: چشم، قدموزوں اور نرگس حسن عجب، صنوبر جو کہ ترتیب سے ذکر ہوئے ہیں۔ جہاں یہ شعر تشبیہ ملفوف میں ہے تو وہیں صنعت لف ونشر مرتب میں بھی ہے۔

استعارہ کی ایک مثال غزل کا یہ شعر ہے:

قصد جانے کا نہ کر یہاں سے کہ مر جائیں گے ہم
ای صنم مار کے بس چھاتی پہ پتھر بفراق (۱۶)

کنایہ کی مثال ملاحظہ فرمائیں:

مریض غم کی تیرے عیادت کرے کوئی کیا عجب ہے حالت
کہ قوت ضعف لاغری سے ہے آپ پنہاں فراش پیدا (۱۷)

مریض ہونا کنایہ ہے عاشق ہونے سے۔ اسی طرح ان کا یہ شعر:

سانس ٹھنڈی نہ بھروں کیونکہ میں خالی گھر دیکھ
مجھ کو دم دے کے سدھارا وہ ستمگر افسوس (۱۸)

ٹھنڈی سانسیں بھرنا مبتلائے غم ہونے سے کنایہ ہے۔

Marfat.com

قدیم اردو شعراء کا عربی ذوق بھی اس دیوان میں ملاحظہ کیا جاسکتا ہے۔ دیوان کا آخری کلام عربی میں صلوٰۃ وسلام کا ہدیہ ہے۔ اشعار ملاحظہ فرمائیں:

صلِّ علٰی محمدٍ مہر سپہر اصطفا
صلِّ علٰی محمدٍ ماہِ سماء اجتبا
صلِّ علٰی محمدٍ مفخرِ جملہ انبیا
صلِّ علٰی محمدٍ رہبر جُملہ اولیا
صلِّ علٰی محمدٍ کاشفِ سھل اتی
صلِّ علٰی محمدٍ وقف رازِ انما
صلِّ علٰی محمدٍ مورد مدحت وثنا
صلِّ علٰی محمدٍ اوضح وصف والضحے

یہ دیوان جہاں قواعد وفن کا شاہکار ہے وہیں انیسویں صدی کے اسلوب شعری اور املاء کا آئینہ دار بھی ہے۔ اس دور میں الفاظ کو جوڑ کر لکھنے اور ''ں'' کی بجائے ''ن'' کے مروج ہونے کی مثالیں دیوان رافت میں عام ہیں۔ چند مرکب الفاظ اور عصری املائی اسلوب ملاحظہ فرمائیں:

جانسے	جان	سے	
ہمکو	ہم	کو	
اسبات	اس	بات	
جسمین	جس	میں	
تجھکو	تجھ	کو	
تمنے	تم	نے	
لگجائے	لگ	جائے(۱۹)	

اس کتاب کے آخر پر لگا ہوا اشتہار اس حقیقت کا مظہر ہے کہ اشاعتی

Marfat.com

اداروں کا مزاج اور ذوق ہمیشہ ایک سا رہا ہے۔ اس اشتہار کو من وعن استفادہ ناشرین کے لیے نقل کیا جاتا ہے:

''اشتہار واجب الاظہار

جمیع صاحبان اہل مطابع نزدیک و دور و تاجران کتب والاشان ذی شعور کی خدمت میں عرض ہے کتاب ہذا داخل بہی رجسٹر گورنمنٹ ہے اور حقوق تصنیف و تالیف مصنف کی جانب سے مہتمان کے پاس محفوظ ہیں لہٰذا کوئی صاحب قصد طبع نہ فرمائے عوض نفع قلیل نقصان کثیر کی زحمت نہ اوٹھائے جس قدر نسخے مطلوب ہوں بارسال زر قیمت دکان نمبر ۶۵ واقعہ کولسہ محلہ قریب پاوے ہونی سے طلب فرمائے فقط

المشتہر

قاضی عبدالکریم رقاضی رحمت اللہ تاجران کتب بمبئی''

اس مختصر تعارف سے یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ دیوان رافت موضوعاتی اور فنی اعتبار سے اردو ادب کا ایک لازوال کارنامہ ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ کوئی صاحب ذوق اس دیوان کی ترتیب و تدوین نو پر توجہ دیں تا کہ عصر حاضر میں فکر رافت جو فکر راست ہے، سے استفادہ کیا جائے۔ یہ دیوان خانقاہوں سے وابستہ افراد کا اردو شاعری میں کردار، کے حوالہ سے مطالعہ کی سمت بھی متعین کرے گا۔

Marfat.com

حوالہ جات

(۱)　شمس، ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس، اردو شاعری کے فروغ میں مجددی صوفیہ کا کردار، مشمولہ: خدا بخش لائبریری جرنل، پٹنہ، ۲۰۰۸ء ج ۱۵۳، ص ۶۷۔۸۶ (۲) شمس ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس، خواجہ باقی باللہ کا شعری ذوق، مشمولہ: خدا بخش لائبریری جرنل پٹنہ، فروری ۲۰۱۲ء۔ (۳) رافت، رؤف احمد، جواہر علویہ، ملک فضل الدین، مترجم، لاہور: تاجران کتب قومی، ۱۹۱۹ء، ص ۱۷۱۔ (۴) دیوان رافت میں آپ کا تخلص عموماً یہی ہے۔ آخری صفحہ پر ناشر کے یہ الفاظ ملاحظہ فرمائیں:

الحمدللہ والشکر للہ والصلوٰۃ والسلام علی رسول اللہ وعلی آلہٖ واصحابہ الی یوم بعث خلق اللہ بعد حمد وصلوٰۃ کے شائقین دواوین مدح رسول مقبول پر روشن ہو کہ دیوان فصاحت وبلاغت عنوان جناب کرامت وولایت انتساب صدر آرائے محفل شریعت وطریقت سالک مسالک جادہ معرفت وحقیقت سخنور امجد والا مرتبت مولانا رؤف احمد صاحب المتخلص بہ رافت عطر اللہ تربتہ بالمسک کا جس کا نام عقد پروین ہے جناب فیضی مآب قاضی عبدالکریم وقاضی رحمت اللہ صاحب نے اپنے مطبع فتح الکریم میں چھپوا کر نور افزائے چشم خلائق کیا جناب باری اس کے مصنف اور طباع اور کاتب کو اور مصحح کو اس سبز خیمہ کے نیچے باغ باغ رکھے دل بہار منزل ہر ایک بافراغ رکھے بحق رسول اللہ وآل رسول اللہ اللہم آمین۔

(۵)　دیوان کا یہ شعر ملاحظہ فرمائیں:

تو رافتا شاعر کہن ہے غزل بدل قافیے کو پڑھ پھر
نئے نئے ہوں گے لاکھ مضمون جو تو نے کی ہے تلاش پیدا

(۶) نساخ، عبدالغفور، سخن شعرا، لکھنو، اترپردیش اردو اکادمی، ۱۹۸۲ء، ص ۱۷۸۔ (۷) عقد پروین، ص ۲۔۳ (۸) ایضاً۔ (۹) ایضاً، ص ۴۔ (۱۰) ایضاً، ص ۵۔ (۱۱) ایضاً، ص ۷۔ (۱۲) ایضاً۔ (۱۳) ایضاً، ص ۱۵ (۱۴) تشبیہ ملفوف وہ ہے کہ جس کے طرفین (مشبہ اور

Marfat.com

مشبہ بہ) متعدد ہوں بایں طور کہ پہلے مشبہات کو بطریق عطف ذکر کیا جائے پھر اسی طرح مشبہات بہا کو بالترتیب ذکر کیا جائے۔ قاسم، دکتور محمد احمد، محی الدین دیب، دکتور، علوم البلاغہ، طرابلس، ۲۰۰۳ء، ص ۱۵۵۔ (۱۵) دیوان رافت، ص ۲۲ (۱۶) ایضاً ص ۲۹ (۱۷) ایضاً ص ۱۱۔ (۱۸) ایضاً ص ۲۵۔ (۱۹) دیوان رافت کے بالترتیب درج ذیل صفحات ملاحظہ فرمائیں: ۲۵ تا ۳۰۔

نوٹ: شاہ رؤف رافت کے احوال کے لیے ملاحظہ کریں:

(۱) شمس، ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس، راوی، جی سی یونیورسٹی، لاہور، ۲۰۰۹ء، ص ۸۱۔۸۳۔ (۱۱) صبا اسلام، شمس، ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس، تفسیر رؤفی: مطالعہ و جائزہ، فیصل آباد، شمع بکس، ۲۰۱۵ء

Marfat.com

مکتوبات امام ربانی کی شروح

معاشرہ کی اصلاح وفلاح کے لیے صوفیہ کرام نے علمی اور معاشرتی دونوں سطحوں پر کام سرانجام دیا۔ تہذیب کی تشکیل میں ان کا کام ایک اہم اور بنیادی عنصر ہے بلکہ تمدن کے ارتقاء میں بھی صوفیہ کا اساسی کردار ہے۔ تہذیب وتمدن کی تشکیل کے ساتھ ساتھ ادب کو پروان چڑھانے میں ان کی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔ صوفی ادب کے مکتوبات اور ملفوظات اپنے عہد کے سماجی رویوں کے فہم میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ صوفیہ یا ان کے مریدین یا معاشرہ کے افراد جب ایک شہر میں نہ ہوتے تو ایصال معانی ومطالب کے لیے مکاتیب کا سہارا لیا گیا۔ اس سلسلہ کو سب سے زیادہ ترقی حضرت جنید بغدادی نے دی۔ صرف عمرو بن عثمان مکی کے نام ان کے ایک ہزار خطوط کا تذکرہ ملتا ہے۔'' (۱)

صوفیہ نے ان مکاتیب سے دعوتی کام بھی لیا۔ مکتوبات کی تاریخ میں جس مجموعہ مکاتیب کو ہندوستان بلکہ عالم اسلام میں پذیرائی ملی وہ ''مکتوبات امام ربانی'' ہیں۔ تین جلدوں میں ۵۳۵ مکاتیب کا مجموعہ گنجینہ علم وعرفان اور خزینہ معارف وحقائق ہے۔ دفتر دوم کے جامع عبدالحی بن خواجہ چاکر حصاری لکھتے ہیں۔

فهذه مكاتيب متضمنة لعلومه غريبة ومعارف عجيبة واسرار لطيفة وحقائق شريفة ماتكلمه بها احد منا العرفاء ومااشار اليها واحد من الاولياء مقتبسة من مشكوٰة انوار النبوة (۲)

Marfat.com

مکتوبات امام ربانی کہنے کو تو صرف خط ہیں، مگر ان خطوط کے اندر قرآن وحدیث کی تشریح، علم کلام کی موشگافیاں، تصوف کے ادق مقامات کی تشریح بعض صوفیانہ عبارات وافکار پر نقد وتجزیہ، احوال معاشرہ اور دیگر اہم اسرار ورموز شامل ہیں۔ حضرت شاہ غلام علی دہلوی نے دوسو ساٹھویں مکتوب کی تشریح کرتے ہوئے ان مکاتیب کے معارف کی بلندی کو ان الفاظ میں بیان فرمایا:

''جو معارف حضرت نے بیان فرمائے ہیں امت میں کسی ایک نے ایسا بیان نہیں کیا ہے اور جن اسرار کے موتیوں کو سلک تحریر میں پرودیا ہے اصحاب معرفت میں سے کسی نے بھی معرفت کے ایسے موتی نہیں پرئے ہیں۔ ان کا کلام بمنزلہ وحی آسمان کے ہے اور ان کا بیان رموز ربانی کی تشریح ہے اور انہوں نے جو مقامات بیان فرمائے ہیں اور جن مکاشفات کی راہ طے فرمائی ہے ان پر ہزاروں طالبین کو چلایا نہ یہ کہ دو ہی ایک لوگوں نے ان اسرار سے واقف ہو کر اس کی شہادت پر زبان کھولی ہو بلکہ ایک جہاں کو ان نئے نئے معارف سے سرفراز فرما کر اپنا ثنا خواں بنادیا اور ایک عالم کو ان جدید مقامات سے واقف کر کے اپنا مداح کر دیا ہے۔

نہ من براں گل عارض غزل سرائم وبس
کہ عندلیب تو از ہر طرف ہزار انند

(میں ہی اکیلا اس گل عارض پر غزل سرا نہیں ہوں بلکہ ہزاروں بلبل تجھ پر فریفتہ ہیں)(۳)

کسی کتاب کی علمی دنیا میں اہمیت کا اندازہ اس کتاب کی تقسیم کے لیے کی جانے والی کوششوں سے بھی لگایا جاسکتا ہے۔ ضرورت کی اہم ترین کتب کی تلخیص،

Marfat.com

تشریح، تسہیل، تحفیظ اور ترجمہ کی کوشش کی جاتی ہے۔ عالم اسلام میں وہ کتب جن کی طرف ان حوالوں سے توجہ دی گئی ہے ان میں ایک مکتوبات امام ربانی ہیں۔ ان مکاتیب کی طرف اہل علم وعوام کی توجہ اس قدر ہے کہ ان کو حفظ کرنے کا اہتمام بھی ہوا۔ ترکی کے ایک عالم محمد پاکسو کے بقول بدیع الزماں سعید نورسی نوے (۹۰) کتابوں کے حافظ تھے ان میں مکتوبات امام ربانی بھی ہیں۔ نصر اللہ ہوتکی کے بارے میں بھی کہا جاتا ہے کہ وہ مکتوبات کے حافظ تھے۔

مکتوبات کے مشکل مقامات کی تفہیم وتشریح کے لیے مختلف شروح بھی لکھی گئی ہیں ان شروح کو تین طرح کی اقسام میں بیان کیا جاسکتا ہے:

۱۔ سلسلہ مجددیہ کے اکابرین سے لوگوں نے مکتوبات کے مشکل مقامات کی تشریح ووضاحت چاہی تو ان حضرات نے اپنے مکتوبات میں ایسی عبارات رالفاظ رجملوں کی وضاحت کی جو حل طلب تھے۔ اس سلسلہ میں خواجہ محمد سعید کے مجموعہ کے درج ذیل عنوانات ملاحظہ فرمائیں:

i- مکتوبات ۲۳ بنام شیخ بدیع الدین نبیرہ خود، دررفع شبہ برکلام حضرت مجدد الفؒ ثانی درمظہر محبت ومحبوبیت۔

ii- مکتوبات شصت وہشتم: بنام علماء الحرمین الشریفین درحل بعض کلام مجددؒ

(۴) حضرت خواجہ محمد معصوم کے درج ذیل مکاتیب میں مکتوبات کی توضیحات وتشریحات ملتی ہیں:

دفتر اول: مکتوب ۱۴۰، ۱۵۲، ۱۵۶، ۱۸۳، ۲۳۹

دفتر دوم: مکتوب اول، ۱۰۲، ۱۰۵

دفتر سوم: مکتوب ۶۲

Marfat.com

حضرت خواجہ سیف الدین ابن خواجہ معصوم کے مکاتیب کو مولانا محمد اعظم نے جمع کیا۔ ان مکاتیب کی تعداد ۱۹۰ ہے۔ ان میں مکتوب ۲۵، ۵، ۷۷، ۱۱۰، ۱۳۵، ۱۸۴، ایسے ہیں کہ مکاتیب میں قدسی آیات کی تشریح کے اشارات موجود ہیں۔

حضرت مجدد الف ثانیؒ کے دوسرے پوتے، حضرت خواجہ عبدالاحد وحدت گل (م:۱۱۲۶ھ) نے ''شرح کلمات قدسی آیات مکاتیب مجددی'' کے نام سے مکتوبات امام ربانی کی شرح تحریر فرمائی۔ اس کے علاوہ ان کے مکاتیب ''جو گلشن وحدت'' کے نام سے شائع ہوئے، میں درج ذیل مکاتیب میں، مکاتیب امام ربانی کے کسی نہ کسی اجمال کی تفصیل موجود ہے: مکتوب: ۴۱، ۴۵، ۵۲

سلسلہ عالیہ مجددیہ کے دیگر حضرات جن کے مکاتیب شائع ہو چکے ہیں ان میں حضرت مجدد کے کلام کے فہم کے لیے کاوشیں صاف نظر آتی ہیں۔

ب۔ دوسرے درجہ میں مستقل شروح ہیں جو مکتوبات امام ربانی کی لکھی گئیں۔ علیحدہ سے مستقل شرح اس حقیقت کی مظہر ہے کہ اس ذخیرہ مکتوبات کے مضامین کتنے علمی اور دقیق وعمیق ہیں اس حوالہ سے بعض شروح کا ذکر کتب مجددیہ میں ملتا ہے اور بعض دستیاب ہیں۔ ڈاکٹر محمد مسعود احمد نے درج ذیل شروح کا تذکرہ کیا ہے:

i- ضیاء المقدمات فی توضیح المکتوبات از مولوی ضیاء الدین اچکزئی قندھاری
ii- شرح مکتوبات مجددی: خواجہ عبدالاحد وحدت گل
iii- شرح مکتوبات امام ربانی: شاہ عبدالرحیم گرھوڑی
iv- حواشی مکتوبات امام ربانی: مولانا محمد منظور احمد مکان شریفی (۵)

علاوہ ازیں ''شرح مکتوبات قدسی آیات'' از مولوی نصر اللہ ہوتکی کا بھی ذکر

Marfat.com

کیا ہے۔ مولوی نصر اللہ ہوتکی ۱۸۹۸ء میں قلعہ جواد کے ایک قصبہ میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد حاجی احمد شاہ خان ایک علم دوست انسان تھے۔ ۱۹۲۱ء میں آپ حضرت نور المشائخ ملا فضل عمر مجددی سے بیعت ہوئے۔ ایک سکول میں تدریس کے فرائض بھی انجام دیئے اور حکومت میں قاضی بھی رہے۔ علماء کی ایک کثیر تعداد آپ کی شاگرد ہے۔ نومبر ۱۹۷۶ء ۱۳۶۲ ہجری میں بیمار ہوئے تو جگر کا علاج کروانے کے لیے میو ہسپتال لاہور آئے۔ ۱۳۲۶ھ ۱۹۴۳ سن عیسوی تھا میں پشاور میں ان کی وفات ہوئی اور رحمان بابا کے مزار کے قریب دفن ہوئے۔ مکتوبات امام ربانی کے مضامین پر آپ کو کامل دسترس تھی۔ حضرت نور المشائخ کی موجودگی میں درس مکتوبات دیتے رہے۔ اس حوالہ سے اپنے شیخ کے فیوضات کا تذکرہ ان الفاظ میں کرتے ہیں۔

''خلاصہ تشریح ایں کتاب مقدس یک انعام بزرگی است از حق سبحانہ تا تمام مسلمانان بمعارف عالیہ آن کتاب مستطاب یک اندازہ آشنا شوند وایں تشریح فی الجملۃ کہ ما نمودہ ایم نیز از اثر فیض تعلیمات قطب ارشاد وقت خود جناب شیخ الاسلام حضرت نور المشائخ قدس سرہ بودہ است (۶)

مولوی نصر اللہ ہوتکی کے مضامین مکتوب پر عمیق نظر کا اندازہ سید زوار حسین شاہ کے ان الفاظ سے لگایا جا سکتا ہے، جو بطور تقریظ پہلی جلد پر درج ہیں، ان الفاظ سے اس شرح کی جامعیت کا اندازہ بھی ہو سکتا ہے۔

حق آنست کہ بعد کتاب اللہ وکتب احادیث کم کتابے ہمچو مکتوبات حضرت ایشان بظہور آمدہ باشد، حقائق ومعارف وعلوم شرعیہ ظاہری وباطنی کہ دریہنا مبین گشتہ خصوصیت بالف ثانی دارد از پیشین کسے تفصیل این حقائق ومعارف پے نبردہ ولب

Marfat.com

نکشودہ حضرت ایشان قدس سرہ مقامات واصطلاحات جدید و بسیار در طریقہ خود بیان فرمودہ اندو ہر مقام راشانے جدا وکیفیتے علیحدہ واسرار انوار مختلفہ ایضاح نمودہ اند، ہزاران علماء وعقلا بتربیت ایشان بآن حالات وکیفیات واسرار وغوامض سرفراز گشتہ واقرار نمودہ اند، بشہارت اہل علم وشرع طریقہ حضرت موصوف اشتباہے نماندہ، عالمے باین طریقہ واصلان حق شدہ اندو مے شوند، اولیائے امت ومجالس خوددرس، مکتوبات قدسی آیات راالتزم داشتہ اند، اما ضرورت بود کہ کتابے درحل مشکلات اسرار وغوامض اینہا نوشتہ وچاپ زدہ شودتا ازینہا استفادہ عمومی نمودہ شود۔ الحمداللہ کہ درین امام فرخندہ فرجام جناب مستطاب عالم نبیل فاضل جلیل حضرت مولانا نصراللہ صاحب کابلی متعنا اللہ تعالیٰ بطول بقاہٗ کتابے درحل حقائق ومعارف واسرار وغوامض این مکتوبات شریفہ تصنیف فرمودہ اندو بامرواہتمام حضرت۔ (۷)

اس شرح میں علامہ ہوتکی نے دستیاب کتب تفاسیر (ابن کثیر، بیضاوی، صاوی علی الجلالین) کتب احادیث، کتب اصول اور کتب تصوف (رسالہ سلسلۃ الاحرار، مکتوبات خواجہ باقی باللہ، عمدۃ المقامات، مکاتیب حضرات مجددیہ، عوارف المعارف، فصوص الحکم وغیرہ) سے استفادہ کیا۔ افغانستان کی خانہ جنگی کی وجہ سے یہ کتاب تفصیلی شرح کی شکل اختیار نہ کرسکی اور صرف تصوف سے متعلقہ نکات واسرار کی تفصیلات آ سکیں، یہ شرح نو حصوں پر مشتمل ہے۔ حصہ پنجم تک دفتر اول مکمل ہوتا ہے، دفتر دوم کو حصہ ششم تا ہفتم میں مکمل کیا گیا۔ آخری دو حصوں میں دفتر سوم کے مکاتیب ہیں۔ نمونہ کے لیے ایک مکتوب دفتر اول: ۱۶۱ کی شرح ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت امام میفر ماید، مقصوداز طے منازل سلوک حصول ایمان حقیقی است

Marfat.com

وتانفس مطمئنہ نگردد نجات متصور نیست الخ یعنی نجات کامل میسر نمی باشد، چہ ارباب نفوس اماره نیز بہ تصدیق قلبی مشرف و در جملہ اہل نجات محسوب میشوند، مگر نجات وفلاح کامل کہ سبب ودرجات است نصیب شان نیست۔ایمان حقیقی عبارت از شہود تمام مصداقات قضایائے شرعیہ است وایمان صوری فقط تصدیق قلبی است باوجود انکار نفس امارہ۔حضرت عروۃ الوثقی خواجہ محمد معصوم مجددی در مکتوبات خود میفر ماید کہ ''آیا شخص درست خواہد بود یا خیر؟ در جواب فرمودہ اند بلے این شخص از دوستان اوتعالیٰ است و بہ ولایت قلبی رسیدہ است ونفس اور در جوار قلب واقع شدہ است امید است کہ در جوار قلب صالح نفس او طغیان نکند وتحت تاثر ہمسایہ صالح قرار بگیرد، بیت

با عاشقان نشین وہم عاشقی گزین

ہرکس کی نیست عاشق با او مشو قرین (۸)

اردو زبان میں جس شرح نے شہرت حاصل کی وہ مولانا محمد سعید احمد مجددی (۱۹۴۳ـ۲۰۰۲) کی ''البینات شرح مکتوبات'' ہے۔علامہ مجددی گوجرانوالہ کے معروف عالم تھے۔علامہ غلام رسول رضوی، علامہ عبدالغفور ہزاروی، علامہ احمد سعید کاظمی جیسے اکابر علماء آپ کے اساتذہ میں سے ہیں۔صوفی محمد علی مجددی اور صاحبزادہ سید فیض الحسن شاہ سے آپ کی روحانی نسبت ہے۔درس مکتوبات سے آپ کو خاص انس تھا۔اسی طرح حضرت امام ربانی کے رسالہ مبدا و معاد کا درس بھی دیا۔درس مکتوبات باقاعدہ ریکارڈ ہوتا تھا انہی ریکارڈ شدہ کیسٹوں سے اس کی چار جلدیں (مکتوبات ۲۱۵ تک) شائع ہو چکی ہیں جبکہ پہلی جلد ۲۰۰۲ء میں آپ کی زندگی میں ہی شائع ہوئی تھی۔اس شرح کے خصائص، ممتاز ماہر مجددیات پروفیسر محمد اقبال مجددی

Marfat.com

زیدہ مجدہ نے بایں الفاظ بیان کیے ہیں۔

۱۔ مکتوبات کے مندرجات کو قرآن وحدیث سے مؤید کیا گیا ہے۔

۲۔ نفس مضمون کو حل کرنے کی ہر ممکن کوشش کی گئی ہے۔

۳۔ مکتوبات میں شامل اصطلاحات تصوف کو پہلی مرتبہ اتنی وضاحت کے ساتھ مکتوبات کے سیاق وسباق میں سمجھانے کی کوشش کی گئی ہے۔

۴۔ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ، خود حنفی تھے اور مکتوبات میں فقہ حنفی کے مطابق مسائل کا استنباط کیا ہے۔ یہ بجائے خود ایک وسیع موضوع ہے کہ مکتوبات شریفہ میں شامل مسائل فقہیہ کی فقہ حنفی کے مطابق تطبیق کی جائے خدا کا شکر ہے کہ مؤلف البینات نے شرح کے دوران یہ اہم فریضہ بھی انجام دینے کی سعی فرمائی ہے۔

۵۔ مکتوبات میں شامل احادیث نبویہ (علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) کی تخریج ایک دقیق ترین مرحلہ ہے لیکن آج کے دور میں چونکہ احادیث کے انڈیکس طبع ہو چکے ہیں اور حدیث کے ذخائر کمپیوٹر میں منتقل ہو چکے ہیں اس لیے اب یہ مرحلہ طے ہونا چاہیے۔ ہمارے شارح بزرگ نے اس مقام پر بھی سعی تمام فرمائی ہے اور احادیث مقتبسہ کو ان کے اصل متون سے مطابقت دے دی ہے۔

۶۔ مکتوبات کی شرح کے دوران ایک مرحلہ اور دشوار گزار ہے کہ ان میں روحانی مقامات کا اندراج جس طریقہ سے ہوا ہے آج کا قاری ان مقامات کو سمجھنے سے قاصر ہے۔ ان مقامات کو صرف وہی سمجھا سکتا ہے جس پر یہ واردت ہوئے ہوں اور عملی طور پر وہ خود شیخ طریقت بھی ہو وہ ان روحانی کیفیات کا ادراک کر کے اس کی شرح کر سکتا ہو۔ ہمارے بزرگ شارح چونکہ خود ایک محقق عالم دین ہیں اور نہ صرف

Marfat.com

سلاسل عالیہ نقشبندیہ بلکہ دیگر سلال طریقت (قادریہ، چشتیہ، سہروردیہ، شاذلیہ وغیرہا) کے پیر ماذون ہیں اس لیے انہوں نے ان تمام روحانی مراحل کو بڑے احسن طریقے سے سلجھایا ہے۔

۷۔ اس شرح کی ایک اور خوبی یہ ہے کہ شارح نے علوم اسلامیہ کے متعارف سارے مآخذ سامنے رکھ کر شرح کی ہے اور ہر مقام کو مستند بنانے کے لیے ان کے حوالے بھی دیے ہیں گویا اس شرح پر علمی تحقیقات کا رنگ غالب ہے شارح بزرگ نے اس شرح میں یہ التزام کیا ہے کہ پہلے مکتوبات شریف کے جس حصہ کی شرح کرنا ہے اس کا فارسی متن نقل کیا ہے اور اس کے بعد اس کا اردو ترجمہ دیا ہے اور پھر اس کی شرح بیان کی ہے اس شرح میں حتی الامکان ایسے تمام نکات یکجا کر دیے ہیں جن کا اس اقتباس کے فہم و تفہیم کے لیے ہونا لازم ہے۔ قابل شرح اقتباس کی مکتوبات میں سے دوسرے جن جن مقامات سے توضیح ہوسکتی تھی اس مقام پر وہ بھی نقل کر کے اسے آسان بنانے کی کوشش کی ہے۔(۹)

وہ کتب، رسائل، مضامین جو مکتوبات کے کسی ایک پہلو پر تفصیلی روشنی ڈالتے ہیں۔ ایسی کتب، رسائل و مضامین کی تعداد شمار سے باہر ہے، چند ایک نام ملاحظہ فرمائیں:

i- فیض البرکات من عین المکتوبات:

مولانا محمد عبداللہ جان مجددی نے تینوں جلدوں سے درج ذیل عنوانات کے تحت مکتوبات کے اقتباسات اکٹھے کیے ہیں:

اول: در اصول اسلامیہ و عقائد صحیحہ اہل سنت و جماعت

Marfat.com

دوم: درمسائل فقهیه واحکام شرعیه

سوم: درحقائق ومعارف علم باطن واسرار وانوار طریقه نقشبندیه

چہارم: درمواعظ ونصائح وترغیب بحسنات وتحذیر از سیئات

ii- صحابہ کرام مکتوبات حضرت مجدد الف ثانی کے آئینے میں: پیرزادہ اقبال احمد فاروقی۔

iii- حضرت مجدد کے سیاسی مکتوبات: آ بادشاہ پوری

iv- مکتوبات بحیثیت مآ خذ ایمانیات: پروفیسر عبدالباری صدیقی

v- مجددی عقائد ونظریات: مولانا عبدالحکیم شرف قادری

vi- حضرت مجدد اور پاکستان: ڈاکٹر ظہور احمد اظہر

viii- رسالہ خلت: شاہ ولی اللہ (۱۰)

راقم حروف کی درج ذیل کتب بھی اسی قبیل سے ہیں۔

i- حضرت مجدد کی تفسیر وفقہی خدمات (غیر مطبوعہ)

ii- حضرت مجدد اور معارف حدیث

iii- مقام نبوت (حضرت مجدد کے افکار کا مطالعہ)

iv- مقام صحابہ (حضرت مجدد کے افکار کا مطالعہ)

v- مقام اہلبیت (حضرت مجدد کے افکار کا مطالعہ)

مکتوبات کے مختلف تراجم میں مترجمین نے مکتوبات کی تفہیم کے لیے جابجا مفید حواشی درج کیے ہیں۔ یہ بھی دراصل مکتوبات امام ربانی کی مختصر شرح ہیں۔ ایسے چندنام درج ذیل ہیں:

Marfat.com

i- نور احمد امرتسری مرحوم کا تصحیح شدہ نسخہ اس حوالہ سے بڑا اہم ہے۔اردو مترجمین نے ترجمہ کے لیے ان سے بڑی مدد لی۔دفتر اول کے مکتوب ۸ میں کتاب ''تلویح'' کا ذکر آیا تو محشی نے لکھا: تلویح کتاب ست کلاں نہایت معتبر از مصنفات نفیسہ علامہ تفتازانی در علم اصول فقہ''

ii- مکتوبات کا ایک نسخہ ایوب گنجی کے مقدمہ و تصحیح اور استاذ ملاحسن زارعی کی نگرانی میں ۱۳۸۳ھ میں شائع ہوا۔اس میں بہت سے مقامات پر حواشی موجود ہیں۔دفتر اول کے مکتوب ۱۳۰ میں تلوینات کی وضاحت ان الفاظ میں کی گئی ہے:

''رنگ برنگ کردن، گوناگوں ساختن: بہ معنی آمدو شد

اسی طرح درج ذیل فہارس شرح کے نقطہ نظر سے اہم ہیں:

i- فہرست موضوعی مکتوبات

ii- فہرست اعلام

iii- فہرست کتاب ہا

iv- شرح اصطلاحات عرفانی

iii- علامہ مراد منزلوی کے عربی ترجمہ میں بہت سی عرفانی اصطلاحات، شخصیات کا تعارف، احادیث کی تخریج، مذکور ہے۔دفتر اول کے مکتوب: ۵۰، میں وان وصلت الی مقامہ الاطمینان من الطمانیۃ کا لغوی مفہوم فیروز آبادی سے نقل کرنے کے بعد لکھا:

اما عند الصوفیہ: فالمراد سکینۃ تستقر بقوۃ الیقین المفید للامن ودوامہ الانس بالحق (۱۱)

ج۔ ان کتب کو بھی مکتوبات کی شرح میں شمار کیا جا سکتا ہے۔جن میں حضرت مجدد

Marfat.com

کے کلام پر وارد ہونے والے اشکالات کے جواب دیے ہیں یہ مخلصین کی طرف سے بھی ہیں اور منکرین کی جانب سے بھی۔ ان کتب کی ایک کثیر تعداد ہے جو قلمی اور مطبوعہ نسخوں کی شکل میں موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ ممتاز ماہر مجددیات پروفیسر محمد اقبال مجددی اور جناب ناظم بشیر کو جزائے خیر عطا فرمائے جنہوں نے اس موضوع پر لکھے جانے والے ادب کو محفوظ کرنے کا فریضہ انجام دیا ہے۔ پروفیسر محمد اقبال مجددی نے دو مجموعہ ہائے کتب شائع کروائے ایک ''رسائل در دفاع حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی'' کے نام سے، اس میں مولانا وکیل احمد سکندر پوری کے رسائل ہدیہ مجددیہ، انوار احمدیہ اور الکلام المنجی برایرادات البرزنجی شامل ہیں، جب کہ دوسری کتاب ''دفاع حضرت مجدد الف ثانی'' کے نام سے ہے، اس سے شاہ غلام علی دہلوی، شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی، حضرت پیر مظہر جان جاناں شہید، قاضی ثناء اللہ پانی پتی، حضرت ابوالحسن زید فاروقی، مولانا محمد سعید احمد مجددی جیسے اہل علم اکابر کی تحریرات شامل ہیں۔ یہ رسائل دراصل فکر مجددی کے ترجمان وشارح ہیں۔ فکر مجددی کی تفہیم کے لیے ان رسائل کی اہمیت ناقابل بیان ہے، اسی لیے ان رسائل کو مکتوبات امام ربانی کی شرح کا ایک حصہ سمجھنا چاہیے۔

درج بالا تصریحات سے یہ حقیقت مبرہن ہوتی ہے کہ علماء وصوفیہ نے ہر دور میں فکر مجددی کی تفہیم وتشریح کے لیے مختلف عنوانات اور اسالیب میں علمی تحقیقی کاوشیں کیں۔ یہ کاوشیں اس حقیقت سے بھی پردہ اٹھاتی ہیں کہ زمانہ کو مکاتیب امام ربانی کی کس قدر ضرورت ہے۔ ہر دور کے متجددین کے رد کے لیے اور فکر اسلامی کی ترویج واشاعت اور تحفیظ کے لیے مکتوبات امام ربانی سے رہنمائی حاصل کی جاسکتی ہے۔

Marfat.com

حوالہ جات

۱۔ اختر الواسع، پروفیسر، مقالہ مشمولہ الاحسان الہ آباد، شمارہ ۵، ۲۰۱۴، ص: ۲۵۳

۲۔ مکتوبات امام ربانی، ابتدائیہ دفتر دوم، مکتبہ احمدیہ مجددیہ، بلوچستان، ص: ۲

۳۔ دہلوی، شاہ غلام علی، دار المعارف، مترجم ابوالنصر انس فاروقی مجددی، شاہ ابوالخیر اکیڈمی، دہلی، ۲۰۰۸ء، ص: ۲۱۹)

۴۔ مکتوبات سعیدیہ، مکتبہ حکیم سیفی، لاہور، ص: ۲۸، ۱۲۷

۵۔ محمد مسعود احمد، ڈاکٹر، سیرت مجدد الف ثانی، مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی، ص: ۶۲۳

۶۔ ہوتکی، مولوی نصر اللہ، کراچی ۱۹۸۸ء جلد اول، ص: ۲۴

۷۔ ہوتکی، مولوی نصر اللہ، شرح مکتوبات قدسی آیات، کراچی، ۱۹۸۸ء حصہ اول، ص: ۱۶۔۱۷

۸۔ شرح مکتوبات قدسی آیات، حصہ اول، ص: ۲۵۴)

۹۔ اقبال مجددی، مقدمہ البینات شرح مکتوبات، تنظیم اسلام پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۰۳ء ص: ۸۴۔۸۵

۱۰۔ بحوالہ دفاع حضرت مجدد الف ثانی، تحقیق وتقدیم پروفیسر محمد اقبال مجددی

۱۱۔ مکتوبات امام ربانی، عربی ترجمہ علامہ محمد مراد منزلوی، القاہرہ، جلد ۲، ص: ۱۲۶

Marfat.com

روداد

محمد ناظم نقشبندی مجددی

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''اے ایمان والو! وہ بات کہتے کیوں ہو جو کرتے نہیں ہو''۔ ہم لوگوں کو بڑی نصیحت کرتے ہیں لیکن ہمارے دامن میں کچھ نہیں ہے۔ ان خیالات کا اظہار حضر پیر طاہر حسین قادری نے امام ربانی مجدد الف ثانی بین الاقوامی کانفرنس منعقدہ 19 نومبر 2018 بمقام فلیٹیز ہوٹل لاہور میں صدارتی خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے کیا۔ انہوں نے کہا کہ جب تک ہم باعمل مسلمان نہیں بنیں گے اس وقت تک معاشرے میں کوئی تبدیلی نہیں آئے گی۔ انہوں نے حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ کے قول کی روشنی میں علم، عمل اور اخلاص کے باہمی رشتے اور ضرورت پر اظہار خیال کیا، اس کے علاوہ مجدد الف ثانی سوسائٹی کی کاوشوں کو سراہا اور خصوصیت کے ساتھ پروفیسر محمد اقبال مجددی کی افکار مجدد کے حوالہ سے خدمات کو خراج تحسین پیش کیا۔

کانفرنس کا آغاز تلاوت قرآن حکیم سے ہوا، تلاوت قرآن حکیم کی سعادت حافظ محمد احمد کے حصے میں آئی۔ اس کے بعد بارگاہ رسالت مآب ﷺ علامہ قاری نصیر احمد شرقپوری نے ہدیہ عقیدت پیش کیا۔ ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس، نائب صدر مجدد الف ثانی سوسائٹی لاہور نے افتتاحی کلمات پیش کیے جس میں شرکائے مجلس کا شکریہ ادا کیا اور اس کے ساتھ بانی مجلس حضرت صوفی غلام سرور نقشبندیؒ کی سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کی بے مثال خدمات سے حاضرین کو آگاہ کیا۔ سرپرست مجدد الف

Marfat.com

ثانی سوسائٹی لاہور جناب پروفیسر محمد اقبال مجددی نے سلسلہ ہائے روحانی بالخصوص اکابرین سلسلہ عالیہ نقشبندیہ اور سلسلہ عالیہ قادریہ کے باہمی تعلقات اور روابط پر سیر حاصل گفتگو فرمائی۔

ڈاکٹر انجم طاہرہ، (اسسٹنٹ پروفیسر گورنمٹ کالج برائے خواتین یونیورسٹی، لاہور) نے اپنے موضوع ''فارسی نثر میں امام ربانی کی خدمات (مکتوبات کی روشنی میں) پر اپنی تحقیقات پیش کرتے ہوئے کہا کہ حضرت امام ربانی اپنی حیات طیبہ اور اس کے بعد کئی القاب سے معروف ہیں مثلاً غوث المحققین، قطب العارفین، برھان الولایۃ المحمدیہ، حجۃ الشریعۃ المصطفویہ اور شیخ الاسلام والمسلمین، قبلۂ اولیائے عصر، خلاصۂ اصفیائی دھر، یگانۂ بحار معنی، غوث ربانی، صدیق ثانی، غلام یزدانی، گوہر شاہوار شمس علوم ظاہر وباطن اور مجدد الف ثانی۔ ان کی تالیفات ان القاب کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔

معاصر نثر میں قابل ذکر شیخ اللہ داد فیضی سرہندی کی تاریخ اکبر شاہی (اکبر کے ۴۶ سالہ دور حکومت پر مشتمل ہے) اس کا ماخذ طبقات اکبری ہے اس کی نثر بھی سادہ ہے۔ اس کے علاوہ طبقات اکبری کی نثر بھی سادہ اور رواں ہے۔ منتخب التواریخ میں عبد القادر بدایونی نے ذرا دقیق مگر قابل فہم نثر کا استعمال کیا ہے۔ اخبار الاخیار، شرح مشکوۃ شریف اور مدارج النبوۃ از شیخ محدث دھلوی ان کتب کی نثر نہایت خوبصورت، سادہ ہے اور حدیث کی شرح بھی سادہ اور انداز دلنشین ہے۔ لیکن ابو الفضل نے اکبر نامہ اور آئین اکبری کی نثر مغلق، ثقیل، مسجع اور مقفی رکھی ہے تاکہ اس کی علمیت اور افضیلت کا اندازہ اس کی اس تبحر علمی سے بھی ہو۔

Marfat.com

ڈاکٹر محمد نوید زہر، (شعبۂ اردو گورنمنٹ اسلامیہ کالج ریلوے روڈ، لاہور) نے اپنا مقالہ ''بعنوان جنگ آزادی ۱۸۵۷ء میں مجددی حضرات کا کردار'' پیش کرتے ہوئے کہا کہ جنگ آزادی کی تحریک اور فتویٰ کے حوالے سے ایک ناقابل تردید کردار علامہ فضل حق خیرآبادی (۱۲۱۲۔۱۲، صفر ۱۲۸۷ھ/ ۱۷۹۷۔ ۲۰، اگست ۱۹۶۱ء) کا تھا، جو علم و فضل میں یکتائے روزگار تھے۔ ان کے بعد آج تک ہندوستان کی خاک سے ویسا کوئی عالم پیدا نہیں ہوا۔ ان کے بارے میں انگریز کے فیصلہ میں ''وہ خطرناک ترین آدمی ہے جو کسی وقت بھی بے حد نقصان پہنچا سکتا ہے اس لیے انصاف اور امن عامہ کا تقاضا ہے کہ اسے ملک بدر کر دیا جائے''۔ کے الفاظ تحریر ہیں۔ (۲) وہ رمضان ۱۲۷۳ھ/ مئی ۱۸۵۷ء میں، جنگ آزادی کے آغاز پر، الور سے دہلی تشریف لائے۔ اور پورے ڈیڑھ برس (مئی ۱۸۵۷ء سے دسمبر ۱۸۵۷) تک دہلی اور اودھ کے مختلف اضلاع میں مجاہدین حریت کی مدد کرتے رہے۔

ان کا ہر طرح سے ساتھ دیا اور ان کے لشکر کی قیادت کرتے رہے۔ جنوری ۱۸۵۹ء میں گرفتار کر لیے گئے۔ مقدمہ چلا اور جرم ثابت ہونے پر تمام زرعی اور رہائشی جائیداد اور نادر کتب خانہ کی ضبطی اور حبس دوام بعبور دریائے شور کی سزا سنا دی گئی۔ اکتوبر ۱۸۵۹ء میں جزیرہ انڈیمان پہنچا دیے گئے، جہاں انہوں نے ایک سال، نو ماہ، انیس دن قید با مشقت برداشت کی اور ۱۲۔ صفر ۱۲۷۸ھ/ ۲۰۔ اگست ۱۹۶۱ء کو ۶۶ برس کی عمر میں وصال فرمایا۔

ڈاکٹر محمد اکرم ورک، (پرنسل گورنمنٹ کالج فار بوائے کاموکی) نے اپنے حصے میں آئے موضوع ''عصری دین گریز رویے فکر مجددی کی روشنی میں اصلاح کے

Marfat.com

اصول۔ پر حضرت امام ربانیؒ کے مبارک دور میں دین گریزیوں کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ اس دور میں خام صوفیاء کے پھیلائے ہوئے فتنے تھے جیسے وحدت الوجود کی غلط تعبیر ہے اوراس کے علاوہ ختم نبوت اور رسالت محمدی ﷺ پر سوالات اٹھائے جا رہے تھے۔روافض اور غالی شیعہ اوران کے نظریات کوفروغ بھی اس دور کے فتنوں میں سے بڑا فتنہ تھا اوراسی طرح دین الٰہی کا ظہوراورفروغ بھی انہی بنیادی فتنوں میں شامل تھا۔اس دور میں پائے جانے والے ان فتنوں کو جاننے کے بعد اگر دیکھا جائے کہ عصر حاضر میں دین گریز رویے کیا ہیں؟اس میں سمجھتا ہوں کہ الحادی اور مغربی افکار کا جوفروغ ہے، یہ ایک بہت بڑا مسئلہ ہے اس دور کے اندر۔سیکولرازم کا فروغ جس طرح مسلم معاشروں کے اندر فروغ پزیر ہے یہ بہت بڑا ایشو ہے۔اس کے علاوہ خانقاہی نظام مکمل طور پر اپنی تباہی کی طرف پیش قدمی کر رہا ہے،اس کے رستے میں بند باندھنے والے لوگوں کی تعداد کم ہو رہی ہے۔ایسے تمام فتنوں پر قابو پانے کے لیے حضرت امام ربانیؒ کی تعلیمات اورافکار ہمارے لیے مشعل راہ ہیں۔

ڈاکٹر علی اکبر الازہری ،(یونیورسٹی آف لاہور، لاہور) نے اس کانفرنس میں بطور مہمان خصوصی شرکت کی،انہوں نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ ہر کام اور اہر عمل اپنے نتیجے کے اعتبار سے سراہا جاتا ہے اور پسند کیا جاتا ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی کے دور میں حالات بڑے پرآشوب تھے اس میں تین چار فیکٹر بڑے نمایاں تھے، یہ نہیں تھا اس وقت علماء نہیں تھے،علماء تھے بڑے مؤثر تھے۔لیکن علماء حکومت کے قرب میں اپنی ذمہ داریوں سے لاعلم ہو چکے تھے۔ یہ نہیں کہ مشائخ نہیں تھے، گدیاں ختم ہوگئیں تھیں، سلاسل طریقت بھی موجود تھے اوران کے خلفاء بھی

Marfat.com

برصغیر میں اپنا کام کر رہے تھے لیکن حالات کے پیش نظر جس زیرک پن کا اور جس دانائی کا اور جس حکمت کا تقاضا تھا سب کے پاس وہ حکمت نہیں تھی، یہی وجہ ہے قدرت نے حضرت مجدد الف ثانیؒ سے وہ کام لیا جو کوئی اور وہ کام نہیں کر سکتا تھا۔

ڈاکٹر معین نظامی، (ڈائریکٹر گورمانی مرکز زبان وادب LUMS یونیورسٹی، لاہور) نے بھی اظہار خیال فرماتے ہوئے کہا کہ ہماری تاریخ انسانی میں کچھ تہذیبی شخصیات ہوتی ہیں، کچھ شخصیات کہلاتی ہیں، کچھ ایک صدی کی کچھ چند صدیوں کی اور پھر ایک ہزاریے کی، ان میں کچھ غیر معمولی عبقری شخصیات ایسی ہوتی ہیں جن کے تاریخی اور تہذیبی اثرات صدیوں کی گردش میں محوسفر رہتے ہیں اور اس وقت کی جتنی بھی معلومہ تاریخ ہوتی ہے اس پر حاوی دکھائی دیتے ہیں۔

جنوبی ایشاء کی اگر تاریخ کو اور تہذیب وثقافت کو دیکھا جائے تو اب تک کی جتنی بھی بڑی بڑی شخصیات ہیں جن کو ہم تہذیبی شخصیات کہہ سکتے ہیں، ان کی صف اول میں حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ کا نام نامی اسم گرامی موجود ملتا ہے۔ موصوف نے علامہ اقبال کی حضرت مجدد الف ثانیؒ سے عقیدت اور ان کے افکار پر حضرت مجدد کی شخصیت کے اثرات پر بھی وقیع گفتگو فرمائی۔

ترکی سے تعلق رکھنے والے عبد الرحمان اردوان (سربراہ سلیمانہ کلچر سنٹر، پاکستان) نے ترکی زبان میں اپنے خیالات کا اظہار کیا جس اردو ٹرانسلیشن ساتھ ساتھ کی گئی، فاضل سکالر نے سورۂ فاطر کی آیت سے حوالہ دیتے ہوئے کہا انبیاء کے بعد اس کے چنے ہوئے بندے اپنا فرائض منصبی ادا کریں گے۔ اسی طرح ایک حدیث کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہر صدی کے آغاز

Marfat.com

میں ایک ایسے بندے کو بھیجیں گے جو اس کے دین کی تجدید کرے گا۔اسی طرح ایک حدیث کے حوالے سے بیان کرتے ہوئے کہا کہ جس طرح ہر صدی کے آغاز میں مجدد آتے ہیں اسی طرح ہزار سال کے بعد مجدد آتا ہے جیسے حضرت مجدد الف ثانی ہیں۔

ڈاکٹر ولید زیاد Yele University U.S.A (الحبیب یونیورسٹی کراچی) نے اپنا مقالہ بعنوان ''وسطی ایشیاء اور برصغیر پاک و ہند کے نقشبندی مشائخ کے روابط اور دونوں خطوں پر اس کے اثرات ونتائج'' اپنا وقیع تحقیقات پیش کرتے ہوئے کہا۔ چند سالوں سے میں وسط ایشیاء یعنی ماوراء النہر، ترکستان اور برصغیر کے نقشبندی مجددی نیٹ ورک پر تحقیق کر رہا ہوں، میرا پی ایچ ڈی کا تھیس ایک وسیع علاقے پر محیط ہے جس میں بخارا، قوقند (فارغنا)، یارقند (چائنا)، مزار شریف، کابل، کوہستان کابل، سوات اور مالاکنڈ، ڈیرہ سماعیل خان، پشاور، ٹیاری، تھرپارکر، شکار پور، تارپور اور ٹھٹھہ شامل ہیں، میں نے خصوصیت کے ساتھ چند معروف سلسلوں پر توجہ دی ہے ان میں فرزندان خواجہ محمد معصوم ثانیؒ اور حضرت فضل احمد پشاوری کے سلسلے ہیں۔

ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس، (ڈین فیکلٹی آف اورینٹل سٹڈیز شعبۂ علوم اسلامیہ وعربی جی سی یونیورسٹی، فیصل آباد) نے اپنے مقالہ بعنوان خواجہ عبیداللہ احرار: رہنمائے فکر مجدد'' پیش کیا۔ اپنے موضوع کے حوالے سے بات کرتے ہوئے کہا کہ اگر دیکھا جائے کہ حضرت امام ربانی پر کن شخصیات نے علمی اور فکری اعتبار سے اثر کیا ان میں حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبندؒ کے بعد خواجہ عبیداللہ احرارؒ کی ہے، حضرت امام ربانی نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میرے اندر خواجہ بہاؤالدین نقشبند اور خواجہ عبیداللہ احرارؒ، دونوں کے طریقوں (نقشبندی طریقہ) کو جمع کر دیا ہے۔ آپؒ نے ایک سے

Marfat.com

زائد مقامات پر حضرت خواجہ عبید اللہ کا ایک قول نقل فرمایا ہے جو اہل طریقت کے لیے بڑی اہمیت کا حامل ہے۔خواجہ عبید اللہ احرار فرماتے ہیں کہ اگر تمام احوال وکیفیات جو ایک صوفی پر طاری ہوتی ہیں اگر وہ مل جائیں اور ہماری حقیقت اہل سنت کے عقائد سے آراستہ نہ ہو تو یہ سوائے خرابی کے اور کچھ نہیں ہے اور پھر خواجہ صاحبؒ فرماتے ہیں کہ اگر ساری خرابیوں کو ہمارے اندر جمع کرلیا جائے لیکن ہماری حقیقت کو اہل سنت کے عقائد سے نواز دیا جائے تو پھر کوئی خوف نہیں ہے۔

ڈاکٹر مجیب احمد چیرمین شعبہ تاریخ انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی، اسلام آباد، لاہور نے ہندوستان کے برطانوی دور حکومت میں مجددی مشائخ کا نظام تعلیم وتربیت کے موضوع پر تفصیلی گفتگو کی۔

جسٹس ریٹائرڈ نذیر احمد غازی نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا تمام سلسلہ ہائے روحانی سے وابستہ صوفیاء اور علمائے دین نے خدمت دین کے حوالے سے اپنا اپنا کردار ادا کیا ہے اور دین مخالف قوتوں تو ڈٹ کر مقابلہ کیا ہے۔بالخصوص مجددی حضرات کی اس حوالے سے خدمات کو فراموش نہیں کیا جاسکتا۔فاضل مقرر نے کہا کہ یہ بھی فیضان مجدد ہی تھا کہ حضرت ممتاز قادری شہید اور ختم نبوت کے حوالے حکومت وقت کا یزیدی طرز فکر وعمل کا ڈٹ کا مقابلہ کیا اور حق بات کہنے میں کبھی گھبراہٹ محسوس نہیں کی۔انہوں نے موجودہ خانقاہی نظام کی اصلاح کے حوالے سے بات کرتے ہوئے کہا کہ خانقاہوں میں مریدین کی تربیت جس طرح سے کرنے کی ضرورت ہے نہیں کی جارہی، وہاں پیر پرستی کا یہ عالم ہے نبی پاک ﷺ کے ذکر پاک کی اہمیت اور ضرورت سے زیادہ پیر صاحب کی تعریف وتوصیف کو پسند کیا

Marfat.com

جاتا ہے۔ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ کے ایک قول کو بیان کرتے ہوئے کہا کہ آپ فرماتے ہی کہ میں ''رب سے محبت اس لیے کرتا ہوں کہ وہ محمد ﷺ کا رب ہے۔''

جمیل اطہر سرہندی کے لخت جگر عرفان اطہر قاضی نے اپنے خیالات کا اظہار کتے ہوئے۔ اس بات کا اعادہ کیا کہ اس کانفرنس کے انعقاد اور ماہ صفر میں ملک بھر کے اخبارات میں مضامین کی اشاعت کو ممکن بنانے کے لیے سرور ملت حضرت صوفی غلام سرور نقشبندی مجددیؒ کی شبانہ روز محنت کو کبھی فراموش نہیں کیا جا سکتا، یہ پودا انہی کا لگایا ہوا ہے جو آج تن آور درخت بن چکا۔ انہوں نے صوفی صاحب کی خدمات کو یاد کرتے ہوئے یہ بھی بیان کیا کہ میں نے بچپن سے ہی صوفی صاحب حضرت امام ربانی کی تعلیمات کو عام کرنے کے لیے سخت محنت اور دشوار گزار مراحل سے گزرتے ہوئے دیکھا اور کئی کئی دن تک ہمارے دفتر (روزنامہ جرأت رتجارت) میں اپنے خادم محمد ناظم بشیر کے ساتھ تشریف لاتے اور اسی مشن کو آگے بڑھانے کے لیے مصروف عمل رہتے اور میرے والد جو سرہند شریف میں مولد ہوئے انہوں نے صوفی صاحب کے اس خالص جذبہ دینی کو دیکھتے ہوئے ان کا تادم آخر ساتھ دیا اور آج بھی اس مشن کے حوالے سے کام کر رہے ہیں۔ الحمد اللہ پورے ملک کے اخبارات میں حضرت امام ربانی کی تعلیمات اور افکار کے فروغ کے لیے مضامین چھپ رہے ہیں۔

عرفان اطہر صاحب نے خصوصیت کے ساتھ تمام مشائخ عظام، مہمان گرامی، سکالرز اور شرکائے مجلس کا بھرپور شکریہ ادا کیا اور آخر میں فرزند حضرت مجدد الف ثانیؒ حضرت پیر نثار احمد جان سرہندی زیدہ مجدہ کی خدمت میں دعا کرنے کے

Marfat.com

لیے درخواست کی۔اس تقریب میں منقبت بحضور امام ربانی (کلام اقبال) راقم الحروف کے بیٹے حافظ محمد احمد نے پیش کی۔

اس بین الاقوامی کانفرنس میں مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والوں کے علاوہ لاہور کے مختلف کالجز اور یونیورسٹیوں کی اساتذہ (خواتین) اور پی ایچ ڈی اور ایم فل کے طلباء نے بھرپور شرکت کی۔اس موقع پر امام ربانی پبلی کیشنز کی طرف سے شائع کردہ نادرالوجود مخطوطات (فضائل الباری فی مناقب حاجی دوست محمد قندھاری، رسائل خواجہ محمد ہاشم کشمی اور بہجتہ النظارفی برائۃ الابرار) اور ارمغان امام ربانی کی آٹھویں جلد کی تقریب رونمائی بھی کی گئی۔آخر میں تمام شرکائے مجلس کی بھرپور طریقے سے تواضع کی گئی اور یوں یہ تقریب بحسن وخوبی انجام کو پہنچی۔

Marfat.com

{1}

نام مجموعہ مقالات: شیخ سرہند

ترتیب وتدوین: جمیل اطہر

نمبر شمار	عنوان مقالہ	نام مقالہ نگار
۱۔	اللہ والوں کی سرزمین	جمیل اطہر سرہندی
۲۔	حضرت امام ربانی	جمیل اطہر سرہندی
۳۔	صاحب اسرار	جمیل اطہر سرہندی
۴۔	بے تیغ بھی لڑتا ہے سپاہی	جمیل اطہر سرہندی
۵۔	مسلم قومیت کا داعی	جمیل اطہر سرہندی
۶۔	اکبر کا دین الٰہی	جمیل اطہر سرہندی
۷۔	وحدت الوجود سے وحدت الشہود تک	جمیل اطہر سرہندی
۸۔	مجدد سے قائد تک	جناب زیڈ اے سلہری
۹۔	سرمایہ ملت کا نگہبان	پروفیسر ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی
۱۰۔	نفس گرم کی تاثیر	پروفیسر ڈاکٹر مسعود احمد رحمۃ اللہ علیہ
۱۱۔	گرمیٔ احرار	ڈاکٹر ظہور احمد اظہر
۱۲۔	مکتوبات کے آئینے میں	صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری
۱۳۔	احیائے دین کا نور	سید انور علی ایڈووکیٹ

Marfat.com

۱۴۔	نرالی شان کا مجدد	صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی
۱۵۔	دانائے راز	پروفیسر انیس احمد شیخ
۱۶۔	ولولہ حق	عبدالکریم ثمر
۱۷۔	تجدید دین	پروفیسر محمد عارف اظہر
۱۸۔	خواجہ باقی باللہ کی نظر میں	پروفیسر ڈاکٹر غلام سرور
۱۹۔	آفتاب درخشاں	ڈاکٹر سرفراز احمد نعیمی
۲۰۔	اقبال کی نظر میں	ڈاکٹر رحیم بخش شاہین
۲۱۔	بہترین جہاد	پروفیسر سعید احمد خاں
۲۲۔	صراط مستقیم	پروفیسر حافظ اعتبار احمد خاں
۲۳۔	مرید سے مراد تک	پروفیسر عبدالعزیز خان نیازی

{2}

نام مجموعہ مقالات: افکار حضرت مجدد الف ثانی اور عصر حاضر

ترتیب وتدوین: سرور ملت حضرت صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ

تاریخ انعقاد و مقام: ۱۷۔اپریل ۲۰۰۴ بروز ہفتہ بوقت ۴ بجے سہ پہر کانفرنس ہال ہمدرد مرکز لٹن روڈ لاہور

نمبر شمار	عنوان مقالہ	مقالہ نگار
۱۔	حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ	صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی

Marfat.com

۲۔	دو قومی نظریہ اور تحریک حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ	پروفیسر قاری مشتاق احمد
۳۔	حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ پاکستان کے اوّلین بانی	مجیب الرحمن شامی
۴۔	فکر حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ مکتوبات کے آئینے میں	مفتی محمد صدیق ہزاروی
۵۔	حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کی نظر میں	ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی
۷۔	اللہ والوں کی سرزمین	جمیل اطہر سرہندی

{3}

نام مجموعہ مقالات: ارمغانِ امام ربانی (جلد اول)

ترتیب وتدوین: سرور ملت حضرت صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ

تاریخ انعقاد و مقام: ۲۴۔اپریل ۲۰۰۵ بروز اتوار بوقت ۱۰ بجے دن ایوان اقبال ایجرٹن روڈ لاہور

نمبر شمار	عنوان مقالہ	مقالہ نگار
۱۔	حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی قدس سرہٗ	حضرت مولانا شاہ ابوالحسن زید فاروقی رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

۲۔	جہان امام ربانی مجدد الف ثانی قومی کانفرنس کا اجمالی جائزہ، اظہار تشکر و امتنان	صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی
۳۔	تعارف امام ربانی فاؤنڈیشن (انٹر نیشنل) کراچی	مولانا جاوید اقبال مظہری مجددی
۴۔	تعارف جہانِ امام ربانی	علامہ محمد رضوان احمد خان نقشبندی
۵۔	امام ربانی مجدد الف ثانی	صاحبزادہ ابوالسرور محمد مسرور احمد
۶۔	حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا لاہور سے رابطہ	پروفیسر محمد اقبال مجددی
۷۔	شریعت، طریقت اور حقیقت امام ربانی کی نظر میں	پروفیسر قاری مشتاق احمد
۸۔	حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ اور ترویج شریعت	پروفیسر محمد احسان ہاشمی
۹۔	امام ربانی مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ بحیثیت فقیہ اسلام	علامہ مفتی صدیق ہزاروی
۱۰۔	حضرت مجدد الف ثانی کے تفسیری نکات	ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس
۱۱۔	حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ اور عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم	ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی
۱۲۔	عقیدہ ختم نبوت اور حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ	پروفیسر سید شبیر حسین شاہ زاہد

Marfat.com

۱۳۔	نقشبندی مشائخ اور تحفظ ناموس رسالت	ڈاکٹر سید ریاض الحسن گیلانی
۱۴۔	حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی عربی نگارشات	پروفیسر ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی
۱۵۔	بلوچستان میں سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کی ممتاز خانقاہیں	ڈاکٹر سلطان الطاف علی
۱۶۔	خانوادۂ مجددیہ سے قائداعظم کے اجداد کی عقیدت	سید صابر حسین شاہ بخاری
۱۷۔	حضرت شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ اور مستشرقین	ڈاکٹر سلطان شاہ
۱۸۔	شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی تحریک احیاء دین	پروفیسر محمد اقبال مجددی
۱۹۔	سرہند شریف، اللہ والوں کی سرزمین	جمیل اطہر سرہندی
۲۰۔	خطبہ صدارت	مفتی اعظم ہند علامہ ڈاکٹر محمد مکرم احمد

{4}

نام مجموعہ مقالات: فکر امام ربانی

ترتیب وتدوین: سرور ملت حضرت صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ

تاریخ انعقاد و مقام: ۱۸۔ مارچ ۲۰۰۷ بروز اتوار بوقت ۲ بجے بعد دوپہر کانفرنس ہال ہمدرد مرکز لٹن روڈ لاہور

نمبر شمار	عنوان مقالہ	مقالہ نگار

Marfat.com

۱۔	آئینہ فاروق اعظم (امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ)	مولانا جاوید اقبال مظہری مجددی
۲۔	دو قومی نظریہ اور امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ	پروفیسر قاری مشتاق احمد
۳۔	حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا نظام تبلیغ	علامہ مفتی محمد صدیق ہزاروی
۴۔	حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کے تجدیدی کارنامے اور عصر حاضر	پروفیسر ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی
۵۔	حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے روابط	پروفیسر محمد اقبال مجددی
۶۔	حضرت مجدد کا تصور اجتہاد	ڈاکٹر سید ریاض الحسن گیلانی
۷۔	حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اور سرمایہ ملت کی نگہبانی	ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی
۸۔	اشاعت مسلک اہل سنت اور حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے اولاد و احفاد	صاحبزادہ سید محمد نوید الحسن شاہ المشہدی
۹۔	صدارتی خطبہ	صاحبزادہ ابو السرور محمد مسرور احمد

{5}

نام مجموعہ مقالات: نذر مجدد

ترتیب وتدوین: سرور ملت حضرت صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ

تاریخ انعقاد و مقام: ۹ مارچ ۲۰۰۸ء بروز اتوار بوقت ۲ بجے بعد دوپہر سماع ہال دربار حضرت داتا گنج بخش لاہور

Marfat.com

نمبر شمار	عنوان مقالہ	مقالہ نگار
۱۔	دربار رسالت مآب ﷺ میں حضرت مجدد الف ثانی کی مقبولیت	مولانا جاوید اقبال مظہری مجددی
۲۔	حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مقامات عالیہ	صاحبزادہ ابوالسرور محمد مسرور احمد
۳۔	مکتوبات امام ربانی میں عقائد اہل سنت	صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی
۴۔	حضرت مجدد علیہ الرحمہ کے اہداف ۔نظریات یا شخصیات	پروفیسر قاری مشتاق احمد
۵۔	حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ نے ملت اسلامیہ کو تفرقہ میں مبتلا نہیں کیا	علامہ مفتی محمد صدیق ہزاروی
۶۔	حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا نظریہ جہاد	پروفیسر ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی
۷۔	مجاہدین اسلام کو حضرت مجدد کے نصائح	پروفیسر راغب الیاس شاہ
۸۔	حضرت مجدد علیہ الرحمہ کی مجاہدانہ تبلیغ سے جہانگیر کے رویے میں تبدیلی	علامہ ڈاکٹر محمد اشفاق جلالی
۹۔	حضرت مجدد کے خسر شیخ تھانیسری کی جلا وطنی اور شہادت	پروفیسر محمد اقبال مجددی
۱۰۔	وحدۃ الشہود گرہ کشائے وحدۃ الوجود	ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی
۱۱۔	مکتوبات امام ربانی کے مآخذ	ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس

Marfat.com

۱۲۔	شیخ سلطان اور مجددیت	محمد خلیل مجددی
۱۳۔	صدارتی خطبہ	مفتی محمد معظم احمد

{6}

نام مجموعہ مقالات: ارمغان امام ربانی (جلد دوم)

ترتیب وتدوین: پروفیسر ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس

تاریخ انعقاد و مقام: ۲۲رفروری ۲۰۱۰ء بروز اتوار سماع ہال دربار حضرت داتا گنج بخش لاہور

نمبر شمار	عنوان مقالہ	مقالہ نگار
۱۔	حضرت مجدد علیہ الرحمۃ اور دوقومی نظریہ	ڈاکٹر ظہور احمد اظہر
۲۔	تعلیمات مجددیہ کی ضرورت اور عصر حاضر	ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی
۳۔	حضرت مجدد علیہ الرحمۃ نے اپنی طرف دعوت نہیں دی، اتباع سنت اور اکابر اہلسنت کی طرف متوجہ کیا	پروفیسر قاری مشتاق احمد
۴۔	عالمی سطح پر سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کا اثر ورسوخ	پروفیسر محمد اقبال مجددی
۵۔	تکفیر مسلم میں حضرت مجدد کا کمال احتیاط	ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس
۶۔	حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کے اوراد ووظائف	پروفیسر راغب الیاس شاہ
۷۔	معارف (اعظم گڑھ) میں تذکارِ مجدد	ڈاکٹر حافظ محمد سجاد

Marfat.com

۸۔	حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا دعوتی منہج واسلوب	ڈاکٹر محمد اکرم ورک
۹۔	حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کے تعلیمی نظریات	ڈاکٹر محفوظ احمد
۱۰۔	حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کا عربی اسلوب نگارش (عربی مکاتیب کی روشنی میں)	ڈاکٹر حافظ افتخار احمد خان
۱۱۔	رسالہ تہلیلیہ کا اسلوبِ نگارش	ڈاکٹر ممتاز احمد سدیدی
۱۲۔	مکتوباتِ امام ربانی کے فکری اور عملی پہلو	پروفیسر محمد عظیم فاروقی
۱۳۔	روداد	محمد ناظم بشیر نقشبندی مجددی

{7}

نام مجموعہ مقالات: ارمغان امام ربانی (جلد سوم)

ترتیب وتدوین: پروفیسر ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس

تاریخ انعقاد ومقام: ۱۴ر فروری ۲۰۱۱ء بروز اتوار ایوان اقبال ایجرٹن روڈ لاہور

نمبر شمار	عنوان مقالہ	مقالہ نگار
۱۔	علوم شرعیہ کی ترویج میں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی کوششیں اوران کے ثمرات	ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی
۲۔	عوارف المعارف: مکتوبات امام ربانی کی روشنی میں	پروفیسر قاری مشتاق احمد

Marfat.com

۳۔	لطائف المدینہ: حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندیؒ کے احوال کا ایک اہم ماخذ	پروفیسر محمد اقبال مجددی
۴۔	عمدۃ الاسلام: حضرت مجدد الف ثانیؒ کی پسند فرمودہ کتاب	ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس
۵۔	اصلاح باطن وتزکیہ نفس مکتوبات امام ربانی کی روشنی میں	ڈاکٹر حافظ محمد سجاد
۶۔	اثباۃ النبوۃ کے ادبی محاسن	ڈاکٹر حافظ افتخار احمد خان
۷۔	میر نعمانؒ کے نام خطوط میں تعلیم وتربیت اور اصلاح احوال کے حوالے سے حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کا منہج واسلوب	ڈاکٹر محمد اکرم ورک
۸۔	حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا طریق تربیت	پروفیسر راغب الیاس شاہ
۹۔	ایصال ثواب: مکتوبات امام ربانی کی روشنی میں	پروفیسر محمد عظیم فاروقی

مکاتیب

۱۰	ڈاکٹر محمد مسعود احمدؒ کے مکاتیب میاں محمد صادق قصوری کے نام

Marfat.com

۱۱	ڈاکٹر محمد مسعود احمدؒ کے مکاتیب صاحبزادہ بدر السلام صدیقی کے نام

{8}

نام مجموعہ مقالات: ارمغان امام ربانی (جلد چہارم)

ترتیب وتدوین: پروفیسر ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس

تاریخ انعقاد ومقام: ۳۰؍جنوری ۲۰۱۱ء بروز اتوار ایوان اقبال ایجرٹن روڈ لاہور

نمبر شمار	عنوان مقالہ	مقالہ نگار
۱۔	حضرت مجدد الف ثانیؒ کی تعلیمات، کمالات واحسانات	پروفیسر آغا پیر نثار احمد جان سرہندی
۲۔	دور حاضر میں صوفیہ کا کردار	ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی
۳۔	ابن عربیؒ مکتوبات امام ربانی کی روشنی میں	پروفیسر قاری مشتاق احمد
۴۔	مجددی تحریک اور اس کے اثرات	پروفیسر محمد اقبال مجددی
۵۔	پاکستان میں حضرت مجدد الف ثانیؒ کی تعلیمات پر عمل کی ضرورت	ڈاکٹر سلطان الطاف علی
۶۔	مقام نبوت کا تحفظ: حضرت مجددؒ کی خدمات	ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی

Marfat.com

۷۔	مقام صحابہؓ: حضرت مجددؒ کے افکار کی روشنی میں	ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس
۸۔	سماجی فلاح و بہبود حضرت مجددؒ کے افکار کی روشنی میں	ڈاکٹر حافظ محمد سجاد
۹۔	حضرت مجددؒ بحیثیت خادم قرآن	ڈاکٹر عبدالحمید عباسی
۱۰۔	رسالہ تہلیلیہ کے ادبی محاسن	ڈاکٹر حافظ افتخار خان
۱۱۔	خان خاناںؒ کے نام حضرت مجدد الف ثانیؒ کے خطوط کی دعوتی، سماجی اور سیاسی اہمیت	ڈاکٹر محمد اکرم ورک

مکاتیب

۱۲۔	ڈاکٹر محمد مسعود احمدؒ کے مکاتیب پروفیسر محمد اقبال مجددی کے نام

{9}

نام مجموعہ مقالات: ارمغان امام ربانی (جلد پنجم)

ترتیب وتدوین: پروفیسر ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس

تاریخ انعقاد و مقام: ۱۵/ جنوری ۲۰۱۲ء بروز اتوار ایوان اقبال ایجرٹن روڈ لاہور

نمبر شمار	عنوان مقالہ	مقالہ نگار

Marfat.com

۱۔	پاکستانی خانقاہوں میں تعلیمات مجددیہ کے احیاء کی ضرورت	ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی
۲۔	مکتوبات امام ربانی کے درس کی اہمیت عصر حاضر کے تناظر میں	پروفیسر محمد اقبال مجددی
۳۔	نقشبندی حضرات اور ترویج شریعت	پروفیسر قاری مشتاق احمد
۴۔	حضرت مجدد الف ثانی اور عقائد اہل سنت	ڈاکٹر محمد شریف سیالوی
۵۔	مطالعہ فکر مجدد کی عصری اہمیت	علامہ رضاء الدین صدیقی
۶۔	مقام اہل بیت: حضرت مجددؒ کے افکار کی روشنی میں	ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس
۷۔	مبدأ و معاد: موضوعاتی جائزہ	ڈاکٹر حافظ افتخار احمد خان
۸۔	نقشبندی سلسلے کے اصل مآخذ کی اشاعت اور اس کی ضرورت	محمد ناظم بشیر

مکاتیب

۹۔	مولانا ابوالحسن زید فاروقی کے مکاتیب پروفیسر محمد اقبال مجددی کے نام (مع حواشی)

Marfat.com

۱۰۔	پروفیسر محمد اقبال مجددی کے مکاتیب پروفیسر ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان کے نام
۱۱۔	پروفیسر ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان کے مکاتیب پروفیسر محمد اقبال مجددی کے نام (مع حواشی)

{10}

نام مجموعہ مقالات: ارمغان امام ربانی (جلد ششم)

ترتیب وتدوین: پروفیسر ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس

تاریخ انعقاد ومقام: 26 نومبر 2016ء بروز ہفتہ بمقام ایوان اقبال ایجرٹن روڈ لاہور

1۔	کیا شیخ احمد سرہندیؒ کو ان کی زندگی میں مجدد الف ثانی کہا جاتا تھا؟	پروفیسر محمد اقبال مجددی
2۔	فقہی اجتہاد میں حضرت مجدد الف ثانیؒ کا مرتبہ	ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی
3۔	العرف الندی لنصرۃ الشیخ احمد سرہندی	ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس
4۔	فکر مجدد پر مولانا رومی کے اثرات	ڈاکٹر محمد درمش بلگر (ترکی)
5۔	حضرت مجدد الف ثانی کا نظریہ وحدۃ الشہور: پس منظر اور اثرات	ڈاکٹر محمد اکرم ورک

Marfat.com

6۔	عصر حاضر میں علماء کی ذمہ داریاں حضرت مجدد الف ثانیؒ کے افکار کی روشنی میں	محمد افضل سعید
7۔	حضرت مجدد الف ثانیؒ اور حقیقت نماز	مولانا جاوید اقبال مظہری
8۔	معارف امام ربانی ے احیاء میں پاکستان کا حصہ	محمد ناظم بشیر

گوشۂ تحقیقات محمد اقبال مجددی

9	حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ
10۔	حضرت امام ربّانی کے خلاف لکھے جانے والے رسائل
11۔	حضرت مجدد الف ثانیؒ کے دفاع مین لکھی جانے والی کتابیں
12۔	جامعین مکتوبات
13۔	مکتوبات امام ربانی کے خطی نسخے
14۔	مکتوبات حضرت مجدد الف ثانیؒ کے مکتوب الیھم کے تراجم (ضمیمہ مکتوبات امام ربانی)
15۔	ترکی میں منعقدہ حضرت مجدد الف ثانیؒ پر پہلا بین الاقوامی سیمپوزیم
16۔	میر محمد نعمان بدخشیؒ اولین خلیفہ حضرت مجدد الف ثانیؒ
17۔	شیخ اسماعیل رشدی: کلیات خواجہ باقی باللہ کے جامع ومدون

روئدادیں

Marfat.com

18۔	روداد 36 ویں سالانہ امام ربانی مجدد الف ثانی کانفرنس
19۔	روداد تقریب افتتاح ذخیرہ کتب پروفیسر محمد اقبال مجددی
20۔	پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں ایک اہم لیکچر
21۔	رپورٹ (سیمینار 2015)
22۔	تعارف مجدد الف ثانی سوسائٹی لاہور
23۔	سابقہ کانفرنسز میں پیش کئے جانے والے مقالات کے عنوانات

{11}

نام مجموعہ مقالات: ارمغان امام ربانی (جلد ہشتم)

ترتیب وتدوین: پروفیسر ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس

تاریخ انعقاد ومقام: 26 نومبر 2016ء بروز ہفتہ بمقام ایوان اقبال ایجرٹن روڈ لاہور

1۔	عصر حاضر میں مجدد شناسی کی ضرورت واہمیت	محمد طاہر شرف
2۔	حضرت مجدد کا فکری احیاء	ڈاکٹر محمد نوید ازہر
3۔	حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا فقہی ذوق	ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس
4۔	خلاصۃ المعارف کی اشاعت	پروفیسر محمد اقبال مجددی
5۔	مجددی سلسلہ کے چھ مزید قلمی نسخوں کی بازیافت و اشاعت	محمد ناظم بشیر نقشبندی

Marfat.com

گوشۂ تحقیقاتِ محمد اقبال مجددی

6۔	رسالہ وحدت الوجود	مؤلفہ مولانا عبداللہ لبیب سیالکوٹی بمقدمہ: محمد اقبال مجددی
7۔	کمالات مظہریہ	تالیف شاہ غلام علی دہلوی بمقدمہ مختصر: محمد اقبال مجددی
8۔	مجمع التواریخ	تصنیف حافظ غلام محی الدین کنجاہی بمقدمہ مفصل: محمد اقبال مجددی

گوشۂ تحقیقاتِ محمد ہمایوں عباس

9۔	کحل الجواہر	مولف حضرت شیخ عبدالاحد وحدت سرہندی بمقدمہ: ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس
10	رسالہ صاحبیہ	مولف حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی مرتبہ آقای سعید نفیسی ترجمہ: ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس

مکاتیب

11۔	مکاتیب ڈاکٹر محمد مسعود احمدؒ بنام پروفیسر محمد اقبال مجددی

Marfat.com

روداد

12۔	روداد امام ربانی مجدد الف ثانی بین الاقوامی کانفرنس منعقدہ ۲۶/نومبر ۲۰۱۶ء بمقام ایوان اقبال لاہور	محمد ناظم بشیر

برائے رابطہ:
دفتر مجدد الف ثانی سوسائٹی، لاہور، پاکستان
واقع
35-C ک کمرشل ایریا این ایف سی ہاؤسنگ سوسائٹی، فیز 1، لاہور
0300-4299321............0323-9990970
nazim_bashir72@Yahoo.com
www.mujaddidway.com

Marfat.com

local communities as exemplars of the faith, and served to reinforce the work of the local ulama and strove, back home in their towns and villages, to bring their kin folk closer to the normative Islam they had seen in the Holy Cities.

Marfat.com

> which the Prophet was born and brought up,
> and do not permit the tradition of the non-Arabs
> and customs of the Hindus to permeate our
> lives.[33]

Mir Ghulam Ali Azad Bilgrami (1704-1786), a contemporary of Shah Wali Ullah, went to perform Hajj and followed up with his study of *ahadith.* In East Bengal, Haji Shariat Allah (1781-1840), founder of the Faraizi Movement, when he was only eighteen years of age went to Mecca; he spent nineteen years in the Hijaz. On his return he initiated the revivalist movement in Bengal.[34]

The question *what* the hajj meant to its participants and how it changed them can only be answered by carefully studying the lives of pilgrims and analysing the writings of those revivalists who performed Hajj. The hajj was overwhelmingly important. When Muslims went to Mecca they were immediately impressed with the power and majesty of Islam. Thousands of pilgrims of very diverse ethnicities, social standing, wealth and age, spent some days engaging in common rituals. Returning hajjis stood out in their

---

[33] Sarwar, *Armaghan-i-Shah Wali Ullah*, 519.
[34] Mu'in-ud-din Ahmad Khan, *History of the Fara'idi Movement in Bengal, 1818-1906* (Karachi, Asiatic Society of Pakistan, 1965)

Marfat.com

the infidel King and thus blessing prevailed.[31] This testifies to his inspiration to work for the revival of Islam and uplift of Muslim community in India.

The stay of Shah Waliullah of Delhi in April 1731 coincided with the education of Mohammad bin Abdul Wahab (1703-1787), the founder of Wahabi movement in Arabia. A pupil of Shaikh Abdul Tahir Mohammad bin Ibrahim of Medina and Shaikh Tajuddin Qali, Mecca's mufti, he experienced in his dreams and revelations the Prophet inspiring him to assume his community's religious and political leadership.[32]

His stay in Hijaz had influenced his understanding so much that in his *Wasiyat Nama*, he writes that

> We are Arabs. Our ancestors came to the Indian cities as travellers. For us, our Arab ancestry and Arabic speaking is a pride as these two things make us near to the Holy Prophet. We should repay this blessing by adhering as far as possible to the rites and customs of the Arabs in

[31] Ibid., 353-55.
[32] Hassan Ahmed Ibrahim, "Shaykh Muhammad ibn Abd al-Wahhab and Shah Wali Allah, A Preliminary Comparison of Some Aspects of their Lifes and Careers," *Asian Journal of Social Sciences*, 34, no. 1 (2006): 103-119.

Marfat.com

of Mecca and Medina. The names include Shaikh Ahmad Shinawari (d. 1028 AH), Shaikh Ahmad Qishashi (d. 1071), Syed Abdur Rehman Idrisi alias Mahjub, Shams-ud-Din Muhammad bin al-Ala Al-babli (d. 1077), Shaikh Isa Jafri Maghrabi , Muhammad bin Muhammad bin Suleman Maghrabi, Shaikh Ibrahim Kurdi, Shaikh Hasan Ajmi (d. 1113), Shaikh Ahmad Nakhli, Shaikh Abdullah bin Salim Al-Basari Al-Makki (d. 1134), Shaikh Abu Tahir Muhammad bin Ibrahim Kurdi Madni (d. 1145), Shaikh Taj ud Din Qalii Hanafi.[30]

In his work, *Fuyuz-ul-Harmain*, Shah Wali Ullah has described his 'mukashafa' [dream] in which he states that he saw that king of the infidels has occupied the city of the Muslim and has confiscated their wealth and properties and has made the Muslims his slaves. He saw that in Ajmer rites and rituals of polytheism have been elevated. All this enraged the God and Shah Wali Ullah led the Muslims to fight with the infidels and one by one they freed all the cities and lastly the city of Ajmer. Then the King of Islam killed

---

[30] Professor Muhammad Sarwar, *Armaghan-i-Shah Wali Ullah* (Lahore: Idarah-i-Saqafat-i-Islamia, 1986), 487-496.

Marfat.com

successful while Dara Shikoh would be assassinated.[28] The Naqshbandi Sufis supported the Deccan campaigns of Aurangzeb. Khwaja Saif-ud-Din, another son of Shaikh Ahmad Sirhindi declared it as Jihad-i-Azam (Greater Jihad) as he believed that it would make the route to Mecca more safe. And in 1678, when some descendants of Shaikh Ahmad Sirhindi decided to go for Hajj, Aurangzeb asked them to take the Deccan as he himself was campaigning there.[29]

In the eighteenth century, the Mughal empire began to decline and India fell into chaos and anarchy. In that situation, Shah Wali Ullah emerged who tried to rescue the Muslims. Shah Wali Ullah went to Harmain Sharifain in 1143 AH. He wrote a brief treatise *Insan-ul-Ain fi Mashaikh-ul-Harmain* which is now part of *Infas-ul-Arifeen* in which he wrote about the teachers, Sufis and Ulama

---

[28] Kh. Ubaidullah Known as Murauwijul Shariah, (comp.), *Hasnat ul Haramin: Hazrat Khwaja Muhammad Masum bin Hazrat Mujaddad Alf-i Sani Quds o Sirrahuma kay Safar-i Harmain al-Sharifain kay Malfuzat wa Makashafat (A Collection of Sayings and Apoclypses of Kh. Muhammad Masum Sirhindi, d. 1079/ 1668)* , tr. Muhammad Shakir bin Mulla Badr-ud-Din Sirhindi, ed. Muhammad Iqbal Mujaddidi, 2nd ed. (Gujranwala: Tanzeem-ul-Islam Publications, 2016), 317-18.

[29] *Maktubat-i-Saifiyyah*, 112-113, cited in Introduction by Muhammad Iqbal Mujaddidi, Ibid,.181.

Marfat.com

Shaikh Muhammad Masum, the sons of Shaikh Ahmad Sirhindi. They often wrote to Aurangzeb advising him on important issues of *shariah*.[26] It is so happened that in 1556-57 when the war of succession was about to be commenced, the two brothers proceeded on Hajj and remained in Hijaz for three years. They only came back when Aurangzeb had ascended the throne. Even before embarking on the Hajj, they wrote to Aurangzeb that they would pray for his victory and he would be victorious.[27] While they were performing the religious rites, they were concerned about the political situation in India. At one time, Khwaja Masum prayed at the Mausoleum of the Holy Prophet (Peace be upon Him) and enquired about the final outcome of the war of succession. He got that spiritual hint that Aurangzeb would be

[26] There are 9 letters addressed to Aurangzeb in *Maktubat-i-Saeediyyah* ed. Hakeem Abdul Majeed Ahmad Saifi Mujaddadi Naqshbandi, (Lahore: Maktaba-i-Hakeem Saifi, 1385 AH) while there are 6 letters addressed to Aurangazeb in *Maktubat-i-Masumiyyah,* tr. Maulana Zawar Hussain Shah, 3 vols. (Lahore: Zawar Academy, 1979)

[27] Safeer Ahmad Masumi, *Maqamat-i-Masumi: Ahwal-o-Asar-o-Taleemat-i-Hazrat Khawaja Muhammad Masum bin Khwaja Mujaddid Ali-i-Sani*, ed. Muhammad Iqbal Mujaddadi (Lahore: Zia-ul-Quran, 2004) III: 207.

Marfat.com

coronation,[24] thus bringing about a major shift in the policies of the Mughal state.

In the last years of Shah Jahan's reign, as the war of succession began amongst the Emperor's sons, another serious threat to Muslim community emerged. The eldest son of Shah Jahan and the most serious contender to the throne, Dara Shikoh shared the same heterodox views with great grandfather, Akbar. But the latter was illiterate while Dara Shikoh was a highly educated person. Even he had authored a number of books on religious matters and his devotion of Hindu beliefs and practices were known to all and sundry.[25] On the other hand, his younger brother, Aurangzeb, was an orthodox, practising Muslim, who was known for his strong Islamic beliefs. In that scenario, the Naqshbandi Sufis, particularly the descendants of Shaikh Ahmad Sirhindi decided to wholeheartedly support Aurangzeb. Even as a Prince, the latter had developed cordial relations with Shaikh Muhammad Saeed and

[24] K. A. Nizami, "Naqshbandi Influence on Mughal Rulers and Politics," *Islamic Culture* 39 (January 1965): 47.
[25] For the proclivities of Dara Shikoh, see his own works, *Majma-ul-Bahrain* and his *Divan*

Marfat.com

sobriety. He hated and avoided unnecessary debate and dialogue. He believed that in an age of religious anarchy, to follow right beliefs was very difficult. When opposite ideas and thoughts clashed with one another, it necessarily resulted in suspicions. First, purify and strengthen one's beliefs according to the beliefs of Ahl-ul-Sunnah, then study the books of true Sufis, whatever one fails to understand, does not burden one's nature with it, do not believe in hearsay and rest one's belief on what he is able to understand. If one recites Kalimah, then believe in him and do not pass judgement of Kufr on minor matters. Shaikh Abdul Haq throughout his life followed these principles.

Shaikh Abdul Haq wanted to remain in Mecca but his spiritual guide, Shaikh Abdul Wahab ordered him to return to India. Thus in last years of Akbar's reign, Shaikh Abdul Haq came back to India. He established his religious seminary and got involved in his academic work, particularly on Hadith. However, he, along with other Naqshbandi Sufis, played their part in the accession of Jahangir who had promised to uphold the Shariah before his

Marfat.com

Sirhindi and Shaikh Abdul Haq, became his disciples. Both of them were to play the revivalist role in the crisis. In 1587, Shaikh Abdul Haq Mohaddis at the age of 38 started his journey towards Hijaz. Shaikh reached Gujarat via Malwa. After reaching there, he came to know that the weather of shipping was over. So he stayed there for a year and departed for Hijaz next year. Shaikh Abdul Haq reached Mecca quite a long time earlier before the month of Ramazan. So he got lessons of Sahih Muslim and Sahih Bukhari from some prominent Ulama. Then he presented himself before Shaikh Wahab Muttaqi and became his disciple. The next three years he spent in the service of Shaikh Abdul Wahab Muttaqi.[22] In *Akhbar-ul-Akhyar*, Shaikh Abdul Haq has reproduced some of the sayings of the his teacher Shaikh Abdul Wahab Muttaqi and in the light of these sayings when we see the entire life of Shaikh Abdul Haq, it can be realized how much he imbibed the teachings of his mentor and became his living picture.[23] For example, in the disputed issues, his attitude was that of a balanced person and of

---

[22] Khaliq Ahmad Nizami, *Hayat-i-Abdul Haq Mohaddis*(Delhi: Nadwatul Musanifin), 101
[23] Ibid., 106.

Marfat.com

to influence the life and thought of the ruling classes and to bring the state closer to religion."[19] Therefore, unlike other Sufi silsilahs, Naqshbandi order did not adopt an isolationalist attitude towards the government. Shaikh Ahmad Sirhindi put forward this view quite emphatically when he said: "The King is the soul and the people the body. If the King goes astray, the people will follow suit."[20] It is therefore generally believed that the revivalist movements in Turkey and West Asia owed their "intellectual support and sustenance" to the Naqshbandiyyah.[21] Naqshbandi Sufis popularised different concepts of *mujaddid* (renewer), *qayyum* (lasting), *qaim* (steadfast), and *mahdi* (the guided one) which testified to their revivalist activities.

The founder of the Silsilah in India was Khwaja Baqi Billah who due to his amiable personality attracted the best persons towards him. The two most gifted personalities of the time, Shaikh Ahmad

[19] K.A. Nizami, "The Naqshbandiyyah Order," in *Encyclopaedia of Islamic Spirituality*, Vol. II, ed. Seyyed Hossein Nasr (Lahore: Sohail Academy, 2005), 163.
[20] Shaikh Ahmad Sirhindi, *Maktubat-i-Imam Rabbani* (Urdu tr. Maulana Qazi Alam-ud-Din Naqshbandi Mujaddadi), Vol. II, Letter no. 67, p. 229.
[21] Nizami, "The Naqshbandiyyah Order,", 162.

Marfat.com

persecution of Mahdawis started, Shaikh Mubarak also had to flee for his life. Two prominent Ulama of the time, Makhdum-ul-Mulk Abdullah Sultanpuri and Shaikh Abdun Nabi made the king to issue orders against him. However, Shaikh Mubarak was able to save himself through the intercession of a prominent noble. As time passed, his two sons, Faizi and Abul Fazl joined the imperial court of Akbar and gradually won over the Emperor's confidence. As Akbar got disgruntled with the orthodox Ulama, Abul Fazl made Akbar to initiate his policy of 'Sulh-i-Kul' (Peace for All) which amounted to dominance of Hindu and un-Islamic elements in state policies. This created a serious crisis for the Muslim community of South Asia.[18] At that juncture, Sufis belonging to Naqshbandi silsilah came forward to save the community.

Naqshbandi silsilah emerged in India in the sixteenth century. Two particular features which differentiate it from other silsilahs are, firstly strict adherence to *shariah* and secondly, "determined effort

---

[18] For a balanced study of the Akbar's religious innovations, see Khaliq Ahmad Nizami, *Akbar and Religion* (Delhi: Idarah-i-Adabiyat-i-Delli, 1989) and Ishtiaq Husain Qureshi, *The Muslim Community of the Indo-Pakistan Subcontinent, 610-1947, A Brief Historical Analysis*, 2nd ed. (Karachi: Maaref, 1977), 138-165.

Marfat.com

ideas.[16] Many important Ulama also accepted the ideas. Syed Ali Muttaqi wrote two works, *Risalah al-Rad* and *Al-Burhan fi alamat-i Mahdi Akhir al-Zaman* to refute his ideas. He also got a *fatwa* of Arab Ulama of all schools of thought against him. The Mahdi's tall claims to be the one appointed by God to appear in the End of the World or the one about whom there are a number of prophecies in the former Scriptures were rejected by all of them. They declared that the execution of Mahdawis was obligatory at places where it could be implemented. The *fatwa* on the recommendation of Syed Ali Muttaqi provided the opportunity for the opponents of the Mahdawis to unleash a reign of terror against them. Thus through political persecution, the Mahdawi movement was extirpated.[17]

One of the followers of Mahdawi movement was Shaikh Mubarak who accepted the ideas of Syed Muhammad Jaunpuri. When the

---

16 A. S. Bazmee Ansari, "Sayyid Muḥammad Jawnpuri and His Movement: A Historico-Heresiological Study of the Mahdiyyah in the Indo-Pakistan Sub-Continent", *Islamic Studies*, 2 No. 1 (March 1963): 44

17 Athar Abbas Rizvi, *Muslim Revivalist Movements In-Northern-India in 16th and 17th Centuries* (Agra, 1965), 68-135.

Marfat.com

also looked after financially.[15] It was because of the presence of Syed Ali Muttaqi and Abdul Wahab Muttaqi in Mecca that a closer connection developed between Hijaz and India. The Meccan Ulama started giving their authoritative opinions on Indian religious matter. The first manifestation was the *fatwa* against Mahdawi ideas.

Just before coming of the Mughals in India, a powerful movement had swept India. The Mahdawi movement emerged in the last fifteenth century with the explicit aim to revive the true spirit of Islam. In 1495, its founder Syed Muhammad of Jaunpur, at the age of forty, went to Mecca with his followers numbering 360 and in front of Kaba declared himself to be Mahdi. The Ulama of Mecca opposed his ideas. When he returned to India, he reiterated his claim of Mahdi. A lot of people got impressed by his piety and embraced his ideas. Mahdawi movement emerged as a great force in Gujarat and other parts of North India. Syed Muhammad Jaunpuri died in in 1504 but his devotees continued to spread his

[15] For the life of the saint, see Shaikh Abdul Haq Muhaddis Dihilvi, *Akhbar-ul-Akhyar*, 355-364. Rizvi, *History of Sufism*, II: 325-329.

Marfat.com

he totally dedicated himself to study, writing and teaching. He became in course of time one of the prominent teachers of Hadith and Fiqh. Even during his lifetime he was recognized as a great Sufi and scholar of Hadith. His disciples spread from Yemen to Syria and from Gujarat to the Deccan.[14] He earned his living by copying manuscripts. He died in 1567.

Shaikh Ali Muttaqi's favourite disciple was Shaikh Abdul Wahab al-Muttaqi who originally belonged to Mandu but later moved to Burhanpur. However, Shaikh Abdul Wahab's spiritual thirst compelled him to become an itinerant dervish. He ultimately reached Mecca and became a disciple of Shaikh Ali Muttaqi. He got spiritual training from his mentor and also started giving lectures on Hadith, Fiqh and Arabic lexicography. Gradually his fame spread far and wide and after the death of his spiritual guide, his *khanqah* became a haven for Indian pilgrims, some of whom he

[14] For the life of the saint, see, Shaikh Abdul Haq Muhaddis Dihilvi, *Akhbar-ul-Akhyar,* Urdu tr. Maulana Iqbal-ud-Din Ahmed (Karachi: Dar-ul-Ashaat, 1997), 343-350; Rizvi, *History of Sufism*, II: 319-325.

Marfat.com

attended were mystics and scholars from many parts of the Islamic world, it was with those from non-Arabic speaking countries that the Indians proved most popular."[13] The most prominent names were those of Shaikh Ali Muttaqi and his disciple Shaikh Abdul Wahhab Muttaqi.

Shaikh Ali Muttaqi's family originally belonged to Jaunpur. He himself was born at Burhanpur in 1480-81. After a move to Multan, he began practicing austere ascetic exercises under Shaikh Hussamud Din Muttaqi, for about two year. In Gujarat, prompted by divine inspiration, the Shaikh wrote a treatise on mysticism. Sultan Bahadur of Gujarat visited him. After the defeat of Sultan Bahadur by Humayun in 1536 Shaikh Ali felt it expedient to leave Ahmedabad for Mecca. In the Holy Land, he became the disciples of Shaikh Abul Hasan Bakri, one of the most prominent Sufi. He also benefitted from the company of other scholars and Sufis and Shaikh Muhammad al-Sakhawi initiated him in Qadiriyyah order and later made him his *khalifah.* Except for a few trips to Gujarat,

[13] Saiyid Athar Abbas Rizvi, *A History of Sufism, in India,* II: *From Sixteenth Century to Modern Century* (Lahore: Sohail Academy, 2004), 319.

Marfat.com

martyrdom. "It was meritorious to die in Mecca, and on occasion people's bodies were taken there for burial. Similarly, to die while on pilgrimage was, at least in India, considered to be one of the 21 ways by which a Muslim could become a martyr, or *shahid.* "[12]

The social impact of Hajj on South Asian society is difficult to measure in the medieval period. However, it is generally assumed that Hajj was especially important as a vehicle for Islamic identification in South Asia and the Holy Cities played the role of diffusion centres, crucial for the vitalization and reinforcement of correct Islamic conduct. Therefore, if we survey the list of Muslim scholars and Sufis during the Mughal period who went to Hajj and were influenced by the environment of Hijaz, we can count a lot of names. One reason was that from the late fifteenth century, some important Indian scholars and Sufis migrated to Hijaz which started to emerge as a centre of religious education and learning for the Indian disciples. "Many of the Indians who settled in Mecca and Medina started their own schools. Although those who

[12] Pearson, *Pious Passengers*, 41.

Marfat.com

life as well as of property to the Portuguese. In such circumstances, some Muslim scholars believed that Hajj had not remained binding on Muslims of India. During Akbar's reign, such views were voiced by Makhdum-ul-Mulk Abdulla Sultanpuri who issued the *fatwa* declaring that Hajj was no longer binding as the routes were unsafe- land route due to the hostile attitude of the Persians and the sea route on account of the Portuguese whose ship-tickets bore pictures of Mary and Jesus.[10] How much this *fatwa* did affect the Hajj traffic from India is not hard to see. So numerous were Indian pilgrims in Mecca in the late 1570s that the Ottomans became concerned that they were causing overcrowding and a shortage of food for Mecca. Decrees were issued to get these Indians to go back home.[11] However, it is a fact that no matter which route was taken, the journey to Mecca was long, arduous and dangerous. It took a sea voyage of nearly 40 to 50 days to reach from Surat to Jeddah and generally more than a year to return to one's homeland. For many who died on the way, it amounted to nothing less than a

---

[10] Abd-ul-Qadir bin Maluk Shah Badaoni, *Muntakhab-ut-Tawarikh,* tr. W.H. Lowe (Calcutta, 1884), II: 206.
[11] Pearson, *Pious Passengers*, 52-53.

Marfat.com

Sea to the Arab main lands. The Hajj traffic from India was also seriously affected. The Indian merchant and pilgrim ships were required by the Portuguese to secure a pass (*cartaz*) from them for safe conduct, and those who did not comply were plundered on the high seas. But even a *cartaz* did not always guarantee safety as the Portuguese often attacked these ships, especially pilgrim ships, on some minor pretext. They justified such attacks on religious grounds and contemporary Muslim writer, Shaikh Zainuddin Mabari, in his *Tuhfat-al-Mujahidin*, laments that "they [the Portuguese] prevented the Muslims from their journey, especially the pilgrimage to Mecca."[9]

Thus, for Muslims living outside the Ottoman Empire, all the possible routes to Mecca were either blocked or subject to foreign control. Pilgrims had either to submit to religious persecution in Persia or to undertake the journey under pain of possible loss of

---

[9] Shaikh Zainuddin al-Mabari, *Tuhfat-al~Mujahidin*, Urdu trans.Hakeem Syed Shamsullah Qadari (Aligarh, 1942), 56. For an account of the cartaz system see M.N. Pearson, *Merchants and Rulers of Gujarat: The Response to the Portuguese in the Sixteenth Century* (Berkeley: University of California Press, 1976), pp. 39-52.

Marfat.com

With the land routes becoming too dangerous, most pilgrims preferred to travel through sea. In the 16th and 17th centuries, the great port of Gujarat, Surat, emerged as the main port through which most Hajj traffic passed. The various epithets associated with the port just signify the importance of the port to the Indian Muslims. It was called 'Bab-ul-Mecca' (the Gateway of Mecca) and 'Bandar-i-Mubarak' (the blessed port). There is also credible evidence to suggest that the Muslims in the Southeast Asia also used it to travel to Mecca. However, it was not the only port used for Hajj traffic. Ports in both the east and west coasts of India, particularly in Bengal, Deccan and even Goa were used as exit point for Hajjis.[8]

However, the Portuguese hegemony in the Indian Ocean was changing the situation on the seas as well. By 1515, the Portuguese had seized many strategic ports in the Indian Ocean and the Persian Gulf. They made serious attempts to cut the ancient trade routes that ran from India through the Persian Gulf and the Red

---

[8] Pearson, *Pious Passengers*, 114-15.

Marfat.com

adequately studied. This paper examines the role of Hajj in Islamic revivalism, focussing particularly on the Naqshbandi Sufis during the Mughal period. It thus discusses Hajj as an important vehicle for Islamic identification, and examines how it transformed its participants and impacted the society at large.

During the medieval period, the Indian pilgrims used both the land and sea routes to perform Hajj. The land route passed through Persia and when the Safavid empire was founded in the beginning of the sixteenth century and border conflicts began with the Ottoman empire, the route became quite hazardous. The sectarian hostility of the Safavids towards the Sunnis further complicated the matters.[7] In 1556, the pilgrim traffic from the East received another serious blow, when the ruler of Russia, Ivan IV, conquered Astrakhan and closed the pilgrim road from Central Asia which passed through the city.

---

[7] For a vivid description of the sectarian hostility of the Safavids towards the Sunnis passing through Persia in the sixteenth century, see Sidi Ali Reis, *Travels of an Admiral: Mirat-al-Mamalik,* trans. A. Vambery (Lahore: Gautam Publishers, 1994 [1899]), 84-103

Marfat.com

seventeenth centuries, particularly the Portuguese, English, Dutch and French, produced abundant material in varied languages related to activities of Hajj. Most of these accounts are "relatively full, relatively perceptive, and of course, thoroughly hostile."[6] The other important type of material is the diverse indigenous sources, particularly the official, semi-official or totally private Persian chronicles, regional histories sometimes written in local languages, *Tazkirahs* or collection of biographies of *Ulama, Sufis*, nobles and poets, *maktubat* or letters of the literati and *malfuzat* or discourses of the Sufis. There are also rich Hajj accounts and reminiscences of different medieval personalities. These sources abound with scattered and fragmentary but also invaluable information on Hajj activities.

Hajj in the medieval period can be studied through a number of perspectives. The phenomenon was complex and had many diverse aspects—religious, political, diplomatic, economic, social, and cultural. However, despite its immense impact, it has not been

---

[6] Pearson, *Pious Passengers*, 12-13.

Marfat.com

engaged in this activity, no serious attempt has been made to understand its varied ramifications.

The renowned orientalist, Bernard Lewis, once complained that, "the effect of the pilgrimage on communications and commerce, on ideas and institutions, has not been adequately explored," and claimed that "it may never be, since much of it will, in the nature of things, have gone unrecorded."[5] In the context of Medieval India, this statement can be considered as a half-truth. It is a fact that very few have ventured to explore the subject. Except for a pioneering study of M.N. Pearson titled *Pious Passengers: Hajj in Earlier times*, (later published with a different title *Pilgrimage to Mecca: the Indian Experience*) there is little scholarly work on the subject. However, it is also a fact that the event has not remained unrecorded. There are two main types of sources related to the medieval Hajj. European travellers in India in the sixteenth and

---

pilgrims annually in the Mughal period. See her article "The Pilgrimage Remembered: South Asian Accounts of the Hajj," in *Muslim Travellers: Pilgrimage, Migration and the Religious Imagination*, eds. Dale F. Eickelman and James Piscatori (Berkley: University of California Press, 1990), 102.

5. Cited in David E. Long, *The Hajj Today: a Survey of the Contemporary Makkah Pilgrimage* (New York: SUNY Press, 1979), 1.

Marfat.com

lifetime. The Muslims for centuries have flocked to Mecca to fulfil this obligation.[2]

Since the time when Islam established itself in India, a contingent of pilgrims used to go to Hijaz to perform Hajj. This Indian caravan, in the fifteenth century, was considered to be equal in size and significance to the caravans from Egypt and Syria.[3] When the Mughals came to power in 1526, the tradition continued and if the estimate of some modern scholars is to be believed, 10,000 to 15,000 pilgrims every year undertook the Hajj during the period of Mughal rule.[4] Though a sizable population of the Muslim elite was

---

[2] Dr. Hamidullah writes that "it involves so many individual, social and spiritual elements that nothing is comparable to it. It is a veritable Resurrection, but a resurrection on the earth-plane. Men of all classes, all countries, all races and all languages meet together in an act of adoration of the universal Lord. We cannot but reflect on the words of revelation describing the Day of Resurrection in the hereafter: "Whose is the Kingdom today? It is God"s, the One, the Ruler of all!" Muhammad Hamidullah, *The Pilgrimage to Mecca: History, Rites and Philosophy: History, Rites and Philosophy,* website https://ia800403.us.archive.org/3/items/ThePilgrimageToMeccaByDr.MuhammadHamidullah/The%20Pilgrimage%20to%20Mecca%2C%20By%20Dr.%20Muhammad%20Hamidullah.pdf, 54 (accessed on 01.06.2017).

[3] Naim R. Farooqi, "Moguls, Ottomans, and Pilgrims: Protecting the Routes to Mecca in the Sixteenth and Seventeenth Centuries," *The International History Review*, 10, No. 2 (May, 1988): 199.

[4] M. N. Pearson, *Pious Passengers: The Hajj in Earlier Times* (New Delhi: Sterling Publishers, 1994), 58 and Michael Naylor Pearson, *The Indian Ocean* (Routledge, 2003), 150. Barbara D. Metcalf gives the figure of 10,000 Indian

Marfat.com

Hajj and Islamic Revivalism in Mughal India

Dr. Faraz Anjum
Associate Professor,
Department of History,
University of the Punjab, Lahore.

> *The innumerable host of pilgrims from Iraq, Khurasan, Fars, and other eastern lands, so many that the earth surged with them like the sea and their march resembled the movement of a high-piled cloud.* [Ibn Battuta (1304-1368/9)][1]

Travel and pilgrimage to religious sites is a phenomenon which is universal and common to every time and place. No period and no geographical region in human history can be mentioned which is devoid of devotees travelling to some sacred site for spiritual uplift and moral regeneration. Islam is no exception to this general rule. However, what is exceptional is that Islam, unlike other religious traditions, has not left the choice to the individual but rather made it an obligation. Hajj is one of the five pillars of Islam and is obligatory upon every eligible Muslim to undertake it once in a

[1] Ibn Battuta, *Travels in Asia and Africa, 1325*-1354, tr. H.A.R.Gibb (Delhi: Low Price Publications, 2004[1929], 78.

Marfat.com

ALL RIGHTS RESERVED WITH PUBLISHER

Title: Armagan-e-Imam-e-Rabbani(Vol-9)

Editor: Dr.Muhammad Humayun Abbas Shams

Ph.D (B.Z University Multan, Pakistan)
Post Doc (University of Glasgow (U.K.)

Published by: Muhammad Nazim

Prof Reading: Shahid Hussain

Calligraphy: Ahmad Ali Bhutta

First Edition: October,2018

Publisher: Imam-e-Rabbani Publications,
Lahore,Pakistan

Pages: 826

Contact:

- 35-C(1st Floor) NFC Housing Society Phase-1 Lahore Pakistan
- Office: Daily Juraat, Tijarat and The Business 14-Davis Road, Lahore

Cell:0092300-4299321 0300-6659771

www.mujaddidway.com

297.1 Armagan-e-Imam-e-Rabbani edited by
Humayun Abbas

ARM

Lahore, Sher e Rabbani Publications, 2018
P 826

1.Sufiism

Marfat.com

proceeding of

Imam-e-Rabbani

International Conference

held on 4th November 2018

Lahore

Armaghan-e-Imam-e-Rabbani

EDITOR:

Dr.Muhammad Humayun Abbas Shams

Vol-IX

Published by

Muhammad Nazim

Publisher

Imam-e-Rabbani Publications

Lahore - Pakistan

Marfat.com

ارمغانِ امامِ ربّانیؒ

جلد نہم

ترتیب وتدوین

ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس

باہتمام

محمد ناظم بشیر نقشبندی مجددی

امام ربّانی پبلیکیشنز لاہور پاکستان

Marfat.com